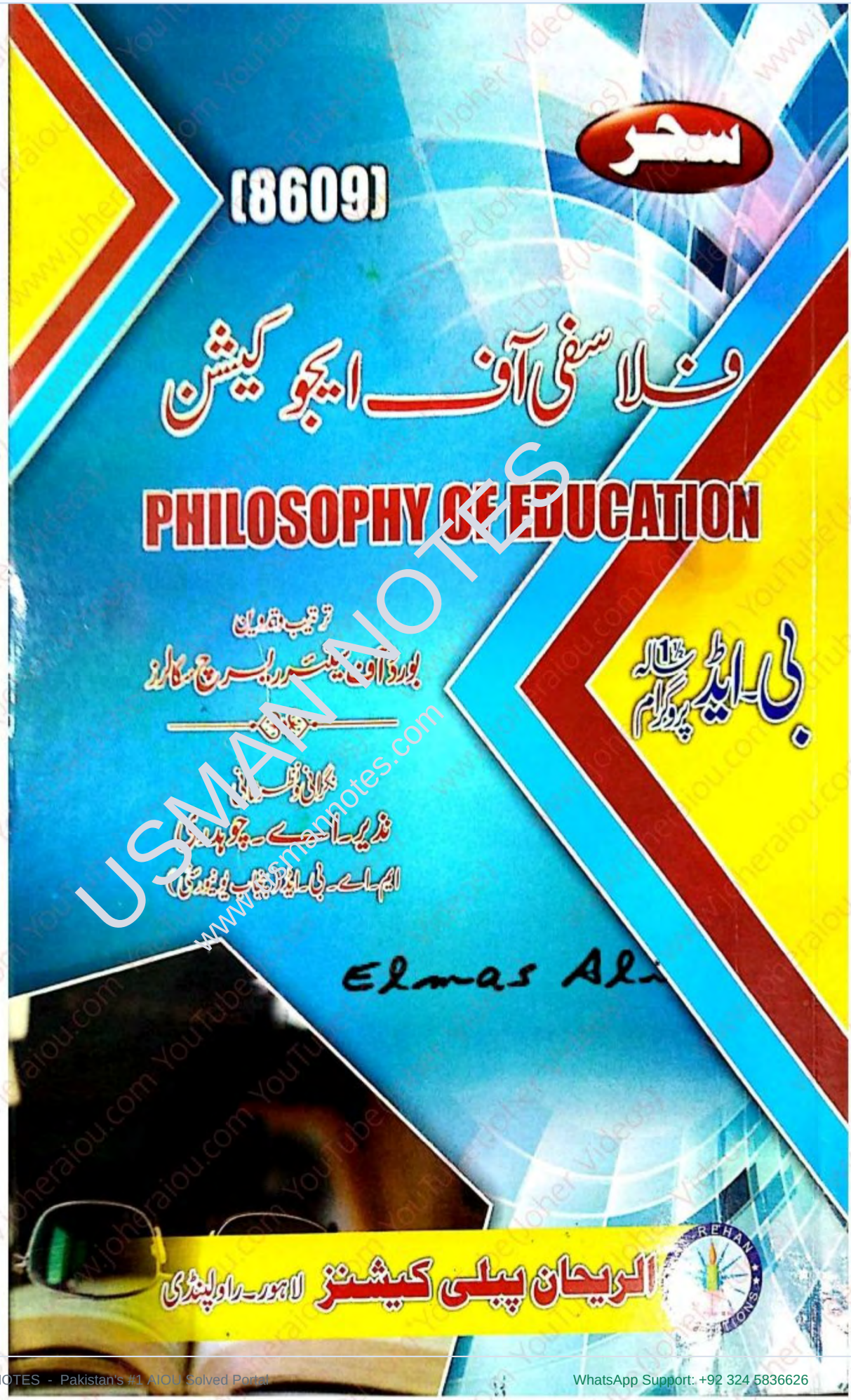
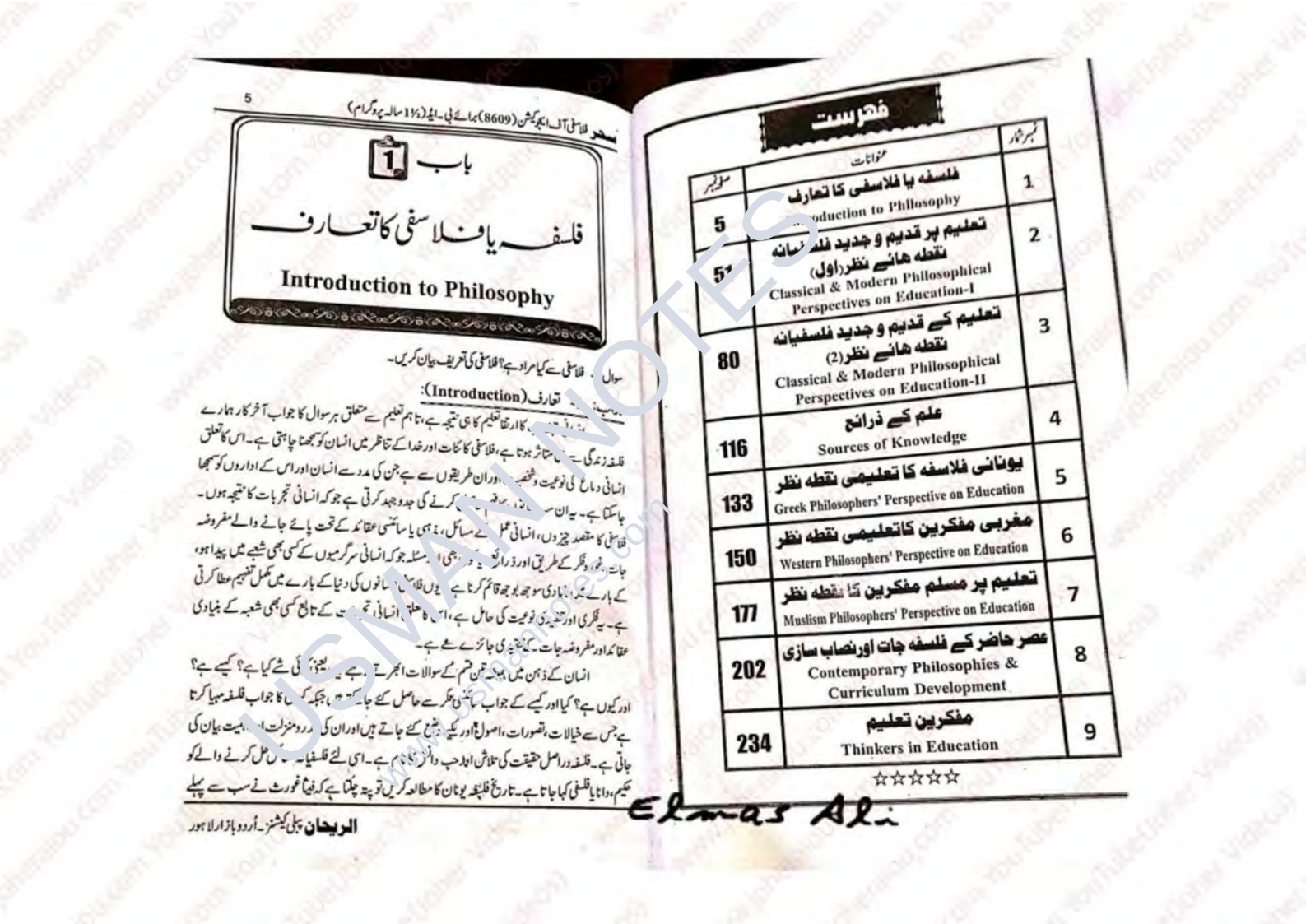


USMAN NOTES
www.usmannotes.com



5

سبق فلاسفی آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام)

باب 1

فلسفہ یا فلاسفی کا تعارف

Introduction to Philosophy

سوال ۔ فلاسفی سے کیا مراد ہے؟ فلاسفی کی تعریف بیان کریں۔

تعارف (Introduction):

[illegible] کا ارتقا تعلیم کا ہی نتیجہ ہے، تاہم تعلیم سے متعلق ہر سوال کا جواب آخر کار ہمارے فلسفہ زندگی سے متاثر ہوتا ہے، فلاسفی کائنات اور خدا کے تناظر میں انسان کو سمجھنا چاہتی ہے۔ اس کا تعلق انسانی دماغ کی نوعیت و شخصیت اور ان طریقوں سے ہے جن کی مدد سے انسان اور اس کے اداروں کو سمجھا جاسکتا ہے۔ یہ ان [illegible] کرنے کی جدوجہد کرتی ہے جو کہ انسانی تجربات کا نتیجہ ہوں۔ فلاسفی کا مقصد چیزوں، انسانی [illegible] مسائل، مذہبی یا سائنسی عقائد کے تحت پائے جانے والے مفروضہ جات، غور و فکر کے طریق اور ذرائع [illegible] مسئلہ جو کہ انسانی سرگرمیوں کے کسی بھی شعبے میں پیدا ہو، کے بارے میں بنیادی سوچ بوجھ قائم کرنا ہے [illegible] فلاسفر انسانوں کی دنیا کے بارے میں مکمل تفہیم عطا کرتی ہے۔ یہ فکری اور تنقیدی نوعیت کی حامل ہے، اس کا تعلق انسانی تجربے کے تابع کسی بھی شعبہ کے بنیادی عقائد اور مفروضہ جات کے تجزیہ کی جائزے سے ہے۔

انسان کے ذہن میں ہمیشہ جن قسم کے سوالات ابھرتے رہے ہیں یعنی کائنات کی شے کیا ہے؟ کیسے ہے؟ اور کیوں ہے؟ کیا اور کیسے کے جواب سائنسی فکر سے حاصل کئے جاسکتے ہیں جبکہ کیوں کا جواب فلسفہ مہیا کرتا ہے جس سے خیالات، تصورات، اصول اور نکتے واضح کئے جاتے ہیں اور ان کی [illegible] اہمیت بیان کی جاتی ہے۔ فلسفہ دراصل حقیقت کی تلاش اور [illegible] ہے۔ اسی لئے فلسفیانہ [illegible] حل کرنے والے کو حکیم، دانا یا فلسفی کہا جاتا ہے۔ تاریخ فلسفہ یونان کا مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ فیثا غورث نے سب سے پہلے

الریحان پبلی کیشنز۔ اُردو بازار لاہور

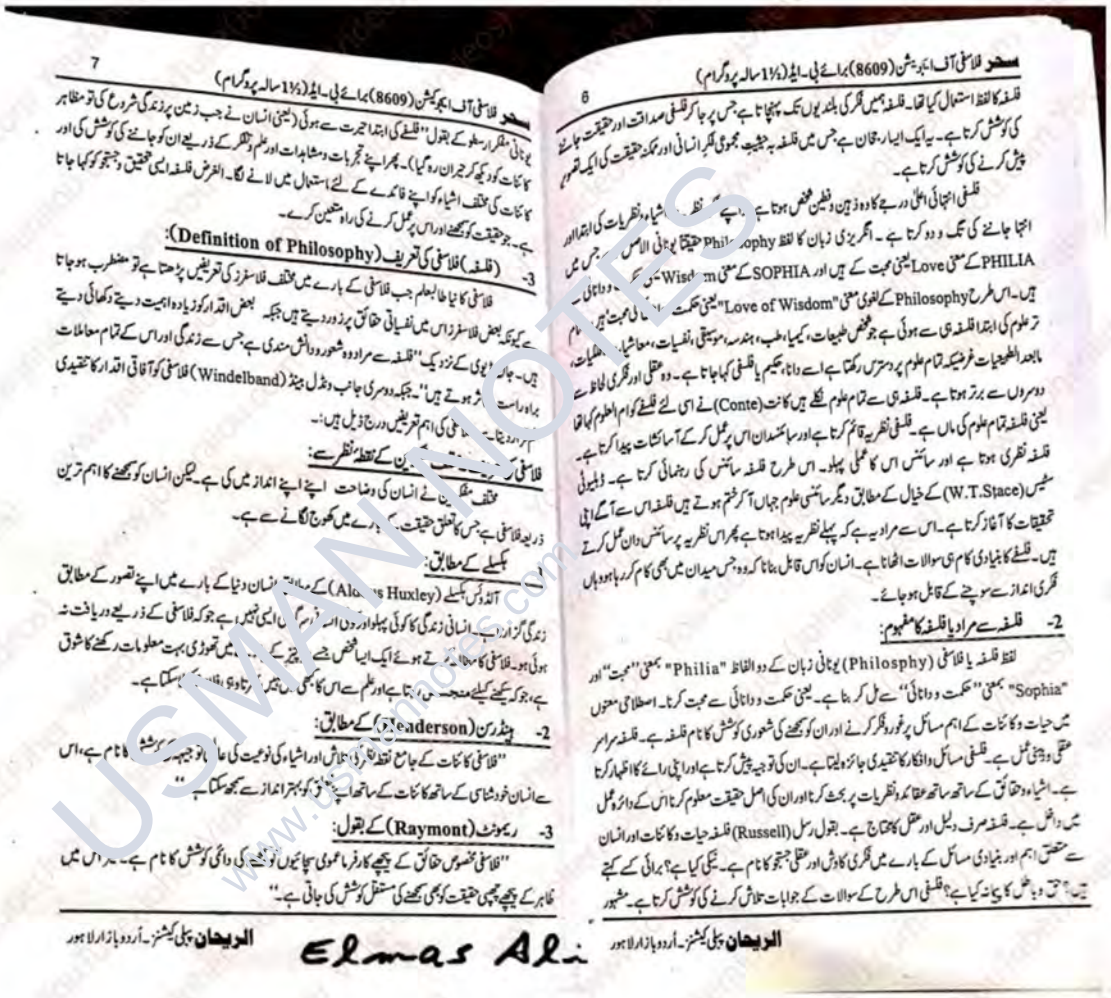
فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	فلسفہ یا فلاسفی کا تعارف [illegible]oduction to Philosophy	5
2	تعلیم پر قدیم و جدید فلسفیانہ نقطہ ہائے نظر (اول) Classical & Modern Philosophical Perspectives on Education-I	5'
3	تعلیم کے قدیم و جدید فلسفیانہ نقطہ ہائے نظر (2) Classical & Modern Philosophical Perspectives on Education-II	80
4	علم کے ذرائع Sources of Knowledge	116
5	یونانی فلاسفہ کا تعلیمی نقطہ نظر Greek Philosophers' Perspective on Education	133
6	مغربی مفکرین کا تعلیمی نقطہ نظر Western Philosophers' Perspective on Education	150
7	تعلیم پر مسلم مفکرین کا نقطہ نظر Muslism Philosophers' Perspective on Education	177
8	عصر حاضر کے فلسفہ جات اور نصاب سازی Contemporary Philosophies & Curriculum Development	202
9	مفکرین تعلیم Thinkers in Education	234

☆☆☆☆☆

Elmas Ali

USMAN NOTES
www.usmannotes.com



سحر فلاسفی آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام) 6

فلسفہ کا لفظ استعمال کیا تھا۔ فلسفہ ہمیں فکر کی بلندیوں تک پہنچاتا ہے جس پر جا کر فلسفی صداقت اور حقیقت جاننے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ ایک ایسا رجحان ہے جس میں فلسفہ بہ حیثیت مجموعی فکرِ انسانی اور تمنۂ حقیقت کی ایک تصویر پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

فلسفی انتہائی اعلیٰ درجے کا وہ ذہین و فطین شخص ہوتا ہے جو اپنے گرد و نواح کی اشیاء و نظریات کی ابتدا اور انتہا جاننے کی تگ و دو کرتا ہے۔ انگریزی زبان کا لفظ Philosophy حقیقتاً یونانی الاصل ہے جس میں PHILIA کے معنی Love یعنی محبت کے ہیں اور SOPHIA کے معنی Wisdom یعنی حکمت و دانائی ہیں۔ اس طرح Philosophy کے لغوی معنی "Love of Wisdom" یعنی حکمت و دانائی سے محبت کرنا ہیں۔ تمام علوم کی ابتدا فلسفہ ہی سے ہوئی ہے جو شخص طبیعات، کیمیا، طب، ہندسہ، موسیقی، نفسیات، معاشیات، طبیعیات، مابعد الطبیعیات غرضیکہ تمام علوم پر دسترس رکھتا ہے اسے دانا، حکیم یا فلسفی کہا جاتا ہے۔ وہ عقلی اور فکری لحاظ سے دوسروں سے برتر ہوتا ہے۔ فلسفہ ہی سے تمام علوم نکلے ہیں کانت (Conte) نے اسی لئے فلسفے کو ام العلوم کہا تھا یعنی فلسفہ تمام علوم کی ماں ہے۔ فلسفی نظریہ قائم کرتا ہے اور سائنسدان اس پر عمل کر کے آسائشات پیدا کرتا ہے۔ فلسفہ نظری ہوتا ہے اور سائنس اس کا عملی پہلو۔ اس طرح فلسفہ سائنس کی رہنمائی کرتا ہے۔ ڈبلیو ٹی سٹیس (W.T.Stace) کے خیال کے مطابق دیگر سائنسی علوم جہاں آ کر ختم ہوتے ہیں فلسفہ اس سے آگے اپنی تحقیقات کا آغاز کرتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ پہلے نظریہ پیدا ہوتا ہے پھر اس نظریہ پر سائنس دان عمل کرتے ہیں۔ فلسفے کا بنیادی کام ہی سوالات اٹھانا ہے۔ انسان کو اس قابل بنانا کہ وہ جس میدان میں بھی کام کر رہا ہو وہاں فکری انداز سے سوچنے کے قابل ہو جائے۔

2- فلسفہ سے مراد یا فلسفہ کا مفہوم:

لفظ فلسفہ یا فلاسفی (Philosphy) یونانی زبان کے دو الفاظ "Philia" بمعنی "محبت" اور "Sophia" بمعنی "حکمت و دانائی" سے مل کر بنا ہے۔ یعنی حکمت و دانائی سے محبت کرنا۔ اصطلاحی معنوں میں حیات و کائنات کے اہم مسائل پر غور و فکر کرنے اور ان کو سمجھنے کی شعوری کوشش کا نام فلسفہ ہے۔ فلسفہ سراسر عقلی و ذہنی عمل ہے۔ فلسفی مسائل و افکار کا تنقیدی جائزہ لیتا ہے۔ ان کی توجیہ پیش کرتا ہے اور اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے۔ اشیاء و حقائق کے ساتھ ساتھ عقائد و نظریات پر بحث کرنا اور ان کی اصل حقیقت معلوم کرنا اس کے دائرہ عمل میں داخل ہے۔ فلسفہ صرف دلیل اور عقل کا محتاج ہے۔ بقول رسل (Russell) فلسفہ حیات و کائنات اور انسان سے متعلق اہم اور بنیادی مسائل کے بارے میں فکری کاوش اور عقلی جستجو کا نام ہے۔ نیکی کیا ہے؟ برائی کسے کہتے ہیں؟ حق و باطل کا پیمانہ کیا ہے؟ فلسفی اس طرح کے سوالات کے جوابات تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مشہور

یونانی مفکر ارسطو کے بقول "فلسفے کی ابتدا حیرت سے ہوئی (یعنی انسان نے جب زمین پر زندگی شروع کی تو مظاہر کائنات کو دیکھ کر حیران رہ گیا)۔ پھر اپنے تجربات و مشاہدات اور علم و فکر کے ذریعے ان کو جاننے کی کوشش کی اور کائنات کی مختلف اشیاء کو اپنے فائدے کے لئے استعمال میں لانے لگا۔ الغرض فلسفہ ایسی تحقیق و جستجو کو کہا جاتا ہے۔ جو حقیقت کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی راہ متعین کرے۔

3- (فلسفہ) فلاسفی کی تعریف (Definition of Philosophy):

فلاسفی کا نیا طالبعلم جب فلاسفی کے بارے میں مختلف فلاسفرز کی تعریفیں پڑھتا ہے تو مضطرب ہو جاتا ہے کیونکہ بعض فلاسفرز اس میں نفسیاتی حقائق پر زور دیتے ہیں جبکہ بعض اقدار کو زیادہ اہمیت دیتے دکھائی دیتے ہیں۔ جارج ایوی کے نزدیک "فلسفہ سے مراد وہ شعور و دانش مندی ہے جس سے زندگی اور اس کے تمام معاملات براہ راست متاثر ہوتے ہیں"۔ جبکہ دوسری جانب ونڈل بینڈ (Windelband) فلاسفی کو آفاقی اقدار کا تنقیدی [illegible] قرار دیتا ہے۔ فلاسفی کی اہم تعریفیں درج ذیل ہیں:۔

فلاسفی [illegible] کے نقطہ نظر سے:

مختلف مفکرین نے انسان کی وضاحت اپنے اپنے انداز میں کی ہے۔ لیکن انسان کو سمجھنے کا اہم ترین ذریعہ فلاسفی ہے جس کا تعلق حقیقت [illegible] کے بارے میں کھوج لگانے سے ہے۔

ہکسلے کے مطابق:

آلڈس ہکسلے (Aldous Huxley) کے مطابق انسان دنیا کے بارے میں اپنے تصور کے مطابق زندگی گزارتا ہے۔ انسانی زندگی کا کوئی پہلو اور دور ایسا نہیں ہے جو کہ فلاسفی کے ذریعے دریافت نہ ہوئی ہو۔ فلاسفی کا مطالعہ کرتے ہوئے ایک ایسا شخص جسے چیز کے [illegible] میں تھوڑی بہت معلومات رکھنے کا شوق ہے، جو کہ سیکھنے کیلئے مستعد ہے، ہوتا ہے اور علم سے اس کا کبھی [illegible] کرتا ہو [illegible] سکتا ہے۔

2- ہینڈرسن (Henderson) کے مطابق:

"فلاسفی کائنات کے جامع نقطہ نظر کی تلاش اور اشیاء کی نوعیت کی عالمانہ جستجو کی کوشش کا نام ہے، اس سے انسان خود شناسی کے ساتھ کائنات کے ساتھ اپنے [illegible] کو بہتر انداز سے سمجھ سکتا ہے۔"

3- ریمونٹ (Raymont) کے بقول:

"فلاسفی مخصوص حقائق کے پیچھے کارفرما عمومی سچائیوں تک پہنچنے کی دائمی کوشش کا نام ہے۔ یہ اس میں ظاہر کے پیچھے چھپی حقیقت کو بھی سمجھنے کی مستقل کوشش کی جاتی ہے۔"

Elmas Ali

USMAN NOTES
www.usmannotes.com

4- افلاطون کے مطابق:

"وہ شے ہر طرح کے علم کا چشمہ ہے، اور جو کچھ نہ کچھ سیکھنے کے لئے متجسس رہتا ہے اور اس سے اس کا جی نہیں بھرتا، فلسفی کہلا سکتا ہے۔"

5- جان ڈیوی (John Dewey) کے مطابق:

"فلسفہ سے مراد وہ شعور و دانش مندی ہے۔ جس سے زندگی اور اس سے معاملات اور راست ہوتے ہیں۔" یعنی فلسفہ ہی یہ بتاتا ہے کہ زندگی کیا ہے؟ انسان کیا ہے؟ انسان کا ماخذ کیا ہے؟ انسان کا مقصد کیا ہے؟ یہ اور ان جیسے دوسرے بہت سے سوالات فلسفیانہ تحقیق کا خاصہ ہیں، ان سوالوں کے مختلف جوابات مختلف قسم کی فلاسفیوں کی جانب رہنمائی کرتے ہیں۔ عظیم لوگوں کی زندگیوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ فلاسفی کا نتیجہ مخصوص قسم کے طرز زندگی، مخصوص قسم کے عقائد، اقدار اور معیار کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔

عرف عام میں فلاسفی سے مراد انسانی تجربات کے ذریعے سامنے آنے والے نتائج کو سمجھنے کی کوشش ہے۔ ایسا شخص جو کہ اشیاء کے نوعیت اور وجوہات کی تلاش کرتا ہے، اور عمومی کلیہ تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور پھر عمومی کلیے کو روزمرہ کی زندگی پر لاگو کرتا ہے وہ حقیقتاً فلسفی کے طور پر کام کر رہا ہوتا ہے۔

اس سے ہمیں حکمت و دانائی کے حصول میں مدد ملتی ہے جو کہ ہمارے طرز زندگی پر بعد میں اثر انداز ہوتی ہے۔ یہ وہ اہم ذریعہ ہے جس سے انسان تہذیب و ثقافت میں رہتے ہوئے اپنے وجود کو منظم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کوشش کے لئے تعلیم ناگزیر شے ہے، تعلیم کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ اسے فلسفیانہ جانچ (Philosophical Scrutiny) سے گزارا جائے۔ عقائد کی تشکیل کے لئے عقل کا بڑا احتیاط، تنقیدی، اور مربوط کام درکار ہوتا ہے۔ یہ حقیقت کی نوعیت، ماخذ و طریق کار، اور اقدار سے متعلق انسانی عقل کی حدود پر بحث کرتی ہے۔ فلاسفی انتہائی گہری، عمدہ اور دفاع کے قابل اقدار کو تلاش کرتی ہے۔

وسیع معنوں میں فلاسفی چیزوں کو دیکھنے کا ایک مخصوص انداز ہے۔ ہر کوئی اپنا مخصوص فلسفہ حیات رکھتا ہے۔ بعض کا قنوطی انداز ہوتا ہے اور بعض بڑے امید پرست ہوتے ہیں، بعض طمطراق ہوتے ہیں تو بعض مقدر پر یقین رکھنے والے، بعض مثالیت پسندی کی فکر اپناتے ہیں اور بعض حقیقت پسند جبکہ بعض مادہ پرستی کے قائل ہوتے ہیں۔ الغرض ہر کوئی اپنے ہی فلسفہ حیات کے تحت زندگی گزارتا ہے۔ کیونکہ مخصوص رجحانات اور سوچ سے فلسفے کا خاص مکتب تشکیل پاتا ہے۔

Thomas Ali

6- فلاسفی تجربات کے حوالے سے تنقیدی طریقہ ہے

Philosophy is a Critical Method of Approaching Experience

اس قسم کی تعریفوں کی مثالیں درج ذیل ہیں:-

i- ایڈگر۔ایس برائٹ مین (Edgar S. Brightman) کے مطابق فلاسفی کسی تجربے کے نتائج کی بجائے بالخصوص تجربے تک پہنچنے کا طریقہ یا انداز فکر ہے۔

ii- کلفورڈ بیرٹ (Clifford Barrat) کے مطابق فلاسفی کا موضوع نتائج نہیں ہے بلکہ یہ وہ انداز فکر یا طریقہ ہے جس کے ذریعے ان نتائج تک پہنچا جا سکتا ہے۔

iii- سی۔جے ڈیکس (C. J. Ducasse) کے مطابق فلاسفی تنقید کا عمومی نظریہ ہے۔

7- فلاسفی جامع ترکیبی سائنس ہے

Philosophy is Comprehensive Synthetic Science

مندرجہ ذیل تعریفوں میں فلاسفی کے ترکیبی پہلو (Synthetic Aspect) پر زور دیا گیا ہے۔

i- جوزف اے۔لیٹن (Josesph A. Leighton) کے مطابق سائنس کی طرح فلاسفی بھی معرفتوں کے نظریاتی پر مشتمل ہے جو کہ ترکیبی فکر کی صورت میں برآمد ہوتے ہیں۔

ii- ہربرٹ سپنسر (Herbert Spencer) کے مطابق "فلسفہ ایک عالمگیر سائنس ہے جس کا تعلق ہر شے سے ہے"۔

iii- رائے وڈ سیلرز (Roy Wood Sellars) کے مطابق فلسفہ کا موضوع سائنس کو اکٹھا کرنا ہے جیسا کہ علم کے نظریات، منطق، علم کائنات، اخلاقیات اور جمالیات وغیرہ۔

مذکورہ بالا تعریفوں سے ظاہر ہے کہ بعض مفکرین (مثلاً ہربرٹ سپنسر، رائے وڈ سیلرز) زور دیتے ہیں اور بعض ترکیبی شعبہ (Synthetic Discipline) کے طور پر فلاسفی کی تعریف کرتے ہیں۔

اصطلاحی معنوں میں حیات و کائنات کے اہم مسائل پر غور و فکر کرنے اور سمجھنے کی شعوری کوشش کا نام فلسفہ ہے۔ فلسفہ سراسر عقلی و ذہنی عمل ہے۔ فلسفی مسائل و افکار کا تنقیدی جائزہ لیتا ہے۔ ان کی توجیہ پیش کرتا ہے اور اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے۔ اشیاء و حقائق کے ساتھ ساتھ عقائد و نظریات پر بحث کرتا اور ان کی اصل حقیقت معلوم کرنا اس کے دائرہ عمل میں داخل ہے۔ فلسفہ صرف و صرف عقل کا محتاج ہے۔

بقول رسل (Russell) فلسفہ حیات و کائنات اور انسان سے متعلق اہم اور بنیادی مسائل کے بارے

USMAN NOTES www.usmannotes.com

میں فکری کاوش اور عقلی جستجو کا نام ہے۔ ٹھیک کیا ہے؟ برائی کسے کہتے ہیں؟ حق و باطل کا پیمانہ کیا ہے؟ فلسفی اس طرح کے سوالات کے جوابات تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مشہور یونانی مفکر ارسطو کے بقول "فلسفے کی ابتدا حیرت سے ہوئی (یعنی انسان نے جب زمین پر زندگی شروع کی تو مظاہر کائنات کو دیکھ کر حیران رہ گیا)۔ پھر اپنے تجربات و مشاہدات اور علم و فکر کے ذریعے ان کو جاننے کی کوشش کی اور کائنات کی مختلف اشیاء کو اپنے فائدے کے لئے استعمال میں لانے لگا۔ الغرض فلاسفی ایسی سوچ کو کہا جاتا ہے۔ جو حقیقت کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی راہ متعین کرے۔

فلاسفی کا نفس مضمون:

فلاسفی (Philosophy) کائنات کی بنیادی حقیقتوں کے بارے میں مربوط منطقی کا نام ہے۔ یہ عموماً اصولوں کا مطالعہ اور انسانی تجربات سے پیدا ہونے والے نتائج کا فہم ہے۔ یہ کائنات کے بارے میں جامع نظر کی تلاش کا نام ہے۔ فلاسفی کا نفس مضمون جامع نوعیت کا ہے۔ یہ مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیتی ہے۔

زندگی کا مقصد کیا ہے؟ کائنات کا جزو لازم کیا ہے؟ حقیقت کیا ہے؟ وغیرہ، اس قسم کے سوالوں کے علاوہ یہ فلاسفی اشیاء کی ظاہری قدر سے ہٹ کر اشیاء کی حقیقی قدر و منزلت بھی تلاش کرتی ہے۔

تکنیکی اعتبار سے دیکھیں تو یہ ایک ایسی جدوجہد ہے، جس میں فرد فلسفے کی حقیقت تک پہنچ سکے۔ ہر کسی کو چاہیے کہ وہ فلاسفی کا مطالعہ کرتے ہوئے مندرجہ ذیل دو باتوں کا خصوصی خیال رکھے۔

i- فلاسفی جب بھی کسی شے کا مطالعہ کرتی ہے تو عقلی توجیہات، اور غور و فکر کو بروئے کار لاتی ہے۔

ii- اس کا موضوع تحقیق کبھی بھی جزوی نہیں ہوتا، بلکہ یہ حقائق کی تہہ تک پہنچتی ہے تاکہ کامل اور خالص شکل میں سچائی آشکار ہو سکے۔

Elmas Ali ☆☆☆☆☆

سوال 2۔ فلاسفی کی وسعت پر روشنی ڈالیں۔ نیز فلاسفی کی شاخیں بیان کریں۔

جواب: فلسفہ یا فلاسفی کی وسعت (Scope of Philosophy)

فلاسفی کی وسعت کو مندرجہ ذیل دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

1- **فلسفیانہ علوم کا میدان / شعبہ:** فلاسفی کی وسعت میں مختلف فلسفیانہ علوم جیسا کہ مابعد الطبیعات (Metaphysics)، علمیات (Epistemology)، منطق (Logic)، علم المعانی (Semantics)، فلسفہ سائنس، علم الاقدار (Axiology)، جمالیات (Aesthetics)، فلسفہ مذاہب، سیاسی فلاسفی، فلسفہ تعلیم، فلسفہ تاریخ، معاشی فلاسفی وغیرہ شامل ہیں۔ یہ تمام علوم فلاسفی کے اہم ترین اجزا ہیں۔

2- **شعبہ فلاسفی بطور جامع سائنس:** فلاسفی سائنسز کا علم ہے، یعنی یہ مادر علوم ہے، اس نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو تمام طبعی و سماجی علوم کے مفروضہ جات اور نتائج پر تنقید اور ترکیب فلاسفی کی وسعت میں شامل ہے۔

3- **فلاسفی کا نفس مضمون:** فلاسفی کی وسعت اس کے نفس مضمون سے بھی واضح ہوتی ہے۔ اس کے نفس مضمون میں طبعی و سماجی علوم کے نتائج و مفروضہ جات اور ان کے عمومی مسائل شامل ہیں۔

فلاسفی کی شاخیں (Branches of Philosophy)

مفکرین کے فلسفیانہ خیالات کا جائزہ لینے کے بعد ہم فلاسفی کو مختلف شاخوں میں تقسیم کر سکتے ہیں، یہ شاخیں درج ذیل ہیں:

1- **علمیات (Epistemology)**

فلاسفی کی جستجو ہے اور یہ جستجو انتہائی اہم ہے۔ کیونکہ مفکرین کے سامنے جو سب سے پہلا سوال ابھرا وہ علم کی حقیقت اور اس کے وجود سے ہی متعلق تھا۔ اس لئے علمیات (Epistemology) فلاسفی کی انتہائی بنیادی شاخ ہے۔ یہ فلسفیانہ انداز میں حقیقت، سراب، علم کی جوازیت، علم کی نوعیت و حدود و قیود اور علم، عالم و معلوم کی ماہیت وغیرہ پر بحث کرتی ہے۔

2- **مابعد الطبیعات (Metaphysics)**

یہ موجودات، حقیقت یا ... کا مطالعہ ... مزید شاخیں درج ذیل ہیں:۔

i- تخلیق کائنات کا علم (Cosmogony)

ii- علم کائنات (Cosmology)

iii- علم موجودات (Ontology)

iv- فلسفہ ذات (Philosophy of Self)

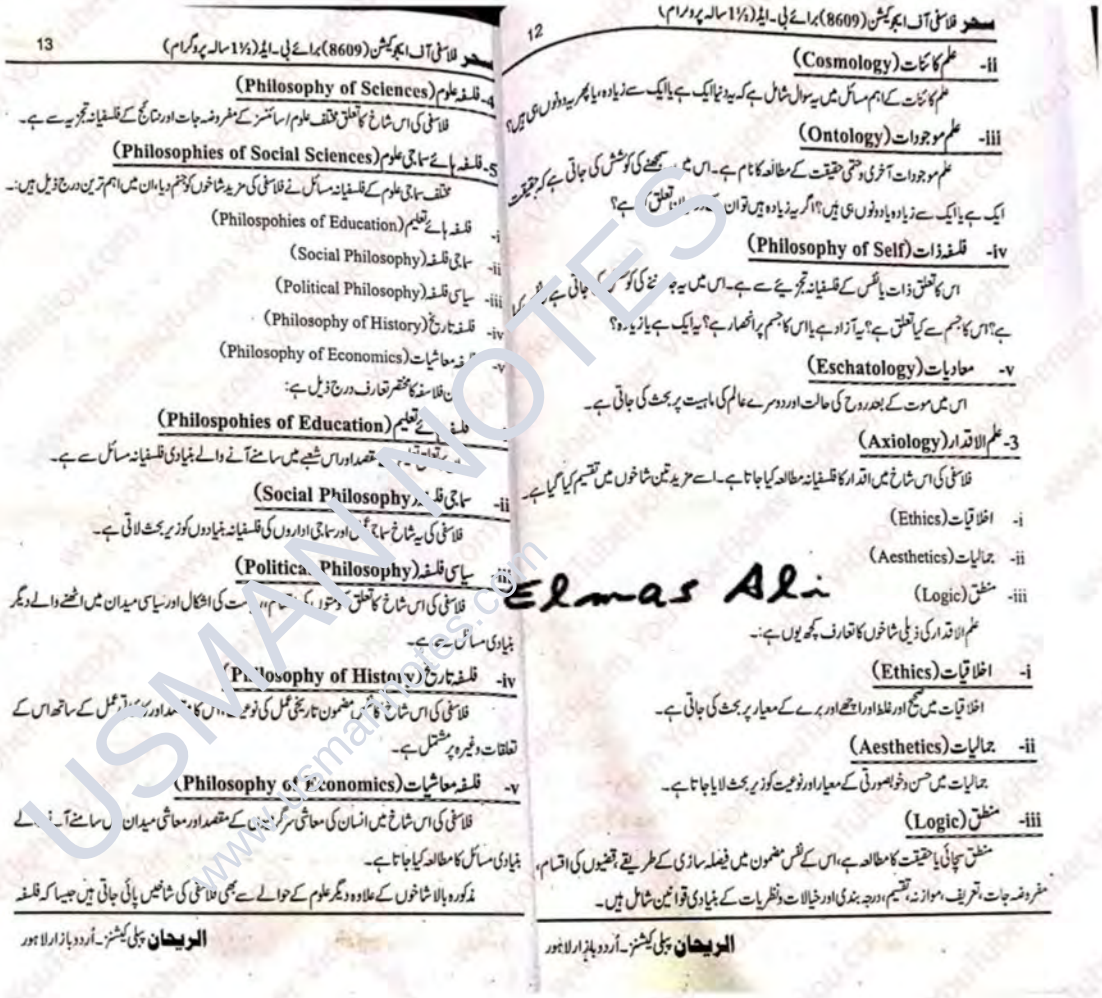
v- معادیات (Eschatology)

ذیل میں ان شاخوں کا مختصر تعارف دیا گیا ہے۔

i- تخلیق کائنات کا علم (Cosmogony)

یہ تخلیق کائنات کا علم ہے، اس میں یہ جاننے کی کوشش کی جاتی ہے کہ یہ دنیا بنائی گئی ہے یا یہ ابدی ہے؟ اگر یہ بنائی گئی ہے تو اس کی تخلیق کیسے ہوئی؟ اسے بنانے کا مقصد کیا تھا؟

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com



سحر فلاسفی آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام) 12

-ii علم کائنات (Cosmology)

علم کائنات کے اہم مسائل میں یہ سوال شامل ہے کہ یہ دنیا ایک ہے یا ایک سے زیادہ، یا پھر یہ دونوں ہی نہیں؟

-iii علم موجودات (Ontology)

علم موجودات آخری و حتمی حقیقت کے مطالعہ کا نام ہے۔ اس میں سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ حقیقت ایک ہے یا ایک سے زیادہ یا دونوں ہی ہیں؟ اگر یہ زیادہ ہیں تو ان [illegible] تعلق ہے؟

-iv فلسفہ ذات (Philosophy of Self)

اس کا تعلق ذات یا نفس کے فلسفیانہ تجزیے سے ہے۔ اس میں یہ جاننے کی کوشش کی جاتی ہے [illegible] ہے؟ اس کا جسم سے کیا تعلق ہے؟ یہ آزاد ہے یا اس کا جسم پر انحصار ہے؟ یہ ایک ہے یا زیادہ؟

-v معادیات (Eschatology)

اس میں موت کے بعد روح کی حالت اور دوسرے عالم کی ماہیت پر بحث کی جاتی ہے۔

3- علم الاقدار (Axiology)

فلاسفی کی اس شاخ میں اقدار کا فلسفیانہ مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اسے مزید تین شاخوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

-i اخلاقیات (Ethics)

-ii جمالیات (Aesthetics)

-iii منطق (Logic)

Elmas Ali

علم الاقدار کی ذیلی شاخوں کا تعارف کچھ یوں ہے:۔

-i اخلاقیات (Ethics)

اخلاقیات میں صحیح اور غلط اور اچھے اور برے کے معیار پر بحث کی جاتی ہے۔

-ii جمالیات (Aesthetics)

جمالیات میں حسن و خوبصورتی کے معیار اور نوعیت کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔

-iii منطق (Logic)

منطق سچائی یا حقیقت کا مطالعہ ہے، اس کے نفس مضمون میں فیصلہ سازی کے طریقے، قضیوں کی اقسام، مفروضہ جات، تعریف، موازنہ، تقسیم، درجہ بندی اور خیالات و نظریات کے بنیادی قوانین شامل ہیں۔

الریحان پبلی کیشنز۔ اُردو بازار لاہور

سحر فلاسفی آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام) 13

-4 فلسفہ علوم (Philosophy of Sciences)

فلاسفی کی اس شاخ کا تعلق مختلف علوم / سائنسز کے مفروضہ جات اور نتائج کے فلسفیانہ تجزیہ سے ہے۔

-5 فلسفہ ہائے سماجی علوم (Philosophies of Social Sciences)

مختلف سماجی علوم کے فلسفیانہ مسائل نے فلاسفی کی مزید شاخوں کو جنم دیا، ان میں اہم ترین درج ذیل ہیں:۔

-i فلسفہ ہائے تعلیم (Philospohies of Education)

-ii سماجی فلسفہ (Social Philosophy)

-iii سیاسی فلسفہ (Political Philosophy)

-iv فلسفہ تاریخ (Philosophy of History)

-v فلسفہ معاشیات (Philosophy of Economics)

ان فلاسفہ کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

فلسفہ ہائے تعلیم (Philospohies of Education)

[illegible] مقصد اور اس شعبے میں سامنے آنے والے بنیادی فلسفیانہ مسائل سے ہے۔

-ii سماجی فلسفہ (Social Philosophy)

فلاسفی کی یہ شاخ سماج، اس اور سماجی اداروں کی فلسفیانہ بنیادوں کو زیر بحث لاتی ہے۔

-iii سیاسی فلسفہ (Political Philosophy)

فلاسفی کی اس شاخ کا تعلق [illegible] دستور کی تشکیل اور سیاسی میدان میں اٹھنے والے دیگر بنیادی مسائل سے ہے۔

-iv فلسفہ تاریخ (Philosophy of History)

فلاسفی کی اس شاخ میں مضمون تاریخی عمل کی نوعیت، اس کا مقصد اور [illegible] عمل کے ساتھ اس کے تعلقات وغیرہ پر مشتمل ہے۔

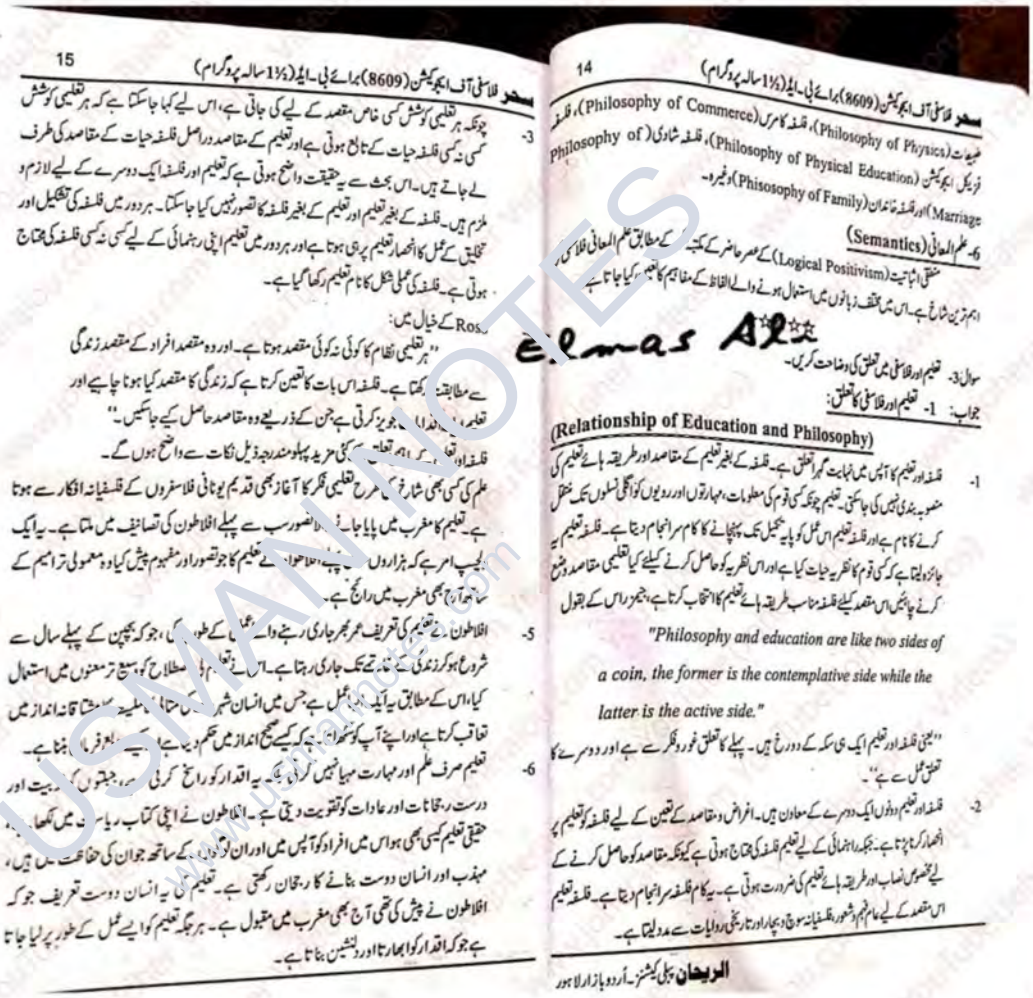
-v فلسفہ معاشیات (Philosophy of Economics)

فلاسفی کی اس شاخ میں انسان کی معاشی سرگرمیوں کے مقصد اور معاشی میدان میں سامنے آنے والے بنیادی مسائل کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا شاخوں کے علاوہ دیگر علوم کے حوالے سے بھی فلاسفی کی شاخیں پائی جاتی ہیں جیسا کہ فلسفہ

الریحان پبلی کیشنز۔ اُردو بازار لاہور

USMAN NOTES
www.usmannotes.com



طبیعیات (Philosophy of Physics)، فلسفہ کامرس (Philosophy of Commerce)، فلسفہ
فزیکل ایجوکیشن (Philosophy of Physical Education)، فلسفہ شادی (Philosophy of
Marriage) اور فلسفہ خاندان (Phisosophy of Family) وغیرہ۔

5- علم المعانی (Semantics)

منطقی اثباتیت (Logical Positivism) کے عصر حاضر کے کتب کے مطابق علم المعانی فلاسفی
اہم ترین شاخ ہے۔ اس میں مختلف زبانوں میں استعمال ہونے والے الفاظ کے مفاہیم کا تعین کیا جاتا ہے

سوال 3۔ تعلیم اور فلاسفی میں تعلق کی وضاحت کریں۔

جواب: 1- تعلیم اور فلاسفی کا تعلق:

(Relationship of Education and Philosophy)

1- فلسفہ اور تعلیم کا آپس میں نہایت گہرا تعلق ہے۔ فلسفہ کے بغیر تعلیم کے مقاصد اور طریقہ ہائے تعلیم کی منصوبہ بندی نہیں کی جا سکتی۔ تعلیم چونکہ کسی قوم کی معلومات، مہارتوں اور رویوں کو اگلی نسلوں تک منتقل کرنے کا نام ہے اور فلسفہ تعلیم اس عمل کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کا کام سرانجام دیتا ہے۔ فلسفہ تعلیم یہ جائزہ لیتا ہے کہ کسی قوم کا نظریہ حیات کیا ہے اور اس نظریہ کو حاصل کرنے کیلئے کیا تعلیمی مقاصد وضع کرنے چاہئیں اس مقصد کیلئے فلسفہ مناسب طریقہ ہائے تعلیم کا انتخاب کرتا ہے، جیسور اس کے بقول

"Philosophy and education are like two sides of a coin, the former is the contemplative side while the latter is the active side."

''یعنی فلسفہ اور تعلیم ایک ہی سکہ کے دو رخ ہیں۔ پہلے کا تعلق غور و فکر سے ہے اور دوسرے کا تعلق عمل سے ہے''۔

2- فلسفہ اور تعلیم دونوں ایک دوسرے کے معاون ہیں۔ اغراض و مقاصد کے تعین کے لیے فلسفہ کو تعلیم پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ جبکہ راہنمائی کے لیے تعلیم فلسفہ کی محتاج ہوتی ہے کیونکہ مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے مخصوص نصاب اور طریقہ ہائے تعلیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ کام فلسفہ سرانجام دیتا ہے۔ فلسفہ تعلیم اس مقصد کے لیے عام فہم و شعور، فلسفیانہ سوچ و بچار اور تاریخی روایات سے مدد لیتا ہے۔

3- چونکہ ہر تعلیمی کوشش کسی خاص مقصد کے لیے کی جاتی ہے، اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ ہر تعلیمی کوشش کسی نہ کسی فلسفہ حیات کے تابع ہوتی ہے اور تعلیم کے مقاصد دراصل فلسفہ حیات کے مقاصد کی طرف لے جاتے ہیں۔ اس بحث سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ تعلیم اور فلسفہ ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزم ہیں۔ فلسفہ کے بغیر تعلیم اور تعلیم کے بغیر فلسفہ کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ ہر دور میں فلسفہ کی تشکیل اور تخلیق کے عمل کا انحصار تعلیم پر ہی ہوتا ہے اور ہر دور میں تعلیم اپنی رہنمائی کے لیے کسی نہ کسی فلسفہ کی محتاج ہوتی ہے۔ فلسفہ کی عملی شکل کا نام تعلیم رکھا گیا ہے۔

Ros... کے خیال میں:

''ہر تعلیمی نظام کا کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے۔ اور وہ مقصد افراد کے مقصد زندگی سے مطابقت رکھتا ہے۔ فلسفہ اس بات کا تعین کرتا ہے کہ زندگی کا مقصد کیا ہونا چاہیے اور تعلیم ... تجویز کرتی ہے جن کے ذریعے وہ مقاصد حاصل کیے جا سکیں۔''

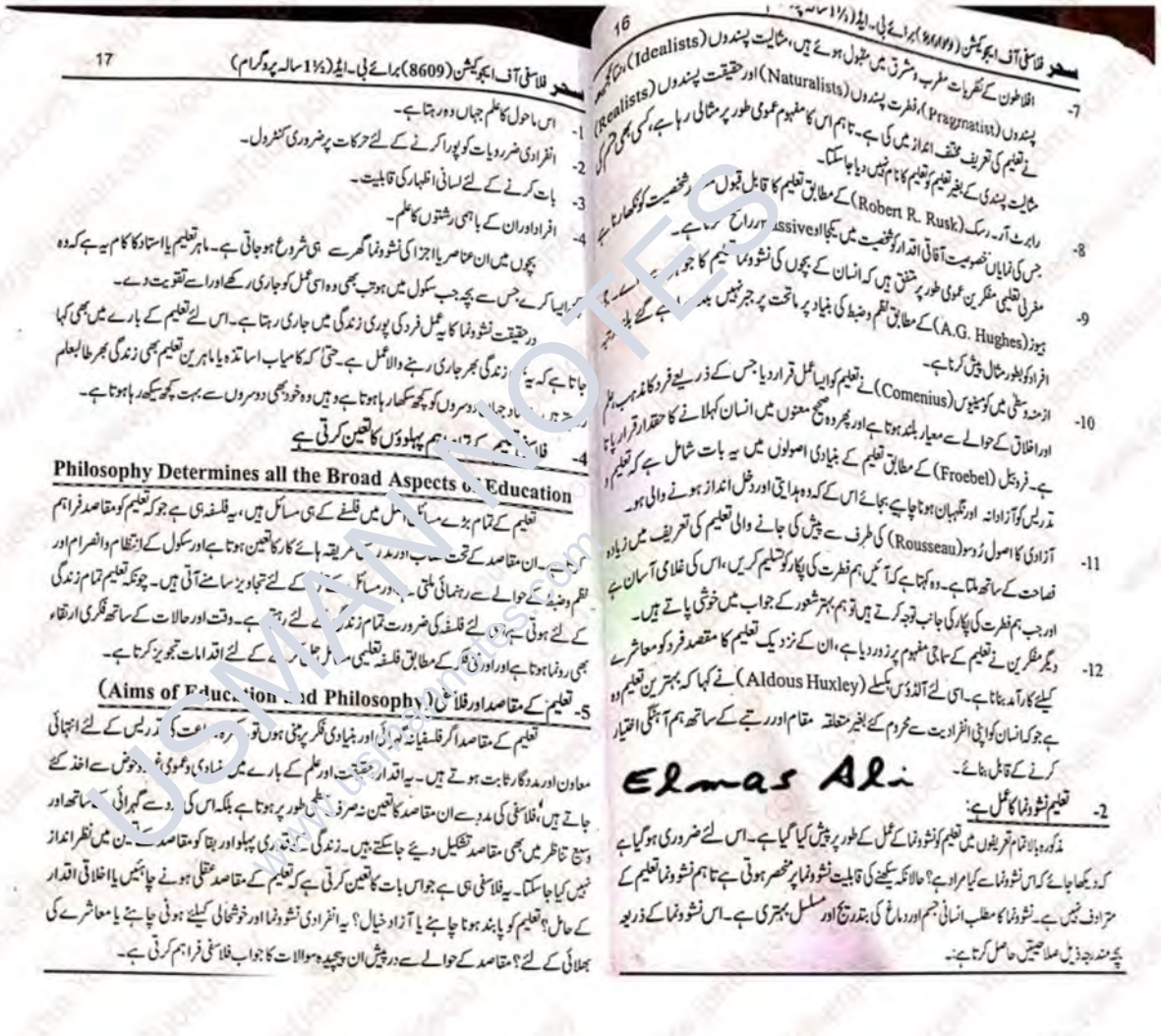
فلسفہ اور تعلیم ... کئی مزید پہلو مندرجہ ذیل نکات سے واضح ہوں گے۔

علم کی کسی بھی شاخ کی طرح تعلیمی فکر کا آغاز بھی قدیم یونانی فلاسفروں کے فلسفیانہ افکار سے ہوتا ہے۔ تعلیم کا مغرب میں پایا جا... تصور سب سے پہلے افلاطون کی تصانیف میں ملتا ہے۔ یہ ایک عجیب امر ہے کہ ہزاروں ... پہلے، معاصرین نے تعلیم کا جو تصور اور مفہوم پیش کیا وہ معمولی ترامیم کے ساتھ آج بھی مغرب میں رائج ہے۔

5- افلاطون نے تعلیم کی تعریف عمر بھر جاری رہنے والے ... کے طور پر کی، جو کہ بچپن کے پہلے سال سے شروع ہو کر زندگی کے خاتمے تک جاری رہتا ہے۔ اس نے تعلیم کی اصطلاح کو وسیع تر معنوں میں استعمال کیا، اس کے مطابق یہ ایک ... عمل ہے جس میں انسان شعوری ... طریقہ سے مستقل انداز میں تعاقب کرتا ہے اور اپنے آپ کو سنوارتا ہے کہ کیسے صحیح انداز میں حکم دیا جائے ... بعد فرمانبردار بننا ہے۔

6- تعلیم صرف علم اور مہارت مہیا نہیں کرتی ... یہ اقدار کو راسخ کرنی ... جبلتوں کی تربیت اور درست رجحانات اور عادات کو تقویت دیتی ہے۔ افلاطون نے اپنی کتاب ریاست میں لکھا ... حقیقی تعلیم کیسی بھی ہو اس میں افراد کو آپس میں اور ان لوگوں کے ساتھ جو ان کی حفاظت میں ہیں، مہذب اور انسان دوست بنانے کا رجحان رکھتی ہے۔ تعلیم کی یہ انسان دوست تعریف جو کہ افلاطون نے پیش کی تھی آج بھی مغرب میں مقبول ہے۔ ہر جگہ تعلیم کو ایسے عمل کے طور پر لیا جاتا ہے جو کہ اقدار کو ابھارتا اور ریٹینشن بناتا ہے۔

USMAN NOTES
www.usmannotes.com



USMAN NOTES

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

3- نصاب اور فلاسفی (Curriculum and Philosophy)

یہ واضح رہنا چاہئے کہ نصاب ہمیشہ کے لئے ہوتا ہے، اس میں تبدیلی صرف تعلیمی مقاصد میں تبدیلی کی وجہ سے ہوتی ہے، جس کا تعین فلاسفی کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف مکاتب فکر کے سکولوں کا نصاب مختلف ہوتا ہے۔ وہاں تعلیم صرف اپنے فلسفے اور فکر کے مطابق دی جاتی ہے۔ فطرت پسند یعنی نیچرلسٹ (Naturalist) ایسے مضامین کے حق میں دلائل دیتا ہے جن کا تعلق عصر حاضر سے ہو، اور بچوں کی دلچسپیوں اور سرگرمیوں کے ساتھ موافقت رکھتے ہوں، وہ بچوں کی تربیت میں بڑوں کی بے جا مداخلت کی مخالفت کرتے ہیں اور بچوں کی آزاد ماحول میں تربیت کو ان کی بہتر نشوونما کے لئے ضروری قرار دیتے ہیں۔ ان کے مطابق ایسے مضامین جن میں بچوں کی دلچسپی بالکل نہ ہو انہیں نصاب میں ہرگز شامل نہیں کیا جانا چاہئے۔ مثالیت پسندوں (Idealists) کا نقطہ نظر ان سے مختلف ہے، وہ بچوں کی عصر حاضر کی ضرورتوں پر اعلیٰ اقدار کو فوقیت دیتے ہیں۔ ان کا زور مجموعی طور پر انسانی نسل کے تجربات پر ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ایسا نصاب تشکیل دینے کے حق میں ہیں جو کہ آہستہ آہستہ طلبہ کو خود شناسی سے ہمکنار کر سکے۔ نتائجیت یا عملیت پسند فلسفے (Pragmatist) کا مضامین کے انتخاب میں سارا زور افادیت پر ہوتا ہے۔ وہ صرف ایسے مضامین کو نصاب کا حصہ بنانے کے خواہشمند ہیں جو طلبہ کے لئے عصر حاضر میں فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ ان کے مطابق نصاب ایسا ہونا چاہئے جو کہ طلبہ کو علم اور مہارت سکھائے جو کہ زندگی کو گزارنے کے لئے انتہائی ضروری ہیں۔

کئی فلاسفر زیا ماہر تعلیم ایسے بھی ہیں جو کہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ نصاب کی وقت اور حالات کے ساتھ تشکیل نو جاری رہنی چاہئے۔ تا کہ نت نئے بحرانوں سے نمٹنے کے لئے افراد کو تیار کیا جا سکے۔ یعنی جس قسم کا بحران چل رہا ہو اسی لحاظ سے نصاب مرتب کیا جائے تا کہ اس بحران پر قابو پایا جا سکے، نصاب کے مضامین کے حوالے سے یہ متنازعہ مسائل فلاسفی کے ذریعے حل کئے جا سکتے ہیں۔ زندگی کی مختلف دلچسپیوں کے حوالے سے ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے مشترکہ عوامل کو تلاش کر کے متوازن نصاب تشکیل دیا جا سکتا ہے جو کہ ہر طرح کے طبقات کے لئے مشترکہ طور پر مفید ہو۔ ان مشترکہ عوامل کا فلاسفی کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے۔ یہ تعلیم کے مقاصد متعین کرنے میں مدد دیتی ہے جس سے نصاب سازی کا کام سہل ہو جاتا ہے۔ اس سے مطالعہ کا مواد منتخب کرنے کے سلسلے میں رہنمائی ملتی ہے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ کس مضمون کو شامل نصاب کیا جانا چاہئے؟ اور کس مضمون کو عام کرنے کے لئے اقدامات اٹھانے چاہئیں؟

Elmas Ali

ان تمام مسائل کا حل فلاسفی میں اس لئے مل جاتا ہے کیونکہ فلاسفی ہی علم، رجحانات، اور قابلیتوں کے حوالے سے بنیادی اصول فراہم کرتی ہے، فلاسفی کی مدد سے نصاب کی حدود اور وسعت کا تعین بھی ہو جاتا ہے۔

اظہار نصاب کا انتخاب معاشی، سماجی، افادی، سیاسی، مذہبی اور سیاسی عوامل پر منحصر ہوتا ہے لیکن جب ہم انگلش

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal | WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

تاریخ اور طبیعات جیسے مضامین کی بات کرتے ہیں تو یقیناً ہمیں نوجوانوں کے لئے ان مضامین کی افادیت اور قدر کا احساس کرنا پڑتا ہے۔ادبی زبانوں (Classical Languages) کے مضمون کا روزمرہ کی زندگی میں کوئی خاص استعمال نہیں ہے لیکن اس کی ثقافتی اہمیت بہت زیادہ ہے، اسی طرح عربی اور فارسی کا سیکھنا اسلام کی تعلیمات کو سمجھنے کے لئے بہت اہم ہے کیونکہ بہت بڑا اسلامی علمی ذخیرہ انہی زبانوں میں موجود ہے جبکہ عربی تو ہے ہی قرآن کی زبان۔فلاسفی صرف مادی لحاظ سے جینا نہیں سکھاتی بلکہ روحانی پہلوؤں پر بھی بھرپور روشنی ڈالتی ہے۔

☆☆☆☆☆

Elmas Ali

سوال4- تعلیمی پالیسی اور اس پر عملدرآمد میں فلاسفی کے کردار پر روشنی ڈالیں۔

جواب: تعلیمی پالیسی اور اس پر عملدرآمد میں فلاسفی کا کردار:

Rrole of Philosophy in Education Policy and Practice

فلاسفی اور تعلیم باہم مربوط ہیں اور ان کا ایک دوسرے پر گہرا انحصار ہے۔ان کے ایک دوسرے پر انحصار کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔تعلیم مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر فلاسفی پر انحصار کرتی ہے۔

1- فلاسفی اس حقیقی منزل کا تعین کرتی ہے جہاں تعلیم کو پہنچنا ہوتا ہے۔تعلیم ایک شعوری اور متحرک عمل ہے، جس کے لئے مناسب رہنمائی اور نگرانی کی ضرورت ہوتی ہے۔مناسب رہنمائی کے بغیر یہ اپنے مقاصد حاصل نہیں کر سکتی۔فلاسفی زندگی کا مقصد متعین کرتی ہے نیز یہ اس ہدف کو حاصل کرنے کے لئے تعلیم کو مناسب رہنمائی بھی مہیا کرتی ہے، فلاسفرز کی مدد کے بغیر تعلیم نشوونما کا کامیاب عمل نہیں بن سکتی، سپنسر (Spencer) نے درست کہا ہے کہ حقیقی تعلیم صرف حقیقی فلاسفروں کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

2- فلاسفی تعلیم کے مختلف پہلوؤں کا تعین کرتی ہے۔بعض دانشوروں کا ماننا ہے کہ فلاسفی کا تعلق محض تجریدی آئیڈیاز اور تصورات سے ہے جبکہ تعلیم عملی و قطعی اشیا اور اعمال کے ساتھ تعلق رکھتی ہے، اس طرح یہ دونوں مختلف چیزیں ہیں جن کا ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں، لیکن یہ تصور درست نہیں ہے۔دراصل فلاسفی اور تعلیم دونوں ایک دوسرے سے مربوط اور منسلک ہیں، انہیں ایک دوسرے سے الگ کرنا ممکن نہیں ہے۔فلاسفی جو کہ شروع سے ہی تعلیم پر اثرانداز ہوتی رہی ہے اور یہ سلسلہ آگے بھی جاری رہے گا، کو جاننا بہت ضروری ہے۔

3- تاریخ گواہ ہے کہ عظیم فلاسفرز اپنے دور کے اعلیٰ پائے کے ماہرین تعلیم بھی تھے، افلاطون (Plato)، سقراط (Socrates)، لاک (Locke)، کامینیوس (Cominius)، روسو (Rousseau)، فروبیل (Froebel)، ڈیوی (Dewey) اور دیگر فلاسفرز نے اپنے اپنے ادوار میں تعلیم کے موضوع پر بھی بحث کی۔ان کے فلسفیانہ مقالہ جات دنیا بھر میں تعلیمی منصوبہ بندی اور بچوں کی تعلیم کے مقاصد کو متعین

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

کرنے میں اہم راہنما کتب کا درجہ رکھتے ہیں۔ دوسری جانب تمام فلسفیوں نے اپنے فلسفیانہ خیالات کو دوسروں تک پہنچانے اور عملی طور پر ان کے نفاذ کے لئے تعلیم و تدریس کو بطور ذریعہ اختیار کیا۔

فلاسفی مندرجہ ذیل وجوہات کی بنیاد پر تعلیم پر انحصار کرتی ہے۔

(i) تعلیم فلاسفی کا متحرک یا عملی پہلو ہے

Education is the Dynamic Side of Philosophy

کسی بھی کام کو مکمل کرنے کے لئے دو باتیں ضروری ہیں۔ یعنی کئے جانے والے کام کے بارے میں سوچنا یا منصوبہ بندی کرنا اور پھر اس پر عملدرآمد کرنا۔ فلاسفی اور تعلیم کے تناظر میں دیکھا جائے تو فلاسفی سوچنا یا منصوبہ بندی ہے جبکہ تعلیم اس پر عملدرآمد کے پہلو کی عکاسی کرتی ہے۔ فلاسفی زندگی کے مقصد کا تعین کرتی ہے اور پھر اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے تجزیئے کے ذریعے اصول مرتب کرتی ہے۔ تعلیم ان اصولوں اور نظریات کو عملی صورت میں ڈھالتی ہے، کیونکہ تعلیم کا مقصد انسان کے رویئے میں تبدیلی لانا ہے۔ اس لئے ریمونٹ (Raymont) نے بالکل درست کہا ہے کہ تعلیم فلاسفی کا متحرک یا عملی پہلو ہے۔

(ii) تعلیم مقاصد کے حصول کا ذریعہ ہے:

Education is a Means to Achieve the Goal

جیسا کہ ہم نے کہا کہ فلاسفی زندگی کے مقاصد کا تعین کرتی ہے، تجزیئے اور درجہ بندی کے ذریعے ان مقاصد کو ایسے اہداف میں تقسیم کیا جاتا ہے جنہیں تعلیم کے ذریعے حاصل کیا جاسکے۔ ہربرٹ (Herbart) نے بھی یہی موقف پیش کیا ہے، اس کے مطابق تعلیم اس وقت تک ادھوری ہے جب تک تمام فلسفیانہ سوالات کے تسلی بخش جواب نہ مل جائیں۔ بسا اوقات ماہرین تعلیم ایسے مسائل جن کا حل نہیں ملتا، فلاسفرز کے سامنے رکھتے ہیں۔ یہاں تعلیم نئی سوچ اور نئی فلاسفی کے لئے کردار ادا کرتی ہے جو کہ اس فکری اور تجزیاتی عمل کے ذریعے وجود میں آتی ہے۔ فلسفہ اور تعلیم کا باہمی تعلق ہے اس کی مزید وضاحت فلاسفی اور مقاصد تعلیم، فلاسفی اور نصاب، فلاسفی اور طریقہ ہائے تدریس، فلاسفی اور نظم و ضبط، فلاسفی اور درسی کتب وغیرہ کے درمیان تعلق سے تفصیل سے ہو جائے گی۔

(iii) فلاسفی اور مقاصد تعلیم (Philosophy and Aims of Education)

ہر تعلیمی سوال کا جواب بالآخر ہمارے فلسفۂ حیات سے متاثر ہوتا ہے۔ ہمارے ہر عمل کے لئے مقصد ضروری ہے کیونکہ تعلیم کے مقصد کا تعلق زندگی کے مقصد سے جڑا ہوتا ہے۔ فلاسفی اس بات کا فیصلہ کرتی

ہے کہ زندگی کے آخر میں کیا حاصل ہونا چاہیے، جبکہ تعلیم اس نتیجے کو حاصل کرنے کے لئے اقدامات تجویز کرتی ہے۔ فلاسفی زندگی میں ہمیں اقدار سے روشناس کراتی ہے جبکہ تعلیم ہمیں سکھاتی ہے کہ ان اقدار سے کیسے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سکول کے نصاب کی نوعیت، نظم و ضبط کے طریقوں، تدریسی تکنیکوں اور سکول کی تنظیم پر غور کرتے ہوئے زندگی میں اقدار پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔

یہ اقدار کچھ اور نہیں بلکہ تعلیم کی ہی فلاسفی ہیں، ان کا حتمی تجزیہ کیا جائے تو ان میں زندگی کا فلسفہ دکھائی دے گا۔ تعلیم کے مقصد کا تعلق زندگی کے مقصد کے ساتھ جڑا ہے۔ تعلیمی عمل میں جو کچھ ہوتا ہے اس کو فلاسفی مفہوم عطا کرتی ہے۔ تعلیمی جدوجہد کے دوران جب ہمارا واسطہ مسائل سے پڑتا ہے تو فلاسفی ہی ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ تعلیمی کاوشوں کو مستحکم کرنے کے لئے ہمیں تعلیم کے مقصد کا تعین کرنا پڑتا ہے۔ تعلیم کا مقصد زندگی کے مقصد کے ساتھ منسلک ہے۔ جبکہ زندگی کا مقصد ہمیشہ اس فلسفے پر منحصر ہوتا ہے جسے کوئی شخص اختیار کرتا ہے۔ اس سے ہم علیحدہ فلسفیانہ بنیادوں کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے۔

(iv) فلسفہ اور نصاب تعلیم:

تعلیم میں نصاب سازی کی بہت اہمیت ہے۔ کیونکہ نصاب مقاصد تعلیم کے حصول کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اسی کے توسط سے تعلیمی ادارہ جات میں گرمیاں انجام دی جاتی ہیں۔ نصاب میں ایسے مضامین اور مواد جات شامل کیے جاتے ہیں جو مقاصد تعلیم کی تکمیل میں معاونت کرتے ہیں۔ لیکن اگر یہ سوال کیا جائے کہ معیاری نصاب کیا ہے؟ نصاب میں کون کون سے موضوعات شامل کیے جائیں، کون کون سی ثقافتی اور جمالیاتی اقدار کو نصاب میں جگہ دی جائے تو ان سب سوالوں کا جواب بھی فلسفہ دے گا۔ اس کے ذریعے معیاری مضامین اور معیاری موضوعات نصاب میں شامل ہوں گے۔

تعلیم میں فلسفے کے بغیر معیاری مضامین کا تجزیہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے حوالے کے بغیر بہتر نصاب سازی کے فرائض انجام دیئے جاسکتے ہیں۔

(v) سیرت و اخلاق کے معیار فلسفہ مقرر کرتا ہے:

تعلیم سیرت و اخلاق کا سرچشمہ ہے۔ اگر کسی تعلیم سے ہمارے بچوں میں بہتر عادات کی تشکیل اور ان کے اخلاق و کردار کی تعمیر نہ ہو تو ایسی تعلیم بے فائدہ ہے۔ تعلیم ہی انسان کو انسان بناتی ہے۔ ہر معزز تعلیم طلبہ کے اخلاق و کردار کی تعلیم پر زور دیتا ہے۔ ہمارے نظام تعلیم میں اخلاق و سیرت کی بڑی اہمیت ہے۔ اسلامی تعلیمات جس قدر اخلاق حسنہ کی تربیت کرتی ہیں شاید ہی کوئی اور تعلیم کرتی ہو۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اخلاق کیا ہے؟

USMAN NOTES
www.usmannotes.com
Elmas Ali

سیرت و کردار سے مراد کیا ہے؟ کون سی ایسی صفات اور عادات ہیں جو ہماری سیرت و کردار کو سنوار سکتی ہیں؟ اخلاقی اقدار کا معیار کیا ہے؟ اچھائی یا برائی کسے کہتے ہیں؟ نیکی کیا ہے؟ ان جملہ امور کی وضاحت تعلیم میں ضروری ہے۔ اخلاقی اقدار کا تعین کرنا اور سیرت و کردار کی صفات معین کرنا فلسفہ ہی کا کام ہے۔

اب اگر ہمیں اپنے بچوں میں سیرت و کردار کے اوصاف پیدا کرنے ہیں تو اس کا جائزہ لینا ضروری ہے کہ کونسی اخلاقی اور کرداری اقدار معیاری ہیں؟ اس سلسلے میں تعلیمی فلسفہ ہماری مدد کرتا ہے اور ہم اس کے توسط سے اخلاق و کردار کی معیاری و پائیدار قدروں کو اپنے نصاب میں شامل کر سکتے ہیں۔ اور اپنی نئی نسلوں کی تربیت ان قدروں کے مطابق کر سکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

سوال 5۔ مقاصد فلسفہ تعلیم کو کس طرح متاثر کرتے ہیں؟ تعلیم کے بدلتے ہوئے مقاصد اور فلسفہ تعلیم کا جائزہ پیش کریں۔

جواب: 1- دور قدیم/قرون اولیٰ (Ancient Period) میں مقاصد تعلیم:

قدیم یونان میں سپارٹا (Sparta) کی ریاست کی مثال لیں، یاد رہے کہ سپارٹا دشمنوں کی جانب سے مسلسل حملوں کی زد میں تھا، ایسے میں ریاست کو پرعزم سپہ سالاروں اور بہادر جوانوں کی ضرورت تھی تا کہ اپنی آزادی اور سالمیت کا تحفظ کیا جا سکے۔ یوں سپارٹا کی فلاسفی کا مقصد دشمن کے خلاف مستقل جدوجہد سے عبارت تھا، یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے سپارٹا میں نظام تعلیم کے ذریعے کوشش کی گئی کہ بچوں میں حب الوطنی، حوصلہ مندی، بے خوفی کے جذبات پیدا کئے جائیں اور انہیں جسمانی طور پر طاقتور بنایا جائے اور انہیں ریاست کے لئے تن من دھن قربان کرنے کیلئے تیار کیا جائے۔ یوں جسمانی کمزوری کی مذمت کی گئی جبکہ لڑتے ہوئے جان کی بازی لگا دینے کو سب سے بڑی نیکی قرار دیا گیا۔ سپارٹا کے بعد روم، ایتھنز اور انڈیا کی ہی مثال لے لیں۔ رومی باشندے اپنے حقوق و فرائض سے پوری طرح واقف تھے، یہی وجہ تھی کہ رومی نظام تعلیم میں انسانی سرگرمیوں کے تمام شعبوں میں بچوں کی نشوونما پر زور دیا گیا۔ ایتھنز میں جسمانی حسن اور کردار کی خوبصورتی زندگی کا مقصد تھا، اسی لئے وہاں نظام تعلیم کا مقصد بچوں کے کردار کی بھرپور نشوونما اور ان میں ایسی خوبیاں راسخ کرنا تھا جن کی مدد سے وہ پرسکون زندگی گزار سکیں۔ اس کے لئے بچوں کو مکمل آزادی دی گئی اور جسمانی، ذہنی و جذباتی نشوونما کے لئے انہیں بھرپور مواقع مہیا کئے گئے۔ اس طرح محض زندگی کا فلسفہ تبدیل ہونے سے ایتھنز کے تعلیمی مقاصد سپارٹا اور روم کے تعلیمی مقاصد سے مختلف ہو گئے۔ قدیم انڈیا میں مذہب کو انتہائی لازمی تصور کیا جاتا تھا، وہاں زندگی کا مقصد دنیاوی امور کی انجام دہی اور پھر دنیاوی زندگی کے بندھن سے آزاد ہو کر نجات پانا تھا۔ یوں ان دنوں کی تعلیم بھی

خوشی اور برکت کے حصول اور نجات پانے سے متعلق تھی۔

2- ازمنہ وسطیٰ (Medieval Period) میں مقاصد تعلیم:

ازمنہ وسطیٰ میں فلسفہ حیات نے کئی نشیب و فراز دیکھے، زندگی کے مقاصد وقتاً فوقتاً تبدیل ہوتے رہے جس کے نتیجے میں تعلیمی مقاصد میں بھی تبدیلی نظر آئی، اس دور میں اسلام اور مسیحیت میں اپنے اپنے دین کی تبلیغ بڑی شدومد کے ساتھ جاری تھی، اس طرح تعلیم کے دائرہ کار میں مذہب بھی داخل ہوا، انڈیا میں مسلمانوں کی تعلیم کے بنیادی مقاصد درج ذیل تھے،

1- اسلام کی تبلیغ،
2- مسلمانوں میں تعلیم کا فروغ،
3- اسلامی مملکتوں میں توسیع،
4- اخلاقیات کی نشوونما،
5- مادی خوشحالی کا حصول،
6- شریعت کی اشاعت،
7- روحانی ...

Elmas Ali

... اور نشاۃ ثانیہ کے دور میں کیتھولزم (Catholism) کے تقدس کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا، لوگوں نے ... جاننے کے جذبہ کو ابھارا گیا اور اندھی تقلید سے انکار کر دیا، اس طرح تعلیم کے مقاصد پھر سے تبدیل ہو گئے، یوں تعلیم سے ... کی وابستگی کی گئی کہ وہ اندھے عقائد کی عمارت کو مسمار کرنے میں کردار ادا کرے گی۔

... دور جدید (Modern Period) میں مقاصد تعلیم اور فلسفہ:

... جدید دور میں فلسفہ حیات ... ہوا، نتیجتاً تعلیم میں بھی انقلابی تبدیلیاں رونما ہوئیں، لاک (Locke) کے فلسفے کی مقبولیت کم ہوئی اور ... جانے لگی کہ تعلیم کے ذریعے بچوں کی توارثی خوبیوں کو جلا بخشنا چاہیے۔ ... تعلیم طالبعلم مرکز بن ... پیسٹالوزی (Pestalozzi) کے مطابق بچے کی شخصیت کی ... نشوونما تعلیم کا مقصد قرار پایا۔ ... ہربرٹ (Herbart) کے مطابق تعلیم کا مقصد کردار کی تشکیل ہونا چاہیے۔ وقت کے ساتھ فلسفہ حیات پھر تبدیل ہو گیا، ... انقلاب نے تعلیم پر بھی اپنے اثرات مرتب کئے، نتیجتاً تعلیمی مقاصد میں پیشہ ورانہ نشوونما کے مقصد کو ترجیح حاصل ہوئی، دور حاضر میں تمام اقوام اپنی اپنی ضروریات اور نظریات کے مطابق تعلیمی نظام ترتیب دے رہی ہیں، آج دنیا میں مختلف نظام ہائے تعلیم رائج ہیں اور ہر قوم نے اپنی ضروریات اور قومی امنگوں کے تحت تعلیم کے مقاصد مقرر کر رکھے ہیں۔ فلسفہ مقصد زندگی اور مقصد تعلیم میں ہم آہنگی پیدا کرتا ہے۔ دنیا کے اکثر فلسفیوں اور ماہرین تعلیم نے اپنے اپنے نظریہ حیات کے مطابق مقاصد تعلیم مقرر کیے ہیں۔

USMAN NOTES www.usmannotes.com

ایسے ممالک جہاں اشتراکیت (Communism) اور فاشزم (Fascism) جیسے سیاسی نظریات رائج ہیں وہاں بچوں کو کڑے نظم وضبط کا پابند بنانے اور کلی اطاعت کو فروغ دینے کے لئے تعلیم کا انتہائی منظم انداز میں اہتمام کیا جاتا ہے۔

انگلینڈ اور امریکہ میں چونکہ جمہوری اقدار پائی جاتی ہیں اس لئے وہاں تعلیم کا مقصد بھی جمہوری اقدار کا فروغ ہے۔ وہاں تعلیم کا بنیادی مقصد بچے کی انفرادیت کی مکمل نشوونما ہے۔ امریکہ میں سائنٹیفک یا عملیہ (Pragmatism) کا فلسفہ رائج ہے۔ اس نے تعلیم پر بھی اپنے اثرات مرتب کئے ہیں اور وہاں پر تعلیم عملی طور پر کارآمد اور بامقصد بنایا گیا ہے۔ وہاں تمام سرگرمیوں اور تجربات کی افادیت ہی دستور العمل ہے اس کے برعکس روس اور چین میں سخت نظم وضبط قائم کرنے اور افراد کو اطاعت پر مجبور کرنے کے لئے تعلیم کو اختیار کیا گیا ہے۔ برصغیر میں برطانوی راج کے دوران تعلیم کا مقصد مقامی کلرک پیدا کرنا تھا تاکہ انتظامی امور میں ان سے کام لیا جاسکے۔ 1947ء میں آزادی حاصل کرنے کے بعد پاکستان اسلامی جمہوری ریاست کے طور پر وجود میں آیا جبکہ بھارت نے خود کو سوشلسٹ جمہوری ریاست قرار دیا، دونوں ریاستوں نے اپنے اپنے فلسفہ حیات کو مدنظر رکھتے ہوئے تعلیمی نظام رائج کئے۔

جے ایس راس (J. S Ross) نے صحیح کہا ہے کہ فلاسفی اور تعلیم ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں، جس میں ہر رخ دوسرے کے پیچھے چھپا ہوا ہے۔ فلاسفی کا تعلق غور وفکر جبکہ تعلیم کا تعلق عمل سے ہے۔

4- فلاسفی اور کریکولم یا نصاب (Philosophy and Curriculum)

تعلیم میں نصاب سازی کی بڑی اہمیت ہے۔ کیونکہ نصاب مقاصد تعلیم کے حصول کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اسی کے توسط سے تعلیمی اداروں میں تعلیمی سرگرمیاں انجام دی جاتی ہیں۔ نصاب میں ایسے مضامین اور موضوعات شامل کیے جاتے ہیں جو مقاصد تعلیم کی تکمیل میں معاونت کرتے ہیں۔ لیکن اگر یہ سوال کیا جائے کہ معیاری نصاب کیا ہے؟ نصاب میں کون کون سے مضامین اور موضوعات شامل کیے جائیں، کون کون سی ثقافتی اور جمالیاتی اقدار کو نصاب میں جگہ دی جائے؟ تو ان سب سوالوں کا جواب تعلیمی فلسفہ دے گا۔ اس کے ذریعے معیاری مضامین اور معیاری موضوعات نصاب میں شامل ہوں گے۔

تعلیم میں فلسفے کے بغیر معیاری مضامین کا تجزیہ نہیں کیا جاسکتا اور نہ اس کے تعاون کے بغیر بہتر نصاب سازی کے فرائض انجام دیئے جاسکتے ہیں۔

Elmas Ali

سپنسر (Spencer) کے مطابق نصاب کے تعین میں ہمارا پہلا مرحلہ انسانی زندگی پر محیط سرگرمیوں کی ان کی اہمیت کے لحاظ سے درجہ بندی ہے۔ ایسی صورت میں ہر فلسفہ حیات کی ترجیحات دوسرے سے مختلف ہوں گی۔

سمتھ (Smith)، سٹینلے (Stanley) اور شورز (Shores) نصاب سازی کے لئے رہنمائی کا بنیادی ذریعہ اخلاقی نشوونما کو قرار دیتے ہیں، ان کے مطابق اخلاقی بالادستی صحیح اور غلط کے بنیادی اصولوں سے حاصل ہوتی ہے۔ جو کہ ایک فلسفیانہ مسئلہ ہے۔ سپنسر (Spencer) کے مطابق نصاب کی تشکیل بنیادی انسانی سرگرمیوں پر مبنی ہونی چاہیے، اس نے مضامین کی ان کی اہمیت کے مطابق اضافی قدر مقرر کی، مثلاً اس نے ایسے مضامین کو اولین مقام دیا جن کا تعلق ذاتی نشوونما سے ہے۔

فطرت پسندوں (Naturalists) کے مطابق حالیہ تجربات، سرگرمیوں اور دلچسپیوں کو رہنما عامل کے طور پر لیا جانا چاہیے، مثالیت پسندوں (Idealists) کے نزدیک بچوں کی حالیہ اور مستقبل کی سرگرمیوں کی نصاب سازی میں کوئی اہمیت نہیں ہے، بلکہ نصاب تشکیل دیتے ہوئے انسانی نسل کے تجربات کا خیال رکھا جانا چاہیے۔

مثالیت پسند دیگر مضامین کے مقابلے میں کسی ایک مضمون کو ترجیح دینے پر زور نہیں دیتے، درحقیقت وہ ہر مضمون کی اہمیت اس کی عظمت کی خوبی کو دیتے ہیں جو کہ بعض مضامین میں بہتات کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ مثالیت پسندوں کا موقف ہر موضوع کو دوسرے کے مقابلے میں موضوعی ہے۔

نتائجیت یا عملیت پسندوں (Pragmatists) کے نزدیک افادیت کے اصول کی اہمیت ہے اسی لئے وہ اسے نصاب کی نوعیت مقرر کرنے کا معیار قرار دیتے ہیں۔ فلاسفی آف ایجوکیشن (Philosophy of Education) میں لوج (Lodge) نے لکھا ہے:۔

"نصاب میں شامل تمام مضامین کو مسائل کے حل کیلئے تکنیکوں پر مہارت دینے کے قابل ہونا چاہیے بجائے اس کے کہ انہیں محض پہلے سے لکھے گئے مواد کو ظاہر کرنے کے بغیر دوبارہ پیش کرنے کے لئے تیار کیا جائے۔" حقیقت پسند (Realists) کے مطابق سائنسی علوم کے مضامین، مجرد نوعیت کا یا انتہائی لمبا چوڑا نصاب بے کار ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ زندگی کی حقیقتوں پر توجہ دی جائے۔ وہ ایسے مضامین کو اہمیت دیتے ہیں جن کا تعلق فطری علوم سے ہے۔

بوڈ (Bode) اپنی کتاب جدید تعلیمی نظریات (Modern Educational Theories) میں لکھتا ہے کہ جب تک مقاصد کے تعین کے لئے ہمارے پاس کوئی فلاسفی موجود نہ ہو ہم کچھ نہیں کر سکتے۔

نصابی مسائل پر بحث کرتے ہوئے بریگس (Briggs) نے کہا کہ "تعلیم کو واقعی قائدین کی ضرورت ہے، ایسے قائدین کی جو کہ ٹھوس جامع فلاسفی رکھتے ہوں اور وہ دوسروں کو قائل بھی کر سکیں۔

5- فلاسفی اور استاد (Philosophy and Teacher)

تعلیمی ترقی میں استاد کو ریڑھ کی ہڈی کا درجہ حاصل ہے۔ [illegible]

علم، بصیرت اور استدلال کی قوت ہونی چاہیے، اور یہ تبھی ممکن ہے جب وہ فلاسفی سے روشناس ہوگا، افلاطون کے مطابق فلاسفر وہ ہوتا ہے جسے ہر طرح کے علم کا چسکا ہوتا ہے، جو سیکھنے کے لئے متجسس رہتا ہے اور کبھی بھی اس کا سیکھنے سے دل نہیں بھرتا۔ وہ نہ صرف دانائیاں اکٹھی کرتا ہے بلکہ وہ دانائی کا عاشق ہوتا ہے، جتنا وہ باعلم ہوگا اتنا ہی زیادہ وسیع النظر ہو جائے گا، وہ زندگی کو منظم انداز میں اور کامل صورت کے ساتھ دیکھتا ہے۔ زندگی کو کلی حیثیت میں دیکھنے کے لئے فلاسفی اس کی مدد کرتی ہے۔ مؤثر ماہر تعلیم بننے کے لئے ضروری ہے کہ تدریس کے فن کیلئے صرف متعلقہ مضمون پر عبور حاصل کرنے کے بجائے مختلف موضوعات پر بنیادیں استوار کرنا ہیں، قومی مقاصد کی تشکیل، اقدار اور مستقبل کے تعلیمی فیصلوں کے لئے اسے انسان، سماج، تاریخ اور تعلیمی فلاسفی کا بھی علم ہونا ضروری ہے۔ انسان کی پیچیدہ نوعیت کو سمجھنے کے لئے علم بشریات، حیاتیات اور نفسیات میں انسان کا مطالعہ انتہائی مفید ثابت ہوتا ہے۔ سماجی مطالعے سے سماجی نظام کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے، تاریخ پڑھ کر ماضی کے تجربات سے استفادہ کیا جا سکتا ہے جبکہ فلاسفی قومی مقاصد، اقدار اور مستقبل کے تعلیمی فیصلوں میں معاون و کارگر ثابت ہوتی ہے۔

بحیثیت انسان اور استاد فلاسفی کا مطالعہ بے انتہا ضروری ہے۔ اس سے استاد تعلیمی عمل کا صحیح مفہوم سمجھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ علم کی ترویج کے لئے استاد اور طلبہ کے درمیان گوناگوں تعلقات استوار کرنے میں فلاسفی مفید ثابت ہوتی ہے نیز اس کی مدد سے عادات کی پختگی، طاقت کے حصول، اور زندگی کے مقصد اور مفہوم کے بارے میں بصیرت حاصل کرنے میں بھی مدد ملتی ہے۔ وہ استاد جو کہ عظیم فلاسفرز کے کام کے مرتبے کو پہنچ جاتا ہے اور تعلیمی مسائل کے حل کے لئے خود غور و خوض کرنے لگتا ہے وہی اس پیشے کا صحیح حقدار ہے۔ اکثر و بیشتر استاد کو حیرانی کا سامنا اس وقت کرنا پڑتا ہے جب اس کی بہترین کاوش کے نتیجے میں بھی معمولی کامیابی ملتی ہے۔ بسا اوقات اس کی پالیسی پر شیئر گروپس کا نشانہ بن جاتی ہے۔ ان مسائل اور پیچیدگیوں کو دور کرنے کے لئے فلسفے کے حقائق مفید ثابت ہوتے ہیں۔ اس سے اس کی شخصیت میں پختگی کا عنصر نمایاں ہو جاتا ہے جس کی بدولت وہ قائدکا کردار بخوبی ادا کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اگر پس منظر میں موجود فلسفے کی حقیقت کو جان لیا جائے تو کوئی بھی حکمت عملی مکمل طور پر ترک یا اختیار نہیں کی جا سکتی۔ فطرت پسندوں (Naturalists) کا زور اس بات پر ہے کہ استاد بچے کی سرگرمیوں میں مداخلت ہرگز نہ کرے۔ ان کے نزدیک استاد کو چاہیے کہ وہ ایسا تعلیمی ماحول تشکیل دے، جس کی وہ توقع کر رہا ہے اس کے بعد استاد کا کوئی کردار نہیں۔ مثالیت پسند (Idealists) استاد کے کردار کو خاندان کے سربراہ کی مانند قرار دیتے ہیں، ان کے مطابق اسے محور کن شخصیت کا مالک ہونا چاہیے تاکہ طلبہ اس کے سحر میں کھنچے چلے آئیں، نتائجیت پسند (Pragmatist) کے مطابق استاد طالبعلم پر کوئی شے یا خیال تھوپنے کے لئے نہیں ہے، بلکہ اس کی مثال تجربے اور تعلم میں طالبعلم کیلئے صرف سہولت کار جیسی ہے۔

6- فلاسفی اور طریقہ ہائے تدریس (Philosophy and Method of Teaching)

فلاسفی کا طریقہ ہائے تدریس کے ساتھ بھی ویسا ہی تعلق ہے جیسا نصاب کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ حالیہ دور میں تعلیمی طریقے کے حوالے سے بڑا مسئلہ جو درپیش ہے وہ یہ ہے کہ استاد کو تعلیمی عمل میں کس حد تک مداخلت کرنی چاہیے، یہ ایک فلسفیانہ معاملہ ہے۔ مداخلت نہ کرنے کے لئے دو مختلف وجوہات کے ذریعے توجیہ پیش کی جاتی ہے۔ پہلی وجہ طلبہ کی صلاحیتوں کی نوعیت جبکہ دوسری وجہ اس کا ماحول ہے۔ روسو (Rousseau)، فشہ (Fichte) اور فروبیل (Frobel) کے مطابق بچے فطرتاً اچھے ہوتے ہیں، ان کے معاملے میں کسی بھی قسم کی مداخلت نقصان دہ ہو سکتی ہے، مونٹیسوری (Montessori) نے ماہرین ماحولیات کا مؤقف اپنایا ہے۔ ان کے مطابق بچوں کے لئے تیار کردہ ماحول جو کہ صحتمند اور ہوش افزا فضا پر مبنی ہو بچوں کے اندر درست اور صحیح رجحانات کو جگانے کے لئے مثالی حیثیت رکھتا ہے۔ کلپیٹرک (Kilpatrick) کی جانب سے استعمال ہونے والی اصطلاح فلاسفی آف میتھڈ (Philosophy of Method) فلاسفی اور طریقہ کار کے درمیان قریبی تعلق کو ظاہر کرتی ہے۔ طریقہ (Method) ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے طالبعلم اور نفس مضمون کے درمیان تعلق قائم ہوتا ہے، تاہم تعلیم کے واضح مقصد اور دروں فلسفہ حیات کے بغیر استاد کی جانب سے استعمال کیا جانے والا طریقہ تدریس طالبعلم کو مضمون سے [illegible] ہے۔ ایسے اساتذہ جو کہ سوچتے ہیں کہ وہ فلسفہ حیات کے بغیر بھی طریقہ تدریس اختیار کر سکتے ہیں ان کی تمام [illegible]

سوال 6- عمومی فلسفیانہ مکاتب فکر کون کون سے ہیں نیز فلسفۂ مثالیت، ہندی، اور فلسفۂ حقیقت پسندی کا موازنہ کریں۔

جواب: چار عمومی فلسفے (Four General Philosophies)

مابعد الطبیعات (Metaphysics) کا لغوی مطلب طبعی وجود سے ہٹ کر ہے۔ مابعد الطبیعاتی سطح پر چار بڑے فلسفیانہ مکاتب فکر موجود ہیں جو کہ آج کی تعلیم پر اثر انداز ہو رہے ہیں، ان میں مثالیت پسندی (Idealism)، حقیقت پسندی (Realism)، نتائجیت پسندی یا عملیت پسندی (Pragmatism) [جسے بعض اوقات تجربیات (Experientialism) بھی کہتے ہیں] اور نظریہ وجودیت (Existentialism) شامل ہیں۔ فلسفیانہ نظریات کے یہ چار عمومی ڈھانچے یا فریم ورک مختلف تعلیمی فلسفوں کے لئے بنیاد مہیا کرتے ہیں۔

USMAN NOTES www.usmannotes.com

ان میں دو فلسفے مثالیت پسندی (Idealism) اور حقیقت پسندی (Realism) قدیم یونانی فلاسفر
افلاطون اور ارسطو سے ماخوذ ہیں، جبکہ تدریجیت (Pragmatism) اور وجودیت (Existentialism) کے
فلسفے ہمارے ہم عصر ہیں۔

1- مثالیت پسندی (Idealism)

افلاطون کو تصوریت یا مثالیت پسند فلسفہ کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ ... بکہ فکر سے تعلق رکھنے
والے فلاسفر تعلیم کا محور ہیں۔ کہ حقیقت مطلق اپنی فطرت میں جسمانی کی بجائے ... انی ہے۔ ان کے حساب سے
کائنات اور دیگر موجودات حقیقی نہیں بلکہ حقیقت مطلق جو ماورائے کائنات ہے اس کا پرتو ہیں۔ انسان روح غیر
فانی ہے۔ جسے خدا نے زمین پر ایک عرصہ آزمائش گزارنے کے بعد ابدی زندگی سے لطف اندوز ہونے کے لئے
تخلیق کیا ہے۔ حقیقت مطلق خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ کانٹ کے خیال میں انسان خود مختار بھی ہے۔ اور مجبور بھی۔
ہیگل کے مطابق انسان حقیقت مطلق کا ایک اہم حصہ ہے جس میں روح کی حیثیت ایک شعلہ کی سی ہے۔ جو موت
کے وقت بجھ جاتا ہے۔ تصوریت یا مثالیت پسند فلاسفہ کے مطابق انسانی فطرت روحانیت کی طرف مائل ہے۔
جس کا اظہار روحانیت، مذہب، نفاست، اخلاقیات اور آرٹ کی صورتوں میں اکثر کرتا رہتا ہے۔

مثالیت پسندی ایک ایسی فلسفیانہ سوچ ہے جس کا مرکزی عقیدہ یہ ہے کہ تصورات یا نظریات (Ideas)
ہی سچی حقیقت ہیں، یہ واحد شے ہے جس کے بارے میں جاننا ضروری ہے۔ صداقت، حسن اور انصاف کی تلاش
کے لئے جو کہ ہمیشہ جاری رہتی ہے، دماغ میں شعوری استدلال پر توجہ مرکوز رکھی جاتی ہے۔ مثالیت پسندی کے بانی
افلاطون نے اپنا نظریہ 400 قبل مسیح میں پیش کیا، اپنی مشہور کتاب ریاست (Republic) میں وہ لکھتا ہے کہ
دنیائیں دو ہیں، ان میں ایک روحانی یا ذہنی دنیا ہے جو کہ مستقل، مربوط، آفاقی اور لافانی ہے۔ جبکہ ایک دنیا ظاہری
یا مادی دنیا ہے، جسے دیکھا، چھوا، سونگھا، چکھا اور سنا جا سکتا ہے۔ یہ تبدیل ہونے والی، نامکمل اور بے ترتیب دنیا
ہے۔ اس تقسیم کو عام طور پر دماغ اور جسم کے دو پہلوؤں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ افلاطون یوٹوپیا کے معاشرے کو مثالی
معاشرے کے طور پر بیان کرتا ہے جہاں جسم اور روح کو تمام تر حسن اور کاملیت کی تعلیم دی جاتی ہے جس کے وہ
لائق ہیں۔ صداقت اور حقیقت کو سمجھنے کے لئے علم کی جستجو اور تعقلی دماغ کے ساتھ اس کی نشاندہی کرنا پڑتی ہے،
افلاطون کا عقیدہ ہے کہ روح جسم کی پیدائش سے پہلے تشکیل پائی تھی۔

مثالیت پسندی میں تعلیم کا مقصد ہر فرد کی صلاحیتوں کی کھوج لگانا اور ان کو پروان چڑھانا ہے نیز
معاشرے کی بہتر خدمت کیلئے اسے اخلاق کے اعلیٰ معیار پر پہنچانا ہے۔ نصاب میں جس نفس مضمون پر زور دیا جاتا
ہے وہ دماغ سے متعلق ہے یعنی اس میں ادب، تاریخ، فلاسفی اور مذہب سے متعلق مواد شامل ہے۔ جبکہ اس تعلیمی

فلسفے کے تحت جو طریقہ ہائے تدریس اختیار کئے گئے ہیں ان میں لیکچر، مباحثہ اور سقراط کے انداز میں سوال و
جواب کا سلسلہ شامل ہے۔ مشاہدہ باطن (Introspection)، وجدان (Intuition)، بصیرت (Insight)
اور کلی منطق (Whole-part Logic) کو اشکال یا تصورات کا شعور حاصل کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے
جو کہ دماغ میں پہلے سے ہی پوشیدہ ہوتے ہیں۔ قابل تقلید مثالوں یا ہیروز کو پیش کر کے کردار سازی کی جاتی ہے۔

مثالیت پسندی کے تعلیمی تصورات:

1- مثالیت پسند فلاسفہ کے مطابق انسانی ذہن لازوال تصورات کے ذریعے حقیقت مطلق کو جاننے کی
کوشش کرتا ہے۔ اور اس عمل میں تعلیم ایک اہم ذریعہ ہے۔

2- یہ فلسفہ ایک طالب علم کو اس طرح کے سوالوں پر غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔ مثلاً کائنات کی حقیقت کیا
ہے؟ انسان اپنی فطرت میں کیا ہے؟ کائنات کی حقیقت کیا ہے؟

... روحانی کائنات کا ایک حصہ ہے۔ اور تعلیم فطرت اور بچے کے درمیان صحت مند تعلق قائم کرنے کا
ذریعہ ہے۔ لہٰذا تعلیم ایسی دینی چاہئے۔ جو انسان اور فطرت کے درمیان ربط و تعلق کو گہرا کرے۔

4- حواس خمسہ ... حاصل ہونے والا علم نامکمل اور غیر یقینی ہے۔ حقیقی علم صرف اور صرف دلیل پر مبنی ہے۔
کیونکہ دلیل ہی وہ دماغی قوت ہے۔ جو حقیقت مطلق تک رسائی کا ذریعہ ہے۔

5- علم جتنا مضبوط و مربوط ... ہوں گے۔ اتنا ہی وہ سچائی کے قریب ہوگا۔

6- علم وہی صحیح ہے۔ جو ایک نظام ... میل کا ... اور حقیقت مطلق تک رہنمائی فراہم کرے۔

7- تعلیم کی صورت میں بچے کے ذہن میں نقش ... نے والے ... کو اس کے سابقہ تجربات سے مربوط
کرنا چاہئے۔ تاکہ اس کا تعلم زیادہ پائیدار ہو سکے۔

8- مختلف قدریں مثلاً سچائی، خوبصورتی وغیرہ اپنی ... میں ... اور ... ہوتی ہیں۔ اور وقت
گزرنے کے ساتھ تبدیل نہیں ہوتیں۔

9- افلاطون کے نزدیک ایک مثالی زندگی ایک مثالی معاشرے میں ہی ... ہو سکتی ہے۔ ... ایک اچھا مثالی
معاشرہ اس وقت تک وجود میں نہیں آتا۔ جب تک مثالی اقدار کو اس کی بنیاد نہیں ... یا جاتا۔

10- بچوں کو ایسی تعلیم دینی چاہئے۔ جو انہیں بنیادی اقدار ... گاہی کے ساتھ ساتھ ایک ... زندگی بسر
کرنے کا سلیقہ سکھائے۔

Elmas Ali

2- حقیقت پسندی (Realism):

حقیقت پسند فلسفہ تعلیم کا بانی ارسطو ہے۔ جس نے اپنے استاد افلاطون کے تصوریت پسند فلسفہ تعلیم

USMAN NOTES www.usmannotes.com



USMAN NOTES
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

-3 ارسطو کے نزدیک نصاب صرف پیشہ ورانہ نہیں بلکہ ثقافتی بھی ہونا چاہیے۔ اسی لئے ارسطو نے نصاب تعلیم میں تحریر و تقریر، موسیقی اور جمناسٹک کو شامل کیا اور دوسری طرف آرٹ اور کرافٹ کی تعلیم پر زور دیا۔

-4 حقیقت پسند فلسفۂ تعلیم کے مطابق انسان کی اخلاقی اور روحانی اصلاح کے لئے اخلاقیات، جمالیات اور دیگر معاشرتی علوم بھی نصاب میں شامل کئے جائیں۔ جو فرد کی شخصیت کی نشوونما میں مددگار ہونے کے ساتھ ساتھ اسے عملی طور پر ایک مثالی اخلاقی زندگی گزارنے کے لیے تیار کریں۔

-3 طریقۂ تدریس:

-1 طریقۂ تدریس کے سلسلے میں ارسطو کا یہ جملہ بڑا معروف ہے کہ ذہانت اور عقل میں وہ چیز جگہ پائے گی جو انسان کے حواس خمسہ کے راستے داخل ہوگی۔ ارسطو کے ان خیالات نے سمعی بصری معاونات (A.V.Aids) کے استعمال اور خصوصاً سائنسی تعلیم کے لئے تجرباتی طریقے کا راستہ ہموار کیا۔

-2 حقیقت پسند فلسفی نئے علوم کی تدریس کے لئے نئے اور عملی تدریسی طریقے اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں ارسطو نے استقرائی طریقۂ تدریس (Inductive Method of Teaching) کو سب سے پہلے متعارف کرایا۔ اس کے نزدیک یہ ایک ایسا طریقۂ تدریس ہے۔ جس میں پہلے حواس کے ذریعے ٹھوس مادی اشیاء کے مطالعے اور مشاہدے جو نتائج اخذ ہوتے ہیں ان کی روشنی میں کلیات تشکیل دیئے جاسکتے ہیں۔ ارسطو کے خیال کے مطابق تعلیمی عمل کو مؤثر اور کارآمد بنانے کے لئے یہ طریقہ بہترین ہے۔ کیونکہ یہ علم کو عمل میں ڈھالنے کا باعث بنتا ہے۔ بیکن (Becon) نے ارسطو کے اس نقطہ نظر کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے تعلیمی عمل میں جدید طریقہ ہائے تدریس کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ اور علم کو عملی اور کارآمد بنانے پر زور دیا۔

Elmas Ali

-4 متعلم یا طالب علم کا کردار:

-1 حقیقت پسند فلسفہ تعلیم کے تحت بچے کو سخت نظم و ضبط کا پابند بنایا جاتا ہے۔ اور اسے ملک و قوم سے وفاداری کی تربیت دی جاتی ہے۔

-2 حقیقت پسند فلسفی تعلیمی عمل کے ذریعے فرد کو اچھا شہری اور کامیاب انسان بنانا چاہتے ہیں۔ اور طالب علم سے توقع کی جاتی ہے۔ کہ وہ معاشرتی اقدار کی روشنی میں اپنی زندگی کا لائحہ عمل ترتیب دے گا۔

-3 یہ تجربات سیکھتے ہیں۔ مثلاً سفر کرنا، جغرافیہ اور تاریخ کا علم کھنے کا بہتر [illegible]

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

4- حقیقت پسندوں نے اس بات پر زور دیا، کہ طلباء کو قومی اور بین الاقوامی زبانیں سکھائی جائیں۔

5- طلباء کے ساتھ تعلیمی اداروں میں سخت رویہ اپنانے سے گریز کرنا چاہیے۔اور سکولوں کو خوشنما بنایا جائے تاکہ طلبا کی دلچسپی اور دلکشی کا باعث بنیں۔

☆☆☆☆☆

Elmas Ali

سوال 7- فلسفۂ عملیت یا نتائجیت پر نوٹ لکھیں۔

جواب: 1- فلسفۂ عملیت یا نتائجیت (Pragmatism):

تاریخی طور پر فلسفہ عملیت (Pragmatism) کے نشان قدیم یونان کے سوفسطائی فلاسفر پروتاگورس (Protagorus) کے ہاں ملتے ہیں۔اس کے مطابق انسان ہی ہر شے کا پیمانہ ہے۔حالیہ زمانے میں یہ نام سب سے پہلے 1878ء میں سی ایس پائرس (C.S. Pierce) کے ارٹیکل "How to make our Ideas Clear" میں سامنے آیا، اس نے "Pragmatism" کی اصطلاح کو ترجیح دی ہے۔اس نے مثالیت پسندی (Idealism) پر تنقید کی اور علم کی تجربے اور عملی نتائج کی اصطلاحات کے تحت دوبارہ تعریف کی۔ ولیم جیمز (William James) نے امریکی ثقافتی ماحول سے ہٹ کر اپنا نقطہ نظر تشکیل دیا اور اس کا بانی قرار پایا، جان ڈیوی (John Dewey) اس کا سب سے زیادہ متاثر شارح رہا ہے اس نے 1896ء میں شکاگو میں قائم کئے جانے والے لیبارٹری سکول میں اسے عملی طور پر آزمایا، نظریہ عملیت مثالیت پسندی اور مادہ پرستی کے بین بین کھڑا ہے، مثالیت پسندی (Idealism) میں خیال یا دماغ کو مرکزی مقام حاصل ہے، اور جہاں تک مادہ پرستی کا سوال ہے تو اس میں مادہ کو مرکزی مقام دیا گیا ہے۔درحقیقت وہ دونوں فلسفے متضاد سوچ کے عکاس ہیں جبکہ نظریہ عملیت میں تجربے کو مرکزی مقام دیا گیا ہے۔

2- معنی و مفہوم (Meanings)

عملیت (Pragmatism) کی اصطلاح یونانی زبان سے ماخوذ ہے۔جس کا مطلب "بنانا" یا "مکمل کرنا" ہے جیسے ہم عمل (action)، مشق (Practice) یا سرگرمی (Activity) جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔عمل کو فکر و خیال پر ترجیح دی جاتی ہے۔خیال کی حیثیت عمل کی وجہ سے ہے اس سے بڑھ کر یہ کچھ نہیں، یہاں تجربے کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ہر شے کو تجربے کی کسوٹی پر پرکھا جاتا ہے، خیال یا نظریہ تب ہی درست ثابت ہوتا ہے وہ کام کرتا ہے، جب اس کی عملی طور پر توثیق ہوتی ہے تو اسے قبول کیا جاتا ہے ورنہ اسے ضائع کر دیا جاتا ہے۔عقائد اور نظریات تبھی سچے ہوتے ہیں جب وہ قابل عمل اور منافع بخش ہوں۔ول ڈیورنٹ (Will Durant) نے عملیت (Pragmatism) کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے، "سچا نظریہ درحقیقت خیال کی عملی

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

کارگزاری ہے، یعنی عملیت (Pragmatism) کوئی فلسفہ نہیں بلکہ طریقہ ہے۔ یعنی تجربات کا طریقہ ہے۔ نظریہ عملیت کا ایک اور وصف یہ ہے کہ اس کے عقائد قابل تبدیلی ہیں۔ پہلے سے کچھ طے شدہ نہیں ہوتا، ہر شے تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ کائنات میں بھی تبدیلیاں رونما ہوتی رہتی ہیں، اس کائنات میں کچھ بھی یقینی اور حتمی نہیں ہے۔ سکولی کے معمولات کی بنیاد پر پہلے سے طے شدہ تعلیمی مقاصد نظریہ عملیت کے حوالے سے سودمند نہیں رہتے۔

3- نتائجیت یا عملیت (Pragmatism) کے تعلیمی تصورات:

نتائجیت پسندوں (Pragmatists) کے نزدیک صرف وہ چیزیں حقیقی ہیں جن کا مشاہدہ یا تجربہ ممکن ہے۔ 19ویں صدی کے آخر میں امریکی فلاسفی کی تمام تر توجہ تجربے کی حقیقت پر تھی، حقیقت پسندوں اور عقلیت پسندوں کے برعکس نتائجیت پسندوں کا ماننا ہے کہ حقیقت مستقلاً تبدیل ہو رہی ہے اور ہم اپنے تجربات اور خیالات کو مسائل پر اطلاق کر کے زیادہ بہتر انداز میں سیکھ سکتے ہیں۔ کائنات متحرک اور ارتقا پذیر ہے جبکہ ناقابل تبدیل اور قطعی حقیقت کا کہیں کوئی وجود نہیں۔ سچ وہی ہے جو کام کرے، نتائجیت (Pragmatism) چارلس سینڈرز پیرس (Charles Sanders Peirce) کی تعلیمات سے ماخوذ ہے، اس کا عقیدہ تھا کہ سوچ سے لازمی کوئی عمل وقوع پذیر ہوتا ہے۔ جان ڈیوی (John Dewey) نے فلسفہ نتائجیت کا اپنے ترقی پسند طریقوں پر اطلاق کیا۔ اس کا کہنا تھا کہ طلبہ کو چاہیے کہ وہ لازمی طور پر ایک دوسرے کو اپنائیں اور ماحول کے ساتھ مطابقت اختیار کریں۔ سکولوں کو چاہیے کہ وہ سماجی تجربات پر مبنی نفس مضمون کو خصوصی اہمیت دیں، تمام تر تعلم وقت، حالات اور محل وقوع پر منحصر ہوتا ہے۔ مختلف ثقافتوں کے حامل افراد اور نسلی گروپس باہمی تعاون کے ساتھ کام کرنا سیکھتے ہیں اور جمہوری معاشرے کی تشکیل کے لئے کردار ادا کرتے ہیں۔ اس کا حتمی مقصد سماجی نظم کی تشکیل ہے۔ کردار سازی کا انحصار نتائج کی روشنی میں گروہی فیصلہ سازی پر ہوتا ہے۔

نتائجیت پسندوں (Pragmatists) کے طریقہ ہائے تدریس میں مسائل کو حل کرنا، تجربہ کرنا اور پراجیکٹ تشکیل دینا شامل ہے۔ اس میں اکثر طلبہ گروپ کی شکل میں کام کرتے ہیں۔ نصاب کو ایسا ہونا چاہیے جس میں مسئلے کو حل کرنے کے لئے مختلف مضامین کو ایک دوسرے کے قریب لایا گیا ہو۔ نتائجیت پسندوں کے نزدیک طالبعلم کو چاہیے کہ وہ اپنے علم کا حقیقی صورتحال میں اطلاق کرے۔ اس سلسلے میں اسے چاہیے کہ وہ تجرباتی تحقیق کو عمل میں لائے، اس سے طلبہ شہریت، روزمرہ کی زندگی اور مستقبل کے پیشے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔

4- تعلیم کیلئے عملیت کا کردار:

Elmas Ali

(Contribution of Pragmatism to Education)

1- عملیت (Pragmatism) تعلیم کے قطعی مقاصد مہیا کرتی ہے۔ اس کے تحت طلبہ کو معاشرتی زندگی

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

گزارنے کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔انہیں ایسی مہارتیں سکھائی جاتی ہیں جو کہ عملی زندگی میں ان کے کام آسکیں، اور وہ معاشرے کے مفید شہری بن کر کردار ادا کر سکیں۔

-2 تعلیمی عمل کی افادیت کو اولین معیار قرار دیا گیا ہے۔سکولوں سے توقع کی گئی ہے کہ وہ ایسی تعلیم مہیا کریں گے جو کہ مختلف پہلوؤں کے حوالے سے کارآمد ہو۔

-3 عملیت (Pragmatism) تعلیمی عمل میں طالبعلم کو مرکزی مقام دیتی ہے۔

-4 تدریسی طریقہ کار عملی کام کر کے سیکھنے پر مبنی ہے۔اس میں بچے کے سامنے حقیقی صورتحال پیش کی جاتی ہے اور بچے کو موقع فراہم کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے مسئلے کا حل ڈھونڈے۔

-5 مباحثے، سوالات، تفتیش اور حالات کو سنبھالنے جیسے اقدامات کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

-6 اس میں تعلیم کو روایتی حدود و قیود کا پابند نہیں بنایا گیا۔عملیت پسند فلاسفرز ہمیں ہر شے کو تجربے کی بنیاد پر پرکھنے کا درس دیتے ہیں۔

-7 عملیت پسند تعلیم کے جمہوریت پسند انداز کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔یہ مقصد باہمی تعاون کی سرگرمیوں اور مشترکہ پراجیکٹس کی مدد سے حاصل کیا جاتا ہے۔

-8 عملیت پسندانہ سوچ ٹیکنالوجی کے حامل صنعتی معاشرے کی ضروریات کے ادراک پر مبنی ہے۔اخبارات، رسائل و جرائد، ٹیلی ویژن وغیرہ کو تعلیم کا اہم ذریعہ بنا دیا گیا ہے۔

-9 تعلیمی عمل میں استاد کا کردار چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے، اس کے لئے استاد کو باخبر، چوکنا اور ہوشیار رہنا پڑتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Elmas Ali

سوال 8- فلسفہ وجودیت پر نوٹ تحریر کریں۔

جواب: **وجودیت (Existentialism):**

وجودیت (Existentialism) نسبتاً جدید فلسفہ ہے۔اس کی جڑیں کسی قدیم فلسفے میں پیوست نظر نہیں آتیں، اسے بیسویں صدی کا جدید فلسفہ کہا جا سکتا ہے۔تاہم تعلیمی میدان میں اسے بڑے پیمانے پر قبولیت عام ابھی حاصل نہیں ہوئی۔اس نظریہ کو پیش کرنے والے اہم شارحین درج ذیل ہیں۔

-1 ڈینش فلاسفر سورن کیرگیرڈ (Soren Kiergeard)

-2 بیسویں صدی کا فرانسیسی مصنف جین پال سارترے (Jean Paul Sartre)

-3 جرمن فلاسفر کارل جیسپرز (Karl Jaspers)

-4 پال ٹی لک (Paul T'llich)، اور

USMAN NOTES - Pakistan's Online Study Portal
WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

5- رین ہولڈ نیبوہر (Reinhold Niebuhr)

فلسفہ وجودیت (Existentialism) کو ایسے جدید فلسفے کے طور پر بیان کیا جاسکتا ہے جو بیسویں صدی کے ہم عصر سکالرز کے کام پر مبنی ہے۔

بنیادی تصورات (Key Concepts)

جین پال سارترے (Jean Paul Sartre) کے مطابق انسان اپنی مرضی کے بغیر پیدا ہوا اور دنیا کے منظر نامے میں شامل ہو گیا ہے۔ تاہم اس کے پاس ایسا اختیار بالکل موجود ہے جس کی بنیاد پر وہ اپنی مرضی سے مقاصد کا انتخاب کر سکتا ہے۔ لوگ اپنی زندگی میں کئی مرتبہ ایسی صورتحال پیش آتی ہے جس میں انہیں مختلف چیزوں میں سے کسی ایک یا ایک سے زائد چیزوں یا امور کا انتخاب کرنا پڑتا ہے۔ ان میں سے بعض انتخاب وقتی اور معمولی ہوتے ہیں جبکہ بعض کا تعلق مقصد حیات سے ہوتا ہے۔ یہ وہ فیصلے ہیں جو کہ فرد کی ذاتی حیثیت کی جانب رہنمائی کرتے ہیں۔ یعنی انہی فیصلوں کی بنیاد پر ہر فرد اپنی ذات خود تشکیل دیتا ہے۔ جو کہ اس کا اصلی جوہر کہلاتا ہے۔

فلسفہ وجودیت کے پیروکاروں کے نزدیک کائنات انسانی خواہشات اور منصوبوں کے حوالے سے غیر جانبدار رہتی ہے۔ انسانی آزادی ہمہ گیر ہے، جیسے انسان کی انتخاب کی ذمہ داری ہمہ گیر نوعیت کی ہے۔

فلسفہ وجودیت میں ایک اور اہم تصور اندیشے کا ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ اس کا وجود ایک دن ختم ہو جانا ہے جب وہ دنیا سے غائب ہو جائے گا، کیونکہ اس کا دنیا میں وجود عارضی ہے۔ ہر باشعور شخص اس حقیقت سے پوری طرح آشنا ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے انسان آزادی و غلامی، محبت و نفرت، امن و جنگ میں سے کسی کا انتخاب کرتا ہے۔

Elmas Ali

7- وجودیت کے تعلیمی تصورات: (Educational Implications of Existentialism)

1- وجودیت (Existentialism) کے مطابق تعلیم کا بنیادی مقصد انسان کو اس قابل بنانا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے جیئے اور فیصلے کر سکے۔

2- سکولوں میں ایسا ماحول فراہم کیا جانا چاہئے جس سے بچوں میں تحفظ کا احساس پیدا ہو، ان کی حوصلہ افزائی ہو اور اساتذہ انہیں قبول کریں۔

3- سکول میں پڑھائے جانے والے تمام مضامین اور سرگرمیاں ایسی ہونی چاہئیں جو کہ انسانی ترقی کیلئے موزوں ماحول تشکیل دے سکیں۔

4- استاد کو چاہیے کہ مادی وسائل بروئے کار لاتے ہوئے ایسا ضروری مواد اور سامان فراہم کرے جو کہ طلبہ میں

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

تخلیقی صلاحیتوں کو تقویت دے سکے۔

5- استاد کو متحرک اور فعال ہونا چاہئے، اس کو چاہیے کہ وہ طلبہ کی طرف سے نظریات کو چیلنج کرنے کے اقدام کو خوش دلی سے قبول کرے۔

6- سکول میں جہاں طلبہ نشوونما پاتے ہیں، جمہوری نظریات کو فروغ دیا جائے۔

7- ہر طالبعلم کی عزت نفس اور تکریم کا خیال کرنا سکول کی بنیادی ذمہ داری ہونا چاہیے۔

☆☆☆☆☆

سوال 9- حقیقت پسندی اور وجودیت میں استاد کے کردار کو اجاگر کریں۔

جواب:1- حقیقت پسندی میں استاد کا کردار (Role of Teacher in Realism)

1- حقیقت پسند استاد دوہری شخصیت کا مالک ہوتا ہے، حقیقت پسند کے طور پر وہ طالبعلم کی ضروریات کا ادراک حاصل کرتا ہے، وہ اس بات کا احساس کرتا ہے کہ تدریس کے ہر پہلو میں حقیقت کا غلبہ رہے۔ جبکہ استاد کی حیثیت سے اس کا واحد مقصد طالبعلم کے سامنے سائنس کا علم واضح اور مربوط انداز میں پیش کرنا ہے۔ وہ علم کو آفاقی چیزوں میں شمار کرتا ہے، اس کے نزدیک علم کے لئے رنگ و نسل کا امتیاز برتنا درست نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حقیقت پسند استاد فرانسیسی یا جرمن ریاضی جیسی اصطلاحات استعمال نہیں کرتا۔

2- حقیقت پسند استاد طالبعلم کے سامنے نفس مضمون ایسے پیش کرتا ہے جیسے وہ اس کے ساتھ شریک ہو، وہ کیمیا، ریاضی وغیرہ کی آواز بن جاتا ہے اور علم کے حوالے سے طلبہ کی تشنگی دور کرنے کے لئے کردار ادا کرتا ہے۔ وہ حق کے ساتھ کھڑا رہتا ہے۔ وہ حقیقت کو بڑی عزت دیتا ہے۔ جب وہ کسی مضمون کا آغاز کر سبق پیش کر رہا ہوتا ہے تو اپنی ذات کو الگ کر لیتا ہے، وہ حقائق کو ان کی اصل روح کے مطابق بیان کرتا ہے ذاتی پسند و ناپسند کو مضمون پر حاوی نہیں ہونے دیتا۔ حقیقت پسند اپنے شعبے میں نت نئی دریافتیں کرنے کا متمنی ہوتا ہے۔ اور یہی جذبہ وہ طلبہ میں بھی پروان چڑھانے کی کوشش کرتا ہے۔

3- البتہ حقیقت پسند استاد اس بات سے بھی واقف ہوتا ہے کہ مکمل طور پر دریافتوں میں خود کو منہمک کر لینا اس کا کام نہیں، کیونکہ اگر وہ اپنی دریافتوں کی ہی وضاحت میں پڑ گیا تو وہ غیر جانبدار نہیں رہ سکے گا، یوں حقائق سے زیادہ اس کا ذاتی تجربات کے بارے میں جھکاؤ بڑھ جائے گا۔ اس طرح وہ حقائق کو ازخود بولنے کے لئے نہیں چھوڑ سکے گا۔

Elmas Ali

4- حقیقت پسند استاد جانتا ہے کہ تمام طلبہ مساوی طور پر ذہین نہیں ہوتے اس لئے معلومات کی فراہمی کے دوران بچوں کی اہلیت کا وہ خصوصی خیال رکھتا ہے۔ اس کے لئے وہ بچوں کی نفسیات، بلوغت کی نفسیات کا

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal
WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

مطالعہ کرتا ہے اور تدریس کے لئے ایسے مواد کا انتخاب کرتا ہے جو کہ طلبہ کی دلچسپیوں اور اہلیتوں کے مطابق ہو۔ کامیاب استاد بننے کے لئے وہ علم کو آسان اور سہل بنا کر پیش کرتا ہے۔

5- حقیقت پسند استاد کو بعض اوقات اپنی حقیقت پسندی کے بھی خلاف جانا پڑتا ہے۔ استاد کو یہ بات ضرور سمجھ لینا چاہئے کہ نفس مضمون کے کتنے اور کون سے پہلو طلبہ کے ذہانت کے مطابق ہیں، اور جو مواد سمجھتا ہے کہ طلبہ کے ذہن کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا اسے قابل فہم بنانے کے لئے استاد کو ضروری اقدامات کرنے چاہئیں۔ پیش کیا جانے والا مواد بلاشبہ معروضی ہونا چاہئے البتہ اسے پیش کرنے کا انداز موضوعی بنا لیا جائے تو بہتر نتائج حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ بصورت دیگر طلبہ کی تدریس و تعلم کے عمل میں دلچسپی کو برقرار رکھنا مشکل ہو جائے گا۔

Elmas Ali

6- حقیقت پسند استاد کو چاہیے کہ وہ مختلف قسم کی دریافتوں میں طلبہ کی مدد اور رہنمائی کرے، کیونکہ جب طلبہ خود سے دریافتیں کرتے ہیں ان کے علم کو وسعت حاصل ہوتی ہے اور انہیں چیزوں کو باریک بینی سے دیکھنے کا موقع ملتا ہے، حقیقت پسند استاد چونکہ خود بھی دریافتوں میں مشغول رہتا ہے اس لئے وہ بہتر انداز میں طلبہ کی رہنمائی کر سکتا ہے۔ حقیقت پسند استاد تناقضات کی مثلاً جیسی صورتحال میں ہوتا ہے، سب سے پہلے تو اس سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ مختلف قسم کی دریافتوں میں مشغول رہے لیکن طلبہ کی رہنمائی کے لئے اسے اپنی تحقیق کی قربانی دینا پڑتی ہے۔ اس لئے حقیقت پسند استاد کو بڑی پیچیدہ صورتحال کا سامنا رہتا ہے البتہ توازن قائم رکھنے کی کوشش کی جائے تو وہ کامیاب استاد ثابت ہو سکتا ہے۔

2- وجودیت میں استاد کا کردار (Role of Teacher in Existentialism)

1- فلسفہ وجودیت (Existentialism) کے تحت استاد کا کام طلبہ کو وہ راستہ فراہم کرنا ہے جس پر چل کر وہ اپنی اقدار کو کھوج سکیں اور فہم حاصل کرتے ہوئے بہترین امور اور چیزوں کا انتخاب کر سکیں۔ اس سلسلے میں طلبہ کے سامنے انتخاب کے لئے مختلف مواقع کے بارے میں آگاہی ہونی چاہیے۔ تبھی اس میں سے وہ اپنے لئے بہترین اقدار اور دیگر امور کا انتخاب کر سکیں گے۔ طلبہ کو خود شناسی کے لئے مختلف النوع تجربات کی ضرورت پڑتی ہے، استاد کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ یہ سب کچھ طلبہ کو فراہم کرے اور ایسا ماحول تشکیل دے جس میں طلبہ مباحثے، تخلیقی پراجیکٹس اور مطالعے کے انتخاب کے ذریعے اپنا اظہار کر سکیں۔

2- فلسفہ وجودیت کے سکالرز کے نزدیک استاد کا کردار نصاب میں رہتے ہوئے انفرادی طور پر متعلمین کے لئے تنوع پیدا کرنا ہے۔ ہر طالبعلم سیکھنے کے معاملے میں منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ جب مختلف طریقہ ہائے

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

تدریس پر نظر ڈالی جاتی ہے تو کوئی بھی طریقہ تدریس ایسا نہیں ملتا جو کہ ہر طالبعلم کے لئے موزوں ہو۔ استاد کو چاہیے کہ وہ بچوں کو انفرادی توجہ دے اور معروضات کی بجائے موضوعات متعارف کرائے، جبکہ تعداد سے زیادہ شخصیت کو اہمیت دے۔ استاد کو طالبعلم اور طالبعلم کو استاد بننے کی اجازت ہونی چاہئے۔ چونکہ استاد کے پاس دنیا کا زیادہ تجربہ ہوتا ہے اس لئے اس پر لازم ہے کہ وہ طلبہ کے سامنے تمام تر ممکنات رکھے تا کہ طلبہ کے پاس انتخاب کے لئے بہترین آپشنز موجود ہوں۔ تدریس کے لئے مؤثر زبان کا استعمال انتہائی ضروری ہے، کیونکہ بچہ اپنا اظہار کر کے ہی نیا سے نیا علم سیکھتا ہے۔

☆☆☆☆☆

سوال 10۔ مختلف فلسفہ ہائے تعلیم سے کیا مراد ہے؟ فلسفۂ دوامیت اور فلسفۂ لزومیت پر نوٹ لکھیں۔
کسی دو تعلیمی فلسفوں کا تجزیہ کریں۔

یا

جواب: **فلسفہ ہائے تعلیم (Educational Philosophies):**

علمیاتی ڈھانچہ جس میں علم کی نوعیت پر توجہ دی جاتی ہے اور دیکھا جاتا ہے کہ ہمیں کیسے علم حاصل ہوتا ہے، کے تناظر میں دیکھا جائے تو چار بڑے فلسفہ ہائے تعلیم سامنے آتے ہیں۔ ان تعلیمی فلسفوں کا اطلاق دنیا بھر کے کمرہ ہائے جماعت میں ہو رہا ہے۔ یہ فلسفے درج ذیل ہیں:۔

1- دوامیت (Perennialism)
2- لزومیت (Essentialism)
3- ترقی پسندیت (Progressivism)
4- نوتعمیریت (Reconstructionism)

ان تعلیمی فلسفوں میں اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ نصاب کے حوالے کیا پڑھایا جانا چاہیے۔

1- فلسفۂ دوامیت (Perennialism)

تعلیمی نظریہ "Perennialism" نمایاں طور پر حقیقت پسندی سے ماخوذ ہے۔ یہ انسانی فطرت اور تعلیم کا روایتی یا قدامت پرستانہ نقطہ نظر پیش کرتا ہے۔ ارسطو کے مطابق انسان حیوان ناطق ہے۔ اسی سے اتفاق کرتے ہوئے نظریہ استقلال کے ماہرین سکول کو ذہانت کی آبیاری کیلئے ڈیزائن کردہ ادارے کے طور پر دیکھتے ہیں۔ نظریہ دوامیت کے پیروکار سچ کی تلاش اور اس کی ترویج کو تعلیم کا آفاقی مقصد قرار دیتے ہیں۔ جیسے سچ آفاقی اور غیر متغیر ہوتا ہے ویسے ہی تعلیم آفاقی اور مستقل حیثیت رکھتی ہے۔ سکولوں میں رائج کئے جانے والے نصاب میں عصر حاضر میں بار بار پیش آنے والے معاملات زندگی پر زیادہ زور دیا جانا چاہئے۔ عقلی پختگی کے لئے

USMAN NOTES - Pakistan's Leading Study Material Portal
WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

وقوفی مضامین جبکہ رویے اور رجحان کی تشکیل کے لئے اخلاقیات، جمالیات، اور مذہبی اصولوں کے مطالعہ نصاب میں شامل کیا جانا چاہئے۔ مثالیت پسند (Idealist) اور حقیقت پسند (Realist) فلسفے کی طرح نظریہ دوامیت کے سکالرز بھی نفس مضمون کے حامل نصاب کو ترجیح دیتے ہیں۔ نظریہ دوامیت (Perennialism) کے تحت نصاب میں تاریخ، لسانیات، ریاضی، منطق، ادب، بشریات اور سائنس جیسے مضامین شامل کئے جاتے ہیں۔ ان مضامین کا مواد فنون وادب کے تاریخی کام سے ماخوذ ہونا چاہئے۔ ذہنی تربیت کے لئے نفس مضمون میں مہارت کو ناگزیر تصور کیا جاتا ہے۔

فلسفہ دوامیت پر گفتگو کرتے ہوئے شکاگو یونیورسٹی کے صدر رابرٹ ہچنز (Robert Hutchins) کہتا ہے کہ تعلیم ایسی ہونی چاہیے جس سے نہ صرف ذہانت کی آبیاری ہو بلکہ تمام انسانی پہلوؤں کی ہم آہنگ اور متوازن نشوونما ہو سکے۔ تعلیم کا کلیدی مقصد فکری قوت کو ترقی دینا ہونا چاہئے کیونکہ اسی سے زندگی کے تجربات ترتیب پاتے ہیں اور ان سے بھرپور استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ رابرٹ (Robert) نے مثالی تعلیم کو مندرجہ ذیل انداز میں بیان کیا ہے۔ ”مثالی تعلیم ایسی تعلیم ہوتی ہے جو کہ ذہنی صلاحیت کو بڑھاتی ہے۔ میں اس نتیجے پر چھان بین کرنے کے عمل سے پہنچا ہوں۔ تعلیمی ادارے ہی واحد ایسے ادارے ہیں جو کہ ذہنی صلاحیت کو ترقی دے سکتے ہیں۔ مثالی تعلیم کوئی وقتی یا عارضی تعلیم نہیں ہے اور نہ ہی یہ فوری ضروریات کو پورا کرنے کیلئے ہنگامی طور پر تیار کردہ ہوتی ہے۔ یہ تخصیصی تعلیم بھی نہیں ہے اور نہ ہی یہ کوئی قبل از ملازمت تعلیم ہے۔ یہ افادی تعلیم بھی نہیں ہے۔ یہ وہ تعلیم ہے جو کہ ذہن کی ترقی کیلئے پیش کی جاتی ہے۔“

رابرٹ ہچنز (Robert Hutchins) نے اپنے تعلیمی فلسفے کی بنیاد دو مفروضوں پر رکھی ہے۔ انسان کی فطرت معقول ہے، اور علم بغیر تبدیل ہوئے قطعی اور آفاقی سچائیوں کی صورت میں محفوظ رہتا ہے۔ چونکہ انسانی فطرت کی معقولیت اور قوت مدرکہ آفاقی نوعیت کی ہے اس لئے تعلیم کو بھی آفاقی ہونا چاہیے، چونکہ استدلال ہماری اعلیٰ ترین صلاحیت ہے اس لئے عقل کی ترقی کو تعلیم کی اولین ترجیح بنایا جانا چاہئے۔ ”Hutchins“ ایسا نصاب تجویز کرتا ہے جو کہ مستقل یا دائمی مطالعہ پر مبنی ہو۔ وہ خاص طور پر مغربی تہذیب کے عظیم اور اعلیٰ علم وادب کا مطالعہ تجویز کرتا ہے۔ عظیم کتب کے مطالعہ کرنے اور انہیں زیر بحث لانے سے عقل کی آبیاری ہوتی ہے اور طالبعلم محتاط اور تنقیدی انداز میں غور وفکر کرنا سیکھتا ہے۔ ”Hutchins“ اعلیٰ علم وادب کے ساتھ ساتھ گرائمر، علم بیان، ریاضی اور فلسفہ کے مطالعے کی بھی ترغیب دیتا ہے۔

Elmas Ali

دوامیت (Perennialism) کے مطابق تصور صداقت، حقیقت علم اور اقدار اٹل ہیں۔ دوامیت پسندوں کے نزدیک تعلیم کا مقصد اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ طلبہ مغربی تہذیب کے عظیم تصورات کے بارے میں فہم

USMAN NOTES | Pakistan's #1 AIOU Solved Portal | WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

حاصل کر سکیں۔ یہ تصورات کسی بھی دور کے مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس لئے پڑھاتے ہوئے ایسے نظریات اور تصورات پر توجہ دینی چاہیے جو کہ دائمی ہیں تا کہ پائیدار صداقت کو تلاش کیا جا سکے۔ نا قابل تبدیل اصولوں کی تعلیم ناگزیر ہے۔ انسان عقل و شعور رکھنے والی مخلوق ہے، اس کے ذہن کو ترقی کی ضرورت ہے، اس لئے ذہانت کی آبیاری اس فلسفہ تعلیم کے تحت بنیادی ترجیح ہے۔ اس کے لئے مطلوب نصاب ثقافتی خواندگی پر زور دیتا ہے اور طلبہ کو پائیدار نظم و ضبط کی ترویج پر مجبور کرتا ہے۔ اس کا نصب العین انسانیت کی عظیم تکمیل ہے۔ اس فلسفہ تعلیم کے بڑے داعی روبرٹ میز ڈ ہچنز (Robert Maynard Hutchins)، جنہوں نے 1963ء میں عظیم کتب کا پروگرم تشکیل دیا، اور مورٹیمر ایڈلر (Mortimer Adler) ہیں جنہوں نے مغربی تہذیب پر 100 عظیم کتب پر مشتمل نصاب ترتیب دیا۔

Elmas Ali

دوامیت کے تعلیمی تصورات:

1- تعلیم کے مقاصد (The Aims of Education)

دوامیت (Perennialist) کے مطابق تعلیم کا مقصد طلبہ کی ذہنی و اخلاقی نشوونما ہے، ارسطو کی فکر کے مطابق طالبعلم سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو کاملیت کے درجے پر پہنچائے، ایسا کرنے کی صلاحیت ہر فرد میں یکساں تناسب سے پائی جاتی ہے۔ اس لئے اگر موزوں حالات دستیاب ہوں تو ہر شخص یہ مقصد پوری طرح حاصل کر سکتا ہے۔ یہ ہدف اس اصول پر مبنی ہے کہ ہر شخص کی فطرت آفاقی طور پر یکساں ہے۔

2- نصاب (Curriculum)

طالبعلم کی عقلی صلاحیتیں کاملیت کے درجے پر تب پہنچتی ہیں جب وہ استدلال کو اپنی عادت بنا لیتا ہے۔ یہ عادت اور صلاحیت سچ کو تلاش کرنے کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ تعلیم اٹل حقیقتوں کو قبول کرتے ہوئے آنے والے کل کے لئے تیار ہونے کا نام ہے، محض معاشرے میں رائج بھیڑ چال کے پیچھے لگ کر مطابقت اختیار کرنا تعلیم نہیں کہلاتا۔ دلیل کے لئے کسی بنیاد کی ضرورت پڑتی ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ اٹل حقیقتوں کے بارے میں اچھی خاصی شناسائی ہو، مستقل مسائل اور عظیم مفکرین کی طرف سے اٹھائے جانے والے سوالات کا ادراک ہو۔ تبھی فرد کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیتوں کو مزید پروان چڑھانے کی تحریک ملتی ہے۔ اس لئے تعلیم کے ابتدائی سالوں میں بنیادی حقیقتوں کے بارے میں بھرپور علم فراہم کیا جانا چاہیے۔ غیر ملکی زبانیں، منطق، فن خطابت و تحریر، فطری علوم اور ریاضی وغیرہ کے مضامین پڑھائے جانے چاہئیں۔ فلاسفی کی تعلیم بے انتہا ضروری ہے۔ اچھے کالج یا یونیورسٹی کے لئے ضروری ہے کہ وہ پیشہ ورانہ تعلیم کی بجائے شائستگی پیدا کرنے والی تعلیم یعنی لبرل ایجوکیشن

USMAN NOTES | Pakistan's #1 AIOU Solved Portal | WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

(Liberal Education) کا اہتمام کرے۔ ہچنز "Hutchins" اور ایڈلر "Adler" نے عظیم کتب کا مکمل پروگرام مرتب کیا ہے جس میں ہومر (Homer) سے لے کر موجودہ دور تک 100 مصنفین کی کتب کالج اور یونیورسٹی میں پڑھانے کے لئے تجویز کی گئی ہیں۔

3- استاد کی ذمہ داری (The Teacher's Task)

ایسا استاد جو کہ دوامیت کے اصولوں کو اختیار کرتا ہے، کا تعلیمی عمل میں کردار مصالحانہ اور ثانوی نوعیت کا ہوتا ہے۔ وہ علم کا سرچشمہ نہیں ہوتا۔ تھامس اکیناس "Thomas Aquinas" کے مطابق استاد ایک ڈاکٹر کی طرح ہوتا ہے جو کہ مریض کا علاج کرنے اور اسے آرام پہنچانے کا کام انجام دیتا ہے۔

Elmas Ali

2- لزومیت (Essentialism)

لزومیت (Essentialism) ایک تعلیمی نظریہ ہے۔ بطور اصطلاح اس کا مطلب وہ خیالات اور مہارتیں ہیں جو کہ کسی ثقافت کی بنیاد ہوں اور تمام افراد کو یکساں طور پر سکھائی جائیں۔

لزومیت (Essentialism) تعلیم کا ایک قدامت پسند نظریہ ہے جو کہ ترقی پسند تعلیم کے ردعمل میں ابھر کر سامنے آیا، اس کی جڑیں مثالیت پسندی (Idealism) اور حقیقت پسندی (Realism) دونوں میں پیوست ہیں۔ لزومیت (Essentilism) فلسفہ بنیادی طور پر استاد کے اختیار اور نصاب کے نفس مضمون کی قدر پر زور دیتا ہے۔ فلسفہ لزومیت کے سکالرز کے مطابق تعلیم میں بنیادی مہارتوں، خواندگی، سائنسز کا سیکھنا شامل ہے۔ لکھنے، پڑھنے اور ریاضی وغیرہ وہ بنیادی مہارتیں ہیں جو کہ ایلیمنٹری سکول کے نصاب میں شامل کی جانی چاہئیں۔ سیکنڈری لیول پر آرٹس اور سائنس کے تدریسی مضامین کو نصاب کا حصہ بنانا چاہئے۔ ان مہارتوں اور مضامین پر عبور حاصل کرنے کے بعد طالبعلم مہذب معاشرے کے رکن کے طور پر پختہ کار شخص بن جاتا ہے۔ مزید براں طلبہ کو ایسے رویے بھی اختیار کرنے چاہئیں جو کہ کامیاب معاشرتی زندگی گزارنے کے لئے معاون اور مددگار ہوں۔ لازمی نصاب سیکھنے کے لئے نظم وضبط اور محنت ناگزیر ہے۔ ایسے افراد جو کہ تدریس کے شعبے سے وابستہ ہونا چاہتے ہوں، ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ نفس مضمون اور تدریس دونوں میں مہارت رکھتے ہوں۔

فلسفہ لزومیت کے پیروکاران عقلی شعبوں اور مضمونوں کو جدید طرز زندگی کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔ ایلیمنٹری سکول میں لکھنے، پڑھنے اور حساب کرنے اور تحقیق کی مہارتیں ناگزیر ہیں۔ جبکہ ہائی سکول کے نصاب میں سائنس، ریاضی، تاریخ، انگلش، اور غیر ملکی زبانوں کو لازمی شامل کیا جانا چاہئے۔ ان میں لبرل تعلیم کے تمام لوازمات شامل ہیں جبکہ شخصی وسماجی زندگی کی ضرورتوں کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ اب یہ سکولوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ انسانیت کے تجمع تجربات مربوط انداز میں مختلف مضامین میں مناسب تناسب سے تقسیم کریں۔ ان بنیادی

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

مضامین میں مکمل مہارت کرنے کے بعد ہی طالبعلم ذاتی، سماجی، اور شہری مسائل کو حل کرنے کے قابل ہوسکتا ہے۔

لزومیت کے تعلیمی فلسفہ کے مرکزی خیالات درج ذیل ہیں۔

1- ایلیمنٹری سکولز کا بنیادی مقصد کلیدی مہارتوں کی ترویج ہے جن میں خواندگی اور حساب وغیرہ شامل ہیں۔

2- سیکنڈری سکولز کے نصاب کے تحت تاریخ، ریاضی، سائنس، انگلش اور غیر ملکی زبانوں کے حوالے سے طلبہ کی صلاحیتوں کو بڑھایا جانا چاہئے۔

3- جائزہ اختیار اور کنٹرول کیلئے سکولوں میں نظم وضبط اور احترام کا رشتہ قائم کرنا ضروری ہے۔

4- تعلم کے لئے سخت محنت اور نظم وضبط کی ضرورت ہوتی ہے۔

لزومیت پسندوں (Essentialists) کے مطابق بعض علم مشترک اور بنیادی نوعیت کا ہوتا ہے جسے ایک نظام کے تحت اور باضابطہ انداز میں طلبہ تک منتقل کیا جانا چاہیے۔ اس قدامت پسندانہ تناظر میں زیادہ زور عقلی اور اخلاقی معیار پر دیا جاتا ہے جسے سکھانا سکول کی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے۔ نصاب کا مغز لازمی علم اور مہارت ہے، یہ تعلیمی فلسفہ بھی کسی حد تک دوامیت (Perennialism) جیسا ہے تاہم لزومیت (Essentialism) اس تصور کو قبول کرتی ہے کہ یہ بنیادی نصاب تبدیل ہوسکتا ہے۔ اس کے مطابق سکول کی تعلیم کو عملی نوعیت کا ہونا چاہیے اور طلبہ کو معاشرے کے قابل قدر رکن کے طور پر تیار کیا جانا چاہیے۔ اس میں معروضی حقیقت پر زور دیا جاتا ہے اور طلبہ کو پڑھنے، لکھنے، بولنے اور واضح و منطقی انداز میں حساب کرنے کی تربیت دینے کا کہا جاتا ہے۔ اس فلسفے کے مطابق طلبہ کو سخت محنت اور حکام اور نظم وضبط کا احترام سکھایا جانا چاہیے۔ استاد کو چاہیے کہ وہ غیر پیداواری جبلتوں جیسا کہ غصہ یا بے خیالی پر نظر رکھنے میں طلبہ کی مدد کرے۔ یہ سوچ ترقی پسندانہ سوچ کا ردعمل تھی، جو کہ 1920ء اور 1930ء کی دہائیوں میں رائج رہی۔ ولیم بیگلے (William Bagley) نے 1934ء میں اپنے رسالے میں ترقی پسندانہ سوچ کی خوب خبر لی۔ نظریہ لزومیت کے دیگر داعیان میں جیمز ڈی کورنر (James D. Koerner)، ایچ جی رکوور (H. G. Rickover)، پال کاپرمین (Paul Copperman) اور تھیوڈور سائزر (Theodore Sizer) شامل ہیں۔

☆☆☆☆☆

Elmas Ali

سوال 11۔ فلسفۂ جدت پسندی پر مفصل نوٹ لکھیں۔

جواب: جدت پسندی یا ترقی پسندیت (Progressivism):

جدت پسندی کے فلسفے کو عام طور پر جان ڈیوی (John Dewey) کے فلسفہ عملیت (Pragmatism) کے ساتھ جوڑا جاتا ہے۔ بلاشبہ اس کے بعض پہلو آپس میں ملتے جلتے ہیں تاہم یہ یکسر مختلف

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

تعلیمی فلسفہ ہے۔اس کے ماخذ پر نظر ڈالیں تو ہمیں جدت پسند تعلیم کی تحریک بڑی سماجی وسیاسی تحریک کا حصہ نظر آتی ہے۔جس نے بیسویں صدی کے آغاز میں امریکیوں کی زندگی پر کافی اثر ڈالا۔1920 کی دہائی میں عمرانی اصلاحات کے لئے کوششیں تو ماند پڑ گئیں البتہ جدت پسندی کا فلسفہ پروان چڑھتا رہا۔حالانکہ اس میں کوئی مرکزی عقیدہ نہیں تھا جدت پسند اساتذہ کا البتہ زور اس بات پر تھا کہ تمام تر تعلیم کا اہتمام طالبعلم کی دلچسپیوں اور ضرورتوں کے مطابق کیا جائے۔تعلیم کے حوالے سے اصول بیان کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ۔

''ہمارا ماننا ہے کہ تعلیمی پروگرام کا مقصد تیزی سے نشوونما پاتے بچوں کی ضروریات کو پورا کرنا ہے۔ہمارا یقین ہے کہ بچپن صرف بچپن کے لئے ہی ہے اسے بالغ زندگی کی تیاری کا دور نہیں بنایا جانا چاہئے۔اس لئے سکولوں کو ان سوالوں کے ضرور جواب دینے چاہئیں کہ:۔جسمانی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے مختلف عمر کے بچوں کی کیا ضرورتیں ہیں؟ درمانہ کو حل شکل دینے کیلئے کیا کچھ درکار ہے؟ بچے کو خود شناس اور مخلص بنانے کے لئے کیا کرنا ہوگا؟''

Elmas Ali

ان کا مزید کہنا ہے کہ ''ان سوالوں کا جواب صرف ابتدائی ضروریات تک محدود نہیں بلکہ اس کی وسعت نصاب تک پھیلی ہوئی ہے، جیسے ہی ہم بچے کی فطرت اور ضرورتوں کے بارے میں آگاہ ہوتے ہیں ہمیں اس کے مطابق نصاب میں تبدیلیاں کرنا پڑتی ہیں تاکہ بچے کی تمام ضرورتوں کا احاطہ کیا جا سکے۔بچپن بذات خود زندگی کا انتہائی خوبصورت دور ہے۔اس لئے بچوں کو یہ عمر آزادی کے ساتھ اور جبر سے آزاد ماحول میں گزارنے کا موقع دیا جانا چاہئے۔اس لئے ہم سکولوں کا ماحول خوشگوار بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔جہاں بچوں کی دلچسپی کا بھرپور سامان کیا گیا ہو۔چونکہ ہم چاہتے ہیں کہ سکول بچوں کی دلپسند جگہ بن جائے اس لئے ہم کمرہ جماعت کو مختلف رنگوں سے رنگ کر اور رنگین پوسٹرز آویزاں کر کے بچوں کی توجہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ترقی پسندوں (Progressivism) کے مطابق تعلیم میں مواد یا استاد کے بجائے مکمل توجہ بچے پر ہونی چاہیے۔یہ تعلیمی فلاسفی اس بات پر زور دیتی ہے کہ طلبہ عملی تجربوں کے ذریعے نظریات کو پرکھیں۔تعلم ان سوالوں سے جڑا ہوتا ہے جو کہ طلبہ نئی دنیا کا تجربہ کرتے ہوئے اٹھاتے ہیں۔یہ مجہول کے بجائے فعال اور عملی ہے۔اس میں طالبعلم کی حیثیت مسئلہ حل کرنے والے مفکر کی ہوتی ہے، جو کہ طبعی وثقافتی تناظر میں اپنے ذاتی تجربات کے ذریعے فہم حاصل کرتا ہے۔مؤثر ترقی پسند اساتذہ تجربات کا اہتمام کرتے ہیں جن سے طلبہ سرگرمی انجام دے کر سیکھتے ہیں۔نصاب کا مواد طلبہ کی دلچسپی اور سوالات سے ماخوذ ہوتا ہے۔تدریس کے لئے سائنسی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے تاکہ طلبہ منظم انداز میں خود تجربہ کر کے سیکھیں۔یعنی سارا زور یہ سکھانے پر ہوتا ہے کہ ہم از خود سیکھ کیسے سکتے ہیں، ترقی پسند تعلیمی فلسفہ امریکہ میں 1920ء کی دہائی میں قائم ہوا اور 1950ء کی دہائی تک رائج رہا، جان

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

ڈیوی (John Dewey) یہ فلسفہ پیش کرنے والے اولین مفکرین میں سے ایک ہے، اس کا کہنا تھا ہمارے سکولوں کو چاہیے کہ وہ اپنے ہاں آزادی اور جمہوریت کو فروغ دے کر شہریوں کے طرز زندگی کو بہتر بنانے میں کردار ادا کریں، اساتذہ کی منصوبہ بندی اور فیصلہ سازی میں طلبہ کو بھی شریک کیا جائے، طلبہ کو اختیار دیا جائے کہ وہ موضوعات کا انتخاب کریں، کتابوں کو محض علم کا ذریعہ رہنا چاہیے انہیں اتھارٹی نہیں بنانا چاہیے۔

3- جدت پسندی اور تعلیم (Progressivism and Education)

جدت پسندوں کے پاس کوئی جامع فلسفہ تعلیم موجود نہیں، نہ ہی تمام جدت پسندوں کے فکر و عمل میں مکمل اتفاق پایا جاتا ہے۔ البتہ وہ روایتی سکولوں کے بعض امور کی مخالفت میں ایک دوسرے سے ضرور متفق ہیں، مثلاً:۔

-i آمریت پسند استاد،

-ii تربیت کے لئے کتب پر کلی انحصار،

Elmas Ali

-iii حقیقی معلومات کو رٹہ لگا کر ازبر کرنا،

-iv چار دیواری میں مقید تعلیم کا فلسفہ جو کہ طالبعلم کو سماجی حقیقتوں سے الگ تھلگ کر دے، اور

-v نظم و ضبط کے نام پر خوف کی فضا قائم کرنے کی کوشش اور جسمانی سزا کے استعمال، وغیرہ کی وہ مشترکہ طور پر مخالفت کرتے ہیں۔

مزید براں اس نظریہ کی ترویج کے دوران جدت پسندوں نے کئی قسم کے دعوے کئے جو کہ درج ذیل ہیں۔

-1 تعلیم کو بذات خود زندگی تصور کیا جانا چاہئے، یہ محض جینے کی تیاری تک محدود نہیں ہے۔ دانشمندانہ طرز زندگی کے لئے ضروری ہے کہ تجربات کی تشریح و توضیح اور تعمیر نو موزوں انداز میں کی جائے۔ بچے کو ایسے ماحول میں تعلیم دی جانی چاہئے جو کہ اس کی عمر کے ساتھ مطابقت رکھتا ہو، اور ایسی سرگرمیاں شامل کی جانی چاہئیں جن سے ملتی جلتی سرگرمیاں اسے بالغ ہو کر انجام دینا پڑیں۔

-2 تعلم کا طلبہ کی دلچسپیوں کے ساتھ براہ راست تعلق ہونا چاہئے۔ بچے کی فطرت کے بارے میں جانبدارانہ توضیحات کے سوال پر جدت پسند ماہرین تعلیم نے "Whole Child" کا تصور پیش کیا ہے۔ کل پیٹرک (Kilpatric) طالبعلم مرتکز سکول کی وکالت کرتے ہیں، جس میں تعلم کے عمل کا تعین بچہ انفرادی طور پر کرتا ہے۔ اس کے مطابق نوجوان قدرتی طور پر ایسے امور کو سیکھنے کے شائق ہوتے ہیں جو کہ ان کی دلچسپی کے ہوتے ہیں یا ان کے مسئلہ کو حل کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ البتہ ان کی رضامندی کے بغیر جب کوئی چیز ان پر مسلط کی جاتی ہے تو وہ اس کیخلاف مزاحمت کرتے ہیں۔ یعنی بچے تبھی سیکھتے ہیں جب ان کی دلچسپی کے مطابق ہوتی ہے یا وہ اس کا ارادہ کر لیتے ہیں۔ اس لئے جب

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal
WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

بھی بچے کو کچھ سکھانا مقصود ہو تو اسے بتایا جانا چاہئے کہ یہ کیسے اس کے لئے زندگی میں کارآمد ثابت ہوگا تبھی وہ اسے سیکھنے کا ارادہ کرے گا اور سیکھ پائے گا۔

3- اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ بچے کو بالکل ہی اس کی خواہشات کے تابع چھوڑ دیا جائے، ایسے کرنے کا الٹا نتیجہ بھی نکل سکتا ہے کیونکہ اس عمر میں بچہ ذہنی پختگی کو نہیں پہنچا ہوتا اور وہ اپنے لئے اچھے برے کی تمیز آسانی سے نہیں کر سکتا۔ لیکن بعض بچوں میں سوجھ بوجھ زیادہ ہوتی ہے وہ دیگر ساتھیوں کے مقابلے میں زیادہ بہتر انداز میں مقاصد کا تعین کر لیتے ہیں۔ لیکن پھر بھی بچوں کو اساتذہ یا دیگر بڑوں کی رہنمائی کی ضرورت رہتی ہے۔

4- جدت پسند استاد بھی طلبہ کی نشوونما پر پوری طرح اثر انداز ہوتا ہے تاہم وہ بچوں کے دماغوں میں معلومات ٹھونس کر یہ کام نہیں کرتا بلکہ اس ماحول کو کنٹرول کرتا ہے جس میں بچوں کو نشوونما پانا ہے۔ اس نشوونما سے مراد طلبہ کی ذہانت میں ترقی ہے جس سے وہ معاملات زندگی کو زیادہ بہتر انداز میں چلا سکیں۔ نیز اس سے مراد دانشمندانہ انداز میں ماحول کے سارے مسئلے کے حل کے طریقے کو اختیار کرنا زیادہ سودمند ہے۔ جدت پسندوں (Progressivists) کے نزدیک تعلیم تجربات کا انتظام کرنے کا آلہ ہے۔ اس سے ہر بدلتی صورتحال سے نپٹنے میں مدد ملتی ہے۔ اگر علم انتہائی معنی خیز ہو تو ہمیں اس کے ذریعے کچھ کرنے کا اہل ہونا چاہئے اسی لئے کہتے ہیں علم تجربے سے منسلک ہوتا ہے۔ ڈیوی کے مطابق تو ہم نے سب کچھ تجرباتی سائنس سے ہی سیکھا ہے۔

5- کرنے اور جاننے کے درمیان خلیج کو جدت پسندی نے ختم کر دیا ہے یا کافی حد تک کم کر دیا ہے۔ جدت پسندی کا تقاضا ہے کہ علم اور تجربات کو منسلک رکھا جائے کیونکہ یہ حقیقی طور پر بھی ایک دوسرے سے ہی وابستہ ہیں، جب ہم مختلف حالات میں مختلف امور انجام دیتے ہیں تو اس کے مختلف نتائج برآمد ہوتے ہیں ان تجربات سے بہت سی باتیں ہم پر منکشف ہوتی ہیں۔ اسی طرح جب ہم کچھ جان لیتے ہیں تو اس پر عملدرآمد کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔

Elmas Ali

6- سکولوں کو چاہیے کہ مقابلے کی فضا پیدا کرنے کی بجائے باہمی تعاون اور ہمدردی کے جذبے کی حوصلہ افزائی کریں۔ انسان فطری طور پر سماج دوست واقع ہوا ہے، دوسروں کے ساتھ تعلقات سے اسے تسکین حاصل ہوتی ہے۔ ترقی پسندوں کے نزدیک مقابلے سے زیادہ محبت اور شراکت داری تعلیم کے لئے زیادہ موزوں ہیں۔ تعلیم جب تجربات کی تعمیر نو کے طور پر فراہم کی جاتی ہے تو سماجی ماحول میں انسانی فطرت کی تشکیل نو ہوتی ہے تاہم جدت پسند مقابلے کو یکسر مسترد نہیں کرتے، بلکہ ان کے خیال میں طلبہ کے درمیان مقابلہ بھی

USMAN NOTES | Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

ہونا چاہئے لیکن یہ مقابلہ صرف اس قدر ہو جو کہ فرد کی ذاتی نشوونما کے لئے مفید ہو، ضرورت سے زیادہ مقابلہ ہونے سے شخصیت پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ تاہم وہ فرد کے حیاتیاتی اور سماجی عوامل کو مدنظر رکھتے ہوئے باہمی اشتراک عمل کو مقابلے سے بہتر گردانتے ہیں۔

-7 یہ صرف جمہوریت ہی ہے جو کہ آزادی دیتی ہے، تحقیق کی حوصلہ افزائی کرتی ہے، خیالات اور شخصیات کے باہمی تعامل کا موقع فراہم کرتی ہے اور یہ سب چیزیں ایسی ہیں جو کہ فرد کی حقیقی نشوونما کے لئے ناگزیر ہیں۔ جمہوریت اور باہمی اشتراک عمل کے تصورات ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں، مثال طور پر دیکھا جائے تو جمہوریت بانٹے گئے تجربات کی غمازی کرتی ہے۔ جیسا کہ ڈیوی (Dewey) نے کہا ہے کہ جمہوریت حکومت کی ایک شکل سے بڑھ کر ہے یہ بنیادی طور پر مشترکہ طور پر زندگی گزارنے کا ایک انداز ہے، جمہوریت، بالیدگی اور تعلیم ایک دوسرے سے منسلک ہیں، جمہوریت سکھانے کیلئے سکولوں کو خود بھی جمہوری اقدار کو اپنانا ہوگا، یعنی وہاں طلبہ کی حکومت کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہئے۔ خیالات و نظریات پر آزادانہ بحث کا موقع ملنا چاہئے۔ منصوبہ بندی میں سکول کے عملے کے ساتھ طلبہ کو بھی شریک کیا جانا چاہئے تاکہ تعلیمی سرگرمیوں میں طلبہ کی بھرپور شرکت کو یقینی بنایا جا سکے۔ تاہم یہ یاد رکھنا چاہئے کہ وہ نئے سماجی نظم کے اصول طلبہ پر مسلط نہ کریں، جدت پسند تحکمانہ انداز میں سیاسی و سماجی نظریات مسلط کرنے کو مسترد کرتے ہیں۔

4- جدت پسندی اور تعلیم کے مقاصد

(Progressivism and Aims of Education)

جدت پسندی میں بھی تعلیم کے کوئی طے شدہ مقاصد نہیں ہیں، جدت پسند طلبہ کو زندگی بھر فعال رکھنا چاہتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ اگر پہلے سے ہی مقاصد طے کر کے دے دیئے جائیں تو طلبہ انہیں حاصل کرنے کے بعد کیا کریں گے؟ کیونکہ ان کو فعال رکھنے کے لئے باقی کچھ نہیں بچے گا۔

Elmas Ali

5- جدت پسندی اور تعلیمی عمل

(Progressivism and Process of Education)

(i) طلبہ (Students)

تدریس و تعلم کے عمل میں جدت پسند طلبہ کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ انہیں تعلیم و تدریس کے عمل میں بھرپور طور پر شریک کیا جاتا ہے۔ طلبہ صرف خیالات کے اظہار تک شمولیت نہیں رکھتے بلکہ ان کے لئے کام بھی کرتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ طلبہ صرف خیالات کے پتلے نہیں ہیں بلکہ کام کرنے والے ارکان

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

بھی ہیں۔ جدت پسندوں کے نزدیک تعلیم کو صرف تعلیم برائے تعلیم کا درجہ نہیں ملنا چاہئے بلکہ یہ طلبہ کے لئے ہونی چاہئے اور اس کا طلبہ کو فائدہ بھی پہنچنا چاہئے۔

(ii) اساتذہ (Teachers)

تعلیم وتدریس کے عمل میں استاد کا کردار رہنما اور مشیر جیسا ہے۔ وہ خود سے طلبہ کے سامنے کچھ پیش نہیں کرتا بلکہ وہ طلبہ کو ترغیب دیتا ہے کہ وہ خود چیزوں کو دیکھیں اور ان کی قدر جانیں۔ اس کا کام صرف رہنمائی کرنا ہے اور جہاں ضرورت پڑتی ہے وہیں وہ یہ خدمت سرانجام دیتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو پس منظر میں رکھتا ہے اور تعلیمی ماحول کو ایسے انداز میں چلانے کی کوشش کرتا ہے جو کہ طلبہ کی دلچسپی کے مطابق اور ان کے مفاد میں ہو۔

(iii) جدت پسندی اور نصاب (Progressivism and Curriculum)

جدت پسندی (Progressivism) کے تحت تیار کیا جانے والا نصاب "طالبعلم مرتکز" ہے۔ جدت پسند (Progressivism) عام طور پر طلبہ کو روایتی انداز میں پڑھانے کے لئے نصاب کے استعمال کو پسند نہیں کرتے بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ نصاب بچوں کی طرف سے سامنے آئے۔ ان کے خیال میں نصاب کی مختلف اشکال اختیار کی جانی چاہئیں۔ مثلاً مسئلے کے حل کا طریقہ، مطالعاتی دورے، تخلیقی فنکارانہ اظہار، اور پروجیکٹس وغیرہ کے طریقے شامل کئے جاسکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

سوال 12۔ فلسفۂ نوتعمیریت پر مفصل نوٹ لکھیں۔

جواب: فلسفۂ نوتعمیریت (Reconstructionism)

نوتعمیریت کا فلسفہ مختلف فلسفوں کے خلاف تحریک کے نتیجے میں سامنے آیا۔ نوتعمیرت کے کئی اہم پہلو اتنے ہی پرانے ہیں جتنے دیگر فلسفیانہ افکار ہیں۔ 1920ء میں جان ڈیوی (John Dewey) نے اپنی کتاب بعنوان "Reconstruction in Philosophy" میں نوتعمیریت کی اصطلاح استعمال کی ہے۔

1930ء کی دہائی کے اوائل میں فرنٹیئر تھنکرز (Frontier Thinkers) کے نام سے ایک گروپ سامنے آیا جس نے سکولوں پر زور دیا کہ وہ نیا اور منصفانہ معاشرہ تشکیل دینے کے لئے قائدانہ کردار ادا کریں۔ اس گروپ کے اہم رہنماؤں میں جارج کاؤنٹس (George Counts) اور ہرولڈ رگ (Harold Rugg) شامل ہیں۔ کاؤنٹس (Counts) نے "The American Road to Culture" اور "Dare the Schools Build a New Social Order" کے عنوان سے دو تصانیف پیش کیں۔ جبکہ رگ (Rugg) نے "Culture and Education in America" شائع کرائی۔ اسی وقت ڈبلیو ایچ

USMAN NOTES | Pakistan's #1 AIOU Solved Portal | WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

کلپیٹرک (W.H Kilpatrick) اور جان چائلڈز (John Childs) جیسے جدت پسند بھی اس کوشش میں تھے کہ تعلیم کے ذریعے سماجی آگاہی کا بندوبست کیا جائے۔ البتہ وہ کاؤنٹس (Counts) اور رگ (Rugg) کے اس مؤقف کے مخالف تھے کہ سکولوں کو خود معاشرتی اصلاح کا بیڑا اٹھانا چاہیے۔

دو دہائیوں کے بعد جب جدت پسندوں کی تحریک ماند پڑنے لگی تو سماجی طور پر رائج تعلیمی نظریات میں ڈیوین فلسفے (Deweyan Philosophy) کو آگے بڑھانے کی کوشش کی گئی۔ "Isaac B. Berkson" نے اپنی کتاب "The Ideal and community" میں دونوں نظریات اور ان کے درمیان ترجیحات کے فرق کو واضح کرنے اور مصالحت کی کوشش کی ہے۔ ان کے مطابق سکول بے شک خود سے اصلاحی کاموں کو شروع نہ کریں لیکن وہ اصلاحی کام انجام دینے والی تنظیموں کے ساتھ تعاون ضرور کر سکتے ہیں۔ البتہ یہ "Theodore Brameld" تھا جس نے "Patterns of Educational Philosophy" شائع کروا کر سماجی نوتعمیریت (Social Reconstruction) کی بنیاد رکھ دی۔ بعد ازاں انہوں نے "Toward a Reconstructed Philosphy of Education" اور "Education as Power" کے ذریعے بھی اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کی۔ سماجی نوتعمیریت (Social Reconstructionism) میں سماجی سوالوں کو موضوع بنانے اور بہتر معاشرے اور عالمگیر جمہوریت تخلیق کرنے کے لئے جدوجہد کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔ اس مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے اساتذہ ایسے نصاب پر زور دیتے ہیں جو کہ سماجی اصلاحات کو مقصد تعلیم کے طور پر اجاگر کرے۔ تھیوڈور برے میلڈ (Theodore Brameld) سماجی نوتعمیریت کے فلسفے کا بانی ہے جس نے جنگ عظیم دوم کی حقیقتوں کے ردعمل میں یہ نظریہ پیش کیا۔ وہ تسلیم کرتا ہے کہ انسان اپنی صلاحیت اور ٹیکنالوجی کی وجہ سے ظالم بھی بن سکتا ہے اور معاشرے کی فلاح کے لئے کردار بھی ادا کر سکتا ہے۔ جارج کاؤنٹس (George Counts) تسلیم کرتا ہے کہ تعلیم ہی لوگوں کو نئے سماجی ضابطے کے لئے تیار کر سکتی ہے۔

سماجی نوتعمیریت پسندوں جیسے تنقیدی مفکرین انسانوں کے حالات بہتر کرنے کیلئے نظام کی تبدیلی کو ضروری خیال کرتے ہیں۔ پاؤلو فریئر (Paulo Freire) ایک برازیلی تھا، غربت اور پسماندگی میں رہنے کے تجربات نے اسے تعلیم کے ذریعے سماجی تبدیلی لانے کا چیمپین بنا دیا۔ اس کے نظریئے کے مطابق اس سے انسان ظلم کے خلاف اٹھ کھڑا ہونا سیکھتے ہیں اور اس کا شکار نہیں ہوتے اور نہ ہی دوسروں پر جبر کرتے ہیں۔ فریئر (Freire) بینکنگ کی تعلیم جس میں صرف معلومات کو طلبہ کے اذہان میں منتقل کر دیا جاتا ہے، کے برعکس تدریس و تعلم کو ایسے عمل کے طور پر دیکھتا ہے جس میں تحقیق کی جاتی ہے اور طالبعلم دنیا تخلیق کرتا ہے اور اس کی تخلیق نو ہوتی ہے۔

Elmas Ali

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

تعمیریت پسندوں اور تحقیقی مفکرین کے نزدیک نصاب کو طلبہ کے تجربات اور حقیقی مسائل جیسا کہ تشدد، جھوک، بین الاقوامی دہشتگردی، افراط زر، اور عمومی حالات وغیرہ کے حل کیلئے سماجی اقدامات پر مبنی ہونا چاہیے۔ متنازعہ امور کا حل تلاش کرنے کے لئے تحقیق، مذاکرات جیسی تحت عملیاں اختیار کی جانی چاہئیں، دیگر تحت عملیوں میں کمیونٹی بیسڈ لرننگ (Community-based Learning) وغیرہ کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔

3- تعمیریت اور تعلیم کے مقاصد
(Reconstructionism and Aims of Education)

فلسفہ تعمیریت کے سکالرز تعلیم کے مندرجہ ذیل مقاصد بیان کرتے ہیں۔

i- فلسفہ تعمیریت کے سکالرز کی نظر میں اگر افراد اور معاشرے کو بہتر بنانا ہے تو تبدیلی کو فروغ دینا چاہیے۔ دوسرے الفاظ میں تبدیلی کو فروغ دینے کا تصور اس قول پر مبنی ہے کہ افراد اور معاشرے کو بہتر سے بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ اس تصور کے تحت انقلابی نشوونما بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم کم مطلوب چیزوں کو زیادہ طلب والی اشیاء بنا سکتے ہیں۔ اسی لئے تعمیریت کے سکالرز تبدیلی کے ایک اہم عنصر کے طور پر زیادہ سے زیادہ افراد کو اس عمل میں شامل کرنا چاہیں گے۔ تاکہ نہ صرف وہ خود تبدیل ہوں بلکہ اپنے اردگرد موجود دنیا میں بھی تبدیلی لے کر آئیں۔ وہ آرام طلب فلسفوں کی مخالفت کرتے ہیں جن میں زیادہ زور کرنے کی بجائے جاننے پر ہوتا ہے۔ فلسفہ تعمیریت کے سکالرز اس بات پر یقین نہیں کرتے کہ "کرنے" اور "جاننے" کے درمیان کوئی آویزش بھی پائی جاتی ہے۔ کوئی بھی عمل کرنے سے پہلے اچھی طرح غور و فکر کر لینا چاہئے۔

ii- فلسفہ تعمیریت کے سکالرز عقلی و خیالی دنیا کے ماحول یعنی "Ivory towers" کو کوئی عملی نتیجہ دینا چاہتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہر کوئی سماجی عمل میں شریک ہو۔ وہ تعلیم کو ایسی شے تصور کرتے ہی جس میں افراد اور معاشرہ دونوں شامل ہوتے ہیں۔ آج کل کے سکولوں میں حاصل کی جانے والی تعلیم مقابلے پر مبنی ہے جو کہ لوگوں کو الگ اور تنہا کر دیتی ہے۔ فلسفہ تعمیریت کے سکالرز البتہ ایسا نہیں سوچتے کہ ہم سکولوں کو معاشرے سے اور افراد کو ایک دوسرے سے الگ کر سکتے ہیں۔

عالمی معاشرہ، بھائی چارہ اور جمہوریت تین ایسے معیار ہیں جن پر فلسفہ تعمیریت کے سکالرز کا پختہ یقین ہے وہ ان اقدار کو سکول اور معاشرے میں رائج کرنا چاہتے ہیں۔ سکولوں کو چاہئے کہ وہ ہدایات، انتظامی امور اور تربیتی مشقوں کے ذریعے ان معیارات اور اقدار کو فروغ دیں، سکولوں سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ خود ہی معاشرے کو تبدیل کر دیں گے بالبتہ وہ ان معیارات کو اپنا کر باقی معاشرے کے لئے مثالی نمونہ ضرور بن سکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

باب 2

تعلیم پر قدیم و جدید فلسفیانہ نقطہ ہائے نظر (اول)

Classical & Modern Philosophical Perspectives on Education I

س 1- مثالیت پسندی (Idealism) کی تعریف کریں، اس کے اہم تصورات اور اقسام پر روشنی ڈالیں نیز نہایت [illegible] کے تناظر میں تعلیم کا جائزہ لیں۔

جواب:

Elmas Ali

مثالیت پسندی (Idealism)

افلاطون کو تصوریت یا مثالیت [illegible] سمجھا جاتا ہے۔ اس مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے فلاسفہ تعلیم کا عمل [illegible] ہے۔ کہ حقیقت مطلق اپنی فطرت میں جسمانی [illegible] روحانی ہے۔ ان کے خیال میں کائنات اور دیگر موجودات حقیقی نہیں بلکہ حقیقت مطلق جو ماورائے [illegible] ہے اس کا پرتو ہیں۔ انسانی روح غیر فانی ہے۔ جسے خدا نے زمین پر ایک سرخوشانہ زندگی گزارنے کے بعد ابدی [illegible] اندوز ہونے کے لئے تخلیق کیا ہے۔ حقیقت مطلق خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ کانٹ کے خیال میں انسان خود [illegible] مجبور بھی۔ ہیگل کے مطابق انسان حقیقت مطلق کا ایک اہم حصہ ہے جس میں روح کی حیثیت ایک شعاع کی سی ہے۔ جو موت کے وقت بجھ جاتا ہے۔ تصوریت یا مثالیت پسند فلاسفہ کے مطابق انسانی فطرت روحانیت کی طرف مائل ہے۔ جس کا اظہار وہ مذہب، ثقافت، اخلاقیات اور آرٹ کی صورتوں میں کرتا رہتا ہے۔ مثالیت پسندی کے بانی افلاطون نے یہ نظریہ 400 قبل مسیح میں اپنی شہرہ آفاق کتاب جمہوریہ / ریاست (The Republic) میں خلق کیا۔

افلاطون کا خیال ہے کہ دنیائیں دو طرح کی ہیں ایک روحانی دنیا جبکہ دوسری ظاہری دنیا ہے جس میں ہم دیکھ، چھو، سونگھ، چکھ، سن سکتے ہیں یہ بے ترتیب، نامکمل اور مسلسل تبدیل ہونے والی دنیا ہے۔ دنیاؤں کی اس تقسیم کو عام طور پر جسم اور دماغ کے دوہرے پن سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ سچائی یا حقیقت کو سمجھنے کے لئے علم کو حاصل

کرنا پڑتا ہے اور کلیتاً دماغ کے ساتھ اس کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ تصوریت / مثالیت پسندی میں تعلیم کا مقصد فرد کی صلاحیتوں کو دریافت کرنا اور ترقی دینا ہے پھر انہیں اخلاقی پابندی سے روشناس کرانا ہے تاکہ وہ معاشرے کی بہتر انداز میں خدمت کر سکیں۔

مثالیت پسندی فلسفے کی دنیا میں قدیم ترین مکاتب فکر میں سے ایک ہے، یہ بذات خود غیر فطری رویہ میں پیدا ہوا اور اولین انسانوں سے دور جدید کے انسانوں تک پہنچا اس دوران اس میں تبدیلیاں بھی وقوع پذیر ہوئیں۔ اس فلسفے کے مطابق ہر شے کا وجود پہلے ایک تصور ہوتا ہے۔

علمیاتی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو اسے فلسفے کو آئیڈیا ازم یا تصوریت (Idea Ism) کا نام دیا جانا چاہیے کیونکہ اس میں آئیڈیا یعنی تصور کو طبعی جسم سے زیادہ جواز یت حاصل ہے۔ تاہم اس فلسفے کا صحیح مفہوم آئیڈیل ازم (Idialism) سے ہی واضح ہوتا ہے کیونکہ اس سے پتا چلتا ہے کہ اس فلسفے میں کسی چیز کے انتہائی کمال ہونے کے معیار (Ideals) کو دنیا میں کئے گئے اقدامات سے زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ یقیناً مثالیت پسندی کی اصطلاح کو اگر مختلف تناظر میں پیش کیا جائے تو یہ مختلف تصورات کو ظاہر کرتی ہے۔ تاہم تناظر کوئی بھی ہو اس فلسفے کی تھیوری ایک ہی ہوگی۔

مثالیت پسندی کی اہم خصوصیات (Chief Characteristics of Idealism)

ہمیشہ سے ہی مثالیت پسندی کو ایسا فلسفہ تصور کیا گیا ہے جو کہ حقیقت پسندی (Realism) کے بالکل متضاد ہے، مثالیت پسندی کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں:۔

1- کائنات کا وجود روح یا دماغ میں ہے (Universe Subsists within the Spirit or Mind)

فلسفہ مثالیت کے مطابق تمام دنیا بنیادی طور پر روح یا دماغ کے باطن جیسی ہے، یعنی جو کچھ دماغ یا روح میں ہے وہ بظاہر دکھائی دیتا ہے۔

2- کائنات کی میکانیاتی وضاحت ناکافی ہے (Mechanistic Explanation of Universe is Inadequate)

مثالیت پسند کائنات کی میکانیاتی وضاحت ممکن ہونے کا انکار کرتے ہیں، وہ نہ ہی یہ مانتے ہیں کہ فطرت کے عمل کو کسی میکانیاتی اصول کے ساتھ واضح کیا جا سکتا ہے۔ اس وجہ سے وہ ایسی سوچ کی مخالفت کرتے ہیں جس میں اس بات پر فیصلہ کر لیا جاتا ہے کہ اگر کچھ ہو رہا ہے تو وہ ویسا ہی ہوتا رہے گا۔

USMAN NOTES
www.usmannotes.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

www.joheraiou.com

YouTube Channel: Joher Videos

محترم طلباء

1۔ میٹرک، ایف اے اور بی اے، کی خوشخط ہاتھ سے لکھی ہوئی اسائنمنٹس مناسب قیمت پر آرڈر پر تیار کروائیں۔

2۔ تمام ڈگری پروگرام اسائنمنٹ مکمل حوالہ جات (Reference) کے ساتھ LMS پر PDF اپلوڈ کرنے کے لیے مناسب قیمت پر حاصل کریں۔

3۔ علامہ اقبال اپن یونیورسٹی کے تمام ریسرچ تھیسز (Without Plagiarsm) میں حاصل کرنے کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

4۔ 8607 کی حل شدہ ٹیچنگ پریکٹس اور 8608 کے ایکشن پلان حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔

5۔ تمام کلاسز کے لیسن پلان اردو اور انگلش میڈیم PDF میں حاصل کرنے کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

آپ ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کر کے

www.joheraiou.com

تمام پروگرام کی حل شدہ اسائنمنٹس اور کی بکس (Helping Books) فری ڈاونلوڈ کریں

اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام تر معلومات حاصل کریں

Contact Team Joher Media

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

3- کائنات کی غایتی وضاحت (Teleological Explaination of Universe)

مثالیت پسند کائنات کی میکانیاتی وضاحت کے برعکس نظریہ غایت (Teleological Theory) کو اپناتے ہیں جس کے مطابق انسانی زندگی اور فطری عمل دونوں مشترکہ مقصد رکھتے ہیں اور دونوں اس مقصد کو ایک ساتھ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، یہ سائنس پر اعتراض نہیں کرتے لیکن ان کا کہنا ہے کہ کائنات کی سائنسی وضاحت اس موضوع پر حرف آخر نہیں ہے۔ ان کے نقطہ نظر کو علم الاقدار پر مبنی رجحانات سے واضح کیا جا سکتا ہے۔

4- انسان اور کائنات کی ترکیب (Synthesis between Man and Nature)

مثالیت پسندوں کے نزدیک کائنات کے فطری عمل اور انسانی سرگرمیوں کے درمیان ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ انسان اور کائنات دونوں ایک ہی مقدر پانے کے لئے کام کر رہے ہیں۔

5- کائنات میں انسان کو مرکزی حیثیت حاصل ہے (Man is Central to the Universe)

اس نکتہ کی بنیاد پر مثالیت پسندوں کو بہبود بشریت کا عقیدہ رکھنے والوں کے قریب تصور کیا جا سکتا ہے، کیونکہ ان کا ماننا ہے کہ روحانی وجود میں حتمی ہستی ہونے کی وجہ سے انسان کو کائنات میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ انسانی زندگی کی آفاقی اہمیت ہے اور یہ عالم کل کا علم رکھتی ہے۔ انسان میں اچھائی فطرتاً موجود ہے جو کہ کائنات کا حتمی مقصد ہے۔

Ehsan Ali

6- معیاری اور سماجی علوم پر خصوصی توجہ (Special Attention to the normative and Social Sciences)

حقیقت و مادیت پسندوں کے برعکس مثالیت یا روحانیت پسند کائنات کی سائنسی وضاحت کو تسلیم نہیں کرتے جو کہ سائنسی قوانین پر مبنی ہوتی ہے۔ بلکہ وہ اس سلسلے میں معیاری اور سماجی علوم سے معاونت حاصل کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ ان سماجی علوم میں بھی نفسیات اور سماجیات کو بنیادی اہمیت دی جاتی ہے۔ مثالیت پسند کائنات کی وضاحت کے لئے کیمیا، طبیعات، ریاضی و دیگر فطری علوم کے بجائے نفسیات، اخلاقیات، منطق، جمالیات وغیرہ کا سہارا لیتے ہیں۔

7- کائنات کی قدر پیمائی یا جانچ کے ذریعے وضاحت (Evaluative Explaination of the Universe)

مثالیت پسند کائنات اور انسانی زندگی کی وضاحت قدر پیمائی کے ذریعے کرتے ہیں، اس کا مطلب یہ

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

ہرگز نہیں ہے کہ مثالیت پسند صرف تخیلاتی بصیرت رکھتے ہیں، درحقیقت مثالیت پسند فطری علوم کا کلیتاً انکار کرتے البتہ اسے حتمی رائے تسلیم نہیں کرتے۔

8- معتقدین تصوریت (Conceptualists)

علمیات (Epistemology) کے شعبے میں مثالیت پسندوں کو معتقدین تصوریت (Conceptualists) کہنا زیادہ بہتر سمجھا جاتا ہے کیونکہ مثالیت پسندوں کے نزدیک کسی بھی شے کا اس کے تصور کے بغیر کوئی وجود نہیں ہے، اس معاملے میں وہ حقیقت پسندوں کے مقابلے میں بالکل متضاد نظریہ اختیار کرتے ہیں، ان کے مطابق شے اور اس کی خصوصیات تصور کے بغیر کچھ نہیں ہیں، علم ان پر اثر انداز ہوتا ہے کسی شے کا علم بلاواسطہ نہیں بالواسطہ ہوتا ہے یعنی یہ علم فکر کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔

9- کائنات علم ہے (Universe is Knowledge)

مثالیت پسندوں کے مطابق کائنات کو [illegible] دماغ سے جانا جا سکتا ہے، کیونکہ دماغ اور کائنات دونوں کو ایک جیسے روحانی عناصر عطا کئے گئے ہیں۔ ہیگل اس سے بھی آگے گیا ہے اس نے دماغ اور کائنات کے درمیان مشابہت ظاہر کرنے کے لئے ذہنی اقسام کو کائنات کے ارتقا کے مراحل سے ہم آہنگ قرار دیا، تھوڑے بہت اختلاف کے باوجود تمام مثالیت پسند اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ کائنات کو جانا جا سکتا ہے۔

10- کائنات کے ذہنی یا روحانی پہلو پر زور (Emphasis on the Mental or Spiritual Aspects of Universe)

فلسفہ مثالیت کی ایک اور اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں کائنات کے مادی پہلوؤں کو مکمل طور پر مسترد کئے بغیر اس کے ذہنی یا روحانی پہلو پر زور دیا جاتا ہے، مثالیت پسندوں کے مطابق یہی وہ عظیم تر پہلو ہے جو کہ کم درجے یعنی مادی پہلو کی وضاحت کرتا ہے، جبکہ فطرت یا مادیت پسند اس سے الٹ نظریہ اپناتے ہیں۔

فلسفہ مثالیت کی اقسام (Types of Idealism)

عمومی طور پر دیکھا جائے تو فلسفہ مثالیت کی کئی اقسام ملیں گی، تاہم ان میں اہم ترین اقسام درج ذیل ہیں:۔

1- موضوعی مثالیت (Subjective Idealism)

مثالیت کی یہ قسم برطانوی فلاسفر برکلے (Berkeley) کے افکار میں ملتی ہے، اسے موضوعی (Subjective) کا نام اس لئے دیا گیا ہے کیونکہ اس کا کہنا ہے کہ علم کی تمام چیزیں موضوعی ہیں کیونکہ ان کا انحصار دماغ پر ہے، یہ نظریہ تصوریت کے مساوی ہے، کیونکہ اس کے مطابق کائنات یا تو اکیلے دماغوں اور یا پھر

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

دماغوں اور ان میں پائے جانے والے خیالات سے بنی ہے اس کے علاوہ یہ کچھ نہیں ہے۔ برکلے (Berkeley) کے مطابق وجود تصور کے ساتھ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شے تبھی اپنا وجود رکھتی ہے اس کا کوئی تصور ہوگا، کوئی بھی ایسی شے جو ذہن کا موضوع نہیں اس کا وجود بھی نہیں ہوسکتا، لیکن وہ اسے صرف ایک ذہن کے ساتھ مخصوص نہیں کرتا، بلکہ وہ کہتا ہے کہ شے کے وجود کے لئے ضروری ہے کہ وہ کائنات میں موجود دماغوں میں سے کسی بھی دماغ کا موضوع ہو۔ محدود دماغ میں لامتناہی خیالات کا پایا جانا مشکل ہے۔ لامتناہی خیالات لامتناہی دماغ میں ہی ہوسکتے ہیں اور یہ لامتناہی دماغ ہی خدا ہے۔ موضوعی مثالیت (Subjective Idealism) کے مطابق کسی شے کی خصوصیات بھی تبھی اپنا وجود رکھتی ہیں جب ان کا تصور موجود ہوتا ہے، تصاویر کا انحصار انسانی دماغ پر ہوتا ہے جبکہ اشیا کا وجود تبھی ممکن ہے جب خدا اس کا تصور عطا کرتا ہے۔ اشیا ان کے بارے میں علم کی نمائندگی کرتی ہے جبکہ علم ان اشیا کا نمائندہ ہوتا ہے۔ علم شے کے بارے میں براہ راست آگاہی ہے۔ اشیا عوامی نہیں ہیں۔

2- مظاہریت (Phenomenalism)

مثالیت پسندی کی اس قسم کو جرمن فلاسفر کانٹ (Kant) نے پیش کیا ہے۔ کانٹ (Kant) کی پہلی دریافت کا تعلق انسانی علم کی حدود سے متعلق ہے، جس سے وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ مظاہر کا علم ہی انسان کے لئے ممکن ہے۔ اس مفروضے کو آگے بڑھاتے ہوئے اس نے کہا کہ اشیا اپنی نوعیت میں مظاہراتی ہیں، یعنی ان کا اور ان کی خصوصیات کا وجود علم میں آنے سے ہے۔ کوئی شے ویسی ہی ہوتی ہے جیسے وہ مظہراتی طور پر سامنے آتی ہے۔ مظہراتی اجسام کا علم براہ راست ہوتا ہے اور اس علم کا انحصار دماغ کی تعمیر پر ہوتا ہے۔ ہم شے کو اس وجہ سے نہیں جان سکتے، ورنہ وہ پھر شے کے اعتبار سے حقیقت (Noumenal Reality) کہلائے گی۔ اس نے اس قسم کا استدلال موضوعی مثالیت کو تشکیک کی جانب لے جاتا ہے۔ مثالیت (Idealism) کی اس قسم میں سب سے زیادہ مشکلات اس دہرے پن کی وجہ سے ہوتی ہیں جو کہ یہ مظہراتی (Phenominal) اور با اعتبار شے حقیقت (Noumenal)، شے اور اس کے احساسات و اقسام اور دماغ اور اس کے خیالات کی اقسام کے درمیان قائم کرتی ہے۔ ہیگل (Hegel) ان اہم ترین مفکرین میں سے ایک ہے جنہوں نے اس دوہرے پن کے مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کی۔

Elmas Ali

3- معروضی مثالیت (Objective Idealism)

مثالیت کی ہیگل (Hegel) کی جانب سے پیش کردہ شکل کو معروضی مثالیت بھی کہتے ہیں۔ ہیگل (Hegel) کے مطابق حتمی یا قطعی حقیقت خالصتاً اصلی و دائمی شے اس سے ہٹ کر کسی شے کا کوئی وجود نہیں۔ اگر بس یہی تک ہوتا تو ہیگل کی سوچ برکلے جیسی کہلاتی لیکن ہیگل نے اس میں حقیقت پسندی (Realism) کا

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

رنگ دے کر فلسفہ مثالیت کو نئی شکل دی ہے۔ ہیگل کے مطابق حالانکہ اشیا دماغ سے آزاد نہیں لیکن وہ حقیقت ہیں اور وہ محدود دماغ پر منحصر نہیں ہوتیں۔ یعنی وہ صرف ان اشیا کے آزاد وجود کو تسلیم کرتا ہے جو کہ محدود دماغ سے آزاد ہو۔ اس لئے اسے معروضی مثالیت کا نام دیا گیا ہے۔ کانٹ کی جانب سے تخلیق کئے گئے دہرے پن سے انحراف کرتے ہوئے ہیگل (Hegel) نے جو تصور پیش کیا اس کے مطابق اشیا ویسی ہی جیسی ظاہر ہوتی ہیں، ان کے بارے میں تصور ہمارے علم سے تبدیل ہوتا رہتا ہے، اشیا کے وجود کا انحصار علم پر ہوتا ہے، یوں شے کی نوعیت کا تعین علم سے ہوتا ہے، اشیا کا یہ علم عوامی کے بجائے نجی اور ذاتی ہے، کیونکہ ان کا تعلق انفرادی دماغوں سے ہے۔

تعلیم میں مثالیت (Idealism in Education)

جب سے انسان کے دماغ میں علم روشن ہوا ہے وہ وجودیات، علمیات، معادیات، اور اقدار سے متعلق مسائل پر غور کر رہا ہے۔ انسانی علم کے آغاز میں فلاسفی کے سوالات ہر جگہ نفسیاتی مسائل سے جڑے تھے، اس لئے شروع میں نفسیات کو ذہن کی نوعیت اور شعور کا عمل تصور کیا جاتا تھا۔ چونکہ انسان چھوٹے گروپوں یا معاشروں میں رہا ہے جو کہ گاؤں، شہر یا مختلف دیہات پر مشتمل تھا اس میں پیش کئے گئے حل بڑے سادہ تھے۔ اولین ادوار میں سماجی اور سیاسی مسائل میں بمشکل ہی کوئی فرق کیا جاتا تھا، کیونکہ سیاسی ادارے بھی سماجی بہبود کے ذریعے کے طور پر ہی قائم کئے گئے تھے، اس لئے مفکرین اولیٰ میں سے بیشتر نے سماجی اور سیاسی فلسفہ میں فرق نہیں کیا، چونکہ اس دور میں سماج کے اندر تقسیم اور طبقہ بندی زیادہ پیچیدہ نہیں تھی اس لئے مفکرین عام کے اک سے زائد شعبہ جات میں مسائل کا حل پیش کرتے تھے، بیشتر مفکرین اساتذہ تھے، انہوں نے اپنی زندگیاں سیاسی معاملات سے ہٹ کر گزاریں، ان سکالرز کی گزر اوقات عام طور پر ریاست اور معاشرہ کی مالی امداد سے ہوتی تھی انہیں احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا اور ان کی باتوں پر عمل کیا جاتا تھا۔ بچوں اور نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری انہیں کے ذمے تھی۔ ریاست مالی امداد ضرور کرتی تھی لیکن تعلیمی عمل میں مداخلت نہیں کرتی تھی، ان عظیم اساتذہ نے اپنی درسگاہیں قائم کیں جہاں ان کے شاگرد اکٹھے ہوتے تھے اور ان سے اکتساب فیض کرتے تھے۔

1- تعلیم کے مثالی معیارات اور مقاصد (Aims and Ideals of Education)

مثالیت پسندی نے تعلیم کے ہر حصے پر اثر انداز ہوئی ہے، یہاں پر ہم مثالیت پسندی کے تعلیمی مقاصد پر اثرات کا جائزہ لیں گے۔ فلسفہ مثالیت (Idealism) میں انسان کی شخصیت کو سب سے زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ اس لئے اس کی منشا ہے کہ تعلیم فرد کی شخصیت کی بھرپور نشوونما کرے جس سے وہ تکمیل ذات کا درجہ حاصل کر لے۔ رسک (Rusk) کے مطابق تعلیم کا مقصد شخصیت کو نکھارنا اور اسے بہتر بنانا ہے، اس کا نمایاں پہلو آفاقی اقدار کا عملی شکل دینا ہے۔ ان آفاقی اقدار کا اظہار خوبصورتی، اچھائی اور سچائی کی صورت میں ہوتا ہے اور تعلیم کا

USMAN NOTES | Pakistan's #1 World Solved Portal | WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

مقصد بچے کی زندگی میں ان اقدار کو مادی شکل میں ڈھالنا ہونا چاہیے۔ مثالیت پسندوں نے مندرجہ ذیل تعلیمی مقاصد کو عزیز رکھا ہے۔

1- قدیم و جدید، مشرقی و مغربی تمام مثالیت پسند مفکرین شخصیت کی نشوونما کو تعلیم کا اہم ترین مقصد قرار دیتے ہیں۔ ویوک آنند نے اسے انسان بنانے سے تعبیر کیا ہے، ہرمل ہیرل ہوم (Herman Harell Home) کے مطابق مرد و خواتین کو انسان بنانے والی تین قوتیں ہیں جن میں توارث (Heredity)، ماحول (Environment)، ارادہ (Will) شامل ہیں۔ تعلیم کوئی چوتھی قوت نہیں بلکہ یہ انہیں تین قوتوں کا مل کر کام کرنا ہے۔ تعلیم رائے کے اثرات کے ذریعے توارثی قوت کو کنٹرول کر سکتی ہے۔ دوسری جانب یہ خود طبعی و سماجی ماحول کا حصہ ہے یہ ارادے کی تشکیل میں بھی مدد کرتی ہے۔

2- مثالیت پسندوں کا عقیدہ ہے کہ انسان خدا کی عمدہ ترین مخلوق ہے۔ اسی لئے انہوں نے انسان کی شخصیت سازی کو تعلیم کے اہم ترین مقصد کے طور پر قبول کیا ہے۔ انہوں نے انسان دوست مضامین جیسا کہ ادب، آرٹ، مذہب، اخلاقیات وغیرہ کی تدریس پر زور دیا ہے۔ ان کے مطابق تعلیم کے ذریعے معاشرے کے ثقافتی و سماجی ورثہ کو محفوظ رکھتے ہوئے نئی نسل تک پہنچانا چاہیے۔ بعض مثالیت پسندوں کا کہنا ہے تعلیم کا مقصد فرد کی تکمیل ذات کے لئے رہنمائی کرنا ہے، اس کے لئے شخصیت سازی کو بھی مقصد میں شامل کرنا پڑتا ہے۔ اس نشوونما سے مراد انسان کی ان صلاحیتوں کو جلا بخشنا ہے جو کہ پیدائشی طور پر اس میں موجود ہوتی ہیں لیکن وہ خوابیدہ حالت میں پائی جاتی ہیں۔ ماہر تعلیم کا کام ان خوبیوں اور صلاحیتوں کو اجاگر کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تعلیم کو ہر انسان کا بنیادی اور مساوی حق کہا جاتا ہے۔

3- مثالیت پسندوں کے نزدیک تعلیم کا ایک اور مقصد خود شناسی (Self-Realization) ہے، تعلیم کا انفرادی مقصد ہے جسے حاصل کرنے کی تلقین مثالیت پسند کرتے ہیں۔

4- قوت ارادی کی نشوونما بھی تعلیم کا اہم مقصد ہے، قوت ارادی خود شناسی کے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے۔ ہوم (Home) نے اس حوالے سے 8 اہم نکات بیان کئے ہیں۔

i- قوت ارادی کی تربیت بالواسطہ ہونی چاہیے جس میں تصور کے بجائے عملی سرگرمیوں کا استعمال کیا جائے۔

ii- وقت اور حالات کے مطابق معروضی سبق کا طریقہ اختیار کیا جائے۔

iii- اپنے آپ کو تحریک دے کر اور علم و مشق کو اختیار کرتے ہوئے قوت ارادی کو بڑھایا جائے۔

iv- مشق وہ واحد طریقہ ہے جس سے قوت ارادی حاصل کی جا سکتی ہے۔

v- مناسب نظم و ضبط قوت ارادی کے لئے رہنمائی کا کام کرتا ہے۔

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

vi- طلبہ کیلئے کائنات اور معاشرے کے حقائق سے واقف ہونا ضروری ہے۔

vii- اخلاقی تعلیم کے ذریعے کردار سازی کی جائے۔

viii- بیشتر انفرادی معاملات میں انتخاب کی آزادی دی جائے۔

Elmas Ali

5- تعلیم کے مثالی تصور کا ایک اور پہلو انسان اور کائنات کے درمیان تطبیق اور ترتیب ہے۔ ایڈمز (Adams) کے مطابق تعلیم کا مقصد انسانوں کو کائنات کے بارے میں فہم عطا کرنا ہونا چاہیے۔ یہ مقصد طلبہ کو ایسے قوانین سے روشناس کرا کر حاصل کیا جاسکتا ہے جو کہ فطری مظاہر کو کنٹرول کرتے ہیں۔ یہ قوانین فطرت کائنات میں ہر سرگرمی کی اصل وجہ کو بیان کرتے ہیں۔ ان سے واقفیت کے بعد ہی طالبعلم اپنے اردگرد کے ماحول کے ساتھ ہم آہنگی اختیار کرسکتا ہے۔

6- مثالیت پسندوں کے نزدیک تعلیم کا ایک اور مقصد ثقافتی نمو ہے، اس فلسفے کے تحت مذہب، اخلاقیات، آرٹ، ادب ریاضی سائنس وغیرہ کے ذریعے ثقافتی ماحول کی تشکیل پر سب سے زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ اسی لئے عمرانیات کی تدریس پر زیادہ زور دیا جاتا ہے تاکہ ثقافتی و سماجی ورثہ کو محفوظ کیا جاسکے۔ تعلیم معاشرے کی ثقافتی ترقی میں فرد کو اپنے کردار کے لئے تیار کرتی ہے۔ خوبصورتی، اچھائی اور سچائی کے اعلیٰ معیارات انسانی نسل کے مثالی روحانی تصورات ہیں، بچے کو اس قابل بنایا جانا چاہیے کہ وہ ان تصورات کو حقیقت کا روپ دے سکیں۔ تعلیم ایسی ہونی چاہیے جو کہ بچے کی خداداد صلاحیتوں کو آشکار کر کے اسے صحیح معنوں میں انسان بنا سکے۔ مثالیت پسندوں کا کہنا ہے کہ کائنات کا ہر حصہ ایک نظام کے تحت ہے، اس لئے روحانی و عقلی رہنمائی کے ذریعے ہر فرد کو سکھایا جانا چاہیے کہ وہ اپنی زندگی کو ایک نظام کے تابع کیسے کرسکتا ہے۔ اس کے لئے جسمانی، روحانی، اخلاقی، عقلی، روحانی، جمالیاتی الغرض زندگی کے ہر پہلو میں نشوونما اور ترقی ضروری ہے، ان میں سے کسی ایک میں بھی ناکامی فرد کی شخصیت کے توازن کو بگاڑ سکتی ہے۔ فروبیل (Froebel) کے مطابق تعلیم کا مقصد عقیدہ پر مبنی، خالص اور پاک زندگی گزار سکے۔

7- مثالیت پسندوں کے نزدیک تعلیم کا مقصد آفاقی اقدار کی تلاش بھی ہے۔ روس (Ross) کے مطابق تعلیم کا کام قطعی اور آفاقی نوعیت کی اقدار کو تلاش کرنے میں ہماری مدد کرنا ہے تاکہ کائنات کی سچائی اور حقیقت ہماری سچائی بن جائے اور اس سے ہماری زندگی کو قوت حاصل ہو۔ تعلیم کو نا صرف طبعی بلکہ ہر طرح کے ماحول کو اختیار کرنا چاہیے، رسک (Rusk) کے مطابق تعلیم کو تعلیم کا مقصد طالبعلم کو اس قابل بنانا ہونا چاہیے کہ وہ محض فطری ماحول کو اختیار کرنے کے بجائے حقیقت کے مکمل اظہار میں اس کے ساتھ ہم آہنگی قائم کرسکے۔

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal
WhatsApp Support +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

2- مثالیت پسندی اور نصاب (Idealism and Curriculum)

مثالیت پسند فلاسفہ نصاب تعلیم کو بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ ان کے خیال میں جب تک بہتر نصاب تعلیم کا تعین نہیں ہو جاتا اس وقت تک تعلیمی عمل میں کسی بہتری کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

مثالیت پسند بچے کی شخصیت کی نشوونما کے ساتھ روحانی و ثقافتی ورثہ کو ان تک پہنچانے کو نصاب کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔ ہرمن ایچ ہارن (Herman H. Horne) کے مطابق بچوں اور پوری نسل کے لئے تعلیم کو تصورات میں مرکزی مقام دیا جائے بجائے اس کے کہ بچوں میں اسے مرکزیت دی جائے کیونکہ بچے تو ناپختہ ذہن کے مالک ہوتے ہیں ان کا دوسروں پر انحصار ہوتے ہیں اکثر وہ اپنی انفرادیت کے بارے میں بھی غیر عقلی ہوتے ہیں۔ سقراط کا کہنا ہے انسان نہیں بلکہ دلیل کی بنیاد پر چیزوں کو پرکھا جاتا ہے اور یہ کام انفرادی نہیں آفاقی طور پر کرنا پڑتا ہے، مثالی نمونہ جات تمام انسانی نسل بچوں کے تجربات کے لئے معیار ہوتے ہیں، جیسا کہ قانون پر عملدرآمد ایک نیکی ہے، جسمانی قوانین پر عمل کر کے صحت برقرار رکھی جا سکتی ہے، سچائی بنانے یا گھڑنے کے بجائے تلاش کی جاتی ہے۔

افلاطون کے مطابق مابعد الطبیعات، منطق، اخلاقیات، علم نجوم اور ریاضی کے علاوہ جسمانی تربیت اور موسیقی کو نصاب میں شامل کیا جانا چاہیے۔

مثالیت پسند سائنس کی تدریس کے ساتھ عمرانیات جیسے کہ ادب، آرٹ، مذہب، اخلاقیات وغیرہ کی تعلیم پر بھی زور دیتے ہیں، خدا کو پانے کے لئے ان تمام عناصر کو نصاب میں شامل کرنے کی تجویز دی گئی ہے، انسانی سرگرمیوں میں عقلی، جمالیاتی اور اخلاقی سرگرمیوں کو فوقیت حاصل ہے۔ ان کے مطابق زبان، ادب، تاریخ، جغرافیہ، ریاضی اور سائنس کی تعلیم عقلی سرگرمیوں، شاعری اور آرٹس سے جمالیات کو فوقیت ملتی ہے۔ مذہب، اخلاقیات وغیرہ کی تدریس سے طلبہ میں اخلاقی اقدار روشناس کرائی جا سکتی ہیں۔ یہ نصاب تعلیم کے مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے ترتیب دیا گیا ہے۔

ماہر تعلیم جیمز روس (James Ross) نے انسانی سرگرمیوں کو دو گروپس میں یعنی جسمانی امور اور روحانی سرگرمیوں میں تقسیم کیا ہے، جسمانی امور میں جسمانی بہبود اور حرکی مہارتوں سے متعلق تمام سرگرمیاں شامل ہیں۔ اس کے مطابق انہیں بھی تعلیم میں لازمی شامل کیا جانا چاہیے، اس سلسلے میں طلبہ کو فزیالوجی (Physiology)، ورزش (Exercise)، ادویات (Medicine)، حفظان صحت (Hygiene) وغیرہ کی تعلیم دی جا سکتی ہے۔ روحانی سرگرمیوں میں تمام عقلی، اخلاقی، جمالیاتی اور مذہبی سرگرمیاں شامل ہیں، ان کے لئے تاریخ، جغرافیہ، سائنس ریاضی، زبان، اخلاقیات، آرٹ اور مذہب کی تعلیم کا اہتمام کیا جا سکتا ہے۔

USMAN NOTES - Pakistan's #1 Study Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

مثالیت پسند ماہر تعلیم ہربرٹ (Herbart) نے ان مضامین کو نصاب میں بنیادی اہمیت دی ہے، کیونکہ اس کے نزدیک یہ مضامین دوسروں کے مقابلے میں روحانی ترقی میں زیادہ کردار ادا کرتے ہیں۔ لیکن یہی مثالیت پسندی کی ایک خامی بھی ہے کیونکہ اس میں سائنس کو زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی، ہربرٹ کا کہنا ہے روحانی ترقی میں جو کردار ادب اور تاریخ کرتی ہے وہ سائنس نہیں کر سکتی۔

اسی لئے مثالیت پسندی میں سائنسی مضامین جیسا کہ نیچرل سائنسز، ریاضی اور حتیٰ کہ تاریخ اور جغرافیہ کو بھی ثانوی کردار دیا جاتا ہے۔

Elmas Ali

ماہر تعلیم ٹی پی نن (TP Nunn) نے بھی تعلیمی نصاب کے حوالے سے مثالیت پسندوں کے تصورات کا جائزہ لیا ہے اور کہا ہے کہ سکول قوم کی روحانی قوت کو تقویت دینے، تاریخ تسلسل کو برقرار رکھنے، کامیابیوں کو یقینی بنانے اور مستقبل کو تحفظ دینے کے لئے ہوتے ہیں۔ ان تمام اہداف کو حاصل کرنے کیلئے سکول میں تعلیم دیتے ہوئے دو قسم کی سرگرمیوں کا خیال رکھا جانا چاہیے۔ پہلی قسم کی سرگرمیوں میں وہ تمام امور شامل ہیں جو کہ انفرادی اور اجتماعی زندگی کو یقینی بنانے اور برقرار رکھنے کے لئے حالات تخلیق کرتے ہیں۔ اس کے لئے جسمانی صحت، رسم و رواج، سماجی تنظیمات، ضابطہ اخلاق، آداب معاشرت اور مذہب وغیرہ کی تعلیم دی جانی چاہیے۔ دوسری قسم کی سرگرمیوں وہ ہیں جو کہ معاشرے کی سماجی زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہیں۔ یہ تخلیقی نوعیت کی سرگرمیاں ہیں۔ ایسی سرگرمیوں میں مہارت کے لئے ضروری ہے کہ سکولوں میں لٹریچر، موسیقی، فنون دستکاری، سائنسز، ریاضی، تاریخ وغیرہ کی تعلیم دی جائے۔ تعلیمی نصاب میں ان مضامین کو شامل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ طلبہ جہاں اپنے ثقافتی و سماجی ورثے سے واقف ہوں وہیں وہ اس کو آگے بڑھانے میں بھی مثبت کردار ادا کر سکیں۔

3- مثالیت پسندی اور معلم (Idealism and the Educator)

مثالیت پسند فلاسفہ کے مطابق معلم ہر ممکن حد تک انسانیت کی اعلیٰ ترین صفات رکھتا ہو۔ وہ یہ یقین رکھتا ہو کہ طالب علم میں علم داخل کرنے کے بجائے اس سے علم اخذ کروایا جائے۔ مثالیت پسند استاد کے نزدیک کوئی بچہ بھی فطرتاً برا نہیں ہوتا۔ ہاں صرف انسانیت کے بنیادی اخلاقی نظام سے بھٹک جانے والے بچے برے ہو سکتے ہیں۔ اخلاقی اصولوں کو توڑنے پر معلم طالب علم سے سخت باز پرس کرے۔ تاکہ دوسرے بچے بھی بے راہ رو نہ ہو جائیں۔ استاد پر یہ اخلاقی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ کہ وہ بچوں کی اخلاقی تربیت پر توجہ دے اور انہیں انسانی اخلاقی اصولوں سے بھٹکنے نہ دے۔

مثالیت پسند فلاسفہ معلم کو انتہائی اعلیٰ مقام دیتے ہیں ان کے مطابق طالبعلم و معلم کو ایک منصوبے کے دو حصے ہیں۔ معلم طالبعلم کی نشوونما کے لئے مخصوص قسم کا ماحول اور رہنمائی مہیا کرتا ہے، جس سے طالبعلم کو کامل اور

USMAN NOTES | Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

ہمہ جہت شخصیت کا حامل فرد بننے میں مدد ملتی ہے۔

فروبیل (Froebel) نے اپنے پیش کردہ تعلیمی انداز کنڈرگارٹن میں استاد کے کردار کو زیادہ نمایاں کیا ہے۔ اس تعلیمی انداز میں سکول کو باغ کی مانند تصور کیا جاتا ہے جہاں بچے ان چھوٹے اور نازک پودوں کی مانند ہوتے ہیں جنہیں بھرپور قسم کی دیکھ بھال کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس ماحول میں استاد کا کردار بیدار مغز اور ہوشیار باغبان جیسا ہوتا ہے۔ باغبان نہ بھی ہو تو بھی پودے فطری قوانین کے تحت پروان چڑھ جائیں گے، لیکن باغبان کی اپنی اہمیت ہے، وہ گو بھی کے پھول کو گلاب تو نہیں بنا سکتا تاہم پودوں کو کیڑوں سے بچانے کے لئے اقدامات کر سکتا ہے۔ باغبان کی مدد سے پودے کامل نشوونما پا سکتے ہیں، یہ وہ کاملیت ہے جو کہ باغبان کی عدم موجودگی میں شائد حاصل نہ ہو پائے۔ استاد بھی طلبہ کے حوالے سے باغبان کی طرح کا ہی کردار ادا کرتا ہے۔ چونکہ وہ نشوونما کے اصول وقوانین سے پوری طرح آگاہ ہوتا ہے اس لئے وہ طلبہ کی بہتر رہنمائی کر سکتا ہے۔

روس (Ross) کا کہنا ہے کہ فطرت پسند (Naturalist) تو خوبصورتی اور کمال کے اعلیٰ مقام تک پہنچنے کے عمل میں رکاوٹوں پر سمجھوتہ کر سکتے ہیں لیکن مثالیت پسند فطرت کے قوانین کے مطابق کامل نشوونما چاہتے ہیں۔ بصورت دیگر وہ اسے مسترد کر دیتے ہیں۔ یوں مثالیت پسند (Idealists) فطرت پسندوں (Naturalists) کے مقابلے میں استاد کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔

Elmas Ali

4- مثالیت پسندی اور تدریسی طریقہ ہائے کار

(Idealism and Educational Methods)

طریقہ تدریس کے حوالے سے مثالیت پسندوں کا کہنا ہے کہ ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے بچے میں موجود تمام فطری صلاحیتوں کی مکمل نشوونما ممکن ہو اور وہ خودشناسی کی تربیت پا سکے۔ ریور (River) کے الفاظ میں بچپن میں تعلیم کے عمل کو بچے کے فطری یا جبلی رجحانات کے رخ پر شروع کرتے ہوئے اسے معاشرے کی اعلیٰ ترین اچھائیوں کے ساتھ ہم آہنگ کیا جانا چاہیے۔ مثالیت پسند انفرادی اور سماجی مقاصد میں بھی ہم آہنگی پر یقین رکھتے ہیں۔ بچے کو اس کی نشوونما کے لئے تعصب سے پاک اور آزاد خیال ماحول مہیا کرنا ضروری ہے نیز اس کی تعلیم کو عصر حاضر کے تجربات سے ہم آہنگ ہونا چاہیے۔ یوں مثالیت پسندوں کے طریقہ کار کے کئی عناصر فطرت پسندوں، حقیقت پسندوں اور نتائجیت پسندوں کے طریقوں میں بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

تمام مثالیت پسند ایک منضبط یا کنٹرولڈ نظام تعلیم کے حامی ہیں ان کے مطابق افراد کو جبری طور پر حصول تعلیم کے لئے مجبور کیا جائے ریاست کو چاہیے کہ تعلیم کو قومی تحویل میں لے کر ایک مخصوص طریقہ کار کے مطابق

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

اپنے شہریوں کی تربیت کرے۔ مملکت لازمی تعلیم کے ذریعے [illegible]
انتظام زیادہ اچھے طریقے سے چلا سکیں۔

مثالیت پسندوں کے طریقہ تعلیم میں مندرجہ ذیل تین بنیادوں میں پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔

(i) تدریس (Instruction)

ہربرٹ نے تدریس کو تعلیم کے لئے ناگزیر قرار دیا ہے۔ لیکن تدریس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ [illegible] کے دماغ کو معلومات کے خام ٹکڑوں سے بھر دیا جائے، یہاں تدریس سے مراد بچے کی دماغ میں [illegible] اس کی تطہیر کرنا ہے۔ اس کے لئے لازم ہے معلم طلبہ کو مشفقانہ رہنمائی مہیا کرے۔ مثالیت پسندوں کا کہنا ہے ہر قسم کی تربیت سکول میں ہی دی جائے۔

Elmas Ali

(ii) سرگرمی (Activity)

فطرت پسندوں کے طریقہ کار کی طرح مثالیت پسندوں کی جانب سے پیش کئے گئے طریقے بھی سرگرمی پر مبنی ہیں، ان کے مطابق کو بچے کو لازمی طور پر کچھ کر کے سیکھنا چاہیے، حالانکہ لیکچر کے بعد سوال کر کے بھی بچہ کچھ سیکھ لیتا ہے لیکن پھر بھی تخلیقی سرگرمی کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا، اس تخلیقی سرگرمی کا فطری ہونا ضروری ہے نیز اس میں تسلسل پایا جانا چاہیے اور اسے جدت پسندانہ ہونا چاہیے۔ یہ خود شناسی کی جانب پیش قدمی میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ اس سے بچے کو اپنے فطری رجحانات کو آشکار کرنے کا موقع ملتا ہے۔ ذہنی سرگرمی کے ذریعے بچہ خوشی خوشی سیکھتا ہے یہ اس کی شخصیت سازی میں بھی معاون ہوتی ہے۔ اگر ذرائع سے بچہ زیادہ تیزی سے سیکھنے لگتا ہے، یہی وجہ ہے مثالیت پسند فعال اور عملی تدریس پر زور دیتے ہیں۔

(iii) تجربہ (Experience)

مثالیت پسندوں کے طریقہ کار میں تجربہ کو بھی خصوصی اہمیت دی جاتی ہے۔ ان کے مطابق ہر طالبعلم کو اپنی تعلیم کی بنیاد ذاتی تجربات کی بنیاد پر رکھنی چاہیے۔ استاد کا کام اپنے تجربات طلبہ کے دماغوں میں ٹھونسنا نہیں ہے بلکہ اس کا کام بچے کو ان کے اپنے ذاتی تجربات کے حوالے سے رہنمائی اور بصیرت عطا کرنا ہے۔ استاد کی رہنمائی سے طلبہ کو اپنی دبی ہوئی خواہشات اور رجحانات کے اظہار کا موقع ملتا ہے، تجربے کے لئے ابتدائی شرط آزادی ہے۔ اسی لئے مثالیت پسند آزادی کو تعلیم کا لازمی جزو قرار دیتے ہیں، لیکن یاد رہے کہ اس آزادی سے مطلق آزادی مراد نہیں بلکہ ایسی آزادی مراد ہے جو کہ ضابطہ اور رہنمائی کے ساتھ ہو۔

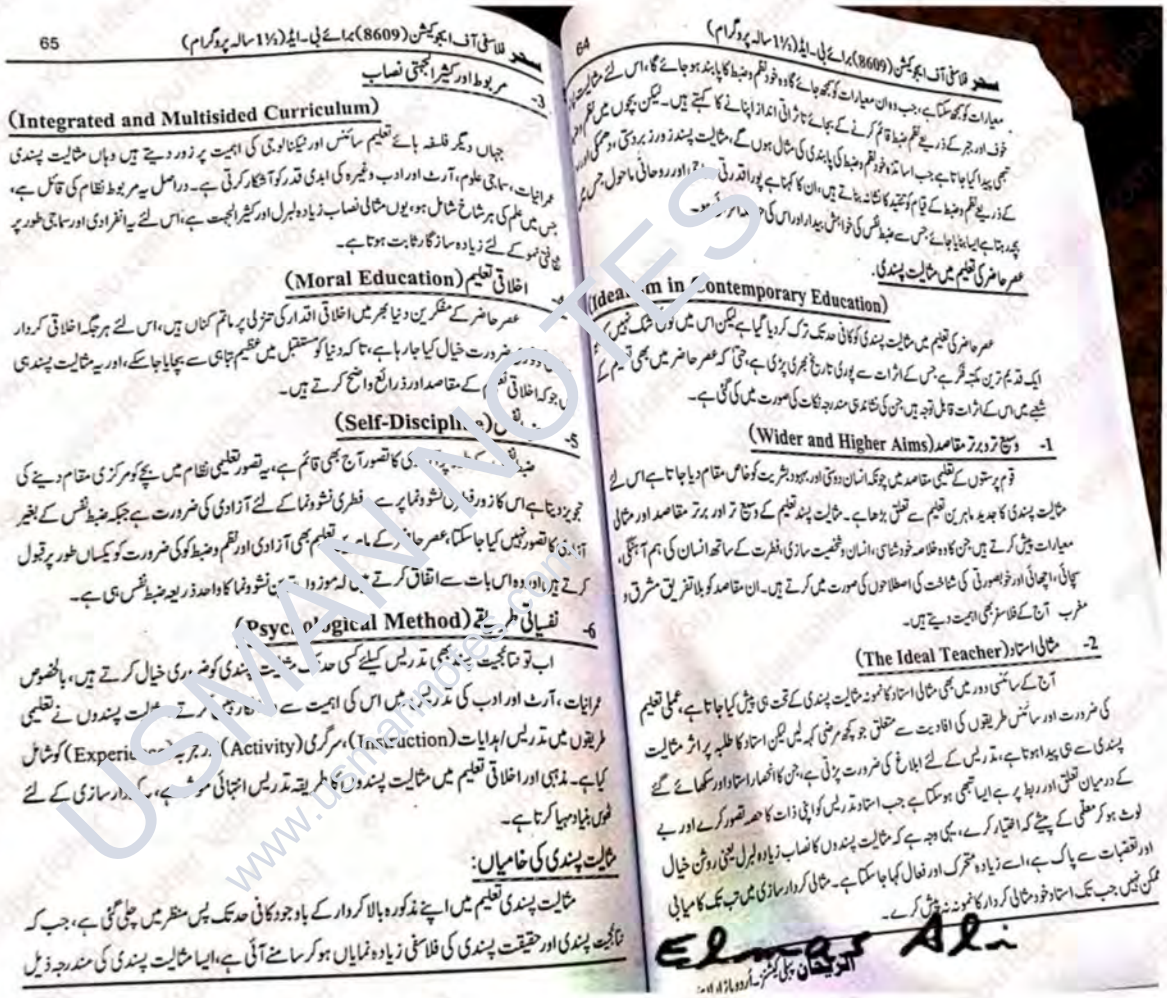
USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal
WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

5- مثالیت پسندی اور نظم وضبط (Idealism and Discipline)

نظم وضبط کے معاملے میں بعض لوگ مثالیت پسندوں کو فطرت پسندوں کے بالکل الٹ خیال کرتے ہیں کیونکہ فطرت پسند مکمل آزادی کے قائل ہیں جبکہ مثالیت پسند تدریس میں نظم وضبط پر زور دیتے ہیں۔ تاہم اس میں سچائی صرف اتنی سی ہے کہ مثالیت پسند تعلیم میں آزادی کی اہمیت سے انکار کئے بغیر نظم وضبط کی قدر پر زور دیتے ہیں۔ دراصل مثالیت پسند ایسے نظم وضبط کی وکالت کرتے ہیں جو کہ آزادی پر مبنی ہو، یوں وہ ان دونوں کے درمیان ہم آہنگی قائم کرتے ہیں۔ سخت قسم کا نظم وضبط مثالیت پسندوں کے نزدیک قطعاً قابل قبول نہیں ہے۔ نظم وضبط ہمیشہ ضبط نفس کی شکل میں ہونا چاہیے کیونکہ اسی سے طالبعلم کو خودشناسی کی راہ پر چلنے میں رہنمائی ملتی ہے۔ درحقیقت تعلیم کا مقصد بچے کو حقیقی آزادی کے ساتھ بچوں کی تربیت کرنا ہے، کہا جاتا ہے بچہ پیدائش طور پر آزاد نہیں ہوتا ہے تعلیم عمل کے دوران یہ آزادی بچے کو عطا کی جاتی ہے یا پھر وہ خود سے حاصل کرتا ہے، تعلیم کے بغیر خودشناسی ناممکن ہے اور خودشناسی کے بغیر آزادی کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ روسو (Rousseau) کا کہنا ہے فرد آزاد ہی پیدا ہوتا ہے تاہم بعد میں وہ زنجیروں میں جکڑا جاتا ہے۔ اس کے برعکس فروبیل (Froebel) کا کہنا ہے انسان زنجیروں یعنی پابندیوں کے ساتھ ہی پیدا ہوتا ہے، بالآخر اسے خود ان پابندیوں سے بتدریج آزادی حاصل کرنا پڑتی ہے۔ اسے کوئی خود سے آزادی عطا نہیں کرتا، آزادی کوئی الہامی تحفہ نہیں ہے کیونکہ خدا بھی آزادی نہیں دیتا، حقیقی آزادی انسان کو اپنے زور بازو پر حاصل کرنا پڑتی ہے۔ تعلیم کے ذریعے انسان ان پابندیوں اور زنجیروں سے نجات حاصل کرسکتے ہیں جس میں وہ بچپن سے جکڑا ہوتا ہے۔ استاد کو چاہیے کہ وہ بچے میں استدلال کرنے اور کسی فیصلے پر پہنچنے کی صلاحیت پیدا کرے تاکہ وہ اپنی خواہش کے مطابق اپنی نشوونما کرسکے۔ آزادی کا مطلب ماحول سے خاموت نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ ہم آہنگی اختیار کرنا ہے۔ اس لئے سکول میں طلبہ کو آزادی کیلئے ضروری تربیت دی جانی چاہیے، اس سکھایا جانا چاہیے کہ اسے کیسے خود کو نظم وضبط کا پابند بنانا ہے اور دوسروں کے منضبط رویوں کے حوالے سے خود کیسے کردار ادا کرنا ہے۔ اس قسم کی بتدریج تربیت سے فرد ضبط نفس کے حامل گروپس کا رکن بن جاتا ہے۔ اس سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرسکتے ہیں کہ مثالیت پسند بچے کی ہر پابندی سے آزادی کے قائل نہیں بلکہ آزادی کے حوالے سے رہنمائی مہیا کرنے کی وکالت کرتے ہیں۔ اس وجہ سے سکول میں بچوں کی سرگرمیاں کنٹرول میں ہوتی ہیں، تاہم اس مقصد کے لئے جسمانی سزا یا خارجی پابندیوں کو اختیار نہیں کیا جاتا، بلکہ از خود دستبرداری، اطاعت، انسان دوستی اور حلیمی جیسے اوصاف کو ترقی دے کر نظم وضبط قائم کیا جاتا ہے۔ فروبیل سزا کے کسی بھی نظام کی اہمیت سے انکار کرتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ سزا کے بجائے ضبط نفس اور اپنی ذات کی رہنمائی کو ترجیح دی جانی چاہیے۔ اس کا مزید کہنا ہے کہ بچے کو خارجی طور پر دباؤ میں نہیں لانا چاہیے، یہ صرف نظم وضبط ہی ہے جس سے بچہ تعلیم کے مثالی

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com



مربوط اور کثیر الجہتی نصاب

(Integrated and Multisided Curriculum) -3

جہاں دیگر فلسفہ ہائے تعلیم سائنس اور ٹیکنالوجی کی اہمیت پر زور دیتے ہیں وہاں مثالیت پسندی عمرانیات، سماجی علوم، آرٹ اور ادب وغیرہ کی ابدی قدر کو آشکار کرتی ہے۔ دراصل یہ مربوط نظام کی قائل ہے، جس میں علم کی ہر شاخ شامل ہو، یوں مثالی نصاب زیادہ لبرل اور کثیر الجہت ہے، اس لئے یہ انفرادی اور سماجی طور پر [illegible] نمو کے لئے زیادہ سازگار ثابت ہوتا ہے۔

اخلاقی تعلیم (Moral Education)

عصر حاضر کے مفکرین دنیا بھر میں اخلاقی اقدار کی تنزلی پر ماتم کناں ہیں، اس لئے ہر جگہ اخلاقی کردار [illegible] ضرورت خیال کیا جا رہا ہے، تاکہ دنیا کو مستقبل میں عظیم تباہی سے بچایا جا سکے، اور یہ مثالیت پسندی ہی [illegible] جو کہ اخلاقی تعلیم کے مقاصد اور ذرائع واضح کرتے ہیں۔

(Self-Discipli[illegible]) -5

[illegible] کا تصور آج بھی قائم ہے، یہ تصور تعلیمی نظام میں بچے کو مرکزی مقام دینے کی تجویز دیتا ہے اس کا زور فرد کی نشوونما پر ہے۔ فطری نشوونما کے لئے آزادی کی ضرورت ہے جبکہ ضبط نفس کے بغیر آزادی کا تصور نہیں کیا جا سکتا، عصر حاضر کے ماہرین تعلیم بھی آزادی اور نظم وضبط کو کی ضرورت کو یکساں طور پر قبول کرتے ہیں اور وہ اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ مسلسل موزوں تین نشوونما کا واحد ذریعہ ضبط نفس ہی ہے۔

(Psychological Method) نفسیاتی طریقہ -6

اب تو نتائجیت پسند بھی تدریس کیلئے کسی حد تک مثالیت پسندی کو ضروری خیال کرتے ہیں، بالخصوص عمرانیات، آرٹ اور ادب کی تدریس میں اس کی اہمیت سے [illegible] کرتے ہیں۔ عملیت پسندوں نے تعلیمی طریقوں میں تدریس/ہدایات (Instruction)، سرگرمی (Activity) اور تجربہ (Experience) کو شامل کیا ہے۔ مذہبی اور اخلاقی تعلیم میں مثالیت پسندوں کا طریقہ تدریس انتہائی موثر ہے، کردار سازی کے لئے نمونوں پر انحصار کیا کرتا ہے۔

مثالیت پسندی کی خامیاں:

مثالیت پسندی تعلیم میں اپنے مذکورہ بالا کردار کے باوجود کافی حد تک پس منظر میں چلی گئی ہے، جب کہ نتائجیت پسندی اور حقیقت پسندی کی فلاسفی زیادہ نمایاں ہو کر سامنے آئی ہے، ایسا مثالیت پسندی کی مندرجہ ذیل

معیارات کو سمجھ سکتا ہے، جب وہ ان معیارات کو سمجھ جائے گا وہ خود نظم وضبط کا پابند ہو جائے گا، اس لئے مثالیت پسند [illegible] خوف اور جبر کے ذریعے نظم وضبط قائم کرنے کے بجائے تاثراتی انداز اپنانے کا کہتے ہیں۔ لیکن بچوں میں [illegible] تبھی پیدا کیا جاتا ہے جب اساتذہ خود نظم وضبط کی پابندی کی مثال ہوں گے، مثالیت پسند زور زبردستی، دھمکی [illegible] کے ذریعے نظم وضبط کے قیام کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں، ان کا کہنا ہے پورا قدرتی [illegible] اور روحانی ماحول جس [illegible] پھلتا ہے ایسا بنایا جائے، جس سے ضبط نفس کی خواہش پیدا اور اس کی [illegible]

عصر حاضر کی تعلیم میں مثالیت پسندی:

(Idea[illegible]m in Contemporary Education)

عصر حاضر کی تعلیم میں مثالیت پسندی کو کافی حد تک زک کر دیا گیا ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک قدیم ترین تحریک فکر ہے، جس کے اثرات سے پوری تاریخ بھری پڑی ہے، حتیٰ کہ عصر حاضر میں بھی تعلیم کے شعبے میں اس کے اثرات قابل توجہ ہیں جن کی نشاندہی مندرجہ نکات کی صورت میں کی گئی ہے۔

(Wider and Higher Aims) وسیع تر و برتر مقاصد -1

قوم پرستوں کے تعلیمی مقاصد میں چونکہ انسان دوستی اور بہبود بشریت کو خاص مقام دیا جاتا ہے اس لئے مثالیت پسندی کا جدید ماہرین تعلیم سے تعلق بڑھا ہے۔ مثالیت پسند تعلیم کے وسیع تر اور برتر مقاصد اور مثالی معیارات پیش کرتے ہیں جن کا وہ خلاصہ خود شناسی، انسان و شخصیت سازی، فطرت کے ساتھ انسان کی ہم آہنگی، سچائی، اچھائی اور خوبصورتی کی شناخت کی اصطلاحوں کی صورت میں کرتے ہیں۔ ان مقاصد کو بلا تفریق مشرق و مغرب آج کے فلاسفر بھی اہمیت دیتے ہیں۔

(The Ideal Teacher) مثالی استاد -2

آج کے سائنسی دور میں بھی مثالی استاد کا نمونہ مثالیت پسندی کے تحت ہی پیش کیا جاتا ہے، عملی تعلیم کی ضرورت اور سائنس طریقوں کی افادیت سے متعلق جو کچھ مرضی کہہ لیں لیکن استاد کا طلبہ پر اثر مثالیت پسندی سے ہی پیدا ہوتا ہے، تدریس کے لئے ابلاغ کی ضرورت پڑتی ہے، جس کا انحصار استاد اور سکھائے گئے کے درمیان تعلق اور ربط پر ہے ایسا تبھی ہو سکتا ہے جب استاد تدریس کو اپنی ذات کا حصہ تصور کرے اور بے لوث ہو کر معلمی کے پیشے کو اختیار کرے، یہی وجہ ہے کہ مثالیت پسندوں کا نصاب زیادہ لبرل یعنی روشن خیال اور تعصبات سے پاک ہے، اسے زیادہ متحرک اور فعال کہا جا سکتا ہے۔ مثالی کردار سازی میں تب تک کامیابی ممکن نہیں جب تک استاد خود مثالی کردار کا نمونہ نہ پیش کرے۔

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

خامیوں کی وجہ سے ہوا ہے۔

1- خیالی/ناقابل عمل مقاصد (Utopian Aims)

تعلیم کے اولین مثالیت پسند فلاسفر افلاطون نے ایک ایسی سکیم پیش کی جو کہ انسانی زندگی میں گہری بصیرت کی حامل ہونے کے بجائے پوری کی پوری خیالی تھی، دراصل مفکرین اپنی خیالی پرواز میں اکثر ٹھوس بنیادوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور پھر ایسے مقاصد اور مثالی تصورات پیش کرتے ہیں جنہیں تسلیم کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی انہیں پروان چڑھایا جا سکتا ہے۔

2- نظریاتی طریقے (Theoretical Methods)

مثالیت پسندوں کے تدریسی طریقے کا زیادہ انحصار یادداشت، ذاتی ربط اور ذہنی صلاحیتوں پر ہوتا ہے۔ البتہ وہ ایسی دلچسپیوں اور قابلیتوں پر کم توجہ دیتے ہیں جو کہ سماجی طور پر کردار ادا کرنے کے لئے اہم ہیں۔

3- تخصیص یا سپیشلائزیشن کی کمی (Lack of Specialization)

مثالیت پسندوں کا نصاب بہت وسیع ہے جس میں کسی بھی شعبہ میں تخصیص یا سپیشلائزیشن پر زور نہیں دیا جاتا، حالانکہ سپیشلائزیشن جدید تعلیم کی ضرورت بن چکی ہے۔

Elmas Ali

4- سائنس اور ٹیکنالوجی کو نظر انداز کیا جانا (Neglect of Science and Technology)

مثالیت پسند مفکرین نے تعلیم میں ثقافت کو مرکزی اہمیت دی ہے جبکہ سائنس اور ٹیکنالوجی کو نظر انداز کر دیا ہے، اسی لئے آج کے دور میں کئی تعلیمی اداروں نے مثالیت پسندوں کے نصاب کو مسترد کر دیا ہے۔

5- استاد مرتکز (Teacher Centred)

جہاں جدید تعلیم طالبعلم مرتکز ہو چکی ہے وہاں مثالیت پسند ابھی بھی تعلیم میں استاد کو مرکزی حیثیت دیتے ہیں، استاد سے وابستہ بہت زیادہ توقعات اسے ہمہ جہت شخصیت کے حامل انسان کے طور پر جینے نہیں دیتیں۔ استاد کے حوالے سے پائی جانے والی حد سے زیادہ توقعات کا نتیجہ بالآخر طلبہ اور معاشرے کی جانب سے استاد پر تنقید کی صورت میں نکلتا ہے۔ قدیم دور کے مقابلے میں اب استاد کا کردار کافی حد تک تبدیل ہو چکا ہے۔ آج کی تعلیم بھی زندگی بھر جاری رہنے والی ہے لیکن یہ زندگی کا محدود حصہ ہے، اب تو تعلیم استاد کے بغیر بھی ممکن ہے۔ سمعی و بصری آلات نے استاد کے تمام اہم امور کی جگہ لے رہے ہیں، اس لئے استاد کے مثالی تصور اور مقام کو اب قبول نہیں کیا جاتا۔

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal
WhatsApp Support +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

مذکورہ بالا فوائد اور نقصانات کا جائزہ لینے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ تعلیم کے ہر شعبے یعنی مقاصد، مثالی معیارات، طریقہ ہائے تدریس، نصاب، سکول کا انتظام و انصرام وغیرہ میں کسی حد تک مثالیت پسندی کا ہونا ضروری ہے تاہم تعلیم کے مثالی معیارات کو فطرت پسندی، نتائجیت پسندی اور حقیقت پسندی کی مدد کے بغیر تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

Elmas Ali ☆☆☆☆☆

سوال 2۔ حقیقت پسندی سے کیا مراد ہے، تعلیم میں حقیقت پسندی پر روشنی ڈالیں نیز مثالیت پسندی کے ساتھ اس کا موازنہ کریں۔

جواب: **حقیقت پسندی (Realism)**

حقیقت پسندی کے نظریے کے مطابق اشیا کا وجود ایک حقیقت ہے، اس لئے اسے "Objectivism" یعنی واقعیت پسندی/معروضیت/خارجیت بھی کہا جاتا ہے۔ یہ دونوں مابعد الطبیعاتی نظریات ہیں جن کا تعلق اشیا کے وجود سے ہے، علمیات میں حقیقت پسندی کا نظریہ یہ ہے کہ جاننے کے عمل میں اشیا کا وجود جاننے والے کے علم پر منحصر نہیں ہوتا، یوں حقیقت پسندی کا نظریہ اس بنیادی عقیدے پر استوار ہے کہ اشیا اور ان کی خصوصیات جاننے کے عمل اور جاننے والے کے علم سے بے نیاز ہیں۔

حقیقت پسندی کے بنیادی تصورات (The Chief Tenets of Realism)

عمومی کلیہ کے مطابق حقیقت پسندی میں مندرجہ ذیل بنیادی عقائد پائے جاتے ہیں۔

1۔ اشیا کا وجود علم سے آزاد ہے

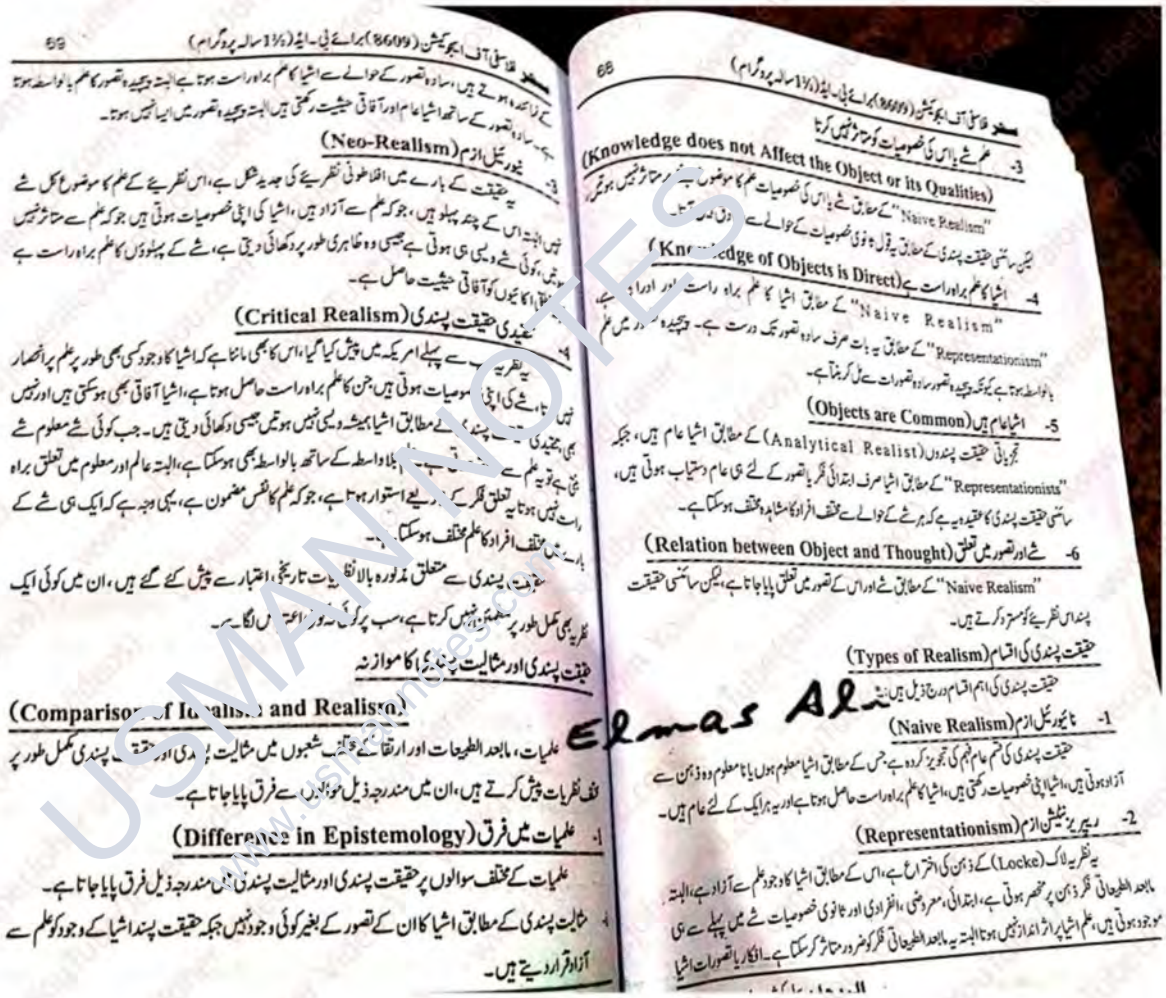
حقیقت پسندوں کے مطابق اشیا ہمیشہ اپنا وجود رکھتی ہیں چاہیں ہمیں ان کا علم ہو یا نہ ہو، سائنسی حقیقت پسندی بھی اس قول کو قبول کرتی ہے تاہم اس کے مطابق اشیا کے حوالے سے تصورات اور خیالات کا انحصار دماغ پر ہے۔

2۔ معلوم اشیا میں خواص پہلے سے موجود ہوتے ہیں

(Qualities are Inherent in Known Objects)

خالص حقیقت پسندوں کے مطابق اشیا میں جن خصوصیات کا مشاہدہ کیا جاتا ہے وہ ان اشیا کا لازمی حصہ ہوتی ہیں۔ جبکہ سائنسی حقیقت پسند اولین اور ثانوی خصوصیات میں فرق کرتے ہیں، ان کے مطابق اولین خصوصیات شے کی اپنی خصوصیات ہوتی ہیں جبکہ ثانوی خصوصیات جاننے کے عمل کے دوران ذہن اسے عطا کرتا ہے۔

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal
WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com



(Knowledge does not Affect the Object or its Qualities)

-3 علم شے یا اس کی خصوصیات کو متاثر نہیں کرتا

(Knowledge of Objects is Direct)

-4 اشیا کا علم براہ راست ہے

(Objects are Common)

-5 اشیا عام ہیں

(Relation between Object and Thought)

-6 شے اور تصور میں تعلق

(Types of Realism)

حقیقت پسندی کی اقسام

(Naive Realism)

-1 نائیو ریل ازم

(Representationism)

-2 ریپریزنٹیشن ازم

(Neo-Realism)

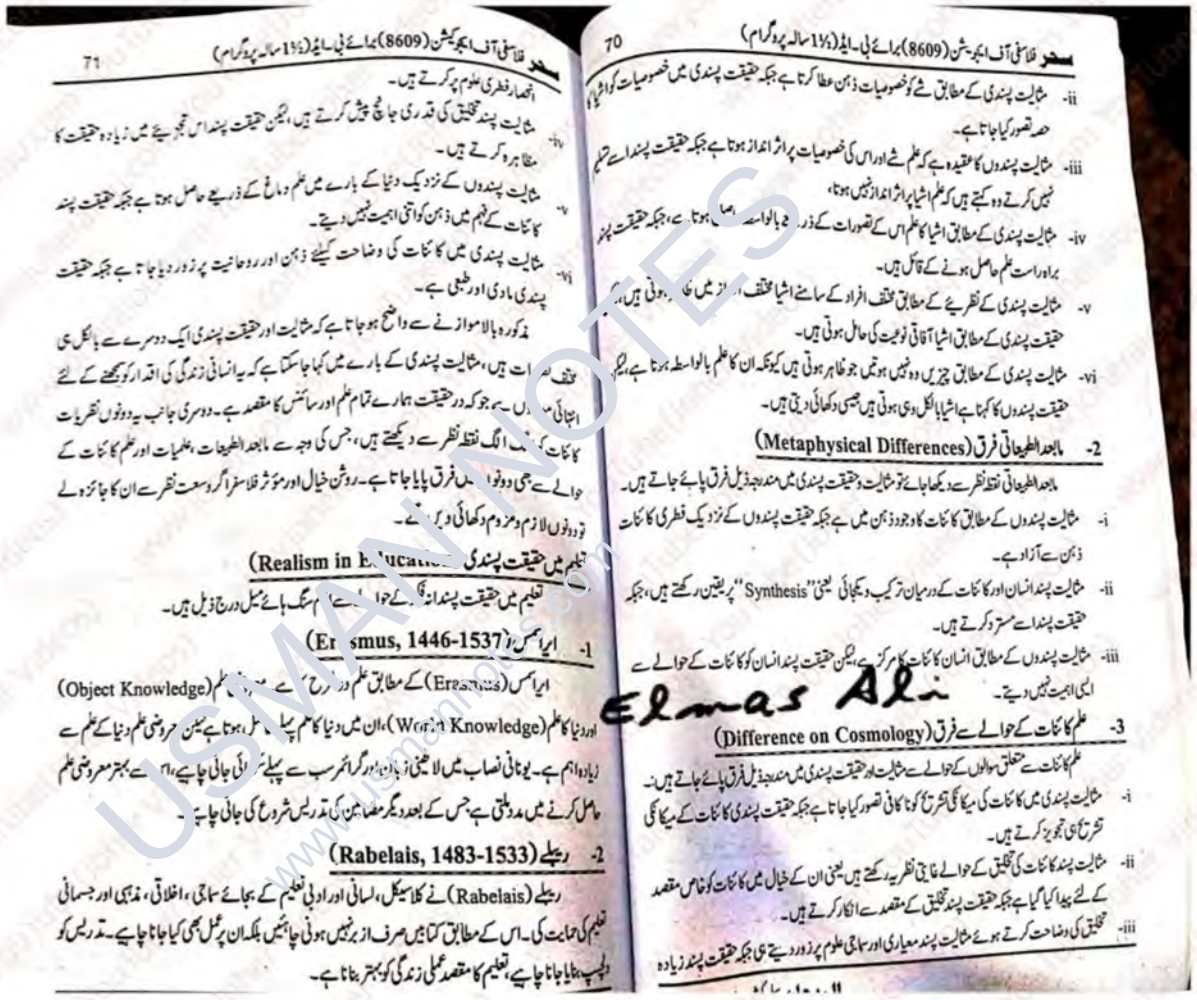
(Critical Realism)

(Comparison of Idealism and Realism)

(Difference in Epistemology)

-1 علمیات میں فرق

USMAN NOTES
www.usmannotes.com



سطر فلائی آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام) 70

-ii مثالیت پسندی کے مطابق شے کو خصوصیات ذہن عطا کرتا ہے جبکہ حقیقت پسندی میں خصوصیات کو اشیا کا حصہ تصور کیا جاتا ہے۔

-iii مثالیت پسندوں کا عقیدہ ہے کہ علم شے اور اس کی خصوصیات پر اثر انداز ہوتا ہے جبکہ حقیقت پسند اسے تسلیم نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ علم اشیا پر اثر انداز نہیں ہوتا۔

-iv مثالیت پسندی کے مطابق اشیا کا علم اس کے تصورات کے ذریعہ بالواسطہ حاصل ہوتا ہے، جبکہ حقیقت پسند براہ راست علم حاصل ہونے کے قائل ہیں۔

-v مثالیت پسندی کے نظریے کے مطابق مختلف افراد کے سامنے اشیا مختلف [illegible] ہوتی ہیں، حقیقت پسندی کے مطابق اشیا آفاقی نوعیت کی حامل ہوتی ہیں۔

-vi مثالیت پسندی کے مطابق چیزیں وہ نہیں ہوتیں جو ظاہر ہوتی ہیں کیونکہ ان کا علم بالواسطہ ہوتا ہے، لیکن حقیقت پسندوں کا کہنا ہے اشیا بالکل وہی ہوتی ہیں جیسی دکھائی دیتی ہیں۔

2- مابعد الطبیعاتی فرق (Metaphysical Differences)

مابعد الطبیعاتی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو مثالیت و حقیقت پسندی میں مندرجہ ذیل فرق پائے جاتے ہیں۔

-i مثالیت پسندوں کے مطابق کائنات کا وجود ذہن میں ہے جبکہ حقیقت پسندوں کے نزدیک فطری کائنات ذہن سے آزاد ہے۔

-ii مثالیت پسند انسان اور کائنات کے درمیان ترکیب و یکجائی یعنی "Synthesis" پر یقین رکھتے ہیں، جبکہ حقیقت پسند اسے مسترد کرتے ہیں۔

-iii مثالیت پسندوں کے مطابق انسان کائنات کا مرکز ہے، لیکن حقیقت پسند انسان کو کائنات کے حوالے سے ایسی اہمیت نہیں دیتے۔

Elmas Ali

3- علم کائنات کے حوالے سے فرق (Difference on Cosmology)

علم کائنات سے متعلق سوالوں کے حوالے سے مثالیت اور حقیقت پسندی میں مندرجہ ذیل فرق پائے جاتے ہیں۔

-i مثالیت پسندی میں کائنات کی میکانکی تشریح کو ناکافی تصور کیا جاتا ہے جبکہ حقیقت پسندی کائنات کے میکانکی تشریح ہی تجویز کرتے ہیں۔

-ii مثالیت پسند کائنات کی تخلیق کے حوالے غائبی نظریہ رکھتے ہیں یعنی ان کے خیال میں کائنات کو خاص مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے جبکہ حقیقت پسند تخلیق کے مقصد سے انکار کرتے ہیں۔

-iii تخلیق کی وضاحت کرتے ہوئے مثالیت پسند معیاری اور سماجی علوم پر زور دیتے ہیں جبکہ حقیقت پسند زیادہ

سطر فلائی آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام) 71

انحصار فطری علوم پر کرتے ہیں۔

-iv مثالیت پسند تخلیق کی قدر کی جانچ پیش کرتے ہیں، لیکن حقیقت پسند اس تجزیے میں زیادہ حقیقت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

-v مثالیت پسندوں کے نزدیک دنیا کے بارے میں علم دماغ کے ذریعے حاصل ہوتا ہے جبکہ حقیقت پسند کائنات کے فہم میں ذہن کو اتنی اہمیت نہیں دیتے۔

-vi مثالیت پسندی میں کائنات کی وضاحت کیلئے ذہن اور روحانیت پر زور دیا جاتا ہے جبکہ حقیقت پسندی مادی اور طبعی ہے۔

مذکورہ بالا موازنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ مثالیت اور حقیقت پسندی ایک دوسرے سے بالکل ہی مختلف نظریات ہیں، مثالیت پسندی کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ یہ انسانی زندگی کی اقدار کو سمجھنے کے لئے ابتدائی مدد ہیں۔ یہ جو کہ درحقیقت ہمارے تمام علم اور سائنس کا مقصد ہے۔ دوسری جانب یہ دونوں نظریات کائنات کو مختلف الگ نقطہ نظر سے دیکھتے ہیں، جس کی وجہ سے مابعد الطبیعات، علمیات اور علم کائنات کے حوالے سے بھی دونوں میں فرق پایا جاتا ہے۔ روشن خیال اور مؤثر فلاسفر اگر وسعت نظر سے ان کا جائزہ لے تو دونوں لازم و ملزوم دکھائی دیتے ہیں۔

تعلیم میں حقیقت پسندی (Realism in Education)

تعلیم میں حقیقت پسندانہ [illegible] کے حوالے سے اہم سنگ ہائے میل درج ذیل ہیں۔

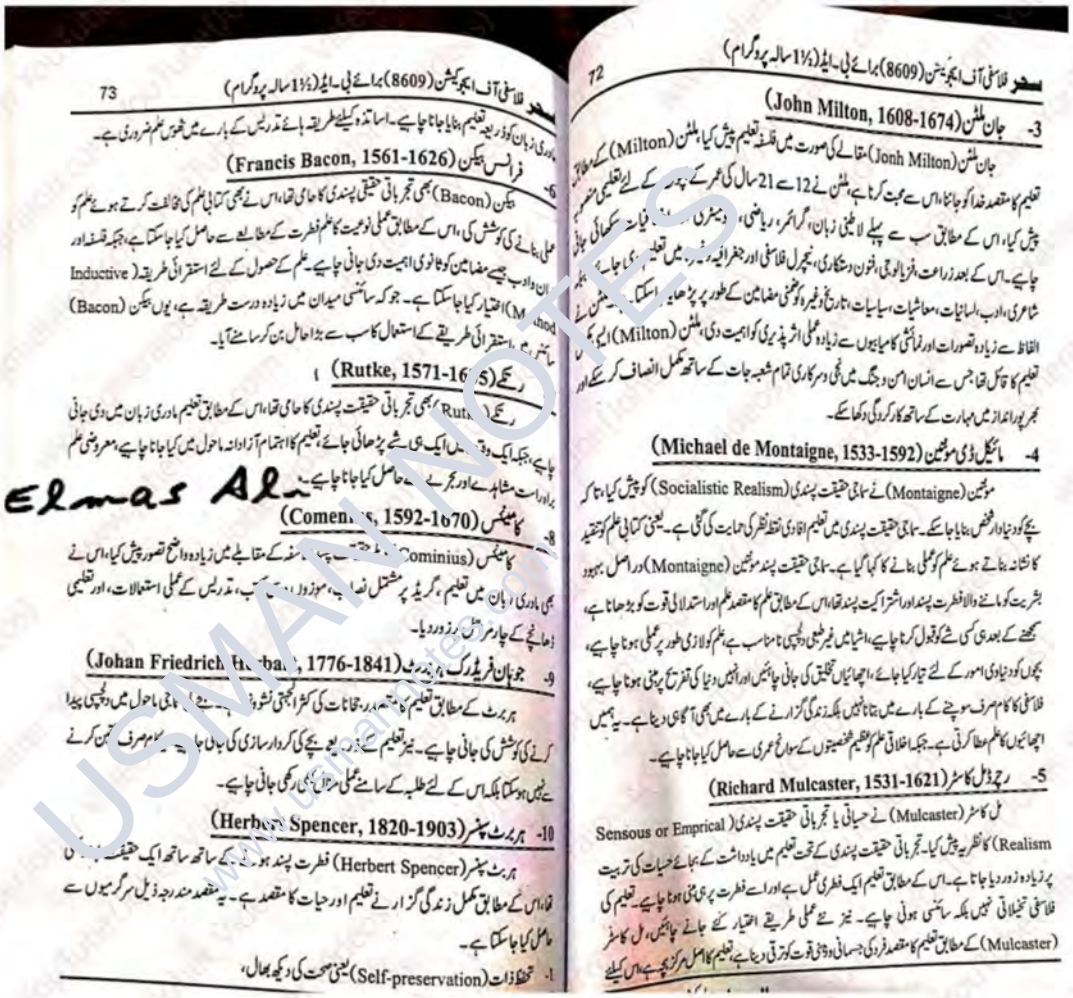
1- ایراسمس (Erasmus, 1446-1537)

ایراسمس (Erasmus) کے مطابق علم دو طرح کا ہوتا ہے علم اشیا (Object Knowledge) اور دنیا کا علم (World Knowledge)، ان میں دنیا کا علم پہلے حاصل ہوتا ہے یعنی حروفی علم دنیا کے علم سے زیادہ اہم ہے۔ یونانی نصاب میں لاطینی زبان اور گرائمر سب سے پہلے سکھائی جانی چاہیے، اس سے بہتر معروضی علم حاصل کرنے میں مدد ملتی ہے جس کے بعد دیگر مضامین کی تدریس شروع کی جانی چاہیے۔

2- ریبلے (Rabelais, 1483-1533)

ریبلے (Rabelais) نے کلاسیکل، لسانی اور ادبی تعلیم کے بجائے سماجی، اخلاقی، مذہبی اور جسمانی تعلیم کی حمایت کی۔ اس کے مطابق کتابیں صرف ازبر نہیں ہونی چاہئیں بلکہ ان پر عمل بھی کیا جانا چاہیے۔ تدریس کو دلچسپ بنایا جانا چاہیے، تعلیم کا مقصد عملی زندگی کو بہتر بنانا ہے۔

USMAN NOTES www.usmannotes.com



72 سطر فلاسفی آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام)

3- جان ملٹن (John Milton, 1608-1674)

جان ملٹن (Jonh Milton) مقالے کی صورت میں فلسفہ تعلیم پیش کیا، ملٹن (Milton) کے مطابق تعلیم کا مقصد خدا کو جاننا، اس سے محبت کرنا ہے، ملٹن نے 12 سے 21 سال کی عمر کے بچے کے لیے تعلیمی منصوبہ پیش کیا، اس کے مطابق سب سے پہلے لاطینی زبان، گرائمر، ریاضی، ویسٹری، فیانہ سکھائی جانی چاہیے۔ اس کے بعد زراعت، فزیالوجی، فنون وستکاری، نیچرل فلاسفی اور جغرافیہ پڑھایا جائے، شاعری، ادب، لسانیات، معاشیات، سیاسیات، تاریخ وغیرہ کو ضمنی مضامین کے طور پر پڑھایا جائے۔ ملٹن نے الفاظ سے زیادہ تصورات اور نمائشی کامیابیوں سے زیادہ عملی اثر پذیری کو اہمیت دی، ملٹن (Milton) ایسی تعلیم کا حامل تھا جس سے انسان امن وجنگ میں نجی وسرکاری تمام شعبہ جات کے ساتھ مکمل انصاف کر سکے اور بھرپور انداز میں مہارت کے ساتھ کارکردگی دکھا سکے۔

4- مائیکل ڈی مونٹین (Michael de Montaigne, 1533-1592)

مونٹین (Montaigne) نے سماجی حقیقت پسندی (Socialistic Realism) کو پیش کیا تاکہ بچے کو دنیادار شخص بنایا جاسکے۔ سماجی حقیقت پسندی میں تعلیم افادی نقطہ نظر کی حمایت کی گئی ہے۔ یعنی کتابی علم کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے علم کو عملی بنانے کا کہا گیا ہے۔ سماجی حقیقت پسند مونٹین (Montaigne) دراصل جمہور بشریت کو ماننے والا فطرت پسند اور اشتراکیت پسند تھا، اس کے مطابق علم کا مقصد علم اور استدلالی قوت کو بڑھانا ہے، سمجھنے کے بعد ہی کسی شے کو قبول کرنا چاہیے، اشیا میں غیر طبعی دلچسپی نامناسب ہے، علم کو لازمی طور پر عملی ہونا چاہیے، بچوں کو دنیاوی امور کے لئے تیار کیا جائے، اچھائیاں تخلیق کی جانی چاہئیں اور انہیں دنیا کی تفریح پر مبنی ہونا چاہیے، فلاسفی کا کام صرف سوچنے کے بارے میں بتانا نہیں بلکہ زندگی گزارنے کے بارے میں بھی آگاہی دینا ہے۔ یہ ہمیں اچھائیوں کا علم عطا کرتی ہے۔ جبکہ اخلاقی علم کو تعلیم شخصیتوں کے سوانح عمری سے حاصل کیا جانا چاہیے۔

5- رچرڈ مل کاسٹر (Richard Mulcaster, 1531-1621)

مل کاسٹر (Mulcaster) نے حسیاتی یا تجرباتی حقیقت پسندی (Sensous or Emprical Realism) کا نظریہ پیش کیا۔ تجرباتی حقیقت پسندی کے تحت تعلیم میں یادداشت کے بجائے حسیات کی تربیت پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ اس کے مطابق تعلیم ایک فطری عمل ہے اور اسے فطرت پر مبنی ہونا چاہیے۔ تعلیم کی فلاسفی تخیلاتی نہیں بلکہ سائنسی ہونی چاہیے۔ نیز نئے عملی طریقے اختیار کئے جانے چاہئیں، مل کاسٹر (Mulcaster) کے مطابق تعلیم کا مقصد فرد کی جسمانی وذہنی قوت کو ترقی دینا ہے، تعلیم کا اصل مرکز بچے ہے اس کیلئے

73 سطر فلاسفی آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام)

مادری زبان کو ذریعہ تعلیم بنایا جانا چاہیے۔ اساتذہ کیلئے طریقہ ہائے تدریس کے بارے میں خصوصی علم ضروری ہے۔

6- فرانسس بیکن (Francis Bacon, 1561-1626)

بیکن (Bacon) بھی تجرباتی حقیقی پسندی کا حامی تھا، اس نے بھی کتابی علم کی مخالفت کرتے ہوئے علم کو عملی بنانے کی کوشش کی، اس کے مطابق عملی نوعیت کا علم فطرت کے مطالعے سے حاصل کیا جاسکتا ہے، جبکہ فلسفہ اور ان وادب جیسے مضامین کو ثانوی اہمیت دی جانی چاہیے۔ علم کے حصول کے لئے استقرائی طریقہ (Inductive Method) اختیار کیا جاسکتا ہے۔ جو کہ سائنسی میدان میں زیادہ درست طریقہ ہے، یوں بیکن (Bacon) سائنس اور استقرائی طریقے کے استعمال کا سب سے بڑا حامل بن کر سامنے آیا۔

7- رتکے (Rutke, 1571-16[illegible])

رتکے (Rut[illegible]) بھی تجرباتی حقیقت پسندی کا حامی تھا، اس کے مطابق تعلیم مادری زبان میں دی جانی چاہیے، جبکہ ایک وقت میں ایک ہی شے پڑھائی جائے، تعلیم کا اہتمام آزادانہ ماحول میں کیا جانا چاہیے، معروضی علم براہ راست مشاہدے اور تجربے سے حاصل کیا جانا چاہیے۔

Elmas Ali

8- کامینس (Comen[illegible], 1592-1670)

کامینس (Cominius) [illegible] فلسفہ کے مقابلے میں زیادہ واضح تصور پیش کیا، اس نے بھی مادری زبان میں تعلیم، گریڈ پر مشتمل نصاب، موزوں [illegible] تدریس کے عملی استعمالات، اور تعلیمی ڈھانچے کے چار مراحل پر زور دیا۔

9- جوہان فریڈرک ہربرٹ (Johan Friedrich [illegible]erbart, 1776-1841)

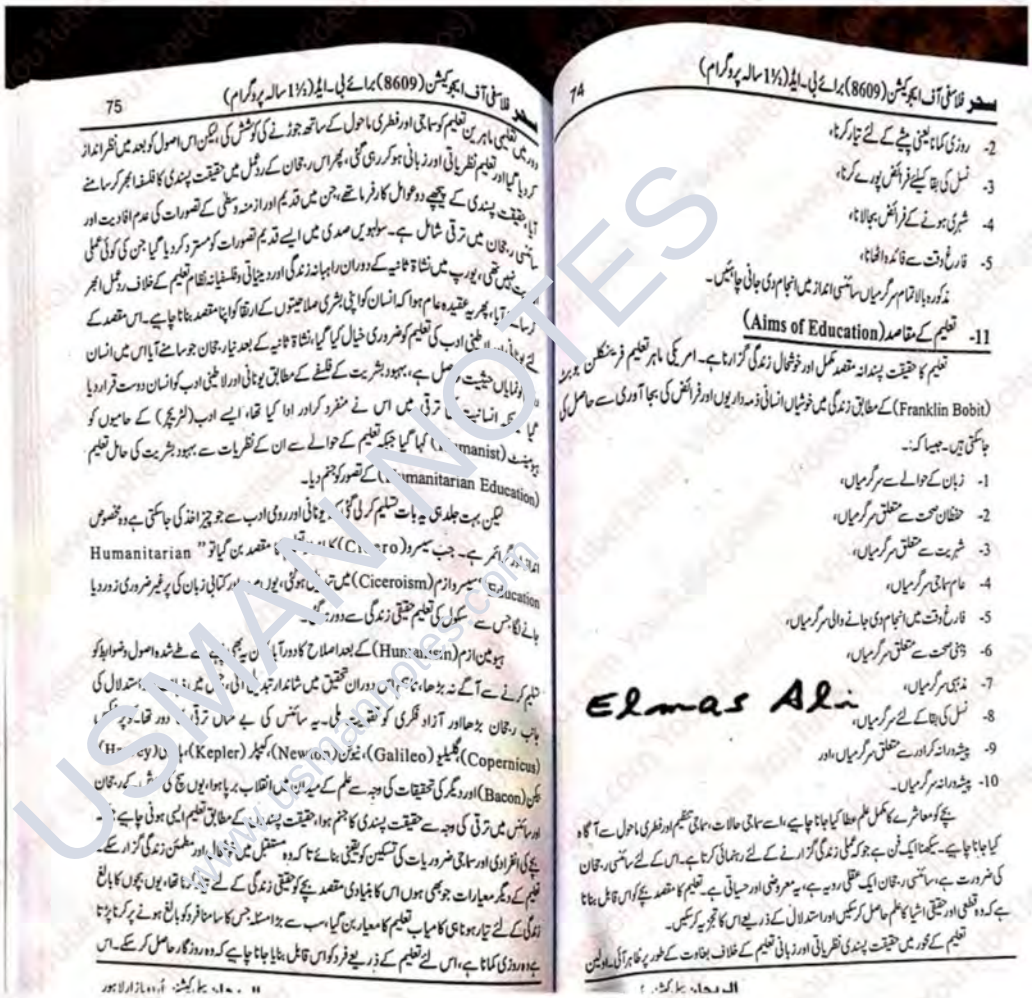
ہربرٹ کے مطابق تعلیم کا مقصد رجحانات کی کثیر الجہتی نشوونما [illegible] ماحول میں دلچسپی پیدا کرنے کی کوشش کی جانی چاہیے۔ نیز تعلیم کے ذریعے بچے کی کردار سازی کی جانی چاہیے [illegible] صرف تعین کرنے سے نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے لئے طلبہ کے سامنے عملی مثالیں بھی رکھی جانی چاہیے۔

10- ہربرٹ سپنسر (Herbert Spencer, 1820-1903)

ہربرٹ سپنسر (Herbert Spencer) فطرت پسند ہونے کے ساتھ ساتھ ایک حقیقت [illegible] تھا، اس کے مطابق مکمل زندگی گزارنے تعلیم اور حیات کا مقصد ہے۔ یہ مقصد مندرجہ ذیل سرگرمیوں سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

1- تحفظ ذات (Self-preservation) یعنی صحت کی دیکھ بھال،

USMAN NOTES
www.usmannotes.com



2- روزی کمانا یعنی پیشے کے لئے تیار کرنا،
3- نسل کی بقا کیلئے فرائض پورے کرنا،
4- شہری ہونے کے فرائض بجالانا،
5- فارغ وقت سے فائدہ اٹھانا،

مذکورہ بالا تمام سرگرمیاں سائنسی انداز میں انجام دی جانی چاہئیں۔

11- تعلیم کے مقاصد (Aims of Education)

تعلیم کا حقیقت پسندانہ مقصد مکمل اور خوشحال زندگی گزارنا ہے۔ امریکی ماہر تعلیم فرینکلن بوبرٹ (Franklin Bobit) کے مطابق زندگی میں خوشیاں انسانی ذمہ داریوں اور فرائض کی بجا آوری سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔ جیسا کہ:۔

1- زبان کے حوالے سے سرگرمیاں،
2- حفظان صحت سے متعلق سرگرمیاں،
3- شہریت سے متعلق سرگرمیاں،
4- عام سماجی سرگرمیاں،
5- فارغ وقت میں انجام دی جانے والی سرگرمیاں،
6- ذہنی صحت سے متعلق سرگرمیاں،
7- مذہبی سرگرمیاں،
8- نسل کی بقا کے لئے سرگرمیاں،
9- پیشہ ورانہ کردار سے متعلق سرگرمیاں اور
10- پیشہ ورانہ سرگرمیاں۔

Elmas Ali

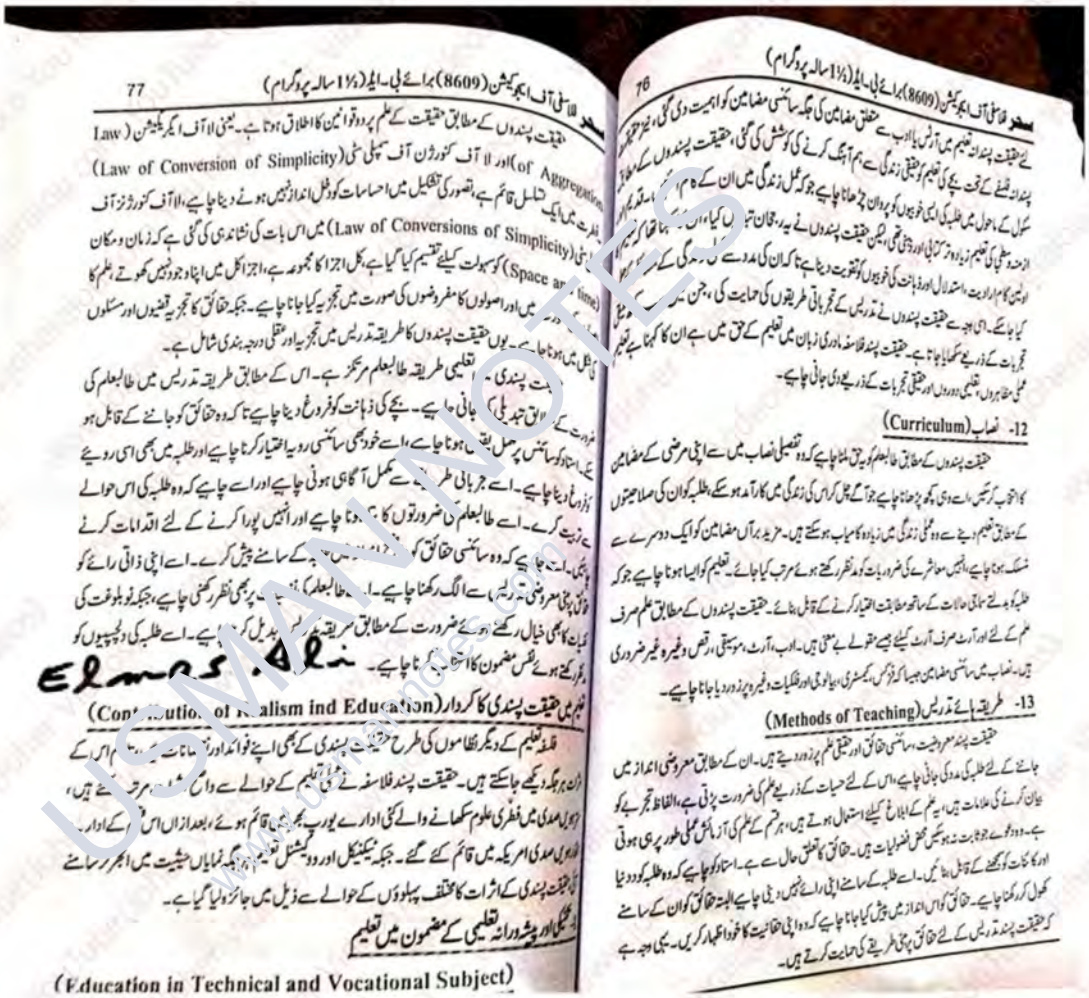
بچے کو معاشرے کا مکمل علم عطا کیا جانا چاہیے، اسے سماجی حالات، سماجی تنظیم اور فطری ماحول سے آگاہ کیا جانا چاہیے۔ سیکھنا ایک فن ہے جو کہ عملی زندگی گزارنے کے لئے رہنمائی کرتا ہے۔ اس کے لئے سائنسی رجحان کی ضرورت ہے، سائنسی رجحان ایک عقلی رویہ ہے، یہ معروضی اور حسیاتی ہے۔ تعلیم کا مقصد بچے کو اس قابل بنانا ہے کہ وہ قطعی اور حقیقی اشیا کا علم حاصل کر سکیں اور استدلال کے ذریعے اس کا تجزیہ کر سکیں۔

تعلیم کے غور میں حقیقت پسندی نظریاتی اور زبانی تعلیم کے خلاف بغاوت کے طور پر ظاہر آیا۔ لوئین

دور میں تعلیمی ماہرین تعلیم کو سماجی اور فطری ماحول کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کی، لیکن اس اصول کو بعد میں نظر انداز کر دیا گیا اور تعلیم نظریاتی اور زبانی ہو کر رہ گئی، پھر اس رجحان کے ردعمل میں حقیقت پسندی کا فلسفہ ابھر کر سامنے آیا، حقیقت پسندی کے پیچھے دو عوامل کارفرما تھے، جن میں قدیم اور ازمنہ وسطیٰ کے تصورات کی عدم افادیت اور سائنسی رجحان میں ترقی شامل ہے۔ سولہویں صدی میں ایسے قدیم تصورات کو مسترد کر دیا گیا جن کی کوئی عملی [illegible] نہیں تھی، یورپ میں نشاۃ ثانیہ کے دوران راہبانہ زندگی اور دینیاتی و فلسفیانہ نظام تعلیم کے خلاف ردعمل ابھر کر سامنے آیا، پھر یہ عقیدہ عام ہوا کہ انسان کو اپنی بشری صلاحیتوں کے ارتقا کو اپنا مقصد بنانا چاہیے۔ اس مقصد کے لئے [illegible] طبی ادب کی تعلیم کو ضروری خیال کیا گیا، نشاۃ ثانیہ کے بعد نیا رجحان جو سامنے آیا اس میں انسان کو [illegible] حیثیت حاصل ہے، بہبود بشریت کے فلسفے کے مطابق یونانی اور لاطینی ادب کو انسان دوست قرار دیا گیا۔ [illegible] ترقی میں اس نے منفرد کردار ادا کیا تھا، ایسے ادب (لٹریچر) کے حامیوں کو ہیومینسٹ (Humanist) کہا گیا جبکہ تعلیم کے حوالے سے ان کے نظریات سے بہبود بشریت کی حامل تعلیم (Humanitarian Education) کے تصور کو جنم دیا۔

لیکن بہت جلد ہی یہ بات تسلیم کر لی گئی کہ یونانی اور رومی ادب سے جو چیز اخذ کی جاسکتی ہے وہ مخصوص [illegible] ہے۔ جب سیسرو (Cicero) کا [illegible] مقصد بن گیا تو "Humanitarian Education" [illegible] سیسروازم (Ciceroism) میں تبدیل ہوئی، یورپ [illegible] کتابی زبان کی پر غیر ضروری زور دیا جانے لگا جس سے سکول کی تعلیم حقیقی زندگی سے دور ہو گئی۔

ہیومینزم (Humanism) کے بعد اصلاح کا دور آیا، [illegible] طے شدہ اصول و ضوابط کو تعلیم کرنے سے آگے نہ بڑھا، [illegible] دوران تحقیق میں شاندار تبدیلی آئی، [illegible] استدلال کی جانب رجحان بڑھا اور آزاد فکری کو تقویت ملی۔ یہ سائنس کی بے مثال ترقی کا دور تھا۔ کوپرنیکس (Copernicus)، گلیلیو (Galileo)، نیوٹن (Newton)، کیپلر (Kepler)، ہاروے (Harvey)، بیکن (Bacon) اور دیگر کی تحقیقات کی وجہ سے علم کے میدان میں انقلاب برپا ہوا، یوں سچ کی تلاش کا رجحان اور سائنس میں ترقی کی وجہ سے حقیقت پسندی کا جنم ہوا، حقیقت پسندی کے مطابق تعلیم ایسی ہونی چاہیے جو بچے کی انفرادی اور سماجی ضروریات کی تسکین کو یقینی بنائے تاکہ وہ مستقبل میں خوشحال اور مطمئن زندگی گزار سکے۔ تعلیم کے دیگر معیارات جو بھی ہوں اس کا بنیادی مقصد بچے کو حقیقی زندگی کے لئے [illegible] تھا، یوں بچوں کا بالغ زندگی کے لئے تیار ہونا ہی کامیاب تعلیم کا معیار بن گیا، سب سے بڑا مسئلہ جس کا سامنا فرد کو بالغ ہونے پر کرنا پڑتا ہے روزی کمانا ہے، اس لئے تعلیم کے ذریعے فرد کو اس قابل بنایا جانا چاہیے کہ وہ روزگار حاصل کر سکے۔ اس



76

سکول آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام)

لیے حقیقت پسندانہ تعلیم میں آرٹس یا ادب سے متعلق مضامین کی جگہ سائنسی مضامین کو اہمیت دی گئی، نیچر تحریک
پسندانہ فلسفے کے تحت بچے کی تعلیم کو حقیقی زندگی سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی گئی، حقیقت پسندوں کے مطابق
سکول کے ماحول میں طلبہ کی ایسی خوبیوں کو پروان چڑھانا چاہیے جو کہ عملی زندگی میں ان کے کام آ سکیں۔ مقدم کار
ازمنہ وسطیٰ کی تعلیم زیادہ تر نقلی اور ذہنی تھی، لیکن حقیقت پسندوں نے یہ رجحان تبدیل کیا، ان کا ماننا تھا کہ
لوگوں کا عام رویہ، استدلال اور ذہانت کی خوبیوں کو تقویت دینا ہے تاکہ ان کی مدد سے زندگی کے مسائل
کیا جا سکے۔ اسی وجہ سے حقیقت پسندوں نے مدرسین کے تجرباتی طریقوں کی حمایت کی، جن میں
تجربات کے ذریعے سکھایا جاتا ہے۔ حقیقت پسند فلاسفہ اور ان کی زبان میں تعلیم کے حق میں ہے ان کا کہنا ہے تعلیم
عملی مظاہروں، تعلیمی دوروں اور تحقیقی تجربات کے ذریعے دی جانی چاہیے۔

12- نصاب (Curriculum)

حقیقت پسندوں کے مطابق طالبعلم کو یہ حق ملنا چاہیے کہ وہ تفصیلی نصاب میں سے اپنی مرضی کے مضامین
کا انتخاب کر سکیں، اسے وہی کچھ پڑھنا چاہیے جو آگے چل کر اس کی زندگی میں کارآمد ہو سکے، طلبہ کو ان کی صلاحیتوں
کے مطابق تعلیم دینے سے وہ عملی زندگی میں زیادہ کامیاب ہو سکتے ہیں۔ مزید برآں مضامین کو ایک دوسرے سے
منسلک ہونا چاہیے، انہیں معاشرے کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے مرتب کیا جائے۔ تعلیم کو ایسا ہونا چاہیے جو کہ
طلبہ کو بدلتے سماجی حالات کے ساتھ مطابقت اختیار کرنے کے قابل بنائے۔ حقیقت پسندوں کے مطابق علم صرف
علم کے لئے اور آرٹ صرف آرٹ کیلئے جیسے نظریے بے معنی ہیں۔ ادب، آرٹ، موسیقی، رقص وغیرہ غیر ضروری
ہیں۔ نصاب میں سائنسی مضامین جیسا کہ فزکس، کیمسٹری، بیالوجی اور فلکیات وغیرہ پر زور دیا جانا چاہیے۔

13- طریقہ ہائے تدریس (Methods of Teaching)

حقیقت پسند معروضیت، سائنسی حقائق اور حقیقی علم پر زور دیتے ہیں۔ ان کے مطابق معروضی انداز میں
جاننے کے لئے طلبہ کی مدد کی جانی چاہیے، اس کے لئے حسیات کے ذریعے علم کی ضرورت پڑتی ہے، الفاظ تجربے کو
بیان کرنے کی علامات ہیں، یہ علم کے ابلاغ کیلئے استعمال ہوتے ہیں، ہر قسم کے علم کی آزمائش عملی طور پر ہی ہوتی
ہے۔ وہ علوم جو ثابت نہ ہو سکیں محض فضولیات ہیں۔ حقائق کا تعلق حال سے ہے۔ استاد کو چاہیے کہ وہ طلبہ کو دنیا
اور کائنات کو سمجھنے کے قابل بنائیں۔ اسے طلبہ کے سامنے اپنی رائے نہیں دینی چاہیے البتہ حقائق کو ان کے سامنے
کھول کر رکھنا چاہیے۔ حقائق کو اس انداز میں پیش کیا جانا چاہیے کہ وہ اپنی حقانیت کا خود اظہار کریں۔ یہی وجہ ہے
کہ حقیقت پسند مدرسین کے لئے حقائق پر مبنی طریقے کی حمایت کرتے ہیں۔

77

سکول آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام)

حقیقت پسندوں کے مطابق حقیقت کے علم پر دو قوانین کا اطلاق ہوتا ہے۔ یعنی لا آف ایگریگیشن (Law of Aggregation) اور لا آف کنورژن آف سمپلی سٹی (Law of Conversion of Simplicity)۔ لا آف کنورژنز آف سمپلی سٹی (Law of Conversions of Simplicity) میں اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ زمان و مکان (Space and time) کو سہولت کیلئے تقسیم کیا گیا ہے، کل اجزا کا مجموعہ ہے، اجزا کل میں اپنا وجود نہیں کھوتے، علم کا [illegible] اور اصولوں کا مفروضوں کی صورت میں تجزیہ کیا جانا چاہیے۔ جبکہ حقائق کا تجزیہ قضیوں اور مسئلوں [illegible] میں ہونا چاہیے۔ یوں حقیقت پسندوں کا طریقہ تدریس میں تجزیہ اور عقلی درجہ بندی شامل ہے۔

[illegible] پسندی۔ [illegible] تعلیمی طریقہ طالبعلم مرکز ہے۔ اس کے مطابق طریقہ تدریس میں طالبعلم کی [illegible] جانی چاہیے۔ بچے کی ذہانت کو فروغ دینا چاہیے تاکہ وہ حقائق کو جاننے کے قابل ہو [illegible] ضرورت کے [illegible] (لائق تبدیلی) [illegible]

[illegible] سائنسی پر مبنی ہونا چاہیے، اسے خود بھی سائنسی رویہ اختیار کرنا چاہیے اور طلبہ میں بھی اسی رویے [illegible] پروان چڑھانا چاہیے۔ اسے جربی طریقے سے مکمل آگاہی ہونی چاہیے اور اسے چاہیے کہ وہ طلبہ کی اس حوالے [illegible] زیب کرے۔ اسے طالبعلم کی ضرورتوں کا [illegible] ہونا چاہیے اور انہیں پورا کرنے کے لئے اقدامات کرنے [illegible] چاہئیں۔ اسے چاہیے کہ وہ سائنسی حقائق کو [illegible] کے سامنے پیش کرے۔ اسے اپنی ذاتی رائے کو [illegible] ذاتی پسند معروضی تدریس سے الگ رکھنا چاہیے۔ اسے طالبعلم کی [illegible] پر بھی نظر رکھنی چاہیے، جبکہ نوبلوغت کی [illegible] کا بھی خیال رکھتے ہوئے ضرورت کے مطابق طریقہ تدریس تبدیل کرنا چاہیے۔ اسے طلبہ کی دلچسپیوں کو [illegible] رکھتے ہوئے نصاب مضمون کا انتخاب کرنا چاہیے۔

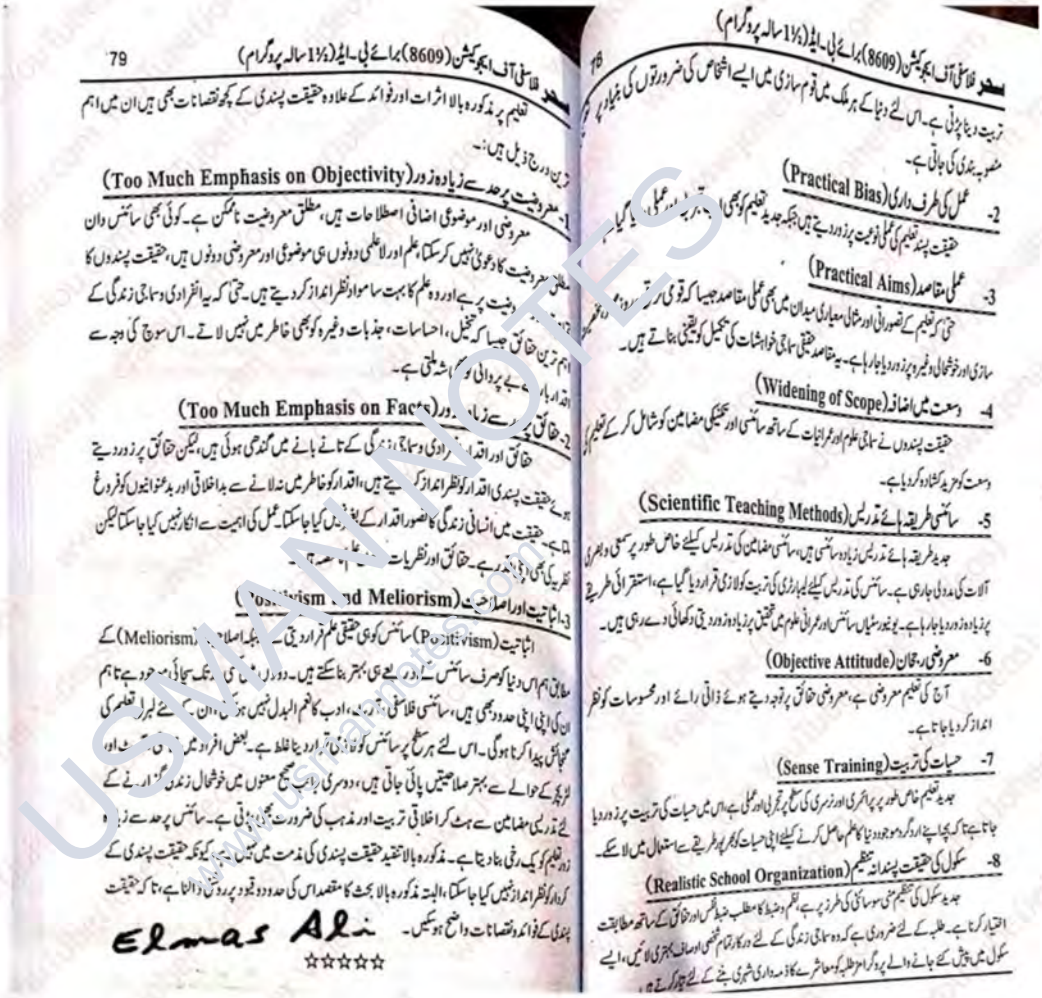
فہم میں حقیقت پسندی کا کردار (Contribution of Realism ind Education)

فلسفہ تعلیم کے دیگر نظاموں کی طرح حقیقت پسندی کے بھی اپنے فوائد اور [illegible] اس کے
[illegible] ہر جگہ دیکھے جا سکتے ہیں۔ حقیقت پسند فلاسفہ نے [illegible] تعلیم کے حوالے سے [illegible] مرتب کئے ہیں،
[illegible] مدی میں فطری علوم سکھانے والے کئی ادارے یورپ بھر میں قائم ہوئے، بعد ازاں اس [illegible] کے ادارے
[illegible] صدی امریکہ میں قائم کئے گئے۔ جبکہ ٹیکنیکل اور ووکیشنل تعلیم [illegible] جگہ نمایاں حیثیت میں ابھر کر سامنے
[illegible] حقیقت پسندی کے اثرات کا مختلف پہلوؤں کے حوالے سے ذیل میں جائزہ لیا گیا ہے۔

تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیمی کے مضمون میں تعلیم

(Education in Technical and Vocational Subject)

USMAN NOTES www.usmannotes.com



79 سطر فلاسفی آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام)

تعلیم پر مذکورہ بالا اثرات اور فوائد کے علاوہ حقیقت پسندی کے کچھ نقصانات بھی ہیں ان میں اہم ترین درج ذیل ہیں:۔

1- معروضیت پر حد سے زیادہ زور (Too Much Emphasis on Objectivity)

معروضی اور موضوعی اضافی اصطلاحات ہیں، مطلق معروضیت ناممکن ہے۔ کوئی بھی سائنس دان مطلق معروضیت کا دعویٰ نہیں کر سکتا، علم اور لاعلمی دونوں ہی موضوعی اور معروضی دونوں ہیں، حقیقت پسندوں کا معروضیت پر ہے اور وہ علم کا بہت سا مواد نظر انداز کر دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ یہ انفرادی و سماجی زندگی کے اہم ترین حقائق جیسا کہ تخیل، احساسات، جذبات وغیرہ کو بھی خاطر میں نہیں لاتے۔ اس سوچ کی وجہ سے اقدار پر بے پروائی کا اندیشہ ملتی ہے۔

2- حقائق پر حد سے زیادہ زور (Too Much Emphasis on Facts)

حقائق اور اقدار انفرادی و سماجی زندگی کے تانے بانے میں گندھی ہوئی ہیں، لیکن حقائق پر زور دیتے ہوئے حقیقت پسندی اقدار کو نظر انداز کر دیتے ہیں، اقدار کو خاطر میں نہ لانے سے بداخلاقی اور بدعنوانیوں کو فروغ ملتا ہے۔ حقیقت میں انسانی زندگی کا تصور اقدار کے بغیر نہیں کیا جا سکتا۔ عمل کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن نظریہ کی بھی [illegible]

3- اثباتیت اور اصلاحیت (Positivism and Meliorism)

اثباتیت (Positivism) سائنس کو ہی حقیقی علم قرار دیتی ہے۔ بجائے اصلاحیت (Meliorism) کے سابق ہم اس دنیا کو صرف سائنس کے ذریعے ہی بہتر بنا سکتے ہیں۔ دور [illegible] تک سمجھا جا سکتا ہے تاہم ان کی اپنی اپنی حدود بھی ہیں، سائنسی فلاسفی [illegible]، ادب کا نعم البدل نہیں ہو سکتی۔ ان کے لیے لبرل تعلیم کی مجبوری پیدا کرنا ہوگی۔ اس لئے ہر سطح پر سائنس کو فوقیت قرار دینا غلط ہے۔ بعض افراد میں [illegible] اور لڑکپن کے حوالے سے بہتر صلاحیتیں پائی جاتی ہیں، دوسری [illegible] صحیح معنوں میں خوشحال زندگی گزارنے کے لئے مذہبی مضامین سے ہٹ کر اخلاقی تربیت اور مذہب کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔ سائنس پر حد سے زیادہ زور تعلیم کو یک رخی بنا دیتا ہے۔ مذکورہ بالا تنقید حقیقت پسندی کی مذمت میں نہیں ہے کیونکہ حقیقت پسندی کے کردار کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، البتہ مذکورہ بالا بحث کا مقصد اس کی حد و قیود پر روشنی ڈالنا ہے، تاکہ حقیقت پسندی کے فوائد و نقصانات واضح ہو سکیں۔

Elmas Ali

☆☆☆☆☆

سطر فلاسفی آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام) 78

تربیت دینا پڑتی ہے۔ اس لئے دنیا کے ہر ملک میں قوم سازی میں ایسے اشخاص کی ضرورتوں کی پیش [illegible] منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔

2- عمل کی طرف داری (Practical Bias)

حقیقت پسند تعلیم کی عملی نوعیت پر زور دیتے ہیں جبکہ جدید تعلیم کو بھی [illegible] دیا گیا ہے۔

3- عملی مقاصد (Practical Aims)

حتیٰ کہ تعلیم کے تصوراتی اور مثالی معیاری میدان میں بھی عملی مقاصد جیسا کہ قومی سرمایہ [illegible] سازی اور خوشحالی وغیرہ پر زور دیا جا رہا ہے۔ یہ مقاصد حقیقی سماجی خواہشات کی تکمیل کو یقینی بناتے ہیں۔

4- وسعت میں اضافہ (Widening of Scope)

حقیقت پسندوں نے سماجی علوم اور عمرانیات کے ساتھ سائنسی اور تکنیکی مضامین کو شامل کر کے تعلیم کی وسعت کو مزید کشادہ کر دیا ہے۔

5- سائنسی طریقہ ہائے تدریس (Scientific Teaching Methods)

جدید طریقہ ہائے تدریس زیادہ سائنسی ہیں، سائنسی مضامین کی تدریس کیلئے خاص طور پر سمعی و بصری آلات کی مدد لی جا رہی ہے۔ سائنس کی تدریس کیلئے لیبارٹری کی تربیت کو لازمی قرار دیا گیا ہے، استقرائی طریقے پر زیادہ زور دیا جا رہا ہے۔ یونیورسٹیاں سائنس اور عمرانی علوم میں تحقیق پر زیادہ زور دیتی دکھائی دے رہی ہیں۔

6- معروضی رجحان (Objective Attitude)

آج کی تعلیم معروضی ہے، معروضی حقائق پر توجہ دیتے ہوئے ذاتی رائے اور محسوسات کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

7- حسیات کی تربیت (Sense Training)

جدید تعلیم خاص طور پر پرائمری اور نرسری کی سطح پر تجربہ گاہی اور عملی ہے، اس میں حسیات کی تربیت پر زور دیا جاتا ہے تاکہ بچے اپنے اردگرد موجود دنیا کا علم حاصل کرنے کیلئے اپنی حسیات کو بہتر طریقے سے استعمال میں لا سکے۔

8- سکول کی حقیقت پسندانہ تنظیم (Realistic School Organization)

جدید سکول کی تنظیم مثالی سوسائٹی کی طرز پر ہے، نظم و ضبط کا مطلب ضبط نفس اور حقائق کے ساتھ مطابقت اختیار کرنا ہے۔ طلبہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ سماجی زندگی کے لئے درکار تمام شخصی اوصاف بہتری لائیں، ایسے سکول میں پیش کئے جانے والے پروگرام جو معاشرے کا ذمہ دار شہری بننے کے لئے تیار کرتے ہیں۔

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

3

تعلیم کے قدیم و جدید فلسفیانہ نقطہ ہائے نظر (2)

Elmas Ali

Classical & Modern Philosophical Perspectives on Education (II)

سوال 1- فطرت پسندی (Naturalism) کی تعریف کریں اور اس کی اقسام بیان کریں، نیز تعلیم کے حوالے سے اس کے کردار پر روشنی ڈالیں۔

جواب: **فطرت پسندی (Naturalism)**

فطرت پسندی کا فلسفہ تمام مظاہر فطرت کی وضاحت فطری قوانین کی بنیاد پر کرتا ہے۔ اس نقطہ نظر کے تحت فطرت خود ایک مطلق حقیقت ہے۔ کائنات کی تشریح حرکت اور توانائی کے قوانین سے کی گئی ہے، مختلف مظاہر فطرت حرکت اور برقی لہروں کی وجہ سے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ اسے انرج ازم (Energism) بھی کہتے ہیں کیوں کہ یہ بھی توانائی کے نظریئے کو تسلیم کرتی ہے۔ انرج ازم (Energism) کے مطابق تمام اشیا توانائی کی ہی مختلف شکلیں ہیں۔ فطرت پسندی اثباتیت (Positivism) کے طور پر بھی جانی جاتی ہے۔ اثباتیت (Positivism) کے مطابق قدرتی مظاہر ممکنہ طور پر اثباتی علوم (Positive Sciences) کے دائرہ کار میں آتے ہیں اور ان کی سائنسی قوانین کے ذریعے وضاحت کی جاسکتی ہے۔ جدید دور میں اثباتیت کی بنیاد آگسٹ کومٹے (August Comte) نے رکھی۔

فطرت پسندی کے مطابق فطری قوانین لازمی اور آفاقی ہیں، اسی لئے فطرت پسند کائنات کے حوالے سے یکسانیت کے اصول پر یقین رکھتے ہیں، اس کے مطابق مختلف مظاہر فطرت کسی مقصد کے بغیر میکانکی انداز میں وقوع پذیر ہوتے ہیں۔

2- فلسفیانہ مفروضہ جات (Philosophical Presuppositions)

مابعد الطبیعیات میں فطرت پسندی کے مطابق مطلق حقیقت فطرت ہے اور اس کی حیثیت مادی ہے۔

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal
WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

علمیاتی طور پر فطرت پسند تجربے پر زور دیتے ہیں، ان کا ماننا ہے کہ علم حواس خمسہ اور دماغ کی مدد سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ عقلیت پسندوں کی طرح علم کو فطری اور جبلی تصور نہیں کرتے۔ جدید مغربی فلاسفہ میں جان لاک (John Locke)، بشپ بارکلے (Bishop Barkeley) اور ڈیوڈ ہیوم (David Hume) تجربے پر ہی زور دیتے تھے۔ وہ براہ راست علم کے امکان پر یقین رکھتے تھے، قدریات کے حوالے سے فطرت پسند فطرت کے مطابق زندگی گزارنے کو بہترین خیال کرتے ہیں۔ انہوں نے ''فطرت کی پیروی کرو!'' کا نعرہ دیا، فطری ہونا ہی ان کا نصب العین ہے۔ چونکہ فطرت پسند تمام اشخاص کو مختلف خیال کرتے ہیں اس لئے وہ نظریہ تکثیریت (Pluralism) کے بھی حامی ہیں۔

فطرت پسندی کی فلسفیانہ اشکال (Philosophical Forms of Naturalism)

فلسفیانہ اصولوں کے تحت دیکھا جائے تو فطرت پسندی کی تین نمایاں اشکال سامنے آتی ہیں:۔

1- طبعی دنیا کا نیچرل ازم (Naturlism of Physical World)

یہ اصول فطری علوم کی بنیاد پر انسانی افعال، انفرادی تجربات، جذبات اور احساسات کی وضاحت کرتا ہے۔ اس کے تحت فطری علوم کے اصولوں کی روشنی میں پوری کائنات کی تشریح کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کے مطابق سائنس، علم کی واحد شکل نہیں ہے تاہم درست علم صرف یہی ہے۔ اس کے مطابق فلسفیانہ علم بھی بے کار ہے۔

Usmas Ali

2- میکانکی اثباتیت (Mechanical Positivism)

اس اصول کے مطابق پوری کائنات ایک مشین ہے جو کہ مادے سے بنی ہے، اس میں از خود پیدا ہونے والی توانائی موجود ہے جو کہ مختلف امور کو یقینی بناتی ہے۔ یہ ایک طرح کی مادیت پسندی بھی ہے کیونکہ اس میں مادے کو واحد حقیقت قرار دیا گیا ہے، اس کے مطابق کوئی بھی شے جو وجود رکھتی ہے وہ مادے ہی کی کوئی شکل ہے۔ اس نظریے کے تحت انسان کی بھی حیثیت مشین جیسی ہے جو کہ مختلف ماحولیاتی اثرات کے تحت کام کرتی ہے۔ اس قسم کی اثباتیت کی وجہ سے نفسیات میں ایک ایسا کرداری مکتبہ فکر (Behavioural School) ابھرا جو کہ انسانی رویوں کو تہیجات اور ردعمل کی صورت میں دیکھتا ہے۔ کرداریت پسند شعور کو مادی جزو سے ہٹ کر تصور نہیں کرتے۔ یوں تمام ذہنی امور جیسا کہ تخیل، یادداشت، پلک جھپکنا وغیرہ کو عضویاتی لحاظ سے واضح کیا گیا۔ یہ مکتبہ فکر انسان اور حیوان میں بھی تمیز نہیں کرتا کیونکہ دونوں کی تہیجات اور ردعمل کی صورت میں وضاحت کی جاسکتی ہے۔ یوں کردار پسندی میں تمام انسانی سرگرمیوں کو میکانکی عمل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

حیاتیاتی فطرت پسندی (Biological Naturalism)

حیاتیاتی فطرت پسندی نے تعلیم پر بہت بڑے اثرات مرتب کئے ہیں، اس نے فطری انسان کے نظریئے کی وضاحت کی ہے اس نے یہ بھی واضح کیا کہ انسان اور جانوروں کا ارتقا ایک ہی جیسا عمل ہے۔ یہ نظریہ انسانی کی روحانی حیثیت کو تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے۔ اس کے مطابق انسان کی فطرت اسے اباؤ اجداد سے وراثت میں ملی ہے۔ اسی لئے جانوروں اور انسانوں کے رویوں میں کئی طرح کی مماثلتیں پائی جاتی ہیں، حیاتیاتی فطرت پسندی کا دعویٰ ہے کہ فطرت کے تمام امور اور کائنات کے پورے وجود کو میکانکی اور طبعی عمل کے طور پر واضح نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ حیاتیات میں ارتقا زیادہ اہم مظہر ہے۔ تمام جانداروں میں زندہ رہنے کی جبلت پائی جاتی ہے یوں زندگی کا کم تر اقسام سے اعلیٰ اقسام کی جانب ارتقا ہوتا ہے اور زیادہ پیچیدہ اشکال سامنے آتی ہیں۔ انسان کی زندگی میں بھی ارتقا کی تمام خصوصیات کو دیکھا جاسکتا ہے۔ ارتقا کے پیچھے کارفرما اصول اس شکل کی وضاحت کرسکتا ہے جو بالآخر انسان ترقی پا کر حاصل کرے گا، حیوانی سطح پر ارتقا کا عمل مادی یا طبعی سطح پر رک جاتا ہے، لیکن انسان میں یہ ذہنی، اخلاقی اور روحانی سطح پر بھی ظہور پذیر ہوتا ہے۔ یہ جبلی ارتقا صرف انفرادی طور پر نہیں بلکہ گروپس میں بھی نظر آتا ہے اور وہ مزید پیچیدہ سطح پر پہنچ جاتے ہیں۔ تاہم گروپس میں ہونے والا جبلی ارتقا بھی انفرادی ارتقا کے اصول پر مبنی ہوتا ہے۔ چارلس ڈارون (Charles Darwin) نے اس ارتقائی عمل میں اپنے وجود کیلئے جدوجہد اور موزوں ترین نوع کی بقا کے اصول کو اہم ترین قرار دیا ہے۔ اس کے مطابق تحفظ ذات (Self Preservation) فطرت کا قوی ترین قانون ہے۔

4- تعلیم کے مقاصد (Aims of Education)

تعلیمی مقاصد کے حوالے سے فطرت پسندوں نے حیاتیاتی اور ارتقائی رجحان اختیار کیا ہے۔ فطرت پسندی کی مختلف اقسام میں تعلیم کے مقاصد بھی مختلف پائے جاتے ہیں۔ میکانکی فطرت پسندی (Mechanical Naturalism) کے مطابق انسان چونکہ مشین ہے اس لئے اسکی مکمل درستی اور بہترین کارکردگی کو تعلیم کا مقصد بنایا جانا چاہیے۔ تاہم یہ تصور فطرت پسند مکتبہ فکر کی مکمل نمائندگی نہیں کرتا۔ حیاتیاتی ارتقا میں بچے کی ماحول کے ساتھ مطابقت کو یقینی بنانے کے لئے تعلیم کو استعمال کیا جاتا ہے۔ مک ڈوگل (McDougall) نے جبلتوں کی منتقلی، ان کی ترکیب و ترتیب اور ترقی کو تعلیم کا مقصد قرار دیا ہے۔ ڈارون کے پیروکاروں کے مطابق تعلیم کا مقصد فرد کو اپنی بقا کی جدوجہد میں کامیابی کیلئے تیار کرنا ہے۔ لمارک (Lamarck) اور اس کے پیروکار حیاتیاتی ارتقا کے تصور سے متفق ہیں، کیوں کہ ان کے نزدیک بھی ماحول کے ساتھ مطابقت کے مقصد کو تعلیم میں اہمیت دی جانی چاہیے۔ ہربرٹ سپنسر (Herbert Spencer) کا ماننا ہے کہ تعلیم مکمل زندگی کے لئے تیاری اور تربیت کا نام ہے۔ برنارڈ

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

شا(Bernard Shaw) کے مطابق تعلیم کا مقصد صرف انفرادی نشوونما تک محدود نہیں ہونا چاہیے، بلکہ فرد کی سماجی نشوونما پر بھی توجہ دی جانی چاہیے تاکہ وہ آنے والی نسلوں کے لئے سماجی ورثہ چھوڑ سکے۔ ٹی پی نن (T. P. Nunn) تعلیم کو ایسے ذریعے کے طور پر استعمال کرنے کو ترجیح دیتا ہے جو کہ فرد کو نا صرف اپنی انفرادیت برقرار رکھنے بلکہ سماج کے لئے بھی کردار ادا کرنے کے قابل بنائے۔ انیسویں اور بیسویں صدی کے فطرت پسندوں کے مطابق تعلیم کا مقصد فرد و معاشرے اور انسان و کائنات کے درمیان مطابقت اور موافقت کا حصول ہے۔ اب یہ تسلیم کیا جا چکا ہے کہ تعلیم کا مقصد بچے کی صلاحیتوں کو یقینی بنانا ہے۔ روسو نے کہا تھا کہ فطرت ہمارے کنٹرول سے باہر ہے، اشیا پر ہمارا کسی حد تک کنٹرول ہے جبکہ تعلیم ہی واحد عامل ہے جسے ہم کنٹرول کر لیتے ہیں، تاہم اس میں بھی ہماری طاقت غیر حقیقی ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تعلیم کا ہدف آخر ہے کیا؟ جیسا کہ ہم نے کہا کہ فطرت تو کنٹرول سے ہی باہر ہے البتہ دیگر دو عوامل جن پر ہم کنٹرول حاصل کر سکتے ہیں کو استعمال کرتے ہوئے اس جانب بڑھنا چاہیے جو کہ ہمارے کنٹرول سے باہر ہے۔ فطرت پسند تعلیمی مقاصد کے حوالے سے تنگ نظر واقع ہوئے ہیں کیونکہ اس میں انسانی فطرت کے روحانی پہلوؤں کو شامل نہیں کیا گیا۔ تاہم اس کی مضبوطی میں مثالیت پسندی اور حقیقت پسندی کے درمیان حائل خلیج کو پاٹنے میں مدد مل سکتی ہے۔

Elma Ali

5- نصاب (Curriculum)

فلاسفی کے نظام کے طور پر فطرت پسندی سائنس کی غیر معمولی ترقی کے لئے کافی موثر ثابت ہوئی ہے۔ اس کے اثر کی وجہ سے نظریہ ارتقا، تجربی تدریس اور سائنسی تجزیہ وغیرہ کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہوئی، سائنسی مطالعے کو دی جانے والی اہمیت کی وجہ سے فطرت پسندوں نے طبعی و سماجی علوم کو تعلیم کی ہر سطح پر متعارف کرانا چاہا، کیونکہ وہ انہیں عمرانیات پر فوقیت دیتے تھے، فطرت پسندوں کے مطابق زبان اور ریاضی سائنس سیکھنے کے ذرائع ہیں اور انہیں صرف اتنا ہی پڑھایا جانا چاہیے جس سے سائنس کو سیکھنے میں مدد ملے، طلبہ کی ساری دلچسپی ادب میں نہیں ہونی چاہیے، اس لئے ایسا نصاب تشکیل دیا جائے جس سے طالبعلم کی سائنس اور حقیقی و معروضی علم کے حصول میں دلچسپی بڑھے۔

حال کو مستقبل سے زیادہ اہمیت دیتے ہوئے فطرت پسندوں نے ماضی کو نظر انداز کرنے کی غلطی نہیں کی، کیونکہ ماضی سے کئی ایسی تجاویز ملتی ہیں جو کہ طالبعلم کے لئے کافی مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فطرت پسند تاریخی مطالعے کی قدر کرتے ہیں، تاریخ کے مطالعے سے مستقبل کی منصوبہ بندی اور نئے سماجی ڈھانچے کی تشکیل میں مدد ملتی ہے۔

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

نظریہ ارتقا کے پیروکاروں کا ماننا ہے کہ انسان حیوانی سطح سے ترقی پا کر آگے بڑھ چکا ہے، ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ جانور سے انسان بننے کے درمیان کوئی کڑی نہیں ٹوٹی بلکہ یہ مسلسل ارتقائی عمل کا ہی نتیجہ ہے۔ اسے اپنی جبلتوں اور جذبوں کی ترقی کے لئے تعلیم چاہیے۔

نصاب کے موضوع پر فطرت پسندوں نے مختلف نظریات پیش کئے ہیں، جو کہ ایک دوسرے سے کسی نہ کسی حد تک مختلف ہیں، کامی نیئس (Comenius) چاہتا ہے کہ طلبہ کو ہر مضمون پڑھایا جائے، لاک (Locke) اس قول کو مسترد کرتے ہوئے کہتا ہے کہ افراد کو درپیش مختلف فطری رکاوٹوں کی وجہ سے ہر طالبعلم کو تمام مضمون نہیں پڑھائے جا سکتے۔ اس لئے ہر طالبعلم کی ضروریات کے مطابق نصاب ترتیب دیا جانا چاہیے، ہربرٹ سپنسر (Herbert Spencer) نے ایسا نصاب ترتیب دینے کی سفارش کی جس میں سائنس کو مرکزی حیثیت حاصل تھی جبکہ دیگر مضامین کو بھی سائنس کے مطابق بنانے کی کوشش کی گئی۔ اس کے پروگرام میں آرٹس کو ثانوی درجہ دیا گیا کیونکہ اس کا کہنا تھا کہ مرد کو نفیس بنانے سے قبل بنیادی عناصر کو تشکیل دیا جانا ضروری ہے۔ دراصل وہ تمام مضامین کو سائنس کے ساتھ ہم آہنگ کرنا چاہتا تھا، تاکہ تمام تر لبرل ایجوکیشن سائنس کے گرد موجود ہو۔ ٹی ایچ ہکسلے (T. H. Huxley) ایک ایسا فطرت پسند ہے جو کہ زندگی کے ثقافتی پہلوؤں کو سائنس سے زیادہ اہمیت دیتا ہے، اس لئے لبرل ایجوکیشن کے بارے میں اس کا تصور سپنسر سے مختلف ہے، اس کے برعکس جدید فطرت پسند کسی ایک مضمون کو دوسرے سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے، وہ سائنس کو اہمیت تو دیتے ہیں لیکن آرٹس کو بھی نظر انداز نہیں کرتے۔

Elmas Ali

6- تعلیمی طریقے (Educational Methods)

فطرت پسندوں کا انداز تعلیم طالبعلم مرتکز ہے یعنی اس میں بچے کو مرکزی حیثیت دی جاتی ہے۔ ان کے مطابق بچوں کو یہ موقع دیا جانا چاہیے کہ وہ از خود نشوونما پائیں، اس سے بچوں کی نشوونما فطری ماحول میں ہوتی ہے۔ اس لئے ان کے نزدیک تدریس کا اہم ترین طریقہ بچے کو فطرت سے از خود سیکھنے کے لئے آزادی دینا ہے۔ فطرت پسند روایتی تعلیمی طریقوں کی کھلم کھلا مذمت کرتے ہیں۔ یہ رٹہ لگوانے اور اس طرح کی دیگر منفی تکنیکوں کے بھی خلاف ہیں اور صرف مثبت طریقہ ہائے تدریس کو اپنانے پر زور دیتے ہیں، تجربی ہونے کے ناطے یہ طلبہ کو حقیقی تجربات سے روشناس کرانے کا درس دیتے ہیں۔ لاک (Locke) کے مطابق حسیاتی تربیت کو بچے کی تعلیم میں پہلا درجہ دیا جانا چاہیے۔ فطرت پسند کتابوں سے زیادہ تجربات کو اہمیت دیتے ہیں، اس لئے انہوں نے کرو اور سیکھو (Do and Learn) کا اصول دیا ہے۔ انہوں نے محسوس کیا کہ بچے فطری اثرات سے زیادہ سیکھتے ہیں، اس لئے اسے بہتر جانا کہ بچوں کو ان کے فطری رجحان کے مطابق تعلیم دی جائے۔

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

فطرت پسندوں نے سب سے زیادہ زور براہ راست تجربے پر دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے بچے کتابوں سے زیادہ فطرت، افراد اور اشیا کے براہ راست تجربے سے سیکھتے ہیں، اس لئے سائنس کی تدریس اگر لیبارٹری میں پریکٹیکلز (Practicals) یعنی عملی کام کے ذریعے ہو تو وہ زیادہ موثر ہوگی، بالکل ایسے ہی جیسے جیومیٹری کو اگر براہ راست اشکال کی پیمائش کے ذریعے سیکھا جائے تو وہ درسی کتب میں پیش کئے گئے پیچیدہ مسئلوں سے زیادہ بہتر طور پر سمجھی جا سکتی ہے۔ اسی طرح جغرافیہ کی تدریس جغرافیائی دلچسپی کے حامل مقامات کے دوروں کے ذریعے ہونی چاہیے اور اس کے بعد چارٹ اور نقشوں کے ذریعے اس کی وضاحت کی جانی چاہیے۔ یہی طریقہ تاریخ کی تدریس کے لئے بھی اختیار کیا جانا چاہیے۔ یوں فطرت پسندوں کے تعلیمی طریقے زیادہ تر براہ راست تجربات اور ذاتی مشاہدات پر منحصر ہیں۔

کھیل کھیل میں سکھانے کا طریقہ فطرت پسندوں میں بہت زیادہ مقبول ہے، کھیل کے دوران بچے کو اپنی خوابیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کا موقع ملتا ہے۔ کھیل کھیل میں کئی مرتبہ ایسی صورتحال پیش آ جاتی ہے جس سے بچے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اس سے بچے کے فطری رجحانات کو آگے بڑھانے میں مدد ملتی ہے۔ مصنوعیت بھی ایک ایسی شے ہے جسے فطرت پسند قابل اعتراض سمجھتے ہیں۔ ان کے مطابق سکول اور کلاس میں ماحول غیر رسمی ہونا چاہیے اور ٹائم ٹیبل کو بھی حتی کے ساتھ اگو نہیں کرنا چاہیے۔ مجوزہ سلیبس سے ہٹ کر مختلف غیر نصابی سرگرمیوں میں بھی طلبہ کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے۔ مزید براں بچے کو صرف ایک تعلیمی طریقے سے ہی نہیں پڑھانا چاہیے بلکہ ایسا طریقہ اختیار کیا جانا چاہیے کہ بچے دیکھنے میں سہولت حاصل ہو۔ یعنی طریقہ تعلیم کو بدلتے رہنا چاہیے۔

Usman Ali

7- معلم (Teacher)

فطرت پسند تعلیم کے اس روایتی تصور کو بھی مسترد کرتے ہیں جس میں استاد بچے میں مطلوبہ تبدیلی لانے کے لئے سزا کا سہارا لیتے ہیں۔ فطرت پسندوں کے نزدیک شیر خوارگی کا دور انتہائی اہم اور بالغ زندگی کی جانب پہلا قدم ہے۔ وہ کھیل کھیل کے انداز میں تعلیم کو ترجیح دیتے ہیں۔ ان کی رائے میں بچوں کو شیر خوارگی اور بچپن کے دور سے بھرپور لطف اندوز ہونے کا موقع دیا جانا چاہیے۔ فطرت پسندی کے تحت استاد کو وہ مقام اور منزلت حاصل نہیں جو کہ مثالیت پسند اسے عطا کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں نیلز سمر ہل سکول (Neil's Summerhill School) کی مثال دی جا سکتی ہے جہاں استاد طلبہ میں ہی گھل مل جاتا ہے، وہ بچوں کے ساتھ کھیلتا ہے اور انہی کے ساتھ رہتا ہے۔ حتیٰ کہ نظم و ضبط کا معاملہ بھی بچوں کے دائرہ اختیار میں ہوتا ہے وہ اس مقصد کے لئے پانچ طلبہ کی کابینہ تشکیل دیتے ہیں۔ اس کابینہ کے پاس انتہائی اقدام کے طور پر کسی طالبعلم کو سکول سے خارج کرنے کا بھی

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

اختیار ہوتا ہے۔ استاد کا کام صرف طلبہ کو درپیش مشکلات کو دور کرنا ہے، اس سکول میں استاد کی حیثیت سکول کے ایک رکن سے بڑھ کر کچھ نہیں ہوتی۔

Elmas Ali

فطرت پسندوں کے مطابق استاد کو رہنما اور دوست ہونا چاہیے، اسے چاہیے کہ وہ اپنے دور شیر خوارگی اور بچپن کو ذہن میں لائے، بچے فطری طور پر خوشی اور ہنسی کی جانب رجحان رکھتے ہیں، اس لئے استاد کو بھی خوش مزاج ہونا چاہیے۔ غیر ضروری سنجیدگی سے بچے پریشان ہو جاتے ہیں، اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسا ماحول تشکیل دے جس میں بچے زیادہ آزادی محسوس کریں۔ اسے بچوں کی نفسیات کا مطالعہ کرنا چاہیے اور بچوں کی سرگرمیوں میں صرف اس وقت مداخلت کی جانی چاہیے جب ان کی ترقی اور بہتری میں رکاوٹ آ جائے۔

فطرت پسندوں کے مطابق تعلیم کا مقصد بچوں کو ایسے مواقع مہیا کرنا ہے جس سے وہ بغیر کسی روک ٹوک کے اپنی صلاحیتوں کا اظہار کر سکیں۔ استاد کا کام محض بچوں کو دباؤ، ذہنی خلفشار وغیرہ سے بچانا ہے، فطرت پسندی استاد کو غیر ضروری سنجیدگی طاری کرنے، دبدبہ قائم کرنے اور سزا دینے سے منع کرتی ہے کیونکہ ایسے اقدامات بچے کی نشوونما کو شدید متاثر کرتے ہیں۔ استاد کو یہ سوچنا چاہیے کہ کن اقدامات سے گریز کرنا ہے۔ وہ اپنا کردار زیادہ بہتر طور پر تب ادا کر سکتا ہے جب وہ خود بچے کی سطح پر جا کر سوچے گا، لیکن اس کی طرف سے رہنمائی کی اپنی اہمیت ہے، متنازعہ امور پر استاد مثبت اور پر اعتماد رائے دے سکتا ہے، ایسا تب ہو سکتا ہے جب استاد پر اعتماد ہو۔ استاد ذاتی چیزوں کی تلاش میں بھی بچوں کی مدد کر سکتا ہے اور وہ انہیں کام کرنے کی ایسی تکنیکیں بھی بتا سکتا ہے جو کہ آگے چل کر ان کی زندگی میں کام آئیں۔ روس (Ross) نے استاد کے کردار کو زیادہ بہتر انداز میں پیش کیا ہے اس کے مطابق استاد منظر کے پیچھے رہتا ہے، اس کا کام معلومات، تصورات، معیارات اور خود ارادیت مہیا کرنا نہیں بلکہ یہ کام تو طلبہ از خود کر سکتے ہیں البتہ استاد کا کام بچے کی نشوونما کا مشاہدہ کرنا ہے۔ بچے کو پتا ہوتا ہے کہ اسے کیا، کب اور کیسے سیکھنا ہے؟ اس کی تعلیم اسی کی اپنی خواہش اور دلچسپیوں کے مطابق ہونی چاہیے بجائے اس کے کہ اس پر مصنوعی کوششیں مسلط کر دی جائیں۔ استاد کو کبھی بھی دباؤ اور طاقت کا استعمال نہیں کرنا چاہیے، اس کا کام بچے کی فنکاری کیلئے صرف تھیٹر مہیا کرنا اور ضروری سامان کی فراہمی کو یقینی بنانا ہے۔ فطرت پسندی کے زیر اثر جتنے بھی تعلیم کے جدید طریقے آئے ہیں جیسا کہ مونٹیسوری سسٹم (Montessori System)، ڈالٹن پلان (Dalton Plan)، پراجیکٹ میتھڈ (Project Method) وغیرہ میں استاد کو مذکورہ بالا حیثیت ہی دی گئی ہے۔

فطرت پسندی کے مقابلے میں مثالیت پسندی میں استاد کو زیادہ ذمہ دارانہ حیثیت دی گئی ہے۔ ایڈمز (Adams) کے مطابق بچے جس تجربے سے گزر رہے ہوتے ہیں استاد ان تجربات سے گزر کر ہی معلم کے مقام پر پہنچتا ہے، وہ علم اور عقل کی دنیا میں کسی سے کم نہیں ہے، استاد اور طالبعلم دونوں کائنات کے نامیاتی ڈھانچے

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

جزو ہیں، خدا کی منصوبہ بندی میں دونوں کا اپنا اپنا مقام ہے۔ استاد طلبہ کی درست راستے کی جانب رہنمائی کرتا ہے۔

فروبیل (Froebel) نے اپنے پیش کردہ تعلیمی انداز کنڈر گارٹن میں استاد کے کردار کو زیادہ نمایاں کیا ہے۔ اس تعلیمی انداز میں سکول کو باغ کی مانند تصور کیا جاتا ہے جہاں بچے ان چھوٹے اور نازک پودوں کی مانند ہوتے ہیں جنہیں بھرپور قسم کی دیکھ بھال کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس ماحول میں استاد کا کردار بیدار مغز اور ہوشیار باغبان جیسا ہوتا ہے۔ باغبان نہ بھی ہو تو بھی پودے فطری قوانین کے تحت پروان چڑھ جائیں گے، لیکن باغبان کی اپنی اہمیت ہے، وہ گو بھی کے پھول کو گلاب تو نہیں بنا سکتا تاہم پودوں کو کیڑوں سے بچانے کے لئے اقدامات کر سکتا ہے۔ باغبان کی مدد سے پودے کامل نشوونما پا سکتے ہیں، یہ وہ کاملیت ہے جو کہ باغبان کی عدم موجودگی میں شائد حاصل نہ ہو پائے۔ مثالیت پسندی میں استاد بھی طلبہ کے حوالے سے باغبان کی طرح کا ہی کردار ادا کرتا ہے۔ چونکہ وہ نشوونما کے اصول وقوانین سے پوری طرح آگاہ ہوتا ہے اس لئے وہ طلبہ کی بہتر رہنمائی کر سکتا ہے۔ لیکن انہیں فطری طور پر پروان چڑھنے دیتا ہے اور بے جا مداخلت نہیں کرتا۔

اس لحاظ سے مثالیت پسندوں کا نقطہ نظر فطرت پسندوں سے زیادہ مختلف نہیں ہے، لیکن روس (Ross) یہاں فرق واضح کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ممکن ہے فطرت پسند جنگلی پھولوں پر ہی اکتفا کر لے لیکن مثالیت پسند دلکش گلاب سے کم پر سمجھوتہ نہیں کرتا، مثالیت پسند تعلیم کے مقاصد پر زیادہ زور دیتے ہیں، اور خود شناسی یا تکمیل ذات کو اہم مقصد گردانتے ہیں۔ مثالیت پسندی میں استاد طلبہ کو فطری انداز میں پڑھنے کا موقع دیتا ہے تاہم اس کا یہ بھی کہنا ہے کہ استاد کی رہنمائی کے بغیر طلبہ کاملیت کی سطح کو نہیں پہنچ سکتے۔ اسی لئے مثالیت پسند استاد طلبہ کا صرف دوست نہیں بلکہ رہنما تصور کرتے ہیں۔

Usmas Ali

8- نظم وضبط (Discipline)

نصاب اور طریقہ ہائے تدریس کی طرح نظم وضبط میں بھی فطرت پسند روایتی انداز کی مخالفت کرتے ہیں۔ وہ سزا کے طریقے کی شدید مخالفت کرتے ہیں، کیونکہ ان کے نزدیک اس سے بچہ غیر مطلوبہ آویزش کا شکار ہو جاتا ہے۔ روسو (Rousseau) لکھتا ہے "بچوں کو کبھی بھی سزا نہیں دینی چاہیے طاقت کا استعمال نہ کرنا اور آزادی دینا بہت بڑی اچھائی ہے" اگر کوئی بچہ غلطی کرتا ہے اس کا صلہ اسے فطرت سے ہی مل جاتا ہے، اور اسے صحیح اور غلط کی پہچان ہو جاتی ہے۔ اس لئے بچے کو ہر قسم کی آزادی دی جانی چاہیے، فطرت پسندوں کے مطابق آزادی کا یہ مطلب نہیں کہ بچے کو دوسروں کے معاملات میں مداخلت کی بھی اجازت دے دی جائے، اس لحاظ سے بچہ کبھی بھی آزاد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ شعوری ولاشعوری طور پر کئی ایک اصول وقواعد کا پابند ہوتا ہے۔ صرف خارجی نظم و ضبط کو الگ کر دینا چاہیے، بلکہ سکول کے انتظام وانصرام کی ذمہ داری طلبہ پر چھوڑ دینی چاہیے، اسی سے وہ اصول

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

Elmas Ali

بنانا اور اس پر عملدرآمد کرنا سیکھیں گے۔

نظم و ضبط کی قدر فطری اثرات کے ذریعے طلبہ کے ذہنوں میں راسخ کی جانی چاہیئے۔ اسپنسر (Spencer) لکھتا ہے "جب بچہ گرتا ہے یا اس کا سر میز سے ٹکراتا ہے تو اسے تکلیف ہوتی ہے اور اس کی یادداشت آئندہ زیادہ احتیاط پر اکساتی ہے، ایسے تجربات جب بار بار ہوتے ہیں تو وہ اپنی حرکات کو زیادہ نظم و ضبط کا پابند بنا لیتا ہے۔" تاہم اس انداز میں سیکھنے کی ایک حد ہے، دراصل کئی مرتبہ ایسے ہوتا ہے کہ بچہ اپنے افعال اور نتائج کے درمیان تعلق کو نہیں سمجھ پاتا، اور یوں وہ کئی خطرناک اور نقصان دہ امور بھی دہرا دیتا ہے، ایسی صورت میں جس کی نشاندہی ڈیوی (Dewey) نے کی ہے، بچے کو جھڑکنا ضروری ہو جاتا ہے تاکہ وہ محفوظ رہے، ٹی ایچ ہکسلے (T. H. Huxley) کے مطابق قدرت سے سبق براہ راست ضرب سے ملتا ہے، یعنی فطرت الفاظ کے ذریعے تعلیم نہیں کرتی، اس لئے طلبہ کو فطرت سے سیکھنے کے لئے ان کے حال پر نہیں چھوڑا جا سکتا، فطری نتائج یقیناً ان کی تربیت میں کردار ادا کرتے ہیں لیکن انہیں برے نتائج سے متنبہ کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ انہیں ایسی سرگرمیوں کے بارے میں وارننگ دی جانی چاہیے جو کہ ان کے لئے خطرناک ہو سکتی ہیں۔ جزا و سزا کا نظام قریباً ہر جگہ مؤثر پایا گیا ہے لیکن فطرت پسند حد سے زیادہ نظم و ضبط کے نقصانات سے آگاہ کرتے ہیں۔

9- سکول کی تنظیم (School Organization)

فطرت پسند روایتی اور غیر روایتی اداروں میں تفریق کرتے ہیں۔ روایتی اداروں میں سکول اور دیگر تعلیمی انسٹیٹیوٹس اور غیر روایتی اداروں میں خاندان، معاشرہ، کمیونٹی اور ریاست وغیرہ شامل ہیں۔ بچے کی تعلیم کا آغاز خاندان سے ہوتا ہے، ریاست تعلیم کے روایتی اداروں پر اثر انداز ہوتی ہے، فطرت پسندوں کے مطابق سکول کی انتظامیہ کو روشن خیال، آزاد اور فطری قوانین کا پابند ہونا چاہیے۔ فطرت پسند فلاسفہ کے نزدیک فطرت خود ایک سکول ہے جہاں بچہ فطری اصولوں کے مطابق سیکھتا ہے۔ سکول کی تنظیم ایسی ہونی چاہیے جس میں بچے کو نشوونما کے لئے فطری ماحول ملے۔ فطرت پسند جمہوری اقدار کو پروان چڑھاتے ہیں، سکول کا سماجی ماحول آزادی، معیار اور اخوت پر مبنی ہونا چاہیے، استاد کے کردار کو کم سے کم کر دینا چاہیے، طلبہ کو ذمہ داری دینی چاہیے کہ وہ خود سکول کا نظام چلائیں، انہیں قیادت کرنے کی تربیت ملنی چاہیے، سکول کا ٹائم ٹیبل لچکدار ہونا چاہیے بصورت دیگر وہ آزادی میں رکاوٹ بنے گا۔ سکول کی فطرت پسند تنظیم ڈالٹن پلان (Dalton Plan) میں دیکھی جا سکتی ہے۔ جس میں کلاسز لیبارٹریز میں تبدیل کر دی جاتی ہیں اور سکول میں کوئی طے شدہ ٹائم ٹیبل نہیں ہوتا۔ سکول کی عمارت میں روشنی کا مناسب انتظام ہونا چاہیے۔ روسو (Rousseau) کے مطابق سکول کی تنظیم طلبہ کی فطرت اور نشوونما کے مختلف مراحل کے مطابق ہونی چاہیے۔

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal
WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

10- تعلیم میں فطرت پسندی کا کردار (Contribution of Naturalism to Education)

تعلیم کے دیگر فلسفوں کی طرح فطرت پسندی نے بھی تعلیم میں اہم ترین کردار ادا کیا ہے، اس نے تعلیم کو طالبعلم مرتکز، نفسیاتی، آزاد، خود انحصار، فطرت و معاشرے کے ساتھ ہم آہنگ اور جسمانی، جمہوری، کثیر الجہتی اور فطری نشوونما پر مبنی بنا دیا۔ ان نکات کا ذیل میں تفصیل کے ساتھ جائزہ لیا گیا ہے۔

Elmas Ali

(i) طالبعلم مرتکز (Paedocentric)

تعلیم کے فطرت پسند تصور کے مطابق بچے کی حیثیت مقدم ہے جبکہ استاد، کتب، نصاب اور سکول وغیرہ ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔ سر جان ایڈمز (Sir John Adams) نے اس تصور کو پیڈو سنٹرک (Paedocentric) یعنی طفل مرتکز کا نام دیا ہے۔ فطرت پسندوں کا زور اس بات پر ہے کہ بچے کو اس کی فطرت کے مطابق تعلیم دی جائے۔ طالبعلم کا فطری رجحان ہمیشہ درست ہوتا ہے، روسو (Rousseau) کے مطابق ہر وہ شے اچھی ہے جو کہ کائنات تخلیق کرنے والے نے دی ہے جبکہ اس میں بگاڑ تب آتا ہے جب یہ انسان کے ہاتھوں میں پہنچتی ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ بچے کو فطری طور پر اچھائیاں ہی تفویض کی گئی ہیں جبکہ اسے تخریب شدہ ماحول سے بچانا ضروری ہے۔ اسے ایسا ماحول مہیا کیا جانا چاہیے جس میں اسے اپنی پیدائشی اچھائیوں کو تقویت دینے کا موقع ملے۔ اس عمل کے دوران معلم صرف رہنما کا کردار ادا کرتا ہے، فطرت پسند تعلیم کے ذریعے بچے کی فطرت تبدیل کرنے کا رجحان نہیں رکھتے، نہ ہی وہ بچوں پر بالغانہ معیارات کے اطلاق کے حق میں ہیں۔ ان کے مطابق تعلیم کا مقصد بچوں کو بالغ زندگی کے لئے تیار کرنا نہیں ہے، بچوں کو بچوں کی ہی طرح رہنا چاہیے، کیونکہ شیر خوارگی کے دور کی بھی اپنی اہمیت ہے، اسے بلوغت کی جانب محض زینہ تصور نہیں کرنا چاہیے، اس لئے بچے کو مستقبل کے تیار کرنے پر زور دینے کے بجائے اسے موقع دینا چاہیے کہ وہ اپنے حال سے بھرپور طریقے سے لطف اندوز ہو سکے۔ منرو (Munro) کی رائے میں روسو (Rousseau) وہ پہلا شخص ہے جس نے یہ اصول دیا کہ تعلیم اپنا مقصد، طریقہ عمل اور ذرائع مکمل طور پر بچے کی زندگی اور بچے کے تجربات سے حاصل کرتی ہے۔ مذکورہ بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ فطرت پسندی کے مطابق تعلیم فطری زندگی گزارنے اور ارتقا کی جانب بڑھنے کا عمل ہے کیونکہ بچے کے اندر پہلے سے ہی ارتقا کا جوہر موجود ہوتا ہے۔

(ii) نفسیات پر زور (Emphasis upon Psychology)

فطرت پسندی کے زیر اثر تعلیم کے شعبے میں نفسیاتی رجحان کو زیادہ اہمیت حاصل ہوئی ہے، درحقیقت

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

بچے کی فطرت پر زور دینے کا مطلب طالبعلم کی فطری نشوونما کو اہم قرار دینا ہے۔ اس بات کا تعین کرنے کے لئے کہ بچے میں کیا فطری ہے اور کیا غیر فطری؟ فطرت پسند، ماہرین نفسیات سے رجوع کرتے ہیں۔ اسی لئے تعلیم میں بچوں کے مطالعہ اور مشاہدے پر زور دیا جاتا ہے۔ کئی نفسیاتی تحقیقات کے مطابق بچہ نوبالغ نہیں ہوتا، اس کی نفسیات بالغ افراد کی نفسیات سے مختلف ہوتی ہے۔ بچے کی ذہنی سرگرمیاں جیسا کہ سوچنا، یاد رکھنا، تصور کرنا، دہرانا، سیکھنا وغیرہ کا انداز بالغ افراد کی ایسی ہی سرگرمیوں سے مختلف ہوتا ہے۔ اسی لئے فطرت پسند تعلیم کیلئے نفسیات کی قدر پر بہت زیادہ زور دیتے ہیں۔ چونکہ روسو (Rousseau) نے ہی اس بات کی نشاندہی کی تھی کہ تعلیم کو بچے کی فطرت کے مطابق ہونا چاہیے اسی لئے اسے تعلیم میں نفسیاتی رجحان متعارف کرانے والا شخص بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے مطابق سب سے پہلے بچے کے نفسیاتی رجحان کو سمجھنا ضروری ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے تھامس فلر (Thomas Fuller) کتب سے زیادہ طالبعلم کے مطالعے پر زور دے چکا ہے تاہم یہ روسو ہی تھا جس نے اس نظریے کو عملی شکل دی۔ روسو (Rousseau) کے تصور کو پیسٹالوزی (Pestalozzi)، ہربرٹ (Herbert)، فروبیل (Froebel) اور دیگر ماہرین نے بھی استعمال کیا ہے۔ تعلیمی شعبے میں نفسیات کو متعارف کرانے کے عمل میں بچے کی نفسیات پر کئی تحقیقات کی گئیں اس پورے عمل کی وجہ سے نفسیات کی ایک نئی شاخ ابھر کر سامنے آئی جسے تعلیمی نفسیات (Educational Philosophy) کا نام دیا گیا ہے۔

ولیم مک ڈوگل (William McDougall) نے بچے کی نفسیات سے متعلق لٹریچر میں قابل قدر کردار ادا کیا، اس نے بچے کی جبلتوں کا تجزیہ پیش کیا اور کردار سازی کے عمل کی تربیت کی، ماہر نفسیات تھارن ڈائیک (Thordike) نے عملی مہارتوں اور بچے کے تعلم کے دیگر پہلوؤں کے حوالے سے علم میں خاطر خواہ اضافہ کیا، بچے کے ارتقا کے مختلف مراحل کے مطالعہ اور موازنے سے یہ بات سامنے آئی کہ فرد کی نفسیات شیر خوارگی، بچپن اور بلوغت تینوں ادوار کے حوالے سے مختلف ہوتی ہے۔ نتیجتاً ہر دور کے لئے تدریس کی مختلف تکنیکوں کو اختیار کرنے پر زور دیا گیا، مزید برآں ایک اور دریافت نے تعلیم پر گہرے اثرات مرتب کئے ہیں، اس دریافت کے مطابق ہر بچہ جسمانی و ذہنی خصوصیات، فطرت اور جذبات وغیرہ کے حوالے سے مختلف ہوتا ہے۔ اس لئے انفرادی اختلافات کو مدنظر رکھتے ہوئے تعلیم کو لچکدار بنانے کی تجویز دی گئی۔ یوں ان تحقیقات نے بچے کی صحت مندانہ نشوونما کے لئے اہم کردار ادا کیا تاہم تعلیم پر سب سے بڑا اثر فرائیڈ (Freud) کے بچوں کی نفسیات سے متعلق جدید مقالات نے ڈالا، ان کے علاوہ اور بھی کئی ماہرین تعلیم نے بچوں کی نفسیات پر کتابیں لکھیں جن سے ماہرین تعلیم نے اکتساب فیض کیا، تعلیمی نفسیات نے واضح کیا کہ زور زبردستی، جسمانی سزا وغیرہ سے بچے کی نفسیات پر خطرناک اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal
WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

(iii) انتخاب میں آزادی پر زور (Emphasis upon Free Choice)

فطرت پسندوں کا کہنا ہے کہ تعلیم کا پہلے سے طے شدہ انداز بچے پر مسلط نہیں کر دینا چاہیے، چاہے وہ پورے کا پورا سائنسی ہی کیوں نہ ہو۔ تعلیم میں بچے کو موقع ملنا چاہیے کہ وہ ہر شے میں آزادی کے ساتھ انتخاب کر سکے۔ یعنی کیا پڑھنا ہے، کیا کھیلنا ہے، اور کسی انداز میں پڑھنا ہے یہ سب طلبہ کی دلچسپی کے عین مطابق ہونا چاہیے۔ کئی فطرت پسند سکول کی تعلیم کے مختلف اداروں پر بھی اعتراض کرتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں یہ ادارے عام اور آزاد نشوونما کی راہ میں حائل ہو سکتے ہیں۔ ان کے نزدیک گھر کا ماحول سکول سے زیادہ آزاد ہوتا ہے تاہم ان کا نقطہ نظر ان مفکرین سے مختلف ہے جو کہ والدین کی بچے کی نشوونما میں مسلسل مداخلت پر تشویش کا اظہار کرتے ہیں۔ فطرت پسندوں سے ہٹ کر دیگر مکاتب فکر بھی تمام طلبہ کو ایک کلاس میں ایک ہی انداز میں پڑھانے کی مخالفت کرتے ہیں۔ فطرت پسند تو ٹائم ٹیبل پیش کرنے جیسے اقدام کو بھی درست خیال نہیں کرتے۔ پابندیوں سے مکمل آزاد تعلیمی ادارے کی مثال اے ایس نیل (A. S. Neil) کا سمر ہل سکول (Summerhill School) ہے جہاں استاد طلبہ میں ہی گھل مل جاتا ہے، وہ بچوں کے ساتھ کھیلتا ہے اور انہی کے ساتھ رہتا ہے۔ حتیٰ کہ نظم وضبط کا معاملہ بھی بچوں کے دائرہ اختیار میں ہوتا ہے وہ اس مقصد کے لئے پانچ طالبعلموں کا کمیٹی تشکیل دیتے ہیں۔ اس کابینہ کے پاس انتہائی اقدام کے طور پر کسی طالبعلم کو سکول سے خارج کرنے کا بھی اختیار ہوتا ہے۔ یہاں استاد کا کام محض طلبہ کو درپیش مشکلات کو دور کرنا ہے، اس سکول میں استاد کی حیثیت سکول کے ایک رکن سے بڑھ کر نہیں ہوتی۔

(iv) استاد کا مقام (Place of Teacher)

فطرت پسند استاد کو دوست اور رہنما کا درجہ دیتے ہیں وہ اسے ایڈمنسٹریٹر (ناظم) کے طور پر پیش نہیں کرتے، کیونکہ ان کے نزدیک استاد کو طلبہ کی سرگرمیوں میں مخل نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی ان پر اپنے اثرات مرتب کرنے چاہئیں۔ اس کا کام صرف طلبہ کا مشاہدہ کرنا ہے وہ طلبہ کو کوئی معلومات دے سکتا ہے نہ ان کے ذہنوں کو حقائق سے بھر سکتا ہے اور نہ ہی وہ ان کی کردار سازی کر سکتا ہے۔ یہ طالبعلم پر چھوڑ دینا چاہیے کہ وہ کیا سیکھنا چاہتا ہے۔ یوں وہ اپنے تجربے سے سیکھے گا کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا ہے۔ فطرت پسندوں کے مطابق طلبہ کی دلچسپیوں اور جبلتوں کو موقع دیا جانا چاہیے کہ وہ اپنا پورے جوبن کے ساتھ اظہار کر سکیں۔ تاہم اس سب کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ استاد کا تعلیم وتربیت میں کوئی کردار ہی نہیں ہے۔ دراصل استاد کا کردار بڑا واضح ہے وہ تعلیمی سامان مہیا کرتا ہے، سیکھنے کے مواقع پیدا کرتا ہے، یوں وہ تعلیم کا مثالی ماحول تشکیل دے کر طلبہ کی نشوونما میں بھرپور کردار ادا کرتا ہے۔ مونٹیسوری (Montessori) طریقہ تدریس کی ہی مثال لے لیں، اس میں بچوں کو کھیلنے کے لئے مختلف النوع سامان مہیا کیا جاتا ہے، جبکہ استاد مبصر کی حیثیت سے ان کا مشاہدہ کرتا ہے۔ یوں فطرت پسند از خود

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

سیکھنے (Self Education) کے تصور کی حمایت کرتے ہیں۔ نارمن مینکن (Norman Mancken) اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ گیا ہے، وہ کہتا ہے بچے ایک دوسرے کو بھی سکھا سکتے ہیں۔ بچوں کی خاص رخ پر ذہن سازی کے لئے کچھ نہیں کرنا چاہیے، یعنی انہیں لکھنا پڑھنا سکھانا چاہیے نہ جسم کے مختلف اعضا کو استعمال کرنے کی تربیت دی جانی چاہیے، اور نہ ہی ان کو کسی قسم کی اخلاقی تعلیم دی جانی چاہیے، بلکہ بچوں کو ان کے حال پر چھوڑ دینا چاہیے تاکہ وہ از خود فطرت کے مطابق نشوونما پا سکیں۔ روسو اسے "Negative Effort" کا نام دیتا ہے۔ لیکن اس منفی کوشش (Negative Effort) کا یہ مطلب نہیں کہ استاد صرف وقت گزاری کرتا رہے اور کچھ نہ کرے۔ بلکہ اس کا کام بچے کا مشاہدہ کرنا اور اسے نقائص سے بچانا ہے، استاد کو ہر اس اقدام سے باخبر رہنا چاہیے جو اسے نہیں کرنا یا اس سے خصوصی طور پر گریز کرنا ہے، استاد کو اس منفی رویے (Negative Attitude) کو شفقت و ہمدردی کے مثبت رویے (Positive Attitude) سے تقویت دی جانی چاہیے۔

(v) اشیا کا براہ راست تجربہ (Direct Experience of Things)

فطرت پسند روسو (Rouseau) کے اس قول سے متفق ہیں کہ سکالر کو زبانی سبق نہیں دینا چاہیے، اسے صرف تجربے سے سیکھنے دینا چاہیے۔ اسی لئے فطرت پسند براہ راست تجربے کے ذریعے تدریس پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک بچے کتابوں سے زیادہ اپنے اردگرد کی چیزوں سے سیکھتے ہیں۔ اس لئے انہیں موقع دیا جانا چاہیے کہ وہ ان چیزوں کا بھرپور معائنہ کر سکیں، اسی طرح سائنس کی تدریس زبانی لیکچرز کی صورت میں نہیں ہونی چاہیے، بلکہ لیبارٹری میں طلبہ سے عملی تجربات کرائے جانے چاہئیں، بیومیٹری کی تعلیم بھی کتب میں درج مسئلوں کے بجائے سکول کی حقیقی پیمائشوں کی صورت میں ہونی چاہیے۔ یعنی طلبہ کو خود سکول کی عمارت کی اونچائی وغیرہ کی پیمائش کرنی چاہیے۔ جغرافیہ سکھاتے ہوئے طلبہ کو ملک کے مختلف حصوں میں لے جانا چاہیے اور صرف نقشوں اور چارٹ پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے۔

Elmas Ali

(vi) سماجی زندگی کا براہ راست تجربہ (Direct Experience of Things)

بچے کے فطری ماحول میں وہی کچھ ہونا چاہیے جو کہ اس کے سماجی ماحول میں پایا جاتا ہے۔ اسے زندگی کے مختلف فرائض اور ذمہ داریوں کو استاد کے لیکچر کے بجائے سکول کی فطری معاشرت کے ذریعے سیکھنا چاہیے۔ اس طرح وہ ایسی ذمہ داریوں کو سیکھے گا جو اسے ادا کرنی ہیں۔ سمرہل سکول (Summerhill School) میں بچے از خود فیصلہ کرتے ہیں کہ کون سے امور قابل اعتراض ہیں اور کن سے بچنا ہے۔ یہ عمل فرد کی سماجی تعلیم کی بنیاد ہے۔ فطرت پسند مخلوط تعلیم کی بھی حمایت کرتے ہیں، کیونکہ اس سے سکول کا ماحول بھی معاشرے کے عین مطابق ہو جاتا ہے، ان کا کہنا ہے کہ اگر بچے بچیوں کو الگ الگ تعلیم دی جائے تو جنس سے متعلق ان میں غیر فطری رویے

USMAN NOTES | Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

پروان چڑھیں گے۔ لیکن یہ کافی متنازع امر ہے، بیشتر ماہرین تعلیم اس سے متفق نہیں ہیں۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ سکول میں بچے کا سماجی تجربہ بعد کی سماجی زندگی کے لئے بنیاد بنتا ہے۔

(vii) داخلی خودمختاری (Self-Goverment)

فطرت پسندوں کے نظریئے کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ اس میں داخلی خود مختاری (Self-Government) پر زور دیا جاتا ہے۔ نیلز سمرہل سکول (Neil's Summerhill School) میں بچوں کو حکومت سازی اور کابینہ کی تشکیل کا اختیار دینے کا تجربہ کیا گیا۔ طلبہ نے پانچ ارکان پر مشتمل کابینہ تشکیل دی، جو کہ مختلف مسائل میں اپنا کردار ادا کرتی تھی، نظم و ضبط کی خلاف ورزی پر وہ سزا بھی دیتی تھی، یوں کابینہ میں تمام مسائل کو زیر بحث لایا جاتا تھا، کابینہ کسی طالب علم کو سکول سے خارج کرنے کا بھی اختیار رکھتی تھی، تاہم اس اختیار کو کبھی بروئے کار نہیں لایا گیا، نیل کا کہنا ہے کہ اس طریقے سے طلبہ میں زیادہ جمہوری خصوصیات کو پروان چڑھانے کا موقع ملا، یہ بھی پتا چلا کہ ہفتہ بھر کی تدریس کے مقابلے میں طلبہ ہفتہ وار اجلاس میں زیادہ سیکھتے ہیں۔ جمہوری انداز میں زندگی گزارنے کے لئے طلبہ کی اس انداز میں تربیت انتہائی فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔ تعلیم کے اس طریقے میں بھی پابندیاں عائد کی جاتی ہیں تاہم یہ پابندیاں طلبہ خود نافذ کرتے ہیں اس لئے اسے حکومت خود اختیاری یا خود ضبطی کہا جاتا ہے۔

Elmas Ali

(viii) کھیل کے انداز میں تعلیم (Play Way of Education)

مختلف تدریسی طریقوں میں کھیل کے انداز میں تعلیم کو فطرت پسند زیادہ پسند کرتے ہیں، اس تکنیک کے تحت تمام بچے کھیل کے انداز میں سیکھتے ہیں۔ ماہرین نفسیات کے مطابق آزادانہ کھیل میں بچے اپنی جبلتوں اور رجحانات کا بھرپور اظہار کرتے ہیں، کھیل کے ہی ذریعے ان کی بہترین نشوونما کی جاسکتی ہے۔ کھیل کا مقصد کوئی بھی ہو اس میں انسان کی ابتدائی سرگرمیوں کی بار بار کی تکرار سے وہ مستقبل کی زندگی کے لئے تیار ہوتا ہے۔ اس کی حیثیت انسان کی اضافی توانائیوں کے لئے سیفٹی وال جیسی ہے۔ بلاشبہ یہ تدریس کا انتہائی فطری طریقہ ہے۔ کھیل کے ذریعے تعلیم صرف بچپن میں ہی نہیں دی جاتی، بالغ زندگی میں بھی یہ انتہائی مؤثر ثابت ہوتی ہے۔ یہ تعمیری سرگرمیوں کا موقع مہیا کرتی ہے، گیمز (Games) تعمیری یا تخلیقی تعلیم کا اہم ترین ذریعہ ہے، اس لئے فطرت پسند گیمز پر زیادہ زور دیتے ہیں جبکہ جدید ماہرین تعلیم بھی اسے بغیر اعتراض کئے اس کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہیں۔ آج کل شیر خواروں اور بچوں کے لئے کھیل ہی کھیل میں تعلیم کے طریقے کو اختیار کیا جاتا ہے، مونٹیسوری ٹیچنگ (Montessori Teaching) اس کی بہترین مثال ہے۔

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal - WhatsApp Orders: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

(ix) بچے کی اس کی فطرت کے مطابق نشوونما
(Development of the Child According to its Nature)

فطرت پسندوں کے مطابق بچے کی نشوونما اس کی اپنی فطرت کے عین مطابق ہونی چاہیے، ہر طالبعلم کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے تعلیمی انداز میں بدلاؤ ضروری ہے۔ کیونکہ تمام بچے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں، ان کے انفرادی اختلافات کا خیال رکھتے ہوئے تدریسی انداز اپنایا جانا چاہیے۔

(x) نفسیاتی نمو کی اہمیت: (Importance of Developmental Psychology)

بچوں کی نشوونما کے مطالعہ کو اہمیت دیتے ہوئے فطرت پسندوں نے نشوونمائی نفسیات (Developmental Psychology) کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ جس میں انسان کی نشوونما کے مختلف مراحل کا خاص طور پر مطالعہ کیا جاتا ہے۔

(xi) جامع نصاب (Comprehensive Curriculum)

فطرت پسند کثیر الجہت اور جامع نصاب کے حق میں ہیں جو کہ سائنسی، سماجی، نفسیاتی الغرض ہر لحاظ سے مکمل ہو، سکولوں کو چاہیے کہ تمام جدید سمعی و بصری آلات کو استعمال میں لائیں، غیر نصابی سرگرمیوں کو بھی خصوصی اہمیت دی جانی چاہیے۔

Eleas Ali

(xii) جمہوری خصوصیات کو پروان چڑھانا
(Development of Democratic Qualities)

فطرت پسندی تعلیم میں ہر قسم کے دباؤ اور سخت گیر خارجی نظم و ضبط کی مخالف ہے، یہ روایتی تدریس کو جدید اور متشدد کو روشن خیال و ترقی پسند بنانا چاہتی ہے۔ اس سے آزادی، مساوات اور بھائی چارہ جیسی جمہوری اقدار کے فروغ میں مدد ملتی ہے۔ یہ تدریس کے روایتی انداز کو یکسر مسترد کرتی ہے اور زیادہ زور داخلی خود مختاری پر دیتی ہے۔

(xiii) نفسیات اطفال کا ارتقا (Development of Child Psychology)

فطرت پسندوں نے بچوں کی نفسیات کے حوالے سے قابل قدر کردار ادا کیا ہے، جس کے نتیجے میں تعلیم کو بچوں کی نفسیات کے عین مطابق بنانے پر زیادہ زور دیا جانے لگا، تحقیق سے یہ بھی پتا چلا کہ بچہ نوبالغ کی چھوٹی شکل نہیں ہے بلکہ بچپن اور نوبلوغت دو مختلف ادوار ہیں، جن میں فرد کی نفسیات بھی مختلف ہوتی ہے۔ فطرت پسندوں کے مطابق بچے فطرتاً اچھائی کے ساتھ ہی پیدا ہوتے ہیں، تعلیم کا کام انہیں برائیوں سے بچانا ہے۔

USMAN NOTES - Pakistan's Best AIOU Solved Portal
WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

(xiv) اقامتی سکولوں کی حمایت (Support of Residential Schools)

فطرت پسندوں کے مطابق استاد کا امتناعی کردار (Negative Role) ہوتا ہے یعنی وہ بچوں کو برائیوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس لئے فطرت پسند اقامتی سکولوں کو ترجیح دیتے ہیں، کیونکہ بچے ہاسٹلز میں رہیں تو ماحول کو زیادہ بہتر انداز میں کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔ مزید برآں فطرت پسند مخلوط تعلیم کی حمایت کرتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح بچوں میں زیادہ فطری رجحان کو پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔

(xv) تعلیم کے تمام شعبوں میں انقلاب (Revolution in all Fields of Education)

آخر میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ فطرت پسندوں کی وجہ سے تعلیم کے مختلف شعبوں میں انقلابی تصورات کو فروغ ملا، فطرت پسندوں نے بچے کی نفسیات، تعلیمی تکنیکوں، نصاب، انتظامیہ، مخلوط تعلیم الغرض تعلیم کے تمام پہلوؤں کے حوالے سے روایتی سوچ کی سخت مخالفت کی ہے۔ فطرت پسندی کے تمام اصولوں کو تو قبولیت عام حاصل نہیں ہوئی تاہم ان میں سے بیشتر کو جدید ماہرین تعلیم نے اپنا رکھا ہے۔ آج کے کئی مقبول اصول جیسا کہ سرگرمیوں کے ذریعے سیکھنا، آسان سے پیچیدہ اور معلوم سے نامعلوم کی جانب پیش قدمی وغیرہ فطرت پسندوں کی پیش کردہ ہیں۔

☆☆☆☆☆

سوال 2- نتائجیت کیا ہے؟ اس کے اصول اور بنیادی اشکال بیان کریں، نیز تعلیم میں اس کے کردار کی وضاحت کریں۔

Elmas Ali

جواب: نتائجیت یا عملیت (Pragmatism):

عملیت (Pragmatism) کی اصطلاح یونانی زبان سے ماخوذ ہے۔ جس کا مطلب "بنانا" یا "مکمل کرنا" ہے جیسے ہم عمل (action)، مشق (Practice) یا سرگرمی (Activity) جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ عمل کو فکر و خیال پر ترجیح دی جاتی ہے۔ خیال کی حیثیت عمل کی وجہ سے ہے اس سے بڑھ کر یہ کچھ نہیں، یہاں تجربے کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ ہر شے کو تجربے کی کسوٹی پر پرکھا جاتا ہے، خیال یا نظریہ تب ہی درست ثابت ہوتا ہے وہ کام کرتا ہے، جب اس کی عملی طور پر توثیق ہوتی ہے تو اسے قبول کیا جاتا ہے ورنہ اسے ضائع کر دیا جاتا ہے۔ عقائد اور نظریات تبھی سچے ہوتے ہیں جب وہ قابل عمل اور منافع بخش ہوں۔ ول ڈیورنٹ (Will Durant) نے عملیت (Pragmatism) کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے، "سچا نظریہ درحقیقت خیال کی عملی کارگزاری ہے، یعنی عملیت (Pragmatism) کوئی فلسفہ نہیں بلکہ طریقہ

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal
WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

ہے۔یعنی تجربات کا طریقہ ہے۔نظریہ عملیت کا ایک اور وصف یہ ہے کہ اس کے عقائد قابل تبدیلی ہیں پہلے سے کچھ طے شدہ نہیں ہوتا، ہر شے تبدیل ہوتی رہتی ہے۔کائنات میں بھی تبدیلیاں رونما ہوتی رہتی ہیں اس کائنات میں کچھ بھی یقینی اور حتمی نہیں ہے۔سکول کے معمولات کی بنیاد پر پہلے سے طے شدہ تعلیمی مقاصد نظریہ عملیت کے حوالے سے سودمند نہیں رہتے۔

نتائجیت یا عملیت (Pragmatism) فلسفہ ہائے تعلیم کے اہم ترین مکاتب فکر میں سے ایک ہے، نتائجیت کو انگلش میں "Pragmatism" کہتے ہیں جو کہ یونانی زبان کے لفظ "Pragma" سے اخذ ہے جس کا مطلب "استعمال" ہے یوں "Pragmatism" سے مراد ایک ایسا نظریہ ہے جس میں حقیقت کا معیار اس کا استعمال یعنی نتیجہ ہے، اسی کو اردو میں نتائجیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔فلسفیانہ روایت کے طور پر نتائجیت (Pragmatism) کا آغاز امریکہ میں 1870ء میں ہوا، چارلس سینڈرز پرس (Charles Sanders Peirce) کو عام طور پر اس کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔نتائجیت (Pragmatism) اس تصور کو مسترد کرتی ہے کہ فکر کا کام حقیقت کو بیان کرنا، نمائندگی کرنا یا عکاسی کرنا ہے۔اس کے برعکس نتائجیت فکر کو پیش آمدہ مسئلے کا حل اور عمل کا ذریعہ تصور کرتی ہے۔نتائجیت پسندوں کا دعویٰ ہے کہ بیشتر فلسفیانہ نظریات جیسا کہ علم کی نوعیت، زبان، تصورات، مفہوم، عقیدہ اور سائنس کو عملی استعمال اور کامیابی کی صورت میں بہتر طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔فلسفہ نتائجیت تصورات اور نظریات کے عملی استعمال پر زور دیتا ہے۔

نتائجیت کے بنیادی اصول: (Fundamental Principles of Pragmatism)

تعلیم کے شعبے میں نتائجیت (Pragmatism) کے بنیادی اصول درج ذیل ہیں۔

Elmas Ali

1- تکثیریت (Pluralism)

فلسفیانہ طور پر نتائجیت پسند فلسفہ تکثیریت کے پیروکار ہیں، ان کے نزدیک انسانوں کی طرح دنیائیں بھی کئی ہیں۔قطعی حقیقت ایک نہیں زیادہ ہیں، ہر کوئی حق اور سچ کی تلاش میں ہے جبکہ مقصد حیات اس کے تجربات کے مطابق ہوتا ہے، زمان و مکان کے مختلف حالات میں سچ تبدیل ہوتا ہے۔

2- تبدیلی پر زور (Emphasis on Change)

نتائجیت پسندوں کا کہنا ہے کہ تبدیلی ایک ایسا عمل ہے جو کہ مسلسل جاری رہتا ہے، سچ ہمیشہ تشکیل کے عمل میں رہتا ہے، اور ہر شے تبدیل ہوتی رہتی ہے۔

3- نظریہ افادیت (Utilitarianism)

نتائجیت پسند نظریہ افادیت کے پیروکار ہیں، ان کے نزدیک افادیت ہر سچائی اور حقیقت کا معیار ہے،

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

کارآمد ہونے کا اصول ہی ایک سچائی ہے۔ افادیت (Utility) سے مراد انسانی مقاصد کی تکمیل ہے، کسی شے، تصور، عقیدہ یا عمل کی اچھائی یا برائی کا فیصلہ اس سے برآمد ہونے والے نتائج کرتے ہیں، اگر نتیجہ اچھا ہے تو وہ بھی درست ہیں اگر نتیجہ برا ہے تو وہ برائیوں میں شمار ہوں گے، عقائد اور نظریات کا تعین حالات کے ذریعے ہوتا ہے۔ افادیت کا مطلب انسانی ضروریات کی تسکین ہے۔

4- بدلتے مقاصد اور اقدار (Changing Aims and Values)

نتائجیت کے مطابق زندگی کے مقاصد اور اقدار زمان و مکان کے حوالے سے تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔ اس لئے قدیم مقاصد اور اقدار کو نئے دور میں بعینہٖ قبول نہیں کیا جاسکتا، انسانی زندگی اور دنیا ایک لیبارٹری ہے جہاں مقاصد اور اقدار تشکیل پاتی ہیں، ہر شخص کو اپنے رجحانات اور قابلیتوں کے مطابق مقاصد اور اقدار تلاش کرنی چاہئیں۔

5- انفرادیت پسندی (Individualism)

نتائجیت پسند فلسفہ انفرادیت کو بھی تسلیم کرتے ہیں، وہ انسانی زندگی میں زیادہ سے زیادہ آزادی پر زور دیتے ہیں۔ آزادی مساوات اور بھائی چارے کے ساتھ متلازم ہے۔ ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اپنے ماحول کے ساتھ مطابقت اختیار کرے۔

6- سماجی پہلوؤں پر زور (Emphasis on Social Aspects)

چونکہ انسان ایک سماجی حیوان ہے، اس لئے وہ سماجی ماحول میں ہی موثر ہوتا ہے۔ اس کی کامیابی معاشرے کی کامیابی ہے، تعلیم کا مقصد سماجی طور پر شخصیت کو پروان چڑھانا، انسان کو کامیاب بنانا ہے۔

Usman Ali

7- تجربیت (Experimentalism)

نتائجیت پسند فلسفہ تجربیت کے بھی قائل ہیں، اس لئے وہ تصورات سے زیادہ افعال اور عمل کو اہمیت دیتے ہیں۔ ان کے مطابق سرگرمیاں ہی علم سے نتیجہ حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ اس لئے فرد کو چاہیے کہ وہ مسلسل تجربوں کے ذریعے سیکھے، یہ تجربات زندگی کے ہر شعبے کے لئے ناگزیر ہیں۔ ولیم جیمز (William James) کے مطابق نتائجیت ذہن اور رجحان کا امتزاج ہے، یہ تصورات اور سچائی کی نوعیت کا بھی نظریہ ہے، اور آخر کار یہ حقیقت کی تھیوری ہے۔

نتائجیت کی اشکال (Forms of Pragmatism)

ایچ ایچ ہوم (H. H. Home) کے مطابق نتائجیت کا بنیادی اصول یہ ہے کہ تمام وہ نظریات جو مفید ہوں سچے ہیں، ای ایس برائٹ مین (E. S. Brightman) کے مطابق نتائجیت بنیادی طور پر سچائی کا معیار

الریحان پبلی کیشنز۔ اُردو بازار لاہور
USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal
WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

ہے۔نتائجیت کی چار اہم ترین اشکال یا اقسام درج ذیل ہیں:۔

1- انسان دوست نتائجیت (Humanistic Pragmatism)

اس قسم کی نتائجیت خاص طور پر سماجی علوم میں دکھائی دیتی ہے، اس کے مطابق افادیت کا معیار انسانی فطرت کی تسکین ہے۔ بہبود بشریت کے پیروکار برطانوی فلسفی ایف سی ایس شلر (F. C. S. Schiller) نشاندہی کی کہ لندن میں کئی سکوائرز گول ہیں۔ اب اگر ہمیں معلوم نہ ہو کہ سکوائر کا مطلب مختلف سڑکوں کا سنگم ہے بلکہ ہم اسے جیومیٹری کی شکل مربع ہی تصور کریں تو ہم تشویش میں مبتلا ہو جائیں گے کہ مربع گول کیسے ہو سکتا ہے، ایسی ہی مثالیں سماجی علوم میں بہت زیادہ دیکھنے کو ملتی ہیں۔ فلاسفی، مذہب حتیٰ کہ سائنس میں بھی تمام غور و فکر کا مطمع نظر انسان ہے، اور ہر شے انسان کی تسکین میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔

Elmas Ali

2- تجرباتی نتائجیت (Experimental Pragmatism)

جدید سائنس تجرباتی طریقے پر مبنی ہے، اس کے مطابق ایسی حقیقت جو کہ تجربے کے ذریعے ثابت ہو سکے وہی سچ ہے، دوسرے الفاظ میں حقیقی دنیا میں جو شے بھی کام کرتی ہے وہ سچائی ہے، سائنس میں نظریے کی سچائی کو اس کی عمل پذیری کے ذریعے پرکھا جاتا ہے۔ نتائجیت پسند اسی کو زندگی کے ہر شعبے میں سچائی کا معیار قرار دیتے ہیں۔ تاہم سائنس کے شعبے میں تجربے کا میدان بہت وسیع ہے، سائنس میں تمام معاملات میں کسی نتیجہ پر پہنچنے کی واحد بنیاد تجربہ ہی ہے۔ انسانی مسائل کو تجربات کے ذریعے ہی حل کیا جا سکتا ہے، مذہب کے شعبے میں بھی یہی سچ ہے، ولیم جیمز نے اپنے مشہور کتاب "Varieties of Religious Experience" میں لکھا ہے کہ ہر شخص کو اپنی زندگی میں تجربات کے ذریعے اپنا خدا، عبادت کا انداز اور انسان و خدا کا تعلق تلاش کرنا چاہیے۔ عقیدے کے لئے اس کے علاوہ کسی اور ثبوت کی ضرورت نہیں۔ زندگی کے میدان میں انسان اپنے تجربے سے جان سکتا ہے کہ اسے کس پر یقین کرنا ہے اور کس پر نہیں۔ جو کچھ بھی تجربے سے ثابت ہو وہ سچ ہے۔

3- اسمیانہ نتائجیت (Nominalistic Pragmatism)

جب بھی ہم کوئی تجربہ کرتے ہیں تو کسی نہ کسی نتیجے پر پہنچتے ہیں۔ ہمارا کام مادے کا تجزیہ اور معائنہ کرنا ہے، بعض مفروضہ جات ہر تجربے سے پہلے موجود ہوتے ہیں، اسمیانہ نتائجیت (Nominalistic Pragmatism) کے مطابق تجربے کے نتائج ہمیشہ مخصوص اور قطعی ہوتے ہیں، یہ کبھی بھی عام اور خیالی نہیں ہوتے۔ ازمنہ وسطیٰ کی یورپی اسمیانہ فلاسفی (Nominalistic Philosophy) کے مطابق آفاقی یعنی یونیورسل (Universal) محض ایک نام ہے۔ صرف مخصوصات کا وجود ہے، مثال کے طور پر جب ہم انسانوں کے وجود کو تلاش کرتے ہیں تو ہمیں انسانیت ان افراد سے باہر نہیں ملتی، ای ایس برائٹ مین (E. S.

USMAN NOTES | Pakistan's #1 AIOU Solved Portal | WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

(Brightman) کے مطابق نتائجیت کی یہ قسم مخصوصات کے معیار کے طور پر حسیاتی تجربے سے منسلک ہے، تعلیم میں اس نظریہ کے تحت زبانی علم کے مقابلے میں خاص اور قطعی نوعیت کی اشیا اور ان کے تجربات پر زور دیا جاتا ہے۔

4۔ حیاتیاتی نتائجیت (Biological Pragmatism)

جان ڈیوی (John Dewey) کے مطابق نتائجی آزمائش انسانی جسم کو ماحول کے مطابق بناتے ہوئے فکری عمل میں ملتی ہے، جان ڈیوی نے اپنی تجربیت کی بنیاد حیاتیاتی نتائجیت پر رکھی ہے، جس کے مطابق تمام تر علم کا حتمی مقصد انسان کی ماحول کے ساتھ ہم آہنگی ہے۔ تعلیم سماجی مہارت کو ترقی دیتی ہے جو کہ زندگی میں بہت کام آتی ہے، سکول معاشرے کی ایک چھوٹی شکل ہے۔ حیاتیاتی نقطہ نظر کے مطابق انسان ایک ذہنی و جسمانی (Psycho-Somatic) ہستی ہے۔ روزانہ ہم اپنی عادات کے مطابق کام شروع کرتے ہیں، فرض کریں ہمیں خط موصول ہوتا ہے کہ جس میں فوری فیصلے کے لئے کسی مسئلہ کو اٹھایا گیا ہے اس کے لئے فکری کامیابی کا انحصار مسئلے کے بہترین جواب پر ہوگا۔

Elmas Ali

تعلیم میں نتائجیت (Pragmatism in Education)

نتائجیت (Pragmatism) انیسویں صدی کے رئیلزم ازم (Rationalism)، ڈوگمائزم (Dogmatism)، یونیورسل ازم (Universalism)، مونزم (Monism) وغیرہ کے خلاف بیسویں صدی کے انقلاب کے طور پر ابھر کر سامنے آئی۔

نتائجیت پسندوں نے تعلیم کے شعبے میں دیگر مفکرین کے نظریات کو مسترد کرتے ہوئے اپنا نظریہ پیش کیا ہے۔ فلسفہ نتائجیت میں پائے جانے والے اہم تصورات درج ذیل ہیں:۔

(i) عملیت اور تعلیمی عمل (Pragmatism and the Education Process)

ہر طرح کے تعلیمی عمل میں سرگرمیوں کو مرکزی مقام حاصل ہوتا ہے، فوسٹر (Foster) کے مطابق تمام تر تدریس کی بنیاد بچے کی سرگرمیاں ہوتی ہیں۔ کوئی بھی جاری عمل تجربہ یا سرگرمی فرد کے علم میں اضافہ کرتی ہے، بلکہ درحقیقت تمام تعلیم انہی سرگرمیوں میں ہی موجود ہوتی ہے۔ البتہ تجربات میں مسلسل اضافہ ہی کل تعلیم نہیں ہے، تعلیم اس سے بڑھ کر ہوتی ہے، جس کے اور بھی بہت سے تقاضے ہیں۔ اصل تعلیم تجربات کی مستقل تنظیم و ترتیب نو کا نام ہے۔ عملیت پسند تعلیم کے مسئلہ تک ترقی پسندانہ نقطہ نظر کے تحت پہنچتے ہیں۔ ترقی کا نتیجہ تبدیلی ہے۔ تبدیلی سے جدت آتی ہے۔ اس لئے تعلیم کو کوئی ایسی شے تصور نہیں کیا جاسکتا ہے جسے سارے کا سارا ایک ہی وقت میں حاصل کر لیا جائے۔ انسانی زندگی وقت کے ساتھ ساتھ پیچیدہ سے پیچیدہ تر ہوتی جا رہی ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ بچوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ بدلتے ہوئے حالات میں اٹھنے والے نت نئے مسائل کو حل کرنے کی کوئی

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

تدبیر کر سکیں۔اس سلسلے میں طلبہ کو نئی سے نئی تکنیکیں سکھانے کی ضرورت ہے۔مسئلہ حل کرنا تعلیم کا مرکزی نقطہ ہے۔

(ii) ملیت اور مقاصد (Aims and Pragmatism)

عملیت پسند (Pragmatists) تعلیم کے پہلے سے طے شدہ مقاصد پر یقین نہیں رکھتے۔ان کے نزدیک مقاصد کو قطعی شکل میں پہلے سے طے نہیں کیا جا سکتا۔بلکہ تجربات کے ساتھ نئے سے نئے مقاصد بنتے رہتے ہیں، ہم ہر پل بدلتی دنیا میں رہتے ہیں، مستقبل کے حوالے سے یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ انسان کے تجربات میں روز بروز تبدیلی رونما ہوتی رہتی ہے۔اس لئے بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ مقاصد کو تبدیل کرنا ضروری ہو جاتا ہے اگر ایسا نہ کیا جائے تو تمام مقاصد عبث ثابت ہونگے۔اور وہ بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ مطابقت قائم رکھنے میں ناکام ہو جائیں گے جس سے ان کی قدر کم ہو جائے گی۔اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہر ایجاد نیا سماجی انقلاب لے کر آتی ہے۔اس لئے کہا جاتا ہے کہ تعلیم کے مقاصد متعین اور محدود نہیں ہوتے۔یونیسکو (UNESCO) کے کتابچے کے مطابق گھریلو کاموں سے لے کر ایٹمی توانائی تک زندگی کے ہر شعبے میں مسلسل تعلیم کا اہتمام ناگزیر ہو گیا ہے۔تعلیم ساری زندگی جاری رہنے والا عمل ہے۔اس سے فرد کو یقین حاصل ہوتا ہے اور وہ پیش آمدہ کو بڑے وثوق کے ساتھ دیکھنے لگتا ہے۔ڈیوی (Dewey) کے مطابق تعلیم فرد کی مکمل نشوونما کا عمل ہے۔جبکہ "Burbacher" کے مطابق نشوونما کو کوئی اختتام نہیں بلکہ مزید سے مزید نشوونما کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

-1 انسانی کاوش کی اہمیت (Importance of Human Effort)

نتائجیت پسندوں کے مطابق تعلیم کا انحصار بچے کی فعال شرکت پر ہے، کائنات کی مکمل شکل انسانی کاوش پر مبنی ہے اور انسان اپنا مقدر خود بناتا ہے۔

Elmas Ali

-2 مستقبل پر یقین اور بھروسا (Faith in the Future)

نتائجیت پسند انسانی نسل کے شاندار اور خوشحال مستقبل کے قائل ہیں، ان کا عقیدہ ہے کہ اگر انسان تعلیم کے شعبے میں اخلاص کے ساتھ مسلسل کوشش کرتا ہے تو وہ بہتر مطابقت کی حامل زیادہ طاقتور نسل دے سکتا ہے۔

-3 تجربیت (Empricism)

استاد اور طالبعلم کو ہر مرحلے پر حقیقت کو اپنے ذاتی تجربے سے گزارنے اور اس کی روشنی میں وضاحت کرنے کی تجویز دی جاتی ہے۔اسی طرح نئی معلومات اس کی زندگی کا حصہ بن سکتی ہے۔صرف زبانی تعلیم کافی نہیں ہے، اسے تجربے پر مبنی بنایا جانا ضروری ہے۔اسی لئے نتائجیت پسند کا کہنا ہے کہ بچے کو زبانی تعلیم بے شک

USMAN NOTES | Pakistan's #1 AIOU Solved Portal | WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

دیں لیکن اسے تجربات اور فیلڈ کی سرگرمیوں سے لازمی تقویت دی جائے۔

4- مسلسل تجربات (Experimentation)

فلسفہ نتائجیت استاد طالبعلم کے رشتے کے تمام پہلوؤں اور تعلیم کے ہر شعبے کے حوالے سے مسلسل تجربات پر یقین رکھتا ہے۔ ان تجربات سے کئی نئے حقائق منکشف ہوتے ہیں، جو کہ نصاب، تدریسی طریقہ ہائے کار، تعلیم کے مقاصد وغیرہ میں تبدیلی لانے کے لئے انتہائی کارآمد ہیں۔ اس نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو سکول کی حیثیت لیبارٹری کی مانند معلوم ہوگی، جہاں ماہرین تعلیم مسلسل تجربات کرتے رہتے ہیں۔ نتائجیت پسند مفکرین کے اس انداز کی وجہ سے تعلیمی نفسیات اور چائلڈ سائکالوجی دونوں میں تجربات کی بنیاد پر نمایاں ترقی ہوئی ہے۔

5- ثنویت (Dualism)

تعلیم میں مقاصد، طریق اور نصاب وغیرہ کے حوالے سے دیکھا جائے تو فلسفہ نتائجیت نے ثنائی طریقہ اختیار کیا ہے، یہ تقاضا کرتا ہے کہ ہر استاد اپنی تعلیم کی بنیاد ذاتی تجربات اور لاسفی پر رکھے، جبکہ دوسری جانب یہ طلبہ کو بھی اپنے مخصوص رجحانات، دلچسپیوں اور قابلیتوں کے مطابق تعلیم حاصل کرنے کا درس دیتا ہے۔

6- عملی کامیابی پر زور (Stress on Prectical Success)

فلسفہ نتائجیت کے تحت کسی بھی تدریسی طریقہ کار، مقاصد اور نصاب کو ترجیح دینے کا معیار طالبعلم کی بعد کی زندگی میں کامیابی ہے۔ تعلیم کے صرف انہی اصولوں کو اختیار کیا جانا چاہیے جو کہ طالبعلم کو کامیابی کی جانب لے جا سکے۔ ہمارا مقصد صرف فطری خواہشات کی تسکین اور زندگی بنانا ہے، اس سلسلے میں اگر کوئی شے مدد کرتی ہے تو وہ سچائی، اچھائی ہے، اس سچائی کا پتا صرف تجربے کے ذریعے چلایا جا سکتا ہے۔

Elmas Ali

7- بہبود بشریت (Humanitarianism)

فلسفہ نتائجیت کا مقصد طریقہ تدریس، مقاصد، نصاب الغرض تعلیم کے ہر شعبے میں انسان دوست اقدار قائم کرنا ہے، اس کے تحت تعلیم کو طلبہ میں جمہوری اقدار اور مثالی رویوں کے فروغ کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ نتائجیت کے مطابق ہر طرح کی تعلیم کا مقصد انسانی اقدار کا فروغ ہونا چاہیے۔

8- جمہوریت (Democracy)

فلسفہ نتائجیت کے پیروکار بنیادی طور پر جمہوریت پسند واقع ہوئے ہیں، کیونکہ جمہوریت ہی وہ بہترین انداز ہے، جس کے ذریعے مثالی بہبود بشریت کا میابی سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس لئے وہ تعلیم کو طلبہ میں مثالی جمہوری اقدار کے فروغ کیلئے استعمال کرتے ہیں، تاکہ جمہوری معاشرے میں وہ ذمہ دارانہ کردار ادا کر سکیں۔

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

www.joheraiou.com

YouTube Channel: Joher Videos

محترم طلباء

1۔ میٹرک، ایف اے اور بی اے، کی خوشخط ہاتھ سے لکھی ہوئی اسائنمنٹس مناسب قیمت پر آرڈر پر تیار کروائیں۔

2۔ تمام ڈگری پروگرام اسائنمنٹ مکمل حوالہ جات (Reference) کے ساتھ LMS پر PDF اپلوڈ کرنے کے لیے مناسب قیمت پر حاصل کریں۔

3۔ علامہ اقبال اپن یونیورسٹی کے تمام ریسرچ تھیسز (Without Plagiarsm) میں حاصل کرنے کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

4۔ 8607 کی حل شدہ ٹیچنگ پریکٹس اور 8608 کے ایکشن پلان حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔

5۔ تمام کلاسز کے لیسن پلان اردو اور انگلش میڈیم PDF میں حاصل کرنے کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

آپ ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کر کے

www.joheraiou.com

تمام پروگرام کی حل شدہ اسائنمنٹس اور کی بکس (Helping Books) فری ڈاونلوڈ کریں

اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام تر معلومات حاصل کریں

Contact Team Joher Media

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

9-انسان کی شخصیت پر زور (Emphasis on Human Pernonality)

نتائجیت پسند انسان کی شخصیت کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں، کیونکہ وہ اسے تعلیم کا اہم جزو تصور کرتے ہیں، ان کے نزدیک تعلیم کو طالبعلم مرتکز ہونا چاہیے، یعنی طالبعلم کے رجحانات کو مدنظر رکھتے ہوئے فطری سرگرمیوں کا اہتمام کیا جانا چاہیے۔ تعلیم کا مقصد طالبعلم کو اس قابل بنانا ہے کہ وہ سماجی ماحول کے ساتھ مطابقت اختیار کر سکے۔

10-تعلیم کا سماجی کردار (Social Function of Education)

بروبیکر (Brobacher) کے مطابق تعلیم کا تصور نتائجیت دو بنیادی اصولوں پر مبنی ہے، ایک یہ کہ تعلیم سماجی کردار ہے، جبکہ دوسرے اصول کے مطابق بچے کو لازمی تجربہ مہیا کیا جانا چاہیے، علم کو محض علم کے طور پر نتائجیت پسندوں کے لئے قابل قبول نہیں ہے۔ بروبیکر (Brobacher) کے مطابق تعلیم کا کچھ مقصد ہونا چاہیے اس مقصد میں سماجی ماحول میں مطابقت کو خصوصی اہمیت دی جانی چاہیے جس کے لئے ضروری ہے کہ سکول میں بچے کو جمہوری انداز میں زندگی گزارنے کی تربیت دی جائے۔ نتائجیت پسند سماجی اقدار کو خصوصی اہمیت دیتے ہیں معاشرہ انسان کے سماجی تجربات کا مرکب ہوتا ہے، اس لئے تعلیم کا بنیادی مقصد طلبہ کو سماجی تجربات میں شریک کرنا ہونا چاہیے، سکول بذات خود معاشرے کی مختصر شکل ہے، اس کی تنظیم معاشرے کے جمہوری اصول پر ہی قائم کی جانی چاہیے۔ ایسا کرنے سے بچوں میں جمہوری اقدار اور کئی سماجی خصوصیات پروان چڑھتی ہیں، کیونکہ جمہوریت بذات خود مساوات، آزادی اور بھائی چارے جیسے اوصاف کو اہمیت دیتی ہے۔ سکول میں جمہوری تربیت سے نسلی، لسانی، مذہبی اور علاقائی تعصبات کا خاتمہ ہوتا ہے۔

Elmas Ali

11-جامع تعلیم (Comprehensive Education)

فلسفہ نتائجیت کے پیروکار جامع اور عملی تعلیم کی وکالت کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسا تصور ہے جو کہ لبرل تعلیم کے فلسفہ پر مبنی ہے، تعلیم کا مقصد بچے کی عقلی، اخلاقی، جسمانی، روحانی، تمام پہلوؤں کے حوالے سے بھرپور نشوونما ہے۔ تعلیم کا مقصد کوئی علم یا مثالی معیار نہیں بلکہ طلبہ خود ہیں، علم اور مثالی معیارات تو فقط انسانی ضروریات کی تسکین کا ذریعہ ہیں۔

تعلیم کے مقاصد (The Aims of Education)

نتائجی تصور تعلیم کی مختلف خصوصیات کا جائزہ لینے سے فلسفہ نتائجیت کے تحت تعلیم کے مقاصد واضح ہوتے ہیں۔ نتائجیت پسندی اندھے یقین، تنگ نظری اور ہٹ دھرمی کی مخالف ہے، یہ طلبہ پر ان کی مرضی کے خلاف مخصوص مثالی معیارات نافذ کرنے کو بھی تنقید کا نشانہ بناتی ہے۔ نیز یہ کسی بھی مثالی معیار کو صرف اس وجہ سے

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

قبول نہیں کرتی کہ ماضی میں اسے قبول کیا گیا اور معروف ماہرین تعلیم نے اسے پیش کیا۔ نتائجیت پسندی میں تواتر کے ساتھ تجربات پر زور دیا جاتا ہے، تاکہ جدید مثالی معیارات جو کہ جدید دور سے ہم آہنگ بھی ہوں، تشکیل دیئے جائیں۔ بروبیکر (Brubacher) کے مطابق تعلیم مقاصد پر ہمیشہ نظر ثانی کی ضرورت رہتی ہے، نتائجیت پسند ہر اس مثالی معیار یا مقصد کو مسترد کرتے ہیں جنہیں مستقل حیثیت میں جائز قرار دیا جاتا ہے، ان کے مطابق حال اور مستقبل کو مدنظر رکھتے ہوئے تعلیم کے مقاصد میں تبدیلی لانی چاہیے۔ یوں تعلیم کے مقاصد محض تجاویز ہیں، ماہرین تعلیم کو چاہیے کہ وہ ان سے رہنمائی لے اور تدریس کو بہتر اور موثر بنانے کے لئے اقدامات کرے۔ تاہم تعلیمی مقاصد کے لئے ضروری ہے کہ ان میں مندرجہ ذیل تین باتوں کا خیال رکھا گیا ہو۔

تعلیمی مقاصد طلبہ کی ضروریات اور کردار کے عین مطابق ہونے چاہئیں۔

1- ان سے طلبہ میں باہمی تعاون کو فروغ ملنا چاہیے۔

2- انہیں مخصوص اور عارضی ہونا چاہیے یعنی اسے مستقل کلیہ کی حیثیت نہ دی جائے۔

3- مذکورہ بالا رہنما اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے تعلیم کے مقاصد طے کئے جاسکتے ہیں، لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ نتائجیت پسندوں نے تعلیم کے مقاصد بیان ہی نہیں کئے، عمدہ تعلیمی مقاصد کے حوالے سے نتائجیت پسند بھی کسی نہ کسی نتیجے پر پہنچے ہیں۔ ڈیوی (Dewey) نے واضح کیا ہے کہ تعلیم کی بدولت ہی زندگی میں ہر شے بڑھتی ہے۔ یوں زندگی کا مقصد بڑھنا اور پروان چڑھنا ہے اس لئے تعلیم کا مقصد بھی نشوونما کرنا ہی بنتا ہے تاہم تعلیم کا حقیقی مقصد طالبعلم کی جامع اور بھرپور قسم کی نشوونما ہے۔ تعلیمی حلقوں میں فلسفہ نتائجیت کے تحت تعلیمی مقاصد کے حوالے سے ابہام بھی پایا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ بوڈ (Bode) نے نشاندہی کی کہ امریکہ میں رائج تعلیم کی بڑی خرابی یہ ہے کہ اس میں جامع پروگرام کی کمی پائی جاتی ہے، یعنی اس میں سمت واضح نہیں ہے۔ یہ دراصل تعلیم کے نتائجی تصور پر ایک طرح کی تنقید ہے تاہم اس کا اطلاق پوری نتائجیت پر نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ تعلیم کے نتائجی مقاصد میں زندگی میں جمہوری اقدار کو تسلیم کرنا بھی شامل ہے۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ دنیا بھر میں جمہوری معاشروں کا علمبردار ہے، اور یہ جمہوری اقدار کو اشتراکی سوچ سے بچانے کے لئے مسلسل برسرپیکار ہے۔ ڈیوی (Dewey) کی ترجمانی کرتے ہوئے کل پیٹرک (Kilpatrick) نے درست کہا ہے کہ ہمارے سکول کے کمروں میں فعال جمہوریت ہونی چاہیے، ایسی جمہوریت جس میں شخصیات اپنی رہنمائی خود کریں، اور ایسی شخصیت سازی ہو جس سے ترقی پذیر دنیا میں زیادہ کامیابی کے ساتھ آگے بڑھا جاسکے۔

Elmas Ali
USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal ☆☆☆☆☆ WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

سوال 3- فلسفہ نتائجیت میں نصاب، طریقہ تدریس اور نظم وضبط کے بارے میں وضاحت سے بیان کیجئے۔

جواب: 1- نصاب (Curriculum)

مقاصد اور نصاب کے درمیان بڑا گہرا تعلق پایا جاتا ہے۔ لاطینی زبان میں نصاب کا مطلب رن وے (Run Way) ہے۔ یعنی یہ ایسا کورس ہے جو کہ اہداف کے پیچھے بھاگتا ہے۔ یعنی نصاب کے ذریعے اساتذہ اور طلبہ نتائج اور اہداف حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

نصاب ایسا ہونا چاہئے جو کہ طلبہ کی فطرت کے مطابق ہو، اس میں طلبہ کے تجربات سے ہٹ کر چیزیں شامل نہیں کی جانی چاہئیں بلکہ جب نئے تجربات کے بارے میں آگاہی دینا مقصود ہو تب بھی نئے تجربات کو طلبہ کے سابقہ تجربات سے جوڑ کر پیش کیا جانا چاہئے۔ نصاب میں مختلف سرگرمیوں کو شامل کرنا سودمند رہتا ہے چونکہ تعلیم کا ایک عالمگیر مقصد یہ بھی ہے کہ نئی نسل کے سامنے تہذیب وثقافت کو متعارف کرایا جائے اس لئے نصاب میں ماضی کے تجربات کو بھی پیش کرنا ضروری ہوتا ہے تاکہ طلبہ ماضی کی روشن اقدار کا مطالعہ کر کے انہیں اپنا سکیں۔ تعلیم خلا میں آگے نہیں بڑھتی، بچے کے لئے سماج کے بارے میں جاننا انتہائی ضروری ہوتا ہے۔ ڈیوی (Dewey) نے اس سلسلے میں مزید ایک قدم آگے بڑھایا ہے۔ وہ سماجی تجربات پر زیادہ زور دیتا ہے۔ لہٰذا تعلیمی نصاب کے حوالے سے مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھا جانا ضروری ہے۔

i- کیا مطلوب ہے؟ اور

ii- کیا خواہش کئے جانے کے قابل ہے؟

Eimas Ali

جان ڈیوی (John Dewey) کا جوشیلا پیروکار کل پیٹرک (Kilpatrick) کہتا ہے کہ سکولوں کو متروک چیزوں سے چھٹکارا دلایا جائے۔ البتہ عملیت پسند (Pragmatists) زیادہ نہیں لیکن انہیں تھوڑی بہت اہمیت ضرور دیتے ہیں، اسی لئے تاریخ، ادب اور ریاضی وغیرہ کے مضامین میں ماضی کے نفیس کام اور اقدار جنہیں ''کلاسک'' کا درجہ حاصل ہوتا ہے شامل کئے جاتے ہیں۔ یہ بھی لمبی بحث اور تنقید کے بعد کیا گیا ہے۔ سماجی علوم، حیاتیات، سماجیات، انسانی نفسیات اور بشریات جیسے مضامین طلبہ کو صنعتی وجمہوری دنیا کا مفید شہری بنانے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ فطری/طبیعاتی علوم کا درجہ دوسرے نمبر پر ہے ان کی مدد سے نئی تکنیکیں سیکھنے میں مدد ملتی ہے۔ امریکہ میں 274 صنعتی علوم کے بارے میں کورسز کرائے جا رہے ہیں اور طلبہ کو اپنی مرضی سے کورس کے انتخاب کا موقع فراہم کیا جاتا ہے۔

نتائجیت پسند ایسا تعلیمی نصاب چاہتے ہیں جو کہ طالبعلم کی تمام صلاحیتوں کو جلا بخشے اور انہیں وہ تمام علوم

USMAN NOTES Pakistan's #1 Most Selected Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

حاصل کرنے کے قابل بنائے جو کہ مستقبل میں ان کی زندگی میں کام آسکے، اس لئے وہ طلبہ کے لئے نصاب کے تعین کے لئے مندرجہ ذیل تجاویز دیتے ہیں۔

(i) افادیت کا اصول (Principle of Utility)

نتائجیت پسندوں کے مطابق مطابقت اختیار کرنے میں انسان کو سہولت بہم پہنچانا ہی فائدہ مند ہے۔ انسانی ضروریات کی جتنی زیادہ تسکین ہوگی اتنی ہی زیادہ یہ فائدہ مند ہوگی۔ اس سے طلبہ کو مستقبل کی زندگی میں زیادہ مطابقت اختیار کرنے کا موقع بھی ملے گا، اس لئے نصاب ایسا ہونا چاہیے جس سے طالبعلم کو مستقبل میں کوئی پیشہ اختیار کرنے میں سہولت مل سکے۔ یہی وجہ ہے کہ نتائجی نصاب (Pragmatic Curriculum) میں تکنیکی اور سائنسی تعلیم کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔ نتائجیت پسندوں کے مطابق لڑکیوں کو خانہ داری کے فنون سکھائے جانے چاہئیں جبکہ لڑکوں کو زراعت اور سائنس کی تعلیم دی جانی چاہیے۔ اس کے علاوہ انہوں نے جسمانی تربیت پر بھی زور دیا ہے کیونکہ جسمانی نشوونما کے لئے یہ انتہائی ضروری ہے۔ مزید برآں نتائجیت پسندوں نے ان تمام مضامین کو بھی نصاب میں شامل کرنے کا کہا ہے جو کہ مستقبل کی زندگی میں طلبہ کی جانب سے مطابقت اختیار کئے جانے میں کسی نہ کسی صورت معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔ اس لئے نصاب میں تاریخ، جغرافیہ، ریاضی، حفظان صحت وغیرہ کو شامل کرنے کی تجویز دی گئی ہے۔ نتائجیت پسندوں کے مطابق ایسا کوئی بھی مضمون بچوں کے نصاب میں شامل نہیں کرنا چاہیے جو کہ مطابقت کے عمل میں طلبہ کی مدد نہ کر سکے۔ تعلیم کا مقصد انسان کی زندگی ہے اور یہ مقصد مختلف علوم کے ذریعے ہی حاصل ہو سکتا ہے، ایسے تمام علوم جو کہ انسانی ترقی میں کردار ادا کر سکتے ہیں نصاب میں شامل کئے جانے چاہئیں۔

Elmas Ali

(ii) بچے کی دلچسپی کا اصول (Principle of Child's Intrest)

سیکھنے کے عمل میں بچے کی اپنی دلچسپی اہم ترین کردار ادا کرتی ہے، بچے عام طور پر چار قسم کی دلچسپیوں کا مظاہرہ کرتے ہیں، ان میں بولنا، تلاش یا دریافت کرنا، تخلیقی سرگرمیاں انجام دینا اور فنکارانہ اظہار شامل ہے۔ اس لئے بچوں کی ان دلچسپیوں کا خصوصی خیال رکھتے ہوئے نصاب میں پڑھنا، گنتی، دستکاری، پینٹنگ وغیرہ کو لازمی شامل کیا جانا چاہیے۔ لیکن بچوں کی دلچسپیاں وقت کے ساتھ ساتھ تبدیل بھی ہوتی رہتی ہیں اس لئے تعلیم کے مختلف مراحل پر تبدیل شدہ دلچسپیوں کا خیال رکھا جانا چاہیے۔

(iii) بچے کے تجربے کا اصول (Principle of Child's Experience)

نتائجیت پسند بچوں کو نظریات کے بجائے حقیقی تجربات کے ذریعے تدریس پر زور دیتے ہیں۔ اس لئے

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal
WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

ان کا کہنا ہے کہ کتابوں کے ساتھ ایسے پروگرامز بھی شروع کیے جائیں جن سے طلبہ کو عملی تجربات کا موقع مل سکے اس لئے نتائجیت پسند بھرپور قسم کے متحرک نصاب کے حق میں ہیں، ان کے مطابق سکول میں ایسی کمیونٹی اور ماحول تشکیل دیا جانا چاہیے جس میں بچہ ضبط نفس کی تکنیکوں کو سیکھ سکے اور بحیثیت شہری اپنی خوبیوں کو پروان چڑھا سکے

(iv) مربوط بنانے کا اصول (Principle of Integration)

نتائجیت پسندوں کے مطابق علم اور ذہانت دنیا بھر میں قریباً ایک جیسی ہے، اس لئے علوم کو باہم مربوط کرنے کو تعلیم میں خصوصی اہمیت دی جانی چاہیے۔ یعنی سکول میں مختلف مضامین کو الگ الگ نہیں پیش کرنا چاہیے کیونکہ مضامین کی اپنی کوئی اہمیت نہیں ہے سب سے اہم وہ انسانی سرگرمیاں ہیں جن کی یہ حوصلہ افزائی کرتے ہیں طالبعلم کو تحریک دی جانی چاہیے کہ وہ متعدد مضامین کا علم حاصل کرے، اور ایسا اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک مضامین الگ الگ پیش کیے جاتے رہیں گے۔ لہٰذا مضامین کو باہم مربوط کر دینا چاہیے۔

2- تدریسی طریقہ ہائے کار (Educational Methods)

تعلیم کا نتائجی طریقہ نفسیات اور سماجیات پر مبنی ہے، اس میں ایسے حالات پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، اس میں ایسے حالات پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جو کہ طالبعلم کی بھرپور شرکت کا موقع مہیا کرے نیز اس میں اختیار کیا جانے والا طریقہ قابل تبدیل ہوتا ہے۔ نتائجیت پسندوں نے ان دونوں پر خصوصی زور اس لئے دیا ہے کیونکہ وہ حقیقی تجربات کے ذریعے تدریس پر یقین رکھتے ہیں۔ ان کی جانب سے پیش کیا جانے والا ایک طریقہ پراجیکٹ میتھڈ (Procject Method) ہے۔ نتائجیت پسند مفکرین کے مطابق کسی بھی تعلیمی (فلاسفی) کی کامیابی کا انحصار اس میں تدریسی معیار کو بڑھانے کی قابلیت پر ہوتا ہے۔ یہ روایتی طریقہ ہائے تدریس کے ناقد ہیں، کیونکہ یہ مسلسل تجربات پر یقین رکھتے ہیں، انہوں نے اس روایتی انداز کی بھی مخالفت کی ہے جس میں بچہ استاد کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کر کے وہ سب کچھ سیکھتا ہے جو کہ استاد کی جانب سے سکھایا جاتا ہے۔ نتائجیت پسندوں کے مطابق تعلیم وہ نہیں جو کہ استاد سکھائے، بلکہ اصل تعلیم آزادانہ ادارک کی صلاحیت ہے اور یہ تبھی حاصل ہو سکتی ہے جب تدریسی طریقہ بامقصد اور بچے کی دلچسپیوں، رجحانات اور خواہشات کے عین مطابق ہو۔

نتائجیت پسند نظریہ اور عمل یعنی تھیوری اور پریکٹس میں فرق کو مسترد کرتے ہیں، ان کے مطابق حقیقی تعلیم صرف جاننا نہیں بلکہ سیکھے گئے علم کو عمل میں لانا ہے۔ جبکہ بچے تو سیکھتے ہی عملی کام سے ہیں، چاہے وہ گروہی یا انفرادی سرگرمیاں ہوں۔ اس طریقہ کو کر کے سیکھنا (Learning by doing) کہتے ہیں۔ طالبعلم کو استاد کے نہیں بلکہ اپنے تجربات سے سیکھنا ہوتا ہے اور کتابیں، سکول یا ادارے ان ذاتی تجربات کی جگہ نہیں لے سکتے کسی

USMAN NOTES | Pakistan's #1 AIOU Solved Portal
WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

بھی تدریسی طریقے کا پہلا جزو طالبعلم کی اپنی کوشش ہے، طالبعلم کے اندر سے جب کچھ سیکھنے کی خواہش بیدار ہوتی ہے تو وہ خود بخود سیکھنے لگتا ہے، اسے ابھارنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ لیکن اس سب کا یہ مطلب بھی ہرگز نہیں کہ زبانی تعلیم کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ استاد زبانی تدریس کے ساتھ ایسے حالات پیدا کرے جن سے بچے میں نئی صورتحال کا سامنا کرنے کی خواہش بیدار ہو۔

Elmas Ali

نتائجیت کے نظریے میں ربط قائم کرنے کے اصول کو سب سے زیادہ اہمیت دی گئی ہے، اس کے مطابق علم تکڑوں کی شکل میں نہیں ہونا چاہیے، سیکھنے کے عمل کو مربوط بنایا جانا ضروری ہے کیونکہ اپنے تجربات میں ہم آہنگی قائم کرنا انسان کے لئے ایک فطری عمل ہے، انسان ہمیشہ سے اپنے آپ پر مرتب ہونے والے لاکھوں کروڑوں اثرات میں ہم آہنگی قائم کرنے کی کوشش کرتا آرہا ہے۔ استاد کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ بچہ دوران تعلیم جو کچھ بھی سیکھے اس میں ہم آہنگی، ربط اور ترتیب قائم رہے۔ اس طرح کی تعلیم ہی بامقصد تدریس کہلاتی ہے۔ یہ تمام خصوصیات کل پیٹرک (Kilpatrick) اور ڈیوی (Dewey) کے پیروکاروں کی جانب سے پیش کئے گئے پراجیکٹ میتھڈ میں ملتی ہیں۔ کل پیٹرک (Kilpatrick) کے مطابق پراجیکٹ ایک بامقصد اور پوری توجہ وخلوص سے کی جانے والی سرگرمی ہے جو کہ سماجی ماحول میں انجام دی جاتی ہے۔ پراجیکٹ میتھڈ میں طالبعلم کو پراجیکٹ کی شکل میں کوئی مسئلہ دیا جاتا ہے، جسے حل کرنے کے لئے طالبعلم اپنی تمام توانائیاں صرف کرتا ہے، روزمرہ کے بیشتر مسائل ایسے ہوتے ہیں جن کے حل کیلئے صرف ذہنی کاوش کافی نہیں ہوتی، اس کے لئے طالبعلم کو اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لانا پڑتا ہے۔ اس سرگرمی کے دوران فطری ماحول مہیا کیا جاتا ہے، جہاں تک ممکن ہو سکے طالبعلم پر پراجیکٹ کی اہمیت واضح کی جانی چاہیے، جیسے ہی مسئلے کی نوعیت تبدیل ہوتی ہے پراجیکٹ میں بھی تبدیلی لانا پڑتی ہے۔ ابتدائی درجوں میں بچہ سادہ پراجیکٹس پر کام کرتا ہے، جیسے جیسے وہ بڑا ہوتا ہے مسائل کی نوعیت بھی پیچیدہ سے پیچیدہ تر ہوتی جاتی ہے۔ ایسے علمی پراجیکٹس میں دستکاری، لسانی مشکلات، سائنس سے متعلق مسائل اور تاریخ، جغرافیہ، تجارت، صنعت وغیرہ کے مسائل شامل ہوتے ہیں۔ پراجیکٹ میتھڈ میں پہلا کام مقصد کا تعین اور کامیابی کے حصول کے لئے مختلف طریقوں پر غور ہے، اس کے بعد مقصد کے حصول کے لئے پراجیکٹ تشکیل دیا جاتا ہے، پراجیکٹ کو عملی شکل میں ڈھالنے کے بعد اس کا جائزہ لیا جاتا ہے تاکہ کامیابی اور ناکامی کا پتا چل سکے۔ اس کے بعد پراجیکٹ کی تفصیلی رپورٹ تیار کرنے کا کام رہ جاتا ہے، اس طریقہ کار کی خوبی یہ ہے کہ طالبعلم سیکھنے کے عمل میں بھرپور طور پر شرکت کرتا ہے اس سے ضبط نفس اور اپنی صلاحیتوں کو خود پروان چڑھانے کی قابلیت پیدا ہوتی ہے۔ نفسیاتی نوعیت کی وجہ سے یہ سماجی اور شہری خصوصیات کو بھی بہتر بنانے میں کردار ادا کرتا ہے۔ پراجیکٹ میتھڈ نصابی پروگرامز کے حوالے سے زیادہ فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔ مجموعی طور پر دیکھا جائے تو یہ ایک فطری، بامقصد اور تحریک مہیا کرنے والا طریقہ تدریس ہے۔

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal
WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

Elmas Ali

3- نظم وضبط (Discipline)

عمومی طور پر سکول کی زندگی اور انتظام و انصرام میں نظم وضبط کو اہم تصور کیا جاتا ہے تاہم فلسفہ نتائجیت کے تحت تعلیم میں نظم وضبط کو خصوصی اہمیت دی جاتی ہے۔ نتائجیت پسندوں کے مطابق بچے کو سماجی ماحول سے استفادہ کرنے کا لازمی موقع ملنا چاہیے، لیکن یہ نظم وضبط کے بغیر ممکن نہیں، نتائجیت کے نظریے کے مطابق نظم وضبط بنیادی طور پر ایک سماجی عمل ہے یہ گروہی اور بامقصد سرگرمی میں فعال شرکت کا نتیجہ ہوتا ہے، ڈیوی (Dewey) کے مطابق نتائج پیدا کرنے والے امور اور انہیں باہمی تعاون کے ساتھ سماجی انداز میں انجام دینے سے اپنی نوعیت کا نظم وضبط پیدا ہوتا ہے۔ اسے ضبط نفس بھی کہتے ہیں جو کہ طالبعلم کی کردار سازی کی بنیاد ہے۔ سکول میں طلبہ کو ایسی تمام سرگرمیاں انجام دینے کا موقع ملنا چاہیے جو کہ خود انحصاری، آزادی، میل جول، باہمی تعاون، ہمدردی وغیرہ کی خصوصیات کو پروان چڑھانے میں معاون ہوں۔ نتائجیت (Pragmatism) میں آزادی کو نظم وضبط کا اہم ترین جزو تصور کیا جاتا ہے۔ اسی لئے طالبعلم میں جمہوری اقدار کے فروغ کو تعلیم کا مقصد قرار دیا جاتا ہے کیونکہ جمہوری خصوصیات میں آزادی کو لازمی حیثیت حاصل ہے۔ اس لئے سکول میں بچوں کو جہاں تک ممکن ہو سکے آزادی دینے کا کہا جاتا ہے، جمہوری معاشروں میں طلبہ اس آزادی کی ہر ممکن حفاظت کرتے ہیں، ان کا ماننا ہے کہ اگر طلبہ سے آزادی چھین لی جائے تو سکول اور کالج کبھی بھی سماجی ترقی کا ذریعہ نہیں بن سکیں گے۔ آزادی ہی حقیقی نظم وضبط کا مغز ہے، کیونکہ نظم وضبط خارجی طور پر قائم نہیں کیا جا سکتا، یہ ضبط نفس کی بنا پر قائم ہوتا ہے، اسی وجہ سے نتائجیت پسندوں کا کہنا ہے کہ آزادی اور نظم وضبط میں گہرا تعلق پایا جاتا ہے۔ نظم وضبط کا مقصد طلبہ میں سماجی شعور بیدار کرنا ہے جس سے وہ سماج مخالف سرگرمیوں سے بچ سکتے ہیں، اسی ضبط نفس کی وجہ سے طالبعلم سماجی ذمہ داریاں ادا کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ سکول کا کام صرف یہ ہے کہ وہ طلبہ کو احساس ذمہ داری اور بصیرت عطا کرے تاکہ وہ آگے چل کر ذمہ دار شہری بن کر ملک کی ترقی میں کردار ادا کر سکیں۔ نظم وضبط کا مطلب خارجی طور پر نافذ کردہ اصول وضوابط کی پابندی نہیں ہے بلکہ جب ایسے اصول اور احکامات فرد کے اپنے ذہن سے برآمد ہوتے ہیں اور ان پر عملدرآمد کیا جاتا ہے تو یہ ضبط نفس کہلاتا ہے اور یہی ضبط نفس نظم وضبط کی بنیاد بنتا ہے۔ نظم وضبط قائم کرنے کی خواہش رکھنے والے اساتذہ کو چاہیے کہ وہ طلبہ میں سماجی ذمہ داری کا احساس پیدا کریں۔ سماجی ذمہ داری طالبعلم کو نظم وضبط کا پابند بنانے میں مدد کرتی ہے، اس نظم وضبط کی وجہ سے طالبعلم ذاتی اور سماجی امور زیادہ کامیابی کے ساتھ انجام دے سکتا ہے۔ یہ نظم وضبط کی ایک نفسیاتی توجیہہ ہے۔ نتائجیت پسند ماہرین تعلیم سکول میں نظم وضبط کے قیام کے بہتر طریقے تلاش کرنے کے لئے مسلسل تجربات میں مشغول ہیں۔ ان تجربات کی وجہ سے نظم ضبط قائم کرنے کے کئی نئے طریقے بھی سامنے آئے ہیں۔

نظریہ وجودیت کیا ہے؟ اس کی اہم خصوصیات بیان کریں، نیز تعلیمی تناظر میں اس کا کردار بیان کریں۔

سوال 9۔

نظریہ وجودیت (Existentialism):

جواب:

وجودیت بیسویں صدی کا فلسفہ ہے جس میں وجود کے تجزیئے اور اس طریقے کو مرکزی حیثیت حاصل ہے جس کے تحت انسان کائنات میں اپنے وجود کو تلاش کرتا ہے۔ اس کے مطابق انسان کا وجود سب سے پہلے ہے۔ اس کے مطابق ہر فرد زندگی بھر اپنے جوہر اور فطرت میں تبدیلی لاتا رہتا ہے، سادہ لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ وجودیت کے فلسفے کا تعلق آزاد قوت ارادی، انتخاب اور ذاتی ذمہ داری کے ذریعے اپنی ذات اور زندگی کے مقصد کی تلاش سے ہے۔ اس کا عقیدہ یہ ہے کہ لوگ اس بات کی تلاش میں ہیں کہ وہ کون اور کیا ہیں جو کہ زندگی بھر تجربات، عقائد اور تناظر کی بنیاد پر اپنے راستے چنتے رہتے ہیں اور سچائی کی معروضی شکل کے بغیر ہی ذاتی انتخاب مقرر بن جاتا ہے۔ وجودیت پسندوں (Existentialists) کے مطابق انسان کو قوانین، اخلاقی اصولوں اور روایات کے بغیر اپنی راہ چننے اور ذمہ دار بننے پر مجبور کیا جانا چاہیے۔

وجودیت کی اہم خصوصیات (The Chief Characteristics of Existentialism)

وجودیت (Existentialism) انسان اور اس کی آزادی کو سب سے زیادہ اہمیت دیتی ہے، فلسفہ وجودیت کو پیش کرنیوالے مفکرین کے نزدیک انسان اپنے جوہر (Essence) کا خود خالق ہے، یہ فلسفہ مثالیت اور حقیقت پسندی سے یکسر مختلف ہے کیونکہ فلسفہ وجودیت کے سکالر انسان کو ایک الگ قسم کی دنیا کے انسان کے طور پر دیکھتے ہیں۔ جبکہ مثالیت پسند یا حقیقت پسند انسان کو بامعنی اور قابل تشریح دنیا کا باسی تصور کرتے ہیں۔ وجودیت پسندوں کے مطابق ذاتی نشوونما اس کی اپنی کاوش سے ہی ہو سکتی ہے، اس کے علاوہ اور کوئی اس کی مدد نہیں کر سکتا، اس لئے وہ زندگی کے عملی مسائل کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں، فلسفہ وجودیت (Existentialism) کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں۔

Elmas Ali

1- مثالیت پر تنقید (Criticism of Idealism)

فلسفہ وجودیت (Existentialism) فلسفہ مثالیت (Idealism) کے ردعمل میں ابھر کر سامنے آیا ہے۔ اس لئے فلسفہ وجودیت کے پیروکار مثالیت پسندی کے سب سے بڑے ناقد نظر آتے ہیں، مثالیت پسندی کے مطابق انسان لازمی طور پر آفاقی کردار کے حامل کسی پوشیدہ روحانی یا نفسیاتی جوہر کا اظہار ہے، اس لئے تمام انسان بنیادی طور پر یکساں ہیں اور ہمہ گیر کردار ان کی مشترکہ خصوصیت ہے۔ یہی وہ عمومی کردار ہے جو کہ انسان کی صحیح معنوں میں وضاحت کرتا ہے، اس لئے انسان کی آزادی انسانیت کی عمومی بھلائی کے لئے ہے، نہ کہ خودسری کے لئے۔ لیکن اس تصور کو وجودیت پسند تنقید کا نشانہ بناتے ہیں، ان کے مطابق اصلی جوہر کی تلاش گمراہ کن تصور ہے، اصل شے وجود ہے اور یہی حقیقت ہے۔

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

-2 فطرت پسندی پر تنقید (Criticism of Naturalism)

وجودیت پسند (Existentialists) فطرت پسندی کے بھی ناقد ہیں، فطرت پسندوں کے نزدیک زندگی جسمانی، حیاتیاتی، کیمیائی قوانین کے تابع ہے، جو کہ علت کے آفاقی قوانین کا موضوع ہیں، علت کے قانون (Law of Causation) کے مطابق دنیا میں جو کچھ بھی وقوع پذیر ہوتا ہے اس کا کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے، کوئی بھی واقعہ بلا سبب اچانک وقوع پذیر نہیں ہوتا، اس طرح اگر علت کا قانون آفاقی طور پر کام کر رہا ہے تو کسی بھی عمل میں بشر کی آزادی ممکن نہیں، انسان کے افعال بھی جانوروں کی ہی طرح میکانکی ہیں، لیکن وجودیت پسندوں کو اس سے نفرت ہے اور وہ بڑی دلیری سے انسان کی آزادی کا دفاع کرتے ہیں، درحقیقت انسان بہت آزاد ہے، جے پی سارترے (J. P. Sartre) کے مطابق انسان اپنی آزادی سے خوفزدہ ہے۔

-3 سائنسی فلسفے پر تنقید (Criticism of the Scientific Philosophy)

وجودیت پسند فلاسفہ مثالیت اور فطرت پسندی کے ساتھ سائنسی تصور کو بھی تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ سائنس براہ راست ڈیٹا سے استخراج کرتی ہے اور انہیں آفاقی قانون یا عمومی کلیہ کے تابع کرتی ہے، جبکہ وجودیت پسندوں کے مطابق تمام استخراجات غلط ہیں، حقیقت صرف براہ راست ڈیٹا میں ہے، مزید برآں سائنس اور ٹیکنالوجی میں غیر معمولی ترقی کی وجہ سے صنعت سازی اور شہری آبادکاری کو بڑی تیزی سے فروغ ملا ہے۔ نتیجتاً گنجان آباد قصبے بنے اور فرد کی انفرادیت ہجوم میں کھو گئی، ہر شے بڑے پیمانے پر وقوع پذیر ہوتی ہے، جبکہ تمام ذاتی اقدار، انفرادی پسند و ناپسند وغیرہ سب ختم ہو گئی ہے، آج کے دور میں کوئی فرد اپنے طور پر کسی نتیجے پر نہیں پہنچتا تمام فیصلے کمپیوٹرز یا جامد قوانین اور ڈیٹا کے ذریعے ہوتے ہیں، یوں سائنس نے انسان کی قدر کو نظر انداز کر دیا ہے، اسی وجہ سے وجودیت پسند سائنسی فلسفے کی مخالفت کرتے ہیں، وجودیت پسندوں کی طرف سے فنون لطیفہ اور ادب پر زور اسی مخالفت کی وجہ سے ہے۔ فلسفہ وجودیت کے بنیادی عقیدے کے مطابق کسی بھی حقیقی فلاسفی کی بنیاد علمیات یا نظریہ علم کے بجائے قدریات (Axiology) یا نظریہ اقدار (Theory of Values) پر مبنی ہونی چاہیے۔

-4 یاس اور ناامیدی کا جنم (Born of Despair)

سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی کی وجہ سے جہاں بڑے بڑے صنعتی کمپلیکس اور ٹاؤن شپ وجود میں آ رہے ہیں وہیں انسان فطرت کا قرب کھو رہا ہے، بڑے قصبوں میں مسائل اور انسان کے ذاتی خلفشار مظاہراتی طور پر کئی گنا بڑھ گئے ہیں، دو عالمی جنگوں نے دنیا کے مستقبل اور فلاسفی کے بارے میں انسان کے یقین کو متزلزل کر کے رکھ دیا ہے، ٹیکنالوجی کے بڑھتے استعمال اور اس کی وجہ سے زندگی کے میکانکی انداز میں اضافے نے انسان کے دل و دماغ میں مایوسی و ناامیدی کو بڑھایا ہے۔ انسانی کاوشوں کی قدر کم ہو رہی ہے جبکہ زندگی سمندر تیرتے تنکے کی مانند ہو گئی ہے جس کی کوئی خاص سمت نہیں ہوتی، لہریں اسے جہاں پہنچا دیں وہاں وہ پہنچ جاتا ہے۔

Elmas Ali
USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal
WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

ہے حالات میں حساس دماغ خود کو لاچار اور کھویا ہوا محسوس کرتا ہے۔ وجودیت پسندوں نے انسان کی ان تکلیف
دہ صورتوں کو بیان اور تجزیہ کرنے کی کوشش کی ہے اور ان سے ہٹ کر راستہ نکالا ہے، وہ حد سے زیادہ مبالغہ آرائی
بڑھنے اور بے وجہ خوف میں مبتلا ہونے کی تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جدید دور میں
زندگی گوناگوں مسائل لئے ہوئے ہیں اور ایک مسئلے سے کئی کئی مسائل جڑے ہیں، اس مشکل صورت حال نے
انسان کو اور الجھا دیا ہے، لیکن ایسی صورت میں ہمت ہار جانا اور مایوس ہو جانا معقول بات نہیں، بلکہ ایسا کرنے سے
صورتحال اور پیچیدہ اور انسان کی امیدیں اور کم ہو جائیں گے، نفسیاتی طور پر یہ رجحان بیش حساسیت
(Hypersensiveness) اور مراق (Hypochondria) کی علامات ہیں۔ ایسا شخص شدید مایوسی میں
خودکشی کا سوچنے لگتا ہے، اسی لئے کہا گیا ہے کہ کسی چیز کی بھی زیادتی نقصان دہ ہوتی ہے۔

5۔ انسانی شخصیت کی قدر (Value of Human Personality)

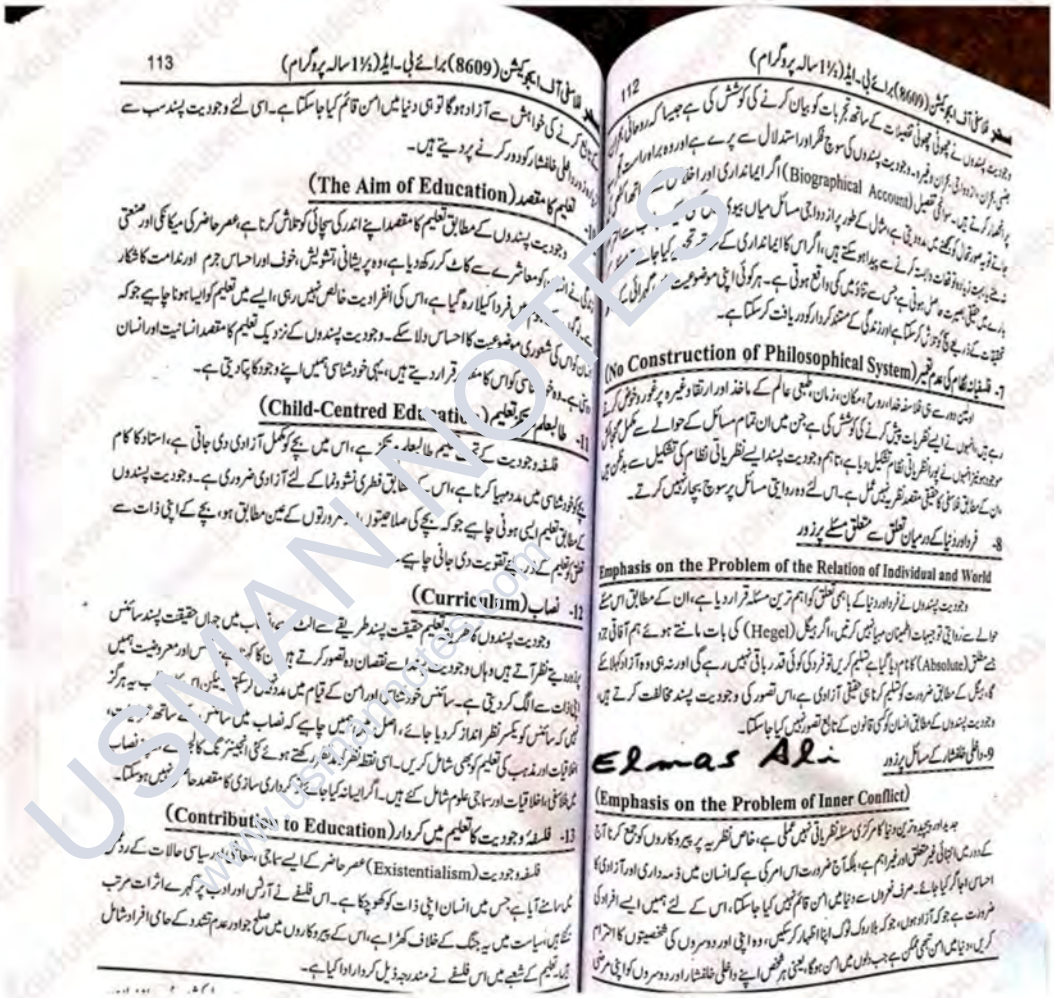
وجودیت پسند انسانی شخصیت کو اہمیت کو سب پر فوقیت دیتے ہیں، درحقیقت وجودیت پسند فلاسفہ کے نزدیک
انسان کو کائنات میں مرکزی حیثیت حاصل ہے اور کوئی دوسری شے اس کے ہم پلہ نہیں ہے۔ حتیٰ کہ خدا، کائنات وغیرہ بھی
انسان کے ماتحت ہیں۔ انسان کی بنیادی خصوصیت اس کی آزادی ہے۔ سماج اور سماجی ادارے انسان کے لئے ہیں
انسان ان کے لئے نہیں بنا ہے، انسان کی قوت ارادی کسی کے تابع نہیں، اگر کوئی قانون یا ضابطہ اس کی آزادی میں رکاوٹ
بنتا ہے تو یہ ناانصافی پر مبنی ہے اس کا کوئی جواز نہیں۔ ایسی کوئی بھی شے جو کہ فرد کی بالیدگی اور نشوونما میں رکاوٹ بنے اسے
ختم کر دینا چاہیے، اپنے اسی نقطہ نظر کی وجہ سے وجودیت پسند مصنفین، مفکرین اور فنکاروں نے بغیر کسی جھجک کے
اپنے رائے کا کھل کا اظہار کیا ہے، اور انسان کی آزادی کے لئے برسر پیکار رہے ہیں۔

Elmas Ali

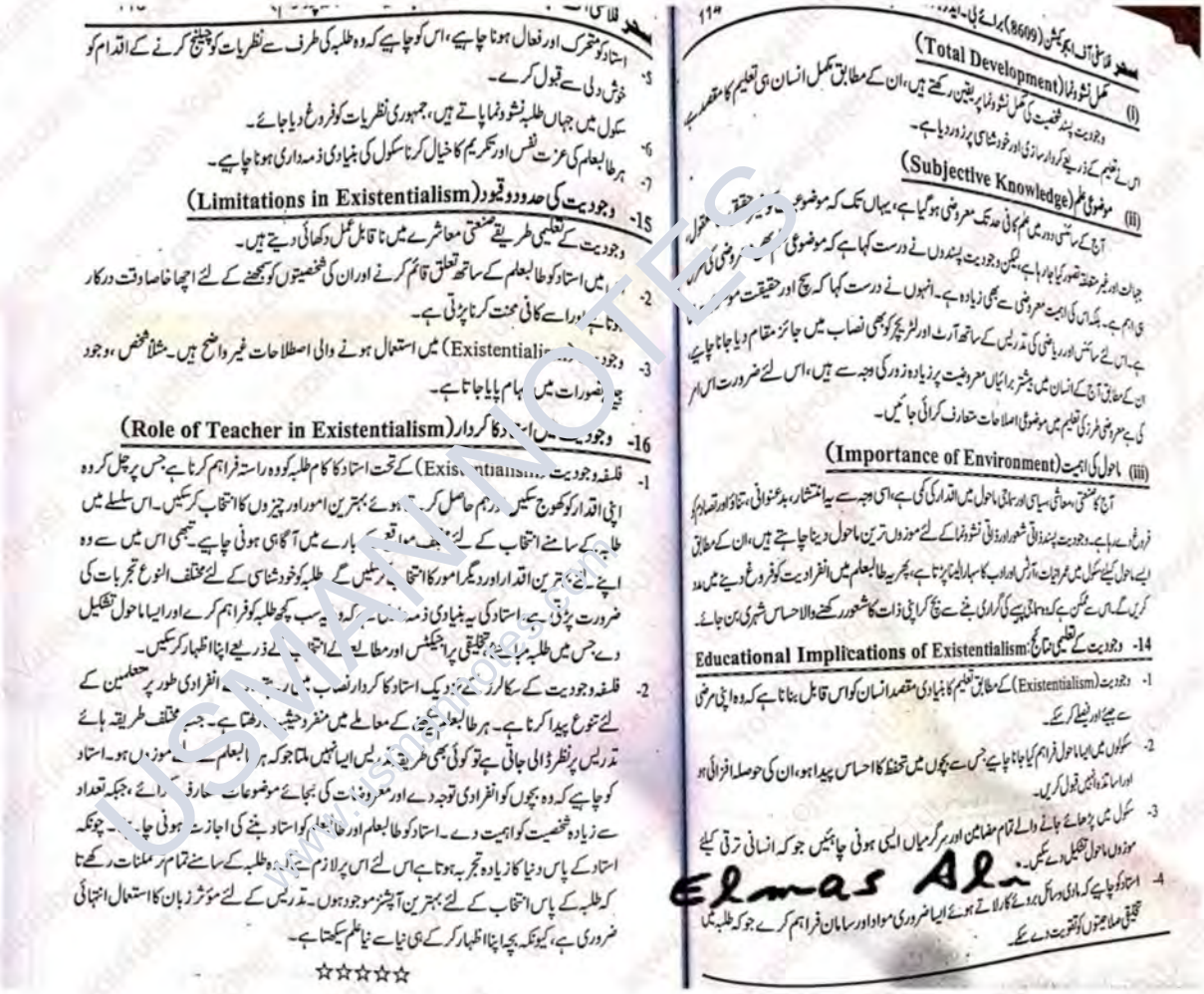
6۔ موضوعیت کی اہمیت (Importance of Subjectivity)

ڈنمارک کے فلاسفر ایس کیرکا گارڈ (S. Kierkegaard) کے مطابق سچائی موضوعیت اور موضوعیت
سچائی ہے۔ معروضیت اور استخراج اوہام ہیں، حالانکہ سائنسدانوں کا سب سے زیادہ زور معروضیت پر ہے اور وہ
موضوعی اجزا کی خلل اندازی کو ناجائز اور فسق قرار دیتے ہیں، وجودیت پسند اس حوالے سے کافی متشدد واقع ہوئے ہیں
کہ وہ کہتے ہیں صرف فوری یا براہ راست احساس یا اظہار ہی سچائی کو آشکار کرتا ہے کسی بھی انداز میں استخراج سچائی اور
حقیقت کو نقصان پہنچاتا ہے۔ براہ راست تجربہ یا احساس جس کی وجودیت پسند بات کرتے ہیں وہ
آویزش (Conflict)، انقسامیت (Divisiveness)، تکلیف (Pain)، صدمہ (Aungish)، تشویش
پریشانی (Anxiety)، گھٹن (Suffocation) جیسے براہ راست تجربات ہیں جن کا سامنا افراد کو کرنا پڑتا ہے، یہی
درد اور تکلیف ہی انسان زندگی کے معیار کا پتا دیتی ہے، جبکہ فلاسفی کا کام ان آویزشوں کو واضح کرنا اور ان کے اسباب
دریافت کرنا ہے۔ عام طور پر یہ آویزشیں اخلاقی نوعیت کی ہوتی ہیں جو کہ غیر مستند وجود کی طرف اشارہ کرتی ہیں، کئی

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com



USMAN NOTES
www.usmannotes.com



استاد کو متحرک اور فعال ہونا چاہیے، اس کو چاہیے کہ وہ طلبہ کی طرف سے نظریات کو چیلنج کرنے کے اقدام کو
-5 خوش دلی سے قبول کرے۔
-6 سکول میں جہاں طلبہ نشوونما پاتے ہیں، جمہوری نظریات کو فروغ دیا جائے۔
-7 ہر طالبعلم کی عزت نفس اور تکریم کا خیال کرنا سکول کی بنیادی ذمہ داری ہونا چاہیے۔

-15 وجودیت کی حدود و قیود (Limitations in Existentialism)

وجودیت کے تعلیمی طریقے صنعتی معاشرے میں ناقابل عمل دکھائی دیتے ہیں۔
-2 ... میں استاد کو طالبعلم کے ساتھ تعلق قائم کرنے اور ان کی شخصیتوں کو سمجھنے کے لئے اچھا خاصا وقت درکار ... ہے اور اسے کافی محنت کرنا پڑتی ہے۔
-3 وجود... (Existentiali...) میں استعمال ہونے والی اصطلاحات غیر واضح ہیں۔ مثلاً شخص، وجود ... تصورات میں ہم پایا جاتا ہے۔

-16 وجودیت میں استاد کا کردار (Role of Teacher in Existentialism)

-1 فلسفہ وجودیت (Exis...tialism) کے تحت استاد کا کام طلبہ کو وہ راستہ فراہم کرنا ہے جس پر چل کر وہ اپنی اقدار کو کھوج سکیں اور ... ہوئے بہترین امور اور چیزوں کا انتخاب کر سکیں۔ اس سلسلے میں طلبہ کے سامنے انتخاب کے لئے ... معاملات کے بارے میں آگاہی ہونی چاہیے۔ تبھی اس میں سے وہ اپنے لئے بہترین اقدار اور دیگر امور کا انتخاب کر سکیں گے۔ طلبہ کو خود شناسی کے لئے مختلف النوع تجربات کی ضرورت پڑتی ہے۔ استاد کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ سب کچھ طلبہ کو فراہم کرے اور ایسا ماحول تشکیل دے جس میں طلبہ مباحثے، تخلیقی پراجیکٹس اور مطالعے کے انتخاب کے ذریعے اپنا اظہار کر سکیں۔
-2 فلسفہ وجودیت کے سکالرز کے نزدیک استاد کا کردار نصاب میں ... انفرادی طور پر متعلمین کے لئے تنوع پیدا کرنا ہے۔ ہر طالبعلم (یعنی) کے معاملے میں منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ جس مختلف طریقہ ہائے تدریس پر نظر ڈالی جاتی ہے تو کوئی بھی طریقہ تدریس ایسا نہیں ملتا جو کہ ہر طالبعلم کے موزوں ہو۔ استاد کو چاہیے کہ وہ بچوں کو انفرادی توجہ دے اور معروضات کی بجائے موضوعات حاصل کرائے، جبکہ تعداد سے زیادہ شخصیت کو اہمیت دے۔ استاد کو طالبعلم اور طالبعلم کو استاد بننے کی اجازت ہونی چاہیے۔ چونکہ استاد کے پاس دنیا کا زیادہ تجربہ ہوتا ہے اس لئے اس پر لازم ہے کہ وہ طلبہ کے سامنے تمام ممکنات رکھے تا کہ طلبہ کے پاس انتخاب کے لئے بہترین آپشنز موجود ہوں۔ تدریس کے لئے مؤثر زبان کا استعمال انتہائی ضروری ہے، کیونکہ بچہ اپنا اظہار کر کے ہی نیا سے نیا علم سیکھتا ہے۔

☆☆☆☆☆

(Total Development) (i) مکمل نشوونما

وجودیت پسند شخصیت کی مکمل نشوونما پر یقین رکھتے ہیں، ان کے مطابق مکمل انسان ہی تعلیم کا مقصد ہے۔ اس نے تعلیم کے ذریعے کردار سازی اور خود شناسی پر زور دیا ہے۔

(Subjective Knowledge) (ii) موضوعی علم

آج کے سائنسی دور میں علم کو ... حد تک معروضی ہو گیا ہے، یہاں تک کہ موضوعی ... حقیقی، جمالیات اور غیر حقیقی تصور کیا جا رہا ہے، لیکن وجودیت پسندوں نے درست کہا ہے کہ موضوعی ... معروضی کی طرح ... ہے۔ بلکہ اس کی اہمیت معروضی سے بھی زیادہ ہے۔ انہوں نے درست کہا کہ سچ اور حقیقت موضوعی ... ہے۔ اس لئے سائنس اور ریاضی کی تدریس کے ساتھ آرٹ اور لٹریچر کو بھی نصاب میں جائز مقام دیا جانا چاہیے۔ ان کے مطابق آج کے انسان میں بیشتر برائیاں معروضیت پر زیادہ زور کی وجہ سے ہیں، اس لئے ضرورت اس امر کی ہے معروضی طرز کی تعلیم میں موضوعی اصلاحات متعارف کرائی جائیں۔

(Importance of Environment) (iii) ماحول کی اہمیت

آج کا صنعتی معاشی سیاسی اور سماجی ماحول میں اقدار کی کمی ہے، اسی وجہ سے یہ انتشار، بدعنوانی، تناؤ اور تصادم فروغ پا رہا ہے۔ وجودیت پسند ذاتی شعور اور ذاتی نشوونما کے لئے موزوں ترین ماحول دینا چاہتے ہیں، ان کے مطابق ایسا ماحول کیلئے سکول میں عجائبات، آرٹس اور ادب کا سہارا لینا پڑتا ہے، پھر یہ طالبعلم میں انفرادیت کو فروغ دینے میں مدد کریں گے۔ اس سے ممکن ہے کہ وہ سماجی پیمانے کی گراری بننے سے بچ کر اپنی ذات کا شعور رکھنے والا احساس شہری بن جائے۔

-14 وجودیت کے تعلیمی نتائج: Educational Implications of Existentialism

-1 وجودیت (Existentialism) کے مطابق تعلیم کا بنیادی مقصد انسان کو اس قابل بنانا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے چنے اور فیصلہ کر سکے۔
-2 سکولوں میں ایسا ماحول فراہم کیا جانا چاہیے جس سے بچوں میں تحفظ کا احساس پیدا ہو، ان کی حوصلہ افزائی ہو اور اساتذہ انہیں قبول کریں۔
-3 سکول میں پڑھائے جانے والے تمام مضامین اور سرگرمیاں ایسی ہونی چاہئیں جو کہ انسانی ترقی کیلئے موزوں ماحول تشکیل دے سکیں۔
-4 استاد کو چاہیے کہ مادی وسائل بروئے کار لاتے ہوئے ایسا ضروری مواد اور سامان فراہم کرے جو کہ طلبہ میں تخلیقی صلاحیتوں کو تقویت دے سکے۔

Elmas Ali

USMAN NOTES www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

باب 4

علم کے ذرائع

Elmas Ali

Sources of Knowledge

USMAN NOTES www.usmannotes.com

سوال 1- علم کیا ہے؟ فطری اور الہامی علم کا موازنہ کریں، یہ ہمیں کیا کچھ سکھا سکتے ہیں؟

جواب: 1- علم (Knowledg):

سادہ ترین تعریف کے مطابق علم کسی شے کے ادراک کو کہتے ہیں۔ علم کسی حقیقت کے خاص پہلو کے بارے میں آگاہی اور فہم کا نام ہے۔ یہ وہ واضح اور منطقی معلومات ہیں جو کہ عقیدے پر استدلال کے اطلاق سے حاصل ہوتی ہیں، روایتی انداز فکر کے مطابق علم کے لئے تین ضروری شرائط پوری کرنا لازم ہے، یعنی دلیل، حق اور یقین۔ اس لیے علم کو نور اور روشنی کہا گیا ہے۔ جس کا متضاد جہالت یا تاریکی ہے۔ حاصل شدہ علم کا تجزیہ کرنا، اس کو پرکھنا اور تجزیہ کرنا اور اس پر عمل کرنا سب چیزیں علم میں شمار ہوتی ہیں۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ)۔

1- اسلام کی ابتدا جہالت سے نہیں بلکہ علم کے نور سے ہوئی ہے۔ نزول قرآن کا آغاز ہی لفظ اقراء سے ہوا جس کا مطلب ہے "پڑھیے" گویا دین اسلام کی بنیاد علم پر رکھی گئی ہے۔ اسلام پہلا دین ہے جس نے حصول علم کو ہر مرد اور عورت کے لئے فرض قرار دیا ہے۔

2- قرآن کے مطابق اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر اپنے نائب یا خلیفہ کا بلند منصب اس کے علم کی وجہ سے عطا کیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام اور فرشتوں کا قصہ، جس میں علمی برتری کی بنیاد پر فرشتوں کو آدم کے لئے سجدۂ تعظیم بجالانے کا حکم ہوا، علم کی اہمیت وفضیلت کا قرآنی ثبوت ہے۔

3- مسلمانوں کے لئے علم کا حصول کس قدر اہم ہے۔ اس کا اندازہ حضور ﷺ کے ان ارشادات سے ہوتا ہے جن میں ماں کی گود سے لے کر زندگی کی آخری منزل (قبر) تک علم کا حصول جاری رکھنے اور حصول علم کے

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

لیے چین تک کا سفر اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

علم انسان کی بنیادی خوبیوں میں سے ایک اہم خوبی ہے جس کی روشنی میں انسانی شخصیت کی تعمیر اور نشوونما ہوتی ہے۔ جیسے جیسے انسان کا مرتبہ علم میں بلند ہوتا جاتا ہے، اس کے ذاتی مقام و مرتبے میں بھی اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ قرآن کے بقول وہ لوگ جن کو علم عطا کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کی روشن راستوں کی طرف راہنمائی فرماتا ہے۔

Elmas Ali

علم کا حصول اور اس میں ترقی اسلامی تعلیمات کا بنیادی ستون ہے جس پر اسلامی تہذیب و ثقافت اور مسلمانوں کے انفرادی اور اجتماعی کردار کی بلند عمارت تعمیر ہوتی ہے۔ علم کا حصول اور علم کا فروغ اسلامی عہد کا نمایاں ترین وصف ہے، اسی لئے ظہور اسلام سے پہلے کے زمانے کو دور جاہلیت کہا جاتا ہے۔ جبکہ علم کو قرآن حکیم میں "نور" یعنی روشنی اور حکمت یعنی "دانائی" کہہ کر پکارا گیا ہے۔

حضور ﷺ کی بہت سی احادیث مبارکہ میں علم کے حاصل کرنے اور دوسروں کو تعلیم دینے کی بہت زیادہ تعریف بیان کی گئی ہے۔ ایک عالم کے عمل کو ایک زاہد کے عمل سے زیادہ باعث اجر بتایا گیا ہے۔

ہر انسان اپنی زندگی میں بہت سی چیزوں سے واقفیت حاصل کرتا ہے اور اس کا نفس کئی طرح کے افکار اور علم کا اظہار کرتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کئی انسانی علوم ایک دوسرے سے ماخوذ ہیں، کیونکہ نئے علم کی بنیاد رکھنے کیلئے انسان کو پچھلے علم سے مدد ملتی ہے۔

علم دنیا اور کائنات کے بارے میں قطعی نظریہ قائم کرنے کے لئے فلسفیانہ مباحث کا بنیادی حصہ ہے۔ مختلف بحثوں میں اہم ترین بحث علم کے بنیادی ذرائع اور ماخذوں سے متعلق بھی ہے۔ فلاسفہ شروع سے ہی علم کا مطالعہ کرتے رہے ہیں، یہ ان کے مستقل موضوعات میں سے ایک ہے، فلاسفہ اس سوال کا جواب تلاش کرنے میں بھی مصروف رہے ہیں کہ آخر وہ کیا ذریعہ ہے جس کے ذریعے ہم فکر و علم کے سمندر تک پہنچ سکتے ہیں، اسے ہم کیسے حاصل کرتے ہیں، اس مسئلہ کے یونانی، اسلامی اور یورپی فلاسفی کے مختلف ادوار میں خاص اہمیت حاصل رہی ہے۔

فلاسفی کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو ہمیں اس مسئلے کے کئی حل ملتے ہیں۔ علم کے مختلف ذرائع میں حواس (Senses)، وحی (Revelation)، وجدان (Intuition)، اسناد و روایات (Authority and Traditions)، عقلی (Intellectual/Rational)، تجربی (Emprical) ذرائع شامل ہیں۔

2- الہامی یا وحی کردہ علم (Revealed Knowledge)

i- وحی سے مراد وہ علم ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے پیغمبروں کے ذریعے انسانوں تک پہنچتا ہے۔ علم کے

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal
WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

حصول کا سب سے یقینی اور معتبر ذریعہ وحی ہے۔ اس کا علم ہر قسم کی غلطی سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے ذاتی علم میں سے ایسا علم جو انسانی ہدایات اور رہنمائی کے لئے درکار ہوتا ہے، اپنے خاص بندوں یعنی انبیاء علیہم السلام کے ذریعے انسانوں تک پہنچاتا ہے۔ یہ علم آسمانی کتابوں یا صحیفوں کی شکل میں موجود ہے تمام آسمانی کتابیں برحق ہیں۔ البتہ ان میں سے صرف ایک کتاب محفوظ ہے جو مسلمانوں کے پاس قرآن مجید کی شکل میں موجود ہے۔ وحی مختلف شکلوں میں پیغمبروں پر نازل ہوتی رہی ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ﴾ (سورۃ الشوریٰ: آیت 51)

ترجمہ: کسی بشر کا یہ مقام نہیں ہے کہ اللہ اس سے روبرو بات کرے۔ اس کی بات یا تو وحی (اشارے) کے طور پر ہوتی ہے یا پردے کے پیچھے سے یا پھر وہ کوئی پیغام بر (فرشتہ) بھیجتا ہے اور وہ اس کے حکم سے جو کچھ وہ چاہتا ہے وحی کرتا ہے۔ وہ برتر اور حکیم ہے۔

-2 وحی سے حاصل ہونے والے علم کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ اس علم کو تجربے یا مشاہدے سے حاصل نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی عقل یا منطق کے ذریعے اسے رد یا ثابت کیا جا سکتا ہے۔

مرتبہ کے لحاظ سے بلند مرتبہ اور زیادہ یقینی روحانی علم وحی ہے، پھر الہام اور پھر کشف۔ وحی کی تین قسمیں ہیں۔ اشارے سے بات کرنا، پردے کے پیچھے سے ہم کلام ہونا اور فرشتے کے ذریعے کلام کرنا وما کان لبشر ان یکلمه الله الا وحیا او من ورئی حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنه ما یشا (الشوریٰ۔51) "اور کسی آدمی کو تاب نہیں کہ اللہ سے بات کرے لیکن (اشارہ) سے یا پردہ کے پیچھے سے یا کسی قاصد کو بھیجے تو وہ خدا کے حکم سے خدا جو چاہے اس کو وحی کر دیتا ہے" اللہ کا نبی اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کرتا۔ وہ لوگوں سے وہی کچھ کہتا ہے جو خدا اس سے کہلواتا ہے وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی (النجم 3-2)

Elmas Ali

-3 وحی والہامی علم انسان کے لئے اسی طرح ضروری ہے جس طرح حسی اور فکری علم۔ دراصل یہ علم انسان کی باطنی زندگی کی شدید ضرورت ہے۔ غالباً اسی لئے اقبال اسے باطنی تجربہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ بہر حال زندگی کے کچھ نہایت بنیادی مسائل ایسے ہیں جو حس و فکر کی قوتوں سے مؤثر طور پر یقین و اعتماد کے ساتھ [illegible] کے حل کے لئے نبوی علم کی ضرورت باقی رہتی ہے [illegible]

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal | WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

جذبہ اور ذاتی مثال کی ضرورت ہوا کرتی ہے نبوی علم جذبہ و یقین بھی مہیا کرتا ہے اور ذاتی نمونہ بھی پیش کر دیتا ہے اور پھر ایسے مسائل کے بارے میں جہاں عقل حیران و پریشان رہ جاتی ہے اور یقینی بات کرنے سے قاصر ہے مثلاً حیات و کائنات کی پیدائش، خالق کائنات کی ذات و صفات، حیات بعد الممات، جزا و سزا، خیر و شر، جبر و اختیار، ہستی و نیستی، روح و بدن، پھر کتنے اقتصادی، معاشرتی، اخلاقی سیاسی اور روحانی مسائل ہیں جو نبوی علم کے بغیر مئوثر طور پر حل ہی نہیں ہو سکتے۔

اسلام دیگر ذرائع علم میں سے کسی بھی ذریعہ علم کو مکمل طور پر رد نہیں کرتا بلکہ انہیں وحی کے تابع قرار دیتا ہے۔ ان تمام ذرائع سے حاصل کردہ علم کی کسوٹی علم وحی ہے۔ اگر وہ وحی کے مطابق ہوگا تو قبول کیا جائے گا ورنہ نہیں۔ وحی کا علم ان غیر مادی حقائق سے آگاہی دیتا ہے جن تک حواس اور عقل کی رسائی ممکن نہیں۔ علم وحی کی بنیاد عقل و شہادت پر نہیں بلکہ ایمان پر ہے۔ اسلام کے مطابق جو علم وحی سے ٹکرائے گا اسے رد کر دیا جائے گا۔ تمام ذرائع علم کی افادیت اپنی اپنی ہے اور ان میں سے صرف وحی حتمی اور یقینی ذریعہ علم ہے۔ اور باقی تمام ذرائع علم میں غلطی کا امکان موجود ہوتا ہے۔ علم وحی ہی انسان کو خدا، زندگی اور کائنات کے بارے میں شعور عطا کرتا ہے اور خیر و شر کے تصور سے آگاہ کرتا ہے۔ یہ ایسا علم ہے جو کہ انسانی تصور سے بالا ہے۔ یہ وہ علم ہے جو کہ خدا نے انسان پر منکشف کیا ہے، خدا اس علم کے لئے اپنے خاص بندوں کو چنتا ہے تا کہ ان کے ذریعے یہ علم باقی انسانیت تک پہنچایا جا سکے۔ الہامی علم اپنی نوعیت میں خارجی ہے، جو لوگ اس علم کا اقرار کرتے ہیں ان کے لئے یہ شرط لازم ہے کہ وہ اس الہام کے ذریعے کے آگے سر تسلیم خم کر دیں، یعنی اس بات پر یقین رکھا جائے کہ الہامی علم ہی مقتدر اعلیٰ ہے اور وہ جھوٹ بول سکتی ہے نہ غلطی کر سکتی ہے۔

اسلام میں مستند ترین وحی کردہ علم قرآن ہے، مسیحیوں کے نزدیک الہامی علم کے ذرائع وہ ہیں جن میں تورات و انجیل (بائبل)، خواب اور بصیرت وغیرہ شامل ہیں۔ افریقہ کے رسمی مذاہب میں کشف ذات (Self-revelation) کو الوہیت، اباؤ اجداد، غیب کی باتیں بتانے والوں اور خوابوں سے منسوب کیا جاتا ہے۔

Elmas Ali

مذہبی اداروں کی جانب سے پیش کیا جانے والا علم کا بیشتر حصہ الہامی کشف پر مبنی ہے، تاہم اس میں جو سب سے بڑا مسئلہ درپیش ہوتا ہے وہ الہامی پیغام کی تشریح سے متعلق ہے۔ یعنی غلط تشریح سے بھٹکنے کا امکان ہوتا ہے۔

الہامی علم خدا کی جانب سے ہے اور ہر الہامی پیغام طبیعاتی اور مابعد الطبیعاتی پہلو پر مشتمل ہوتا ہے،

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal
WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

مابعد الطبیعات الہامی وحدت کا درس دیتی ہے، جبکہ طبعی پہلو ضابطہ اخلاق مہیا کرتا ہے، وحی ہمیشہ اللہ کے پیغمبر پر نازل ہوتی ہے، اور وہ جس انداز میں زندگی گزارتے ہیں وہ اللہ کا پیغام ہوتا ہے۔

6- پیغمبر کو وحی کے ذریعے براہ راست خدا تعالیٰ کی طرف سے رہنمائی ملتی ہے۔ وحی کے ذریعے پیغام رسانی انتہائی مختلف تجربہ ہے اس میں ایک طرف تمام جہانوں کے خالق و مالک کی ذات ہے تو دوسری جانب اس کی پیدا کردہ مخلوق انسان ہے۔ پیغمبر وہ ہستیاں ہوتی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے نوع انسانی کی ہدایت کے لئے پہلے سے چن رکھا ہوتا ہے۔ وحی اعلیٰ ترین روحانی ابلاغ ہے جو کہ خالق اور اس کے بندے کے درمیان وقوع پذیر ہوتا ہے۔ پیغمبر وہ ہستیاں ہوتی ہیں جنہوں نے خود اپنے آپ کو پوری طرح اللہ کی منشاء کے مطابق اللہ کے سپرد کر رکھا ہوتا ہے۔

7- قرآن پاک میں وحی کیسے اترتی ہے، کے بارے میں اشارے ملتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"کسی بشر کا یہ مقام نہیں ہے کہ اللہ اس کے ساتھ بات کرے۔ اس کی بات یا تو وحی (اشارے) کے طور پر ہوتی ہے یا پردے کے پیچھے سے، یا پھر وہ کوئی پیغام بر (فرشتہ) بھیجتا ہے اور اس کے حکم سے جو کچھ وہ چاہتا ہے وحی کرتا ہے۔ وہ برتر اور حکیم ہے۔" (الشوریٰ 51)

وحی لطیف اشارے کو کہتے ہیں، جو کہ دو طریقوں سے دماغ تک پہنچتا ہے۔ پہلا طریقہ پردے کے پیچھے سے اشارہ ہونا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ بندہ کو آواز سنے مگر بولنے والا نظر نہ آئے جس طرح حضرت موسیٰؑ کے ساتھ ہوا کہ طور کے دامن میں ایک درخت سے یکا یک آواز آنی شروع ہوئی مگر بولنے والا ان کی نگاہ سے اوجھل تھا۔

دوسرے طریقے میں پیغام بر کے ذریعے وحی پہنچائی جاتی ہے۔ یہ وحی آنے کی وہ صورت ہے جس کے ذریعے سے تمام کتب آسمانی انبیاءؑ تک پہنچیں۔ فرشتہ رسول تک وہی پیغام پہنچاتا ہے جو کہ خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے دیا گیا ہوتا ہے۔ قرآن وہ کتاب ہے جو کہ جبرائیلؑ اللہ کے حکم سے لے کر آئے۔

8- اسلام علم کا دین ہے، حضور ﷺ پر جو پہلی وحی نازل ہوئی وہ علم کے حوالے سے انتہائی اہم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

Elmas Ali

"پڑھو (اے نبی ﷺ) اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا، جمے ہوئے خون کے ایک لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی۔ پڑھو، اور تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا، انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہ جانتا تھا" (العلق 1 تا 5)

اس آیت مبارکہ سے واضح ہے اللہ نے انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا، اس کا مطلب ہے کہ

USMAN NOTES #1 Assignments Solved Portal
WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

علم کا حقیقی ذریعہ وحی کیا گیا علم ہی ہے۔

اسلام میں عمل سے پہلے علم ہے، یعنی علم کے بغیر کوئی عمل نہیں ہوسکتا۔

اللہ تعالیٰ ہر ایک کو بغیر علم کے بولنے سے منع کرتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"اور جس چیز کے پیچھے نہ لگو جس کا تمہیں علم نہ ہو، یقیناً آنکھ، کان اور دل سب ہی کی باز پرس ہونی ہے۔" (بنی اسرائیل 36)

علم اور علما کے مقام پر زور دیتے ہوئے اللہ علما کو علم کی بنیاد پر خدا کی وحدانیت کی شہادت دینے کا کہتا ہے۔

"اللہ نے خود شہادت دی ہے کہ اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے، اور (یہی شہادت) فرشتوں اور سب اہل علم نے بھی دی ہے، وہ انصاف پر قائم ہے، اس زبردست حکیم کے سوا فی الواقع کوئی خدا نہیں ہے۔" (آل عمران 18)

خدا کا علم اور خشیت الٰہی خدا کی نشانیوں اور اس کی مخلوقات کے علم سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ اسی لئے قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کہ:۔

"حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے بندوں سے صرف علم رکھنے والے لوگ ہی اس سے ڈرتے ہیں، بے شک اللہ زبردست اور درگزر فرمانے والا ہے۔" (الفاطر 28)

اسلام میں عالم کو بڑی عزت کا مقام دیا گیا ہے، اور اس کا یہ مرتبہ دنیا اور آخرت دونوں میں بلند ہے۔ اس حوالے سے اللہ رب العزت قرآن میں فرماتا ہے:۔

"تم میں سے جو لوگ ایمان رکھنے والے ہیں اور جن کو علم بخشا گیا ہے، اللہ ان کو بلند درجے عطا فرمائے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے۔" (المجادلہ 11)

10- اسلام علم حاصل کرنے کی تلقین کرتا ہے، حضرت محمد ﷺ نے ہر مسلمان پر علم حاصل کرنے کی ذمہ داری عائد کی، اور بتایا کہ عالم کی قدر زاہد سے زیادہ بالکل ایسے ہی جیسے چاند کا مقام دوسرے سماوی اجسام سے بلند ہے، حضور ﷺ نے علما کو پیغمبروں کا وارث قرار دیا، اور فرمایا کہ پیغمبر وراثت میں دینار اور درہم نہیں چھوڑ کر جاتے بلکہ ان کی میراث علم ہے۔

Elmas Ali

حضور ﷺ نے فرمایا:۔

"اور جو شخص کسی راستے پر حصول علم کے لئے چلے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کی راہ آسان کر دیتا ہے۔" (صحیح بخاری، کتاب العلم 10)

11- اسلام ہمیں تمام مفید علوم سیکھنے کا درس دیتا ہے، مختلف شاخوں کے حوالے سے علم کے مختلف درجے

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal
WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

ہیں، سب سے اعلیٰ درجہ شریعت کے علم کا ہے، اس کے بعد علم الادویہ اور دیگر علوم کی اہمیت ہے، وہ علم ہی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کو عطا کیا تا کہ پوری انسانیت کو وہ تعلیم دے سکیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

''اہل ایمان پر تو اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود انہی میں سے ایک ایسا پیغمبر اٹھایا جو اس کی آیات انہیں سناتا ہے، ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور دانائی کی تعلیم دیتا ہے، حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ صریح گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے۔'' (آل عمران 164)

قرآن کی تعلیم پر زور دیتے ہوئے حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:۔

''تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور سکھایا۔'' (صحیح بخاری، 4639)

امت کو ہر جگہ اور ہر وقت باعلم لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے، علم اور عالموں کے بغیر قوم فریب کا شکار رہتی ہے، جہالت اور تاریکیاں اس کا مقدر بن جاتی ہیں۔

اگر کسی شخص کو پتا ہو کہ اللہ نے کیا حکم دیا ہے اور وہ امت کے سامنے اسے چھپائے تو اس کے بارے میں قرآن مجید میں بڑی سخت وعید سنائی گئی ہے۔

''جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی روشن تعلیمات اور ہدایات کو چھپاتے ہیں درآنحالیکہ ہم انہیں سب انسانوں کی رہنمائی کے لئے اپنی کتاب میں بیان کر چکے ہیں، یقین جانو کہ اللہ بھی ان پر لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے بھی ان پر لعنت بھیجتے ہیں۔'' (البقرۃ 159)

12- خدا کی جانب سے وحی کردہ علم انتہائی اہم ہے، بالخصوص تعلیمی شعبہ میں اسے بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ اسلام کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ہی وہ خصوصیت ہے جس سے مسلمان قدر و منزلت پاتا ہے، ایک متفق علیہ حدیث میں اسی کا ذکر ہے، حدیث کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ جب اللہ کسی شخص کو نوازنا چاہتا ہے تو اسے دین کا فہم عطا کر دیتا ہے۔

Elmas Ali

سچائی اور حقیقت کے بارے میں خدا کی وحی کے ذریعے حاصل ہونے والا علم قطعی اور خالص ہوتا ہے، ہاں البتہ انسان کی جانب سے اس کی تشریح میں گڑبڑ ہو سکتی ہے، اس لئے اس پر کامل یقین ہونا چاہیے، محض انسانی تجربے کی بنیاد پر اسے قبول یا مسترد نہیں کیا جا سکتا۔

☆☆☆☆☆

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

سوال 2- کیا وجدان علم کا درست ذریعہ ہے؟ اس پر کس قدر بھروسا کیا جاسکتا ہے؟ اس کی چند خامیاں بیان کریں۔

Elmas Ali

جواب: وجدان (Intuition):

-1 وجدان سے مراد انسان کی وہ لاشعوری صلاحیت ہے جو اسے کائنات کے حقائق سے بغیر کسی حسی یا عقلی واسطے کے آگاہ کرتی ہے۔ یہ صلاحیت کم وبیش ہر انسان میں موجود ہوتی ہے۔ بعض علماء نے وجدانی علم کو ایک روشنی قرار دیا ہے جو اچانک انسانی ذہن پر پڑتی ہے اور اس فرد پر زندگی اور کائنات کے اسرار و رموز کھل جاتے ہیں۔ وجدان درحقیقت ایک طاقت ہے جس سے کسی مسئلے کا حل بغیر کسی غور و فکر، سوچ بچار اور کوشش کے اچانک انسانی ذہن میں آجاتا ہے۔ اس طرح وجدان انسانی دل پر القاء ہونے والا علم ہے۔ سائنس کی بے شمار ایجادات، اور نظریات اور ادب کے عظیم شاہکار انسان کی وجدانی صلاحیتوں کا کرشمہ ہیں۔ علامہ اقبال نے وجدان کو عقل کی اعلیٰ ترین صورت قرار دیا ہے۔ اگرچہ یہ ذریعہ علم مفید ہے۔ لیکن وجدان سے حاصل شدہ معلومات میں غلطی کا امکان موجود ہوتا ہے۔ وجدانی علم صرف اسی صورت میں قابل قبول ہوسکتا ہے جب تجربہ و مشاہدہ، عقلِ سلیم اور وحی الٰہی کے ذریعے اس کی تصدیق ہو جائے۔

-2 وجدان (Intuition) استدلال کئے بغیر علم کو حاصل کرنے اور استعمال میں لانے کی قابلیت ہے۔ یہ عقلی عمل کے بغیر کچھ جاننے کا عمل ہے، یہ جاننے کا انتہائی ذاتی طریقہ ہے۔ یہ فوری ادراک یا تیز بصیرت ہے، یہ شعور کی دہلیز پر وقوع پذیر ہوتی ہے، وجدانی علم کشف، ایمان اور عقیدے پر مبنی ہوتا ہے، وجدانی علم دو تصورات میں سے کسی ایک سے اتفاق کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں فوری اور براہ راست فیصلے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس سے کامل یقین حاصل ہوتا ہے تاہم یہ قابلیت ہمیں شاذ و نادر ہی حاصل ہوتی ہے، وجدان علم کا ایسا انداز ہے جو کہ اچانک ظہور پر مبنی ہے۔

-3 برٹرنڈ رسل (Bertrand Russel) کا دعویٰ ہے کہ حقیقت کے بارے میں ہمارا تمام علم وجدانی علم پر مبنی ہے۔ "Ezewu" کے مطابق طویل لاشعوری کام کے نتیجے میں اچانک حاصل ہونے والی بصیرت یا شعور میں ابھرنے والا خیال وجدانی علم ہے۔ یعنی یہ ایک ایسا علم ہے جس کی کوئی وجہ بیان نہیں کی جاسکتی ہے کیونکہ یہ حسیاتی تجربے سے ماورا ہے۔ یہ تب وقوع پذیر ہوتا ہے جب انسان کسی مسئلے کو سلجھانے کے لئے کئی گھنٹوں یا کئی دنوں سے مشغول ہو اور اسے کوئی نتیجہ نہ سوجھ رہا ہو، بعض اوقات یہ کسی دوسرے شخص کی جانب سے پیش کئے گئے مسئلے کو سن کر بھی اچانک پیدا ہوسکتی ہے، وجدانی علم کی حسیات یا عقل کے ذریعے تصدیق نہیں ہوسکتی، جو علم ماورائے عقل حاصل ہوتا ہے وہ وجدانی علم ہے۔

4- وجدانی علم ہر ایک کو کبھی نہ کبھی حاصل ہوتا ہے، یہ چھٹی حس ہے جس کا لوگ اکثر تجربہ کرتے ہیں، کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ عقل کچھ کہہ رہی ہوتی ہے لیکن ہم کچھ اور کرتے ہیں، لیکن پھر بھی نتیجہ اچھا برآمد ہوتا ہے اسی طرح کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ ہمارے اندر سے ابھرنے والا احساس کسی کام سے رکنے کا کہہ رہا ہوتا ہے لیکن عقل اسی کام کو درست کہہ رہی ہوتی ہے لیکن ہم اپنی چھٹی حس کو پس پشت ڈال کر عقل کی بات مانتے چلے جاتے ہیں تو ناکامی سے دوچار ہو جاتے ہیں۔ "Chudn Off" نے دیکارت (Descartes) کے حوالے سے کہا ہے کہ عام بصیرت کے مقابلے میں ذہنی وجدان کا اطلاق کیا جائے تو بہتر طور پر سیکھا جا سکتا ہے۔

5- وجدانی علم کہاں سے آتا ہے وجدانی علم ہمیں اس سچ پر پختہ ایمان کے لئے تیار کرتا ہے کہ تمام چیزیں خدا کی طرف سے ہیں۔ وجدانی علم محض استدلال کے عمل سے عظیم اور ارفع ہے، لیکن ایسا کیوں ہے اس کے بارے میں ہم انتہائی یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتے۔ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ کئی سچائیاں اور حقیقتیں ایسی ہیں جن کی تعریف ہم نفس عقل اور استدلال کی بنیاد پر نہیں کر سکتے، لیکن ان کا ادراک وجدانی طور پر ہوتا ہے۔

6- بعض علما نے وجدانی علم کو ایک روشنی قرار دیا ہے۔ جو اچانک انسانی ذہن پر پڑتی ہے اور اس فرد پر زندگی اور کائنات کے اسرار و رموز کھل جاتے ہیں۔ وجدان درحقیقت ایک طاقت ہے جس سے کسی مسئلے کا حل بغیر کسی غور و فکر، سوچ بچار اور کوشش کے اچانک انسانی ذہن میں آ جاتا ہے۔ اس طرح وجدان انسانی دل پر القا ہونے والا علم ہے۔ سائنس کی بے شمار ایجادات، اور نظریات اور ادب کے عظیم شاہکار انسان کی وجدانی صلاحیتوں کا کرشمہ ہیں۔ علامہ اقبال نے وجدان کو عقل کی اعلیٰ تر صورت قرار دیا ہے۔ اگرچہ یہ ذریعہ علم مفید ہے۔ لیکن وجدان سے حاصل شدہ معلومات میں غلطی کا امکان موجود ہوتا ہے۔ وجدانی علم صرف اسی صورت میں قابل قبول ہو سکتا ہے جب تجربہ و مشاہدہ عقلِ سلیم اور وحی الٰہی کے ذریعے اس کی تصدیق ہو جائے۔

Elmas Ali

☆☆☆☆☆

سوال 3- مستند یا مستبد علم (Authoritative Knowledge) کیا ہے؟ کن حالات میں یہ قابل اعتبار ہے؟ نیز اس کی خوبیوں اور خامیوں پر روشنی ڈالیں۔

جواب: مستند یا مستبد علم (Authoritarian Knowledge):

1- مستند یا مستبد علم ایسی معلومات پر مشتمل ہوتا ہے جو کہ کتب، تحقیقی مقالات، ماہر [illegible] ارفع صلاحیتوں

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

وغیرہ سے حاصل ہوتی ہیں، یہ علم ماہرین سے آگے منتقل ہوتا ہے، یہ تبھی درست ہوتا ہے جب تک وہ مفروضے صحیح ہوں جن پر یہ قائم ہے۔

اس قسم کا علم دعوؤں کی تصدیق کے بغیر کسی مستند حوالے پر منحصر ہوتا ہے، یہ علم دوسروں کی تصانیف، دستاویزات اور رپورٹس سے اخذ کیا جاتا ہے، مثلاً راشد کانو (Kano) کو نائجیریا کا سب سے بڑا تجارتی شہر صرف اس لئے تصور کرتا ہے کہ اسے یہ استاد نے بتایا ہے تو یہ مستبد علم (Authoritative Knowledge) کہلائے گا۔ اور اگر اسے یہ کتابوں سے پتا چلا تب بھی وہ دوسروں کے علم پر انحصار کر رہا ہے، جب ہم دوسروں کے علم پر انحصار کرتے ہیں تو وہ مستبد علم (Authoritative Knowledge) کے ہی زمرے میں آتا ہے۔

Elmas Ali

حصول علم کا ایک ذریعہ آباء واجداد کی طرف سے سینہ بہ سینہ یا کتب کی شکل میں وہ روایات ہیں جو ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوتی رہتی ہیں۔ اسی طرح مختلف شعبہ ہائے علوم کے ماہرین کی آراء بطور سند پیش کی جاتی ہیں اور عوام ان روایات کو علم کے ذریعے کے طور پر تسلیم کرتے ہیں۔ اس علم کی بنیاد ذاتی تجربے کی بجائے شہادت، سند یا اتھارٹی پر ہوتی ہے اور یہ سارا علم اسناد پر مبنی ہوتا ہے۔ ہم لوگوں سے سنتے ہیں یا لکھا ہوا پڑھتے ہیں کہ نیویارک اور شنگھائی بڑے شہر ہیں اور دریائے نیل مصر میں بہتا ہے۔ ہم ان معلومات پر یقین کر لیتے ہیں۔ ہمیں نارمل زندگی گزارنے کیلئے اپنے آباء واجداد یا دیگر اہل علم کی فراہم کردہ معلومات پر یقین کرنا پڑتا ہے کیونکہ ہر انسان کے پاس ذاتی یا وسائل نہیں کہ وہ تمام معلومات ذاتی تجربے اور مشاہدے کے ذریعے حاصل کر سکے۔ یا ان کی تصدیق کر سکے۔ اسلام نے اس ذریعہ علم کو بالکل ہی رد نہیں کیا۔ لیکن محض آباء واجداد کی روایات کی سند پر کسی تصور یا عمل کی صحت پر اصرار کو بھی درست قرار نہیں دیا۔ اسنادی علم سے حاصل کردہ معلومات میں حالات کے ساتھ ساتھ ردوبدل ہوتا رہتا ہے۔ اس علم میں غلطی کا امکان موجود ہوتا ہے کیونکہ اس کی بنیاد شہادت پر ہوتی ہے اور شہادت غلط بھی ہو سکتی ہے۔ اسنادی علم کی روایات اگر عقل سلیم اور ہدایت الٰہی کے معیار پر پورا اتریں تو انہیں قبول کیا جائے گا ورنہ نہیں۔

ماضی میں جب سیلاب، قحط، آسمانی بجلی یا کوڑھ وغیرہ کی وجہ سے لوگ مشکل میں پڑتے تھے تو ان کے آباو اجداد اسے دیوی دیوتاؤں کے غضب سے تعبیر کر دیتے تھے اور بچاؤ کیلئے ان فوق الفطرت قوت سے مدد مانگی جاتی تھی، ان کے بچے بھی آگے چل کر وہی کرتے تھے جو ان کے آباو اجداد نے کیا یا بتایا۔ جدید دور کا انسان بھی کسی شعبے میں مستند مانے گئے شخص سے رائے لیتا ہے، مثلاً وکیل ملزم کی ذہنی معذوری کے

بارے میں ماہر نفسیات کی رائے لیتا ہے، بیوٹی سیلون کا ماہر ہتھیاروں کے بارے میں رائے ہے، ہاتھ کی لکھائی کے ماہر دستخط کے درست یا غلط ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔ گھریلو خاتون اپنے بچے کی صحت کے لئے ڈاکٹر سے مشورہ کرتی ہے۔

-4 مستند یا مستبد علم اکثر وقت بچاتا ہے، لیکن ایسے علم کے لئے کسی مستند شخص کا انتخاب بڑی احتیاط سے کرنا ضروری ہے نیز اس کے دعوؤں کو بھی پرکھا جانا چاہیے۔ جدید انسان بھی رسمی طور پر اپنے آباواجداد کے عقیدے کو ہی لے کر آگے چلتا جاتا ہے، وہ ان عقائد کی صداقت پر غور فکر نہیں کرتا، رسمی طور پر لوگ اپنے سماج کی ثقافت کو اپنا لیتے ہیں۔ ان کا کھانا پینا، اوڑھنا بچھونا بھی روایات کے ہی تابع نظر آتا ہے۔ لیکن یاد رکھیں کہ سماج میں رسمی طور پر رائج ہر شے درست نہیں ہوتی، یا جو طریقہ اور رواج صدیوں سے چلتا آرہا ہے ضروری نہیں کہ وہ صحیح ہو۔

-5 تاریخی شواہد سے پتا چلتا ہے کہ انسان نے جہاں کئی مسائل کو حل اور دانائی کو یکجا کیا ہے وہیں اس نے مظاہر فطرت کی کئی گمراہ کن توجیہات بھی کی ہیں۔ ماضی کے کئی حیاتیاتی، تعلیمی اور سائنسی نظریات آج باطل ثابت ہوئے ہیں، مثلاً ماضی میں تصور کیا جاتا تھا کہ ہیئنگ کی تھیلیاں بیماریوں سے بچاتی ہیں، سورج زمین کے گرد گھومتا ہے یا زمین چپٹی ہے لیکن اب یہ تصورات غلط ثابت ہو چکے ہیں، دراصل محض مقبولیت صداقت کی دلیل نہیں ہوتی، یعنی ایسا کوئی بیان محض اس بنیاد پر درست نہیں قرار دیا جاسکتا کہ اسے سب تسلیم کرتے ہیں۔

-6 چرچ، ریاست اور قدیم فلاسفہ سے قبل بے علم شخص علم کے لئے قبائلی سرداروں کے پاس جاتا تھا، ازمنہ وسطیٰ میں انسان نے محسوس کیا کہ قدیم فلاسفہ اور چرچ کے پیشوا نے سچ تلاش کر لیا ہے اور ان کی تلاش کی گئی آفاقی حقیقتوں کو کبھی بھی جھٹلایا نہیں جاسکتا، مثال کے طور پر ارسطو کے اس بیان کو ہمیشہ درست سمجھا گیا کہ خواتین کے دانت مردوں سے زیادہ ہوتے ہیں، حالانکہ محض مشاہدہ کرنے اور دانتوں کو گننے سے اس تصور کو مسترد کیا جاسکتا تھا۔ جب گلیلیو (Galileo) نے مشتری سیارے کے چاند دکھانے کے لئے مذہبی پیشواؤں کو دعوت دی تو ایک نے دوربین کے ذریعے دیکھنے سے ہی انکار کر دیا۔ کیونکہ اس کا ماننا تھا کہ ان چاند کا وجود ممکن نہیں کیونکہ ارسطو نے فلکیات پر اپنے مباحث میں ان کا تذکرہ نہیں کیا، اس دور کے بیشتر علما رومی اور یونانی فلسفیانہ نظریات کے زیر اثر ہونے کے ناطے ان سے ہٹ کر نئے تصورات کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔

-7 ازمنہ وسطیٰ کے بعد جب مضبوط سیکولر ریاستیں قائم ہوئیں تو انسان معلومات کیلئے بادشاہ کے قانون

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

سازوں اور درباروں کا رخ کرنے لگا، آج کے دور میں کئی لوگ اضافی زرعی پیداوار، بین الاقوامی تجارت اور افرادی قوت کے انتظام کے حوالے سے حکومتی افسروں سے توقعات وابستہ کئے ہوئے ہیں۔ کئی لوگ ڈارون کے نظریے کی جوازیت جیسے مسئلوں پر بھی عدالتوں سے رجوع کرتے ہیں۔ قدیم دور سے اب تک انسان کسی نہ کسی سے رہنمائی لیتا رہا ہے۔

بعض لوگ دوسروں سے رہنمائی اس لئے لیتے ہیں کیونکہ انہیں خدشہ ہوتا ہے کہیں وہ خود سچ کی تلاش میں غلطی نہ کر جائیں، لیکن اگر آج کا انسان اس معاملے میں غلطی کر سکتا ہے تو دوسرے لوگ یا اس کے آبا و اجداد کیسے غلطی کے امکان سے مبرا ہو سکتے ہیں۔ سوچنے کی بات ہے کہ اگر روایات، چرچ اور ریاست معتبر اور مستند معلومات کا ذریعہ ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ان اداروں کی بعض آرا میں اختلاف اور ٹکراؤ نظر آتا ہے، اصل وجہ یہ ہے کہ مستبر سرچشمے پوری طرح مستند نہیں ہوتیں، ہاں البتہ ایک حد تک اس پر اعتبار کیا جا سکتا ہے، اس لئے ایک مسئلے پر مختلف مستند گروپس کی آرا کا موازنہ کیا جانا چاہیے۔ مستبد اور مستند علم پر انحصار کرنا اس لئے ضروری ہے کہ اگر ہم اسے مسترد کر دیتے ہیں تو ہر نسل کو نئے سرے سے تمام حقائق اور سچائیوں کو تلاش کرنا پڑے گا، اس سے تمام کاوشوں کی تکرار ست ہو جائے گی۔ دوسری جانب اگر ان پر مکمل انحصار کیا جائے، بغیر سوال اٹھائے اس پر عمل کرتے جائیں تو معاشرہ جمود کا شکار ہو جائے گا۔

Elias Ali

سچ کی تلاش میں انسان بسا اوقات ماہرین کی رائے کے ذریعے تصدیق چاہتا ہے کیونکہ ان کی ذہانت، تربیت، تجربہ یا رجحان دوسرے لوگوں سے بہتر ہوتا ہے، پیچیدہ ثقافتی ماحول میں ماہرین ضروری ہیں، لیکن ان سے رائے لیتے ہوئے صرف ان کے مقام و مرتبے کو نہیں دیکھنا چاہیے بلکہ اس دلیل کا بھی جائزہ لیا جانا چاہیے جس کی بنیاد پر انہوں نے رائے قائم کی ہے۔

☆☆☆☆☆

سوال 4۔ عقلی یا استدلالی علم کسے کہتے ہیں؟ منطق کے استعمال کی حد کیا ہے؟ استدلالی علم کی بنیادوں پر روشنی ڈالیں۔

جواب: **عقلی یا استدلالی علم (Rational Knowledge):**

1. اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل جیسی نعمت سے نوازا ہے جس کی بدولت انسان اپنے مسائل کا ادراک کرتا اور ان کو حل کرنے کے طریقے تلاش کرتا ہے۔ انسانی عقل بھی حصول علم کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ یہ اس لحاظ سے اہم ہے کہ انسان جو علم حواس خمسہ کے ذریعے حاصل کرتا ہے، عقل کے ذریعے ان کی معلومات کا تجزیہ اور تعبیر کی جاتی ہے۔ تجربہ و مشاہدہ سے حاصل شدہ معلومات کو ترتیب دے کر ان پر غور و فکر کرنا اور

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal
WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

ان سے نتائج اخذ کرنا عقل کا کام ہے۔ عقل کی بدولت ہی انسان خارجی ماحول سے حاصل کردہ معلومات کی جانچ پڑتال اور تجزیہ کرتا ہے اور اس کی روشنی میں رویوں اور نظریات میں ترمیم و اصلاح کرتا ہے۔ اسلام انسان کو اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ عقل و شعور کو کام میں لا کر کائنات پر غور و فکر کیا جائے اور اس کے رازوں اور قوانین کو دریافت کیا جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(i) ﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ (سورۃ ص: آیت 29)

ترجمہ: یہ ایک بڑی برکت والی کتاب ہے جو (اے نبی ﷺ) ہم نے تمہاری طرف نازل کی ہے تاکہ یہ لوگ اس کی آیات پر غور و فکر کریں اور عقل و فکر والے اس سے سبق سیکھیں۔

(ii) ﴿اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۭ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاۗءِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ﴾ (سورۃ الروم: آیت 8)

ترجمہ: کیا انہوں نے کبھی اپنے آپ میں غور و فکر نہیں کیا۔ اللہ نے زمین اور آسمانوں کو اور ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں ان کو حکمت سے اور ایک وقت مقرر تک کے لئے پیدا کیا ہے۔ مگر بہت سے لوگ اپنے پروردگار سے ملاقات کے منکر ہیں۔

(iii) ﴿اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ﴾ (سورۃ آل عمران: آیت 190)

ترجمہ: بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کے بدل بدل کر آنے جانے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

-2 یہ بھی حقیقت ہے کہ عقلی علوم کے نتائج بھی قطعی اور یقینی نہیں ہوتے کیونکہ عقل کو مہیا کی جانے والی معلومات حواس خمسہ کے ذریعے حاصل ہوتی ہیں جو ناقص بھی ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح بہت سی ایسی موجودات ہیں جو عقل کے دائرے میں نہیں آسکتیں۔ مثلاً خدا، فرشتے، جنت اور دوزخ وغیرہ تاہم اگر تعصبات سے بالاتر ہو کر حقائق پر غور و فکر کے لئے عقل کو درست طور پر استعمال کیا جائے یعنی عقل سلیم کو کام میں لایا جائے تو صحیح نتائج اخذ ہونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ چنانچہ اسلام نے اس ذریعہ علم کو مفید قرار دیا ہے اور قرآن حکیم میں بار بار کائنات اور مظاہر فطرت کے بارے میں غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے۔

عقلیت پسندوں (Rationalists) کے مطابق ہمارے علم کا کم از کم کچھ حصہ کلی طور پر دلیل اور استدلال سے ماخوذ ہے، اور یہ دلیل ہمارے تمام علم کے حصول میں اہم ترین کردار ادا کرتی ہے۔ عقلیت پسندوں کا کہنا ہے کہ دلیل یا استخراجی استدلال کے ذریعے علم تک پہنچا جا سکتا ہے، وہ نظریہ جو کہ استدلال یا منطق کو علم میں مرکزی عامل قرار دیتا ہے ریشنل ازم (Rationalism) یا عقلیت پسندی کہلاتا ہے۔ خیالی فکر سے ہم جو کچھ سیکھ سکتے ہیں اس کی ایک حد ہے، لیکن عقلیت پسندوں کا دعویٰ ہے کہ مشاہدے میں دلیل اہم کردار ادا کرتی ہے اس لئے علم کے حصول میں دماغ باقی حسیات سے زیادہ بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

ایسے لوگ جن کا خدا کی جانب سے وحی کردہ علم پر پختہ یقین ہے وہ اس علم کے نتائج کے حق میں تمام شواہد اکٹھے کرنے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن اگر وہ شواہد اس نتیجے پر پورا نہیں اترتے تو انہیں مسترد کر دیتے ہیں۔

دوسری جانب وہ افراد جو کہ دنیا کو عقلی علم کی نظر سے دیکھنا چاہتے ہیں وہ شواہد کی بنیاد پر نتیجہ تلاش کرتے ہیں۔ 2400 سال قبل ارسطو نے اپنے طلبہ کے سامنے ایک دلچسپ سوال رکھا جسے اب ہم "Euthyphro Dilemma" کے نام سے جانتے ہیں، اس نے پوچھا کہ کیا اچھائی صرف اس لئے اچھائی ہے کہ خدا نے کہا ہے یہ اچھائی ہے جو کہ اس کی منشا پر منحصر ہے یا پھر اچھائی اس کی منشا سے ہٹ کر فی الواقع اچھائی ہے۔ یہ وہ سوال ہے جس کے جواب سے پتا چلتا ہے کہ آپ دنیا کی ساخت کے بارے میں کیا سوچتے ہیں؟

عقلیت پسندی کے نظریے کے مطابق بالعموم انسانی فکر کا بنیادی معیار ضروری عقلی علم ہے۔ یہ وہ بنیادی ستون ہے جو کہ کسی بھی شعبے کے لئے ناگزیر ہے، کسی بھی تصور یا نظریہ کی صداقت یا بطلان کا فیصلہ اس کی روشنی میں ہونا چاہیے، اس وجہ سے انسانی علم کا شعبہ حسیات اور تجربے کے حلقے سے وابستہ ہو جاتا ہے، ایسا اس لئے ہے کیونکہ یہ انسانی فکر کو وہ طاقت دیتی ہے جس سے مادے سے ہٹ کر بھی حقائق اور دعوؤں کو وسعت دینا ممکن ہے۔ دوسری جانب حقیقت پسندوں کے مطابق افکار میں پیش رفت عمومی دعوؤں یا قضیوں سے مخصوص دعوؤں اور قضیوں کی جانب ہوتی ہے۔

عقلی نظریہ انسانی سائنسز اور علم میں تجربے کے طاقتور کردار کو نظر انداز نہیں کرتا، البتہ حقیقت پسندوں کا ماننا ہے کہ یہ طاقتور کردار تجربات تنہا ادا نہیں کرتے، کیونکہ اس سے سائنسی حقائق اخذ کرنے کیلئے ضروری عقلی قوانین کا اطلاق کرنا پڑتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ بنیادی علم کی روشنی میں ہی نتائج اخذ کئے جا سکتے ہیں۔

عقلی علم فکری سوچ بچار (Reflective Thinking) کا نتیجہ ہونے کی وجہ سے تین عقلی قوانین پر مبنی ہوتا ہے، یہ قوانین درج ذیل ہیں:-

Elmas Ali

1. شناخت کا قانون (The Law of Identity)

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

-ii ایکسکلوڈڈ مڈل کا قانون (The Law of Excluded Middle)

-iii لاتضاد کا قانون (The Law of Non-contradiction)

واضح دلیل پیش کرنے کی صورت میں عقلی علم وجدانی علم سے زیادہ یقین مہیا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ جس علم کا مختلف شعبوں میں اطلاق کیا جاسکتا ہے، سائنس اور آرٹس میں اس کے بل بوتے پر کافی ترقی ہوئی ہے۔

Elmas Ali

سوال 5- تجربیت کیا ہے اور تجربی علم پر کسی حد تک اعتبار کیا جاسکتا ہے؟ کیا تجربی علم کے لئے عقلی علم ناگزیر ہے؟

جواب: حسی یا تجربی علم (Empirical Knowledge):

-1 حسی علم حواس خمسہ کی پیداوار ہے اور حواس عطیہ خداوندی ہیں۔ اس عطیے کا شکرانہ فرض ہے اور وہ ہے ان کا صحیح اور بھرپور استعمال۔ ان کے استعمال کے متعلق باقاعدہ خدا کے ہاں باز پرس ہوگی ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا (بنی اسرائیل 36) قرآن بار بار مشاہدہ فطرت کی دعوت دیتا ہے افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت والی السماء کیف رفعت والی الجبال کیف نصبت والی الارض کیف سطحت (الغاشیہ-20) ''کیا یہ لوگ اونٹوں کو نہیں دیکھتے کہ کیسے تخلیق کئے گئے؟ آسمان کو نہیں دیکھتے کہ کیسے اٹھایا گیا؟ پہاڑوں پر نظر نہیں رکھتے کہ کیسے نصب کئے گئے؟ اور زمین کو نہیں دیکھتے کہ کیسے بچھا دی گئی؟'' قرآن کی 6666 آیات میں 750 آیات مشاہدہ فطرت اور اس پر غور و فکر سے متعلق ہیں گویا 1/9 حصہ کتاب فطرت سے متعلق ہے مظاہر فطرت سے آنکھیں پھیر لینا اور ان کی تعبیر میں غفلت برتنا یہ سب باتیں قابل مواخذہ ہیں اگر ماہرین آثار قدیمہ تاریخی کھنڈرات کی زیارت سے محض سیر و تفریح کا کام لیں اور ان سے اعلیٰ سبق حاصل نہ کریں تو قرآن اس ناقص علمی روش کا سخت نوٹس لیتا ہے وہ مشاہدے کو زیادہ بامعنی اور بامقصد بنانا چاہتا ہے اور اسے نچلی سطح پر جوں کا توں رکھنے کا روادار نہیں۔

-2 حسی علم کا پیراڈم (Peredigm) جدید سائنس ہے سائنسی مفروضات کی مشاہدہ یا تجربہ کے ذریعے تائید یا تردید کی جاتی ہے کسی بھی مفروضے کا کامل ردوقبول ممکن نہیں کچھ نہ کچھ کمی ضرور رہ جاتی ہے اس لئے قطعیت (Definiteness) کی بجائے اغلبیت (Probability) یا امکانیت کے حوالہ سے بات کی جاتی ہے وجہ یہ ہے کہ کبھی بھی یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ مستقبل ماضی سے مکمل مطابقت رکھے گا اور جس طرح ایک صورتحال پہلے پیش آچکی ہے بعینہ وہی مستقبل میں بھی اسی انداز میں پیش آئے گی (نیلر، 21) حسیات کبھی دھوکہ بھی دے جاتی ہیں مگر اس سے ان کی افادیت اور اہمیت پر حرف نہیں آتا۔ ہاں یہ دعویٰ کہ ساری حقیقت صرف محسوسات تک محدود ہے اور ماورائے محسوسات سب فریب ہے

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

ازر دائے اسلام غلط اور خطرناک تصور ہے یہ خلاف حقیقت بھی ہے اور غیر مسلمی بھی دور جدید میں فلسفہ و
جودیت (Existentialism) اس نقطہ نظر کے خلاف پرزور صدائے احتجاج ہے۔
سائنسی تجربہ حق ہے مگر سائنسی حقیقت یا سائنسی فلسفہ سالم حق کا ترجمان نہیں ہوا کرتا یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر
سید عبداللہ (71، ص376) سائنسی امر واقعہ Scientific fact اور سائنسی حقیقت Scientific
reality کے درمیان حد امتیاز کھینچنے پر اصرار کرتے ہیں۔ اعداد و شمار اور حقائق خود نہیں بولتے سائنس
دان ان کی زبان بن جاتے ہیں سید صاحب کا کہنا ہے کہ سائنس سے پیدا شدہ فلسفہ چونکہ عقلی تفکر پر مبنی
ہوتا ہے اور عقلی تفکر ہمیشہ حق کا ترجمان نہیں ہوتا اس لئے سائنسی تجربے کو برحق ماننے کے باوجود سائنسی
فلسفہ کو نقد و جرح کے بغیر قبول نہیں کرنا چاہیے اور جب قبول کیا جائے تو اسے محض ثانوی حیثیت دی جائے
کیونکہ سائنسی نظریات برابر تغیر پذیر رہے ہیں اور سائنسی حقیقت ابھی زیر تکمیل ہے اسی قسم کی باتیں مفصل
انداز میں جدید سائنس کے مشہور نقاد جور (19..) نے کی ہیں تو ثابت یہ ہوا کہ سائنسی علم نہایت مفید
اور کارآمد شے ہے مگر سائنسی نظریات حرف آخر نہیں ان کے رد و قبول میں احتیاط لازمی ہے۔
حسی و تجربی علم زندگی کا شدید تقاضا ہے اس کے بغیر کاروبار حیات ہی نہیں سکتا اور مادی ترقی اور بہبود کا
زیادہ تر دارومدار اسی علم پر ہے۔ تسخیر کائنات کا سارا ڈرامہ اسی کے بل بوتے پر کھیلا جا رہا ہے۔ سائنس
اور ٹیکنالوجی کے کارنامے زبان زد عام ہیں ان کی عظمت میں دن بدن بیش بہا اضافہ ہو رہا ہے اور
مستقبل میں عظیم الشان امکانات موجود ہیں اتنے مفید اور بارآور علم کو اسلام کیسے نظر انداز کر سکتا ہے اور
جس علم کے سر پر خود خدا کا دست شفقت ہو اسے اللہ کا رسول اور مومن کیسے پس پشت ڈال سکتے ہیں؟
حضور نے تجربی علم کی حوصلہ افزائی فرمائی مدینے کی کھجوروں کے پھل پھول بڑھانے والے تجربات کی
آپ نے توثیق فرمائی اور ساتھ ساتھ تجربی اور الہامی علم کا فرق بھی جتلا دیا اسی طرح ٹیکنالوجی میں آپ
نے خاص دلچسپی لی ہم عصر بہتر جنگی ٹیکنالوجی سیکھنے کے لئے آپ نے صحابہ کی جماعت کو مقام جرش کی
طرف روانہ فرمایا۔ حضرت امیر معاویہ نے بحری بیڑا تیار کرایا عباسیوں اور اندلسیوں کے سائنسی و فنی
کارنامے ساری دنیا سے خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں۔

Elmas Ali

علمیات (Epistemology) کی کئی شاخیں ہیں، جن میں لزومیت (Essentialism)، تاریخی
تناظر (Historical Perspective)، دوامیت (Perennialism)، جدت پسندی
(Progressivism)، تجربیت (Empiricism)، مثالیت (Idealism)،
عقلیت (Rationalism)، تعمیریت (Constructivism) وغیرہ شامل ہیں۔ تجربیت اور ا

USMAN NOTES — Pakistan's #1 AIOU Solved Portal
WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

عقلیت پسندی کو علمیاتی مطالعے کے میدان میں دو بڑے تعمیری مباحث میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ تجربیت مشاہدات کے ساتھ وابستہ ذاتی تجربات کو تسلیم کرتی ہے اور احساسات وحسیات کو علم کا درست ذریعہ قرار دیتی ہے۔ دوسری جانب عقلیت پسندی ان تجرباتی شواہد پر انحصار کرتی ہے جو کہ علم کے ذریعے کے طور پر قابل بھروسا اور درست اقدامات سے حاصل ہوتے ہیں۔ تجربی علم (Empirical Knowledge) ظاہر اور پختہ معروضی حقائق پر مبنی ہوتا ہے۔

-6 تجربی علم دراصل حسیاتی تجربے کی صورت میں اپنے علم کی بنیاد تلاش کرنے کی کوشش ہے۔ یعنی تجربی علم وہ ہے جس کی تصدیق حسیاتی تجربے کے شواہد سے ہوتی ہے۔ تجربیت پسندوں کا ماننا ہے کہ علم صرف دیکھنے، سننے، سونگھنے، چکھنے اور چھونے سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ حسیاتی شواہد ہی ہیں جو کہ تجربی علم کو مفہوم عطا کرتے ہیں۔ تجربیت پسند فطری یا پیدائشی علم کا انکار کرتے ہیں، سائنسی دنیا میں یہ نظریہ زیادہ مقبول ہے جہاں سب سے زیادہ تجربے اور مشاہدہ پر زور دیا جاتا ہے۔ فلسفہ تجربیت ضروری عقلی علم (Necessary Rational Knowledge) کو تجربے سے اولیٰ تصور نہیں کرتا، اس کے مطابق درست فیصلے کے لئے تجربہ ہی قطعی بنیاد ہے۔

تجربیت کے مطابق انسان کی فکری صلاحیتوں تجرباتی شعبے کی حدود کا پابند ہے اس لئے مابعد الطبیعاتی تحقیقات بے کار ہو جاتی ہیں۔ اس لحاظ سے یہ عقلی نظریہ کے بالکل خلاف ہے۔

-7 عقلیت پسندی کے مطابق فکر عمومی سے مخصوص قضیہ کی جانب پیش رفت کرتی ہے جبکہ تجربیت مخصوص سے عام کی جانب پیش قدمی کی قائل ہے۔ اسی لئے تجربیت میں شواہد کی تلاش اور غور وفکر کے لئے استقرائی طریقہ (Inductive Method) اختیار کیا جاتا ہے۔

-8 حسیاتی اعضا علم کے حصول کے بنیادی ذرائع میں سے ہیں۔ ہم اپنے آپ کو اور دنیا کی نوعیت کو حسیاتی ادراک اور داخلی عکس سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حسیات کے معیار پر پوری نہ اترنے والی اشیا کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا ہونے لگتے ہیں۔ جبکہ جو چیزیں حسیات کے معیار پر پورا اترتی ہیں ان کے بارے میں یقین پیدا ہونے لگتا ہے۔ حسیاتی ادراک کے ذریعے ہم اپنے آپ اور اشیائے مدرکہ کے درمیان براہ راست تعلق قائم کر سکتے ہیں۔ یہ حسیات عقل کیلئے بھی مددگار ثابت ہوتی ہیں، حواس خمسہ کے ذریعے حاصل ہونے والی معلومات کا دماغ میں تجزیہ کیا جاتا ہے اور شواہد کے پیش نظر کوئی تصور قائم کیا جاتا ہے۔

Elmas Ali

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

باب 5

یونانی فلاسفہ کا تعلیمی نقطہ نظر

Greek Philosophers' Perspective on Education

سوال 1- سقراط کے تعلیمی تصورات اور جدلیاتی طریقے کو واضح کریں، نیز سقراطی دانش کے بنیادی اصول بیان کریں۔

Elmas Ali

جواب:1- سقراط (Socrates)

سقراط 469 قبل مسیح میں ایتھنز کے ایک غریب گھرانے میں پیدا ہوا، اس کا باپ مجسمہ ساز اور والدہ دائیہ تھی، اس کی ابتدائی تعلیم کے بارے میں معلومات دستیاب نہیں ہیں، جوانی کو پہنچنے تک وہ غیر معروف رہا اس نے اپنے باپ کا ہی پیشہ اختیار کیا، جلد ہی سقراط نے سوال و جواب کے ذریعے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا، وہ گلیوں، بازاروں، کھیل کے میدانوں اور دیگر جگہوں پر جاتا اور لوگوں کو جنگ، سیاست، شادی، محبت، خانہ داری، دوستی، آرٹس، تجارت، شاعری، سائنس اور مذہب جیسے موضوعات پر بحث میں شریک کرتا، اخلاقی مقاصد، مثالی معیارات، نیکیاں اس کے بنیادی موضوعات تھے۔ ارسطو کے علم اور مباحث نے پوری زندگی کا احاطہ کر رکھا تھا اس نے نظریاتی و عملی دونوں پہلوؤں کو اجاگر کیا۔ اسے مادی دنیا سے دلچسپی نہیں تھی بلکہ انسان کی زندگی اور اس کا مقصد ہی اس کی تحقیق کا موضوع تھا۔ اس نے جسمانی و اخلاقی بلند حوصلگی کی کئی مثالیں دیں جو کہ ایام حرب میں دیکھی گئیں۔ وہ شفیق اور نرم مزاج تھا، وہ اعلیٰ پائے کی حس مزاح بھی رکھتا تھا، تاہم اس کی دلچسپی معاشرے کے عطائیوں اور شعبدہ بازوں کا پردہ فاش کرنے میں تھی، اس نے ان کی جہالت آشکار کی، اس سے ارسطو کے دشمنوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا، ڈیلفی کے دارالاستخارہ کی جانب سے سقراط کے انتہائی دانا ہونے کی پیش گوئی سے بھی اس کے حریف بڑھ گئے، لوگ آہستہ آہستہ اس کے خلاف آواز اٹھانے لگے، یوں اس کے پیروکاروں اور اسے سراہنے والوں کے ساتھ ناقدین کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا چلا گیا۔

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal
WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

بالآخر سقراط کے بارے میں حکومت کو شکایت کی گئی کہ وہ نوجوانوں کے اخلاق کو خراب اور کفر پر مبنی کے خلاف پراپیگنڈا کر رہا ہے، اس کیخلاف عدالتی کارروائی ہوئی اور کئی گواہ پیش کیے گئے، اس کارروائی کے دوران موت، نیکی اور دیگر اہم موضوعات پر ادا کیے گئے سقراط کے الفاظ تاریخی حیثیت اختیار کر گئے۔ تاہم اسے سزائے موت سنادی گئی۔ جیل میں اس کے دوستوں نے اسے بچانے کی کوشش کی لیکن اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ ہر ایک کو ریاست کے قوانین کی پابندی کرنی چاہیے، چاہے اس سے اس کی جان ہی کیوں نہ چلی جائے، سقراط نے بخوشی زہر کا پیالہ پی لیا۔ پستہ قد، گٹھے جسم، کمزور بصارت، چھوٹی ناک، بڑے منہ، موٹے ہونٹ والا یہ شخص اپنے کے معاملے میں لاپروا اور بدسلیقہ تھا لیکن طلبہ کے لئے انتہائی مشفق استاد ثابت ہوا، جس کا اعتراف اس کے شاگرد افلاطون نے بھی اپنی تحریروں میں کیا۔

Elmas Ali

2- سوفسطائی سابقین (The Sophist Predecessors)

تیسری یا چوتھی صدی قبل مسیح میں یونان میں تدریس و تعلیم کا نیا مکتبہ فکر وجود میں آیا، عقلی افق کی وسعت کی وجہ سے ایسے طبقہ جو کہ ہر قسم کا علم فوری مہیا کرنے کی ضرورت بے چینی پیدا کر رہی تھی۔ سوفسطائیت کے تحت ان ضروریات کو پورا کرنے کے لئے تمام تر توانائیاں تعلیم کے میدان میں صرف کی گئیں۔ سوفسطائیوں کی طرف سے دی جانے والی تعلیم ایک نظام کے تابع نہیں تھی اور اس کا دائرہ کار بھی ان طلبہ تک محدود تھا جو کہ اس کی استطاعت رکھتے تھے۔ سقراط کا کہنا ہے "میں کبھی بھی استاد نہیں رہا حالانکہ استاد بننے کی خواہش شروع سے ہی تھی، میں بہت غریب تھا اتنی دولت نہیں تھی کہ سوفسطائی کو معاوضہ دے سکتا جو کہ اخلاقی تعلیم کے معلم تھے۔" سوفسطائیوں کی جانب سے معاوضہ طلب کئے جانے کی وجہ سے ان کے خلاف ایک طرح کا تعصب پایا جاتا تھا، کیونکہ اس سے صاحب ثروت لوگ ہی تعلیم حاصل کر سکتے تھے یوں وہ معاشرے میں دوسرے لوگوں کے مقابلے میں قطعی برتری حاصل کر لیتے تھے۔

3- یونانی تعلیم کے مقاصد (Objectives of Greek Education)

سوفسطائیوں کے خلاف تعصب میں اس لئے اضافہ ہوا کیونکہ انہوں نے براہ راست افادیت کو اس کا مقصد بنا کر اس کی قدر کم کی۔ یونانیوں کیلئے تعلیم روزگار کا ذریعہ نہیں بلکہ فارغ البالی میں حاصل کی جانے والی تربیت تھی۔

4- سقراط کا طریقہ (The Socratic Method)

سقراط نے سوفسطائیوں کے طریقوں کی غیر سائنسی نوعیت کو تسلیم کیا، اس کا اپنا طریق خاص نظام اور عمومی کلیات پر مبنی تھا۔ ارسطو کے مطابق دو چیزیں ایسی ہیں جن کا سہرا سقراط کے سر ہے ان میں استقرائی مقالات

USMAN NOTES | Pakistan's #1 AIOU Solved Portal | WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

اور آفاقی تعریفیں شامل ہیں۔ کسی تعریف پر پہنچنے کے لئے وہ استقرائی استدلال (Inductive Reasoning) کا طریقہ اختیار کرتا تھا۔ اس طریقے سے حاصل ہونے والے نتائج سائنسی درستگی کی شرائط پر پورا نہیں اتر سکتے تھے تاہم اس سے سقراط کو فرق نہیں پڑتا تھا، کیونکہ اس نے کبھی عالم ہونے کا دعویٰ نہیں بلکہ وہ اس کی نفی کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اس کا علم بڑا محدود ہے۔ سقراط نے پہلا کام یہ کیا کہ لوگوں کو اطمینان بالذات (Self-Satisfaction) کے دھوکے سے باہر نکالا، وہ اسے تمام پریشانیوں اور مشکلات کی جڑ قرار دیتا تھا، اس نے کوشش کی کہ لوگ اپنا جائزہ لیں اور اپنی ذات کے خود ناقد بنیں۔ اس کے مطابق جہالت ایک ایسی برائی ہے جس میں انسان اچھا ہوتا ہے نہ دانا لیکن پھر بھی وہ خود سے مطمئن ہوتا ہے اور اس کی کوئی خواہش نہیں ہوتی۔ اس لئے سقراط لوگوں میں کچھ پانے کی خواہش بیدار کرنا چاہتا تھا۔

Elmas Ali

5- جدلیاتی طریقہ (The Dialectical Method)

سقراط کے الفاظ کے بارے میں افلاسون کہتا ہے اب اس کے الفاظ کو مفہوم سے بھرپور اور انتہائی آگے پہنچانے والا پائیں گے، جس میں نیکی کا انتہائی نفیس تصور پیش کیا گیا ہے۔

دوسرے فلاسفہ کی طرح سقراط دوسروں کو اپنے نظریات کے زیر اثر لانے کی کوشش نہیں کرتا، نہ ہی وہ دوسروں کو اس بات پر قائل کرنا چاہتا ہے کہ اس کے نظریات ہی درست ہیں۔ بلکہ وہ ہر شخص کو مفکر بنانا چاہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ ہر ایک میں عقلی فکر پورے جوبن کو پہنچے، سقراط کا ماننا ہے کہ علم و دانش (Knowledge) ایک ایسی قوت ہے جس سے چیزیں وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ سقراط نے یہ بھی کہا ہے کہ جس کے پاس حقیقی علم ہو وہ نیک اور صالح ہونے کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔ علم حقیقت پسند انسان کو تخیل عطا کرتا ہے۔ یہ علم ہی ہے جو ہر شعبے میں کامیابی کی ضمانت ہے۔ تعلم کا مباشی طریقہ سقراط کا طریقہ کہلاتا ہے، جس میں سوال جواب اور بحث و مباحثہ شامل ہوتا ہے۔ سقراط کے طریقے کو دایہ گیری سے تشبیہ دی جاتی ہے، یہ ایک طرح کی ذہنی دایہ گیری ہے، یہ ذہن سے نئے تصورات کو جنم دینے میں مدد فراہم کرتی ہے بالکل ایسے ہی جیسے دایہ بچے کو پیدا کرنے میں خاتون کی مدد کرتی ہے۔ سقراط کے پورے طریقے کو صرف دو الفاظ یعنی جدلیاتی طریقہ (Dialectical Method) کی صورت میں بیان کیا جا سکتا ہے۔

سقراط علم کی اہمیت سے پوری طرح واقف تھا، اس کے مطابق علم نیکی ہے، یہ آفاقی سچائیوں کے بارے میں بصیرت عطا کرتا ہے، ایسے علم کو تلاش کرنے کے لئے سقراط نے جدلیاتی طریقے کو استعمال کیا، حالانکہ اس نے جدلیاتی طریقہ ایجاد کیا اور اسے استعمال میں لایا لیکن اس نے کہیں بھی اس کی منظم اور مربوط انداز میں وضاحت نہیں کی۔ اس نے اپنے خیالات کو زیب قرطاس نہیں کیا، اس کا فلسفیانہ نظریات تشکیل دینے کا انداز منفرد تھا، وہ

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Books | WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com



USMAN NOTES
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

جانے والا چیلنج تھا، سوفسطائی دانا اور ماہر تربیت یافتہ اشخاص تھے جو کہ موزوں مشاہرے پر استدلال اور بلاغت کی تعلیم دیتے تھے۔ انہیں یقین تھا کہ معروضی حقیقت اور اخلاقیات کچھ نہیں ہے، ہر نقطہ نظر یا نظریہ محض مخصوص شخص کی رائے ہے۔ اس لئے رائے کی برتری اس کی توارثی خوبی سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس کی درستگی کا انحصار اس بات پر ہے کہ اسے کس انداز میں اور دلیل کی کس قوت کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ اس لئے وہ دلائل کے لئے آرٹ اور سائنس پر سب سے زیادہ زور دیتے تھے۔ انہوں نے ہومومینسورا (Homo Mensura) کا نظریہ پیش کیا جس کے مطابق انسان (فرد) ہی ہر شے کا پیمانہ ہے اور حقیقت مخصوص، انفرادی اور سیاقی ہے، ان کے نزدیک معروضی اور آفاقی حقیقت پر یقین عجیب و غریب واہمہ ہے۔ ایسے نظریات بلاشبہ فلسفہ اور اخلاقیات کو خراب کرنے والے ہیں۔ سقراط بشری آرا میں ترجیح کو تسلیم کرتا ہے اور اس بات کو بھی کہ ہر کوئی اپنے نظریات کو درست سمجھتا ہے، لیکن اس کے مطابق بشری استدلال کے ذریعے اصل معروض اور آفاقی حقیقت کو دریافت کیا جا سکتا ہے۔

حقیقت تک پہنچنے کے لئے انسان کو چاہیے کہ وہ تمام آرا کو شک کی نظر سے دیکھے، اسے تعصب کی فریبی تہوں کو ہٹا دینا چاہیے۔ سقراط کا کہنا ہے کہ اسی طریقے سے اصل اور معروضی حقیقت تک پہنچ سکتے ہیں۔

8- تصورات کا نظریہ (Theory of Concepts)

سقراط کے مطابق علم تصورات کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔ تصور ایک ایسا نظریہ ہے جو کہ ان خصوصیات کا نمائندہ ہوتا ہے جو کہ ایک جماعت کے تمام ارکان میں مشترک پائی جاتی ہیں۔ تصور (Concept) دراصل "Percept" کا الٹ ہے، "Percept" وہ نظریہ ہے جو کہ کسی خاص شے کے تصور پر مبنی ہو جبکہ "Concept" اشیا کے گروپ میں مشترکہ خصوصیات پر غور کرتے ہوئے ذہنی استخراج کا نتیجہ ہے۔ مثلاً اگر ہم کہیں یہ کتاب فلاسفی پر لکھی گئی ہے تو یہ ایک "Percept" ہے لیکن اگر یہ کہا جائے کہ کتابیں پرنٹ کیا گیا مواد ہوتا ہے جس میں کسی موضوع پر مختلف نظریات یا معلومات کو پیش کیا جاتا ہے تو یہ تصور (Concept) کہلائے گا یعنی کتاب کا تصور (Concept of Book)۔

Elmas Ali

تصور کسی خاص گروپ کی مشترکہ خصوصیات پر مبنی ہوتا ہے لیکن اس کا کسی دوسرے گروپ سے ممتاز ہونا بھی ضروری ہے بصورت دیگر تصور میں ابہام رہ جائے گا، مثلاً انسان کا تصور پیش کرتے ہوئے کہا جائے کہ اس میں حیوانیت اور عقلیت دونوں پائی جاتی ہیں، تو یہ تصور اس وقت مبہم ہو جائے گا جب یہ دونوں خصوصیات رکھنے والی کوئی اور مخلوق بھی موجود ہوگی۔ اسی طرح جب ہم کہیں کہ دو پاؤں پر چلنے والی مخلوق انسان ہے تو تب پھر مشکل پیدا ہو جائے گی جب ہم دیکھیں گے کہ تمام پرندوں کے دو ہی پاؤں ہیں۔ اس لئے انسان کا تصور اسی وقت واضح ہو سکتا ہے جب اسے دوسرے گروپس سے ممتاز بنانے والی خصوصیات پیش کی جائیں گی۔ لیکن ہم انسان کی تعریف یہ بھی

USMAN NOTES - Pakistan's No.1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

نہیں کر سکتے کہ وہ گورا، پاگل یا ذہین ہوتا ہے کیونکہ انسانوں میں آپ کو گورے بھی ملیں گے اور گندمی بھی، جبکہ سیاہ فام بھی انسان ہی ہیں۔ سقراط نے تصور واضح کرنے کے لئے پہلے مشترکہ خصوصیات کا جائزہ لینے کی کوشش کی ہے پھر استخراجی عمل کے ذریعے عبوری تعریف پیش کی ہے۔ پھر اس عبوری تعریف کو اس نے استثناعات کے تناظر میں پرکھا ہے۔ یہ عمل وہ اس وقت تک دہراتا رہتا ہے جب تک وہ کسی قطعی تعریف تک نہ پہنچ جائے۔

9- علم میں استدلال اور تعریف: (Reason and Definition in Knowledge)

یہاں ہماری استدلال (Reason) سے مراد وہ معروضی اور آفاقی قوت ہے جس کے ذریعے انسان علم حاصل کرتا ہے۔ اس لئے استدلال (Reason) اور ذہانت (Intelligence) میں مغالطہ نہیں ہونا چاہیے۔ اس حوالے سے سوفسطائیوں کا خیال ہے کہ انسان میں ایسی کوئی عقلی صلاحیت موجود نہیں ہے جس میں وہ دوسروں کو شریک کر سکے۔ ان کے نزدیک ہر ایک شخص کا نظریہ (Perception) اس کا اپنا ہوتا ہے اسی لئے لوگوں میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ ہر شخص کا اپنا معیار اور اصول ہوتا ہے لیکن سقراط اس نظریہ کو مسترد کرتا ہے اس کا کہنا ہے کہ انسانوں کی آرا میں تنوع تو ضرور پایا جاتا ہے لیکن ان میں بنیادی امور پر اتفاق بھی ہوتا ہے۔

علم کی آفاقیت قائم کرنے کے لئے سقراط نے درست اور واضح تعریفوں پر زور دیا ہے۔ تعریفوں کے ذریعے ہم اشیا کی بنیادی خصوصیات کو یقینی بناتے ہیں۔ دراصل خیالی تصورات ذہن میں موجود ہوتے ہیں جب انہیں الفاظ کا جامہ پہنایا جاتا ہے تو یہ تعریف بن جاتی ہے۔ اس لئے تعریفوں میں جن وہ خصوصیات ملتی ہیں جو کہ تصور کا خاصا ہوتی ہیں۔ تعریفوں کو واضح ہونا چاہیے اس میں کسی قسم کا ابہام نہیں رہنا چاہیے۔ مثلاً اگر ہم کہیں انصاف سے مراد کسی کو حق دلوانا ہے تو یہ جامع تعریف نہیں ہوگی کیونکہ اگر کسی کا پستول عین اس وقت اس کے حوالے کیا جائے جب وہ شدید غصے میں ہو تو بڑے نقصان کا اندیشہ ہے۔ اس لئے ہمیں انصاف کی تعریف زیادہ احتیاط کے ساتھ کرنا ہوگی۔

Ermas Ali

10- علم اور نیکی (Knowledge and Virtue)

سقراط کی سب سے زیادہ دلچسپی تعلیم کے اخلاقی اور عملی پہلو میں تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ علم کو ہر انسان کی زندگی میں روشنی پیدا کرنی چاہیے۔ اس لئے وہ اسے اعلیٰ ترین قدر قرار دیتا ہے جبکہ باقی سب کو اس سے کم تر سمجھتا ہے۔ سقراط کے نزدیک نیکی بھی زندگی کی سب سے بڑی بھلائی ہے، اسی لئے وہ ان دونوں کو ایک جیسا تصور کرتا تھا، وہ کہتا تھا کہ علم نیکی ہے، اس کا ماننا تھا کہ جانتے بوجھتے کوئی شخص غلط کام نہیں کرتا، غلط اقدامات جہالت کا نتیجہ ہیں۔ سقراط کے اس نظریے کو سمجھنا قدرے مشکل ہے، کیونکہ ایسی کئی مثالیں ملتی ہیں جہاں جانتے بوجھتے غلط کام کیا جاتا ہے، درحقیقت سقراط نے استدلال پر حد سے زیادہ زور دیا ہے اور انسان میں نامعقولیت کی قوت کا صحیح اندازہ

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

لگانے میں ناکام رہا ہے۔ الغرض سقراط کو اس بات پر کامل یقین تھا کہ صحیح علم ہی درست عمل کی کنجی ہے۔

سقراط کے انداز تعلیم کے بنیادی اصول

(Fundamental Principles of Socratic Education)

1- علم مقصد حیات ہے (Knowledge is the Goal of Life)

سقراط نے اچھائی یا سب سے بڑی بھلائی کے تصور کو بیان کرنے اور اس کی تعریف کرنے پر توجہ مرکوز رکھی۔ انسان کے مقصد حیات سے متعلق مختلف نظریات پائے جاتے ہیں۔ بعض کے نزدیک یہ راحت اور سرور ہے تو بعض خوشی کو مقصد حیات قرار دیتے ہیں، لیکن سقراط سب سے بڑی اچھائی اور بھلائی علم کو قرار دیتا ہے، اس کے نزدیک علم ہی اصل مقصد حیات ہے۔ اس لئے وہ علم تمام نیکیوں کے لئے لازمی شرط قرار دیتا ہے۔ اس کے مطابق اگر ہمیں صحیح اور غلط کا علم ہو جائے تو ہم کبھی کچھ غلط نہیں کریں گے، جبکہ اپنی ذات اور معاشرے کا علم اخلاقی زندگی کے لئے اہم ہے۔ یوں نیکی کچھ اور نہیں بلکہ بذات خود علم ہی ہے۔

سقراط کے مطابق علم نیکی ہے، اس نے اس تصور کو ثابت کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔ ہر شخص خوشی کا متلاشی ہوتا ہے اور خوشی اچھے اعمال سے حاصل ہوتی ہے۔ اچھائی پر چلنے کے لئے اچھائی کا علم ہونا ضروری ہے، اس لئے ہر ایک اچھائی کا علم حاصل کرنا چاہیے، یوں علم اخلاقی ضابطے کے لئے لازمی شرط اقرار پاتا ہے۔ سقراط اخلاقی عمل اور ضابطے میں علم کے ساتھ ارادے اور خواہش کو بھی مساوی اہمیت دیتا ہے۔ تاہم وہ اس تصور کی نفی کرتا ہے کہ ارادے اور استدلال میں کوئی تضاد یا کسی قسم کی دوئی پائی جاتی ہے۔ اسے یقین ہے کہ کوئی بھی شخص جانتے بوجھتے برائی نہیں کرے گا اور نہ کوئی شخص بغیر شعور کے اچھائی کر سکتا ہے، اخلاقی اچھائی علم میں ہی مضمر ہے، علم کے بغیر اچھائی ہو سکتی ہے نہ کوئی نیکی۔

Elmas Ali

سقراط کی ایک رائے ایسی بھی ہے جو کہ مذکورہ بالا تصور سے متضاد ہے اور وہ عام شخص کی سمجھ میں نہیں آ سکتی، اس کا کہنا ہے کہ مکمل علم کے ساتھ کیا جانے والا کوئی غلط عمل لاعلمی میں کئے جانے والے غلط کام سے بہتر ہے۔ حالانکہ عمومی طور پر ہم ناسمجھی میں کی جانے والی غلطی کو درگزر کر جاتے ہیں، مثلاً اگر کوئی شخص کسی کو ارادے کے ساتھ گولی مار کر قتل کرتا ہے تو ہم اسے ایسے شخص کے مقابلے میں زیادہ سزاوار سمجھتے ہیں جس کی بندوق سے غیر ارادی طور پر کوئی قتل ہو جائے، لیکن سقراط کے نظریہ میں ایسا دکھائی نہیں دیتا بلکہ اس کے نظریے کے مطابق علم اور ارادے کے ساتھ کسی کو قتل کرنا فوقیت رکھتا ہے۔ سقراط کا نظریہ اخلاق عام سوجھ بوجھ کے بالکل خلاف نظر آتا ہے، اس لئے

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

اسے عملی و نظریاتی طور پر تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ عملاً ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ قابل سزا جرم سمجھتے ہوئے بھی زنا کرتے ہیں اور محرمات کے ساتھ ناجائز مراسم، اغلام بازی وغیرہ میں ملوث پائے جاتے ہیں، جبکہ نظریاتی طور پر دیکھا جائے تو استدلال کے ارادے کے تابع ہونے پر اعتراض کیا جا سکتا ہے۔

تاہم مذکورہ بالا تنقید ایک غلط فہمی پر مبنی ہے، سقراط کا نظریہ علم عامیانہ نہیں ہے، سقراط کے مطابق باعلم شخص کو اپنے نفس پر مکمل کنٹرول ہوتا ہے۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو مذکورہ تنقید درست محسوس نہیں ہوتی۔

2- نیکی سکھائی جا سکتی ہے (Virtue can be Tought)

نیکی کا تعلق ارادے سے ہے اور ارادہ عادت اور عمل سے پابند اخلاق بنتا ہے، یعنی ہم استدلال کے ذریعے نہیں بلکہ اچھے عمل کو بار بار انجام دینے سے نیکی کو ترقی دے سکتے ہیں۔ لیکن سقراط اس کے مخالف نقطہ نظر رکھتا ہے، اس کے مطابق چونکہ نیکی علم ہے اور علم ایک پورا نظام ہے اس لئے نیکی بھی سکھائی جا سکتی ہے۔

3- نیکی صرف ایک ہی ہے (Virtue is One)

یونان کے روایتی نظریہ اخلاق کے مطابق نیکیاں چار ہیں یعنی دانائی، حوصلہ، ضبط نفس اور انصاف۔ تاہم سقراط صرف ایک نیکی یعنی علم پر یقین رکھتا ہے، اس کے مطابق علم تمام نیکیوں کی ماں ہے۔

4- نیکی روحانی مسرت ہے (Virtue is Bliss)

سقراط کے مطابق نیکی کے بغیر کسی قسم کی خوشی حاصل نہیں ہوتی، خوشی اگر ہوتی بھی ہے تو وہ نیکی سے حاصل ہونے والی روحانی مسرت کے مساوی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اس کے مطابق نیکی ہی اصل روحانی مسرت ہے۔

Elmas Ali☆☆☆☆

سوال 2- طبقات کے حوالے سے افلاطون کے نظریہ تعلیم کا تنقیدی جائزہ پیش کریں۔

جواب:1- افلاطون (Plato)

افلاطون 427 قبل مسیح میں شرفا کے خاندان میں پیدا ہوا۔ اس نے سب سے پہلے مختلف اساتذہ سے موسیقی، شاعری، مصوری اور فلسفے کی تعلیم حاصل کی بعد ازاں 407 قبل مسیح میں وہ سقراط کا شاگرد بنا اور 399 قبل مسیح میں سقراط کی موت تک اس کے ساتھ رہا، سقراط کے ساتھ رہتے ہوئے اس نے درسگاہیں قائم کیں جہاں اس نے ریاضی اور فلسفے کی مختلف شاخوں کی تعلیم دی، اس کا انتقال 347 قبل مسیح میں ہوا۔

افلاطون کی زندگی کو تین ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلے دور میں اس نے سقراط جیسے عظیم معلم اور دیگر اساتذہ سے تعلیم حاصل کی، وہ 8 سال تک سقراط کے ساتھ رہا اور انسانی فکر کے مختلف شعبوں میں اس سے اکتساب

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal
WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

فیض کیا، سقراط کی موت کے بعد اضطراب اور پریشانی کے عالم میں اس نے مصر، اطالیہ وغیرہ کا سفر کیا۔ دس سال تک وہ ملکوں ملکوں گھوما اور وہاں زندگی کے طور طریقوں کا مشاہدہ کیا، اس نے وہاں کے سماجی و سیاسی ڈھانچے کو بھی جائزہ لیا اور اس پر مختلف ممالک کے فلاسفہ سے بات کی۔ اس دور میں افلاطون کے غور و فکر کا مرکز و محور آفاقی خیالات تھے، اس دور میں لکھے گئے اس کے مکالمے ادبی طور پر زیادہ شاندار نہیں ہیں اس دور میں لکھے گئے اہم مکالمات میں گارگیاس (Gorgias)، تھیتیتس (Theatetus)، سوفسطائی (Sophist)، سیاستدان (Statesman)، پارمینڈس (Parmenides) شامل ہیں۔

10 سال تک مختلف ملکوں کی خاک چھاننے کے بعد افلاطون کے دماغ میں یکسوئی آئی اس کے بعد وہ ایتھنز واپس لوٹا اور اپنی زندگی کے تیسرے اور انتہائی اہم دور کا آغاز کیا، اس نے درسگاہ "Academy of Gymnasium" قائم کی، یہاں پر ایک معلم، ریاضی دان اور فلاسفر کی حیثیت سے زندگی گزاری، 40 سال تک اس نے سینکڑوں شاگردوں کو تعلیم دی اور 82 سال کی عمر میں اپنی موت تک درجنوں مکالمات تحریر کیے۔

Elmas Ali

2- تعلیم کا مقصد (Aim of Educcation)

افلاطون کے مطابق انسان کا دماغ ہر وقت متحرک رہتا ہے، انسان ہر اس شے کی جانب متوجہ ہوتا ہے اپنے اردگرد موجود پاتا ہے اور ان کی جانب لپکتا ہے۔ استاد کو چاہیے کہ وہ بچے میں موجود اس رجحان کا فائدہ اٹھائے اور اسے تعلیم دے، اسے ان چیزوں کی جانب توجہ دینی چاہیے جو کہ بچے کے ماحول میں پائی جاتی ہیں، بچے کو جو ماحول دیا جائے ان میں خوبصورت اشیا شامل ہونی چاہئیں تا کہ بچہ فطری طور پر ان کی جانب راغب ہو اور اس میں تجسس بیدار ہو سکے۔ تعلیم کے عمل کو ان تحاریک اور ترغیبات کے ذریعے آگے بڑھانا چاہیے جو کہ ذہنی نشوونما کا سبب بنتی ہیں۔ اسی لئے بچے کو خوبصورت ترین ماحول میں رکھا جانا چاہیے، درحقیقت ایسے ماحول کی ضرورت انسان کو صرف بچپن میں نہیں ہوتی بلکہ اسے یہ ماحول زندگی بھر فراہم کیا جانا ضروری ہے کیونکہ افلاطون کے مطابق سیکھنے کا عمل کبھی نہیں رکتا، یہ زندگی بھر جاری رہتا ہے۔ افلاطون نے تعلیم میں سب سے زیادہ ذہنی نشوونما پر زور دیا ہے، وہ ریاست کو ترقی یافتہ دماغ کے طور پر دیکھتا ہے، تعلیم کا مقصد طالبعلم تک صرف معلومات پہنچانا نہیں بلکہ اسے اس نہج پر تیار کرنا ہے کہ وہ بحیثیت شہری اپنے اور دوسروں کے حقوق و فرائض کو سمجھ سکے، بالکل ایسے ہی جیسے ذہن سے ریاست پھوٹتی ہے، ذہن خود بھی ان تمام مراحل سے گزرتا ہے جن سے ریاست گزرتی ہے، افلاطون کے مطابق تعلیم کا مقصد انسان کی تکمیل ہے، اس مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ ایسا نصاب تجویز کرتا ہے جو کہ تمام مضامین پر مشتمل ہو۔ افلاطون نے کہا تھا کہ تعلیم فرد کے جسم اور روح میں ان تمام تر خوبصورتیوں اور کمالات کو

USMAN NOTES - Pakistan's Largest Online Solved Portal
WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

پروان چڑھاتی ہے جن کا وہ اہل ہوتا ہے۔ اس کے مطابق ہمیں اوائل نوجوانی سے ہی تربیت یافتہ ہونے کی ضرورت پڑتی ہے تاکہ درست چیزوں پر غمی اور خوشی کا احساس ہو سکے۔ افلاطون کے مطابق تعلیم کا مقصد ایسا ہونا چاہیے جو کہ فرد کو اپنی عظیم صلاحیتوں کے ساتھ ترقی پانے کا موقع دے، وہ ایسی تعلیم کو تنگ نظر تعلیم (Illiberal Education) سے تعبیر کرتا ہے جس کا مقصد ذہانت اور انصاف سے ہٹ کر صرف دنیاوی دولت اور جسمانی قوت کا حصول ہو۔ افلاطون چاہتا تھا کہ ریاست کے والی فلسفی ہوں، اس نے اپنے فلسفہ مثالیت پسندی کے پرچار کیلئے اپنی الگ تعلیمی سکیم تشکیل دی۔ اس نے ری پبلک "Republic" کی صورت میں تعلیم پر بہترین مقالہ پیش کیا جو کہ ماہرین تعلیم کے لئے گراں قدر کاوش ہے۔

افلاطون کے مطابق فلاسفر وہ ہوتا ہے جسے ہر طرح کے علم کا چسکا ہوتا ہے، جو سیکھنے کے لئے متجسس رہتا ہے اور کبھی بھی اس کا سیکھنے سے دل نہیں بھرتا۔ وہ نہ صرف دانائیاں اکٹھی کرتا ہے بلکہ وہ دانائی کا عاشق ہوتا ہے، جتنا وہ باعلم ہوگا اتنا ہی زیادہ وسیع النظر ہو جائے گا۔ وہ زندگی کو مستحکم انداز میں اور کامل صورت کے ساتھ دیکھتا ہے۔ زندگی کو کلی حیثیت میں دیکھنے کے لئے فلاسفی اس کی مدد کرتی ہے۔ افلاطون کے مطابق زندگی کا اعلیٰ ترین معیار اعلیٰ ترین اچھائی یا خدا کو پانا ہے اس کے لئے وہ نصاب میں تین قسم کی روحانی اقدار یعنی سچائی، خوبصورتی اور اچھائی کو شامل کرنے کی تجویز دیتا ہے۔

3- تعلیم کا نصاب (Curriculum of Education)

افلاطون کے مطابق تعلیم کا مقصد اس سچائی کے بارے میں آگاہی حاصل کرنا ہے جو کہ جانچ پڑتال کی کوئی حد نہیں، افلاطون ذہن، جسم، روح تینوں کی نشوونما کو لازمی قرار دیتا ہے۔ اس لئے اس نے نصاب کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

i. جسمانی نشوونما (Bodily Development)

افلاطون کے فلسفہ تعلیم میں جسمانی نشوونما کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ یہ نشوونما محض ورزش اور اچھل کود سے حاصل نہیں کی جا سکتی بلکہ اس کے لئے خوراک کو بھی کنٹرول کیا جاتا تھا اور ایک قاعدے کے مطابق غذا دی جاتی تھی۔ اس سلسلے میں استاد کی ذمہ داری تھی کہ وہ طلبہ کی رہنمائی کرے، اس کی حیثیت خیال رکھنے والے معالج کی سی تھی، جو کہ بچے میں کمزوریوں کو سامنے رکھتے ہوئے اس کے لئے غذا تجویز کرتا تھا، اس کا مقصد طلبہ کی کمزوریوں کو دور کرنا اور مکمل نشوونما مہیا کرنا تھا۔

ii. تعلیمی نقوش (Educational Impressions)

جسمانی نشوونما ذہنی نمو کا محض ایک ذریعہ ہے، کیونکہ صحت مند جسم ہی صحت مند دماغ رکھتا ہے، اس لئے جہاں جسمانی نشوونما کو اہمیت دی جاتی ہے وہیں ذہنی نشوونما پر بھی خصوصی توجہ دی گئی ہے، فیثاغورث

USMAN NOTES - Pakistan's Leading Solved Portal
WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

(Pythagoras) کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے افلاطون نے ریاضی کی تدریس کو سب سے زیادہ اہمیت دی۔ ریاضی کی تدریس میں پہلے مرحلے پر علم حساب اور بعد میں جیومیٹری اور الجبرا سکھانے کا کہا گیا۔ افلاطون کو یقین تھا کہ ریاضی کی تدریس سے کئی ذہنی نقائص کو دور کیا جا سکتا ہے، ریاضی کے ساتھ اس نے فلکیات کی تدریس کو خصوصی اہمیت دی اور اسے اعلیٰ تعلیم کا درجہ دیا۔

Elmas Ali

iii. موسیقی کی تربیت (Trainig of Music)

متوازن تعلیم کے لئے افلاطون نے ورزش اور جمناسٹک کے ساتھ موسیقی کی تربیت کو بھی خصوصی اہمیت دی۔ اس کے مطابق ورزش جسمانی نشوونما میں مدد کرتی ہے جبکہ موسیقی کی تربیت روحانی نشوونما کے لئے ضروری ہے۔ لیکن موسیقی اور ادب کی تدریس کردار سازی کی حامل ہونی چاہیے، اس کے مطابق یہ تربیت ایسے تمام ادب اور رزمیہ نظموں سے پاک ہونی چاہیے جو کہ بزدلی، کمزوری، خودغرضی اور انانیت وغیرہ کو فروغ دے۔ اس لئے وہ ہومر (Homer) اور اس کے ہم عصر شعراء کے کلام کا ناقد تھا، افلاطون انسان میں توازن کو سب سے زیادہ اہمیت دیتا تھا، کیونکہ اس توازن کے بغیر انسان سماجی ذمہ داریاں اٹھانے کے قابل ہوتا ہے اور نہ ہی وہ اپنی ذاتی زندگی سے بھرپور طور پر لطف اندوز ہو سکتا ہے۔ یوں ہم کہہ سکتے ہیں کہ افلاطون نے تعلیم کے لئے ایک متوازن نصاب پیش کیا۔

iv. استاد کا کردار (Role of Educator)

افلاطون کے تعلیمی منصوبے میں استاد کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ اس کی مثال ایسے مشعل بردار کی سی ہے جو کہ اندھیرے غار سے نکلنے میں انسان کی رہنمائی کرتا ہے۔ یوں افلاطون استاد کو طالب کے رہنما کا درجہ دیتا ہے۔ افلاطون اپنے طریقہ تدریس میں استاد کی تقلید پر سب سے زیادہ زور دیتا ہے، کیونکہ اس کے خیال میں بچہ دوسروں کی نقل کر کے بہت کچھ سیکھتا ہے۔ اس کے مطابق لوگ وہی رویہ اختیار کرتے ہیں جن لوگوں میں وہ رہتے ہیں۔

v. طبقات کے مطابق تعلیم (Education According to Classes)

افلاطون اپنے تعلیمی منصوبے میں ہر ایک کے لئے یکساں تعلیم تجویز نہیں کرتا، وہ سماجی طبقہ بندی کا قائل ہے، اس کے مطابق چونکہ معاشرے میں ہر فرد کو مختلف ذمہ داریاں انجام دینا ہوتی ہیں اس لئے ان کی تعلیم بھی مختلف ہونی چاہیے تا کہ ہر ایک کو اس کے شعبے کے مطابق تربیت دی جا سکے۔ اس کے مطابق افراد کی بنیاد مختلف دھاتوں پر رکھی گئی ہے، جو سونے سے بنے ہیں یعنی اعلیٰ طبقہ کے افراد کو انتظامی امور اور حکومت سازی میں حصہ لینا چاہیے، چاندی سے بنے یعنی متوسط طبقے کے افراد تجارت اور دفاع کیلئے موزوں ہیں جبکہ فولاد سے بنے افراد محنت اور کاشتکار ہوتے ہیں۔ افلاطون کے مطابق یہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر قسم کے افراد کے لئے تعلیم کا مختلف انتظام کرے۔ حکمران طبقہ کی تعلیم کو وہ خاص اہمیت دیتا ہے جبکہ دیگر طبقات کی تعلیم اس کے نزدیک زیادہ اہم نہیں ہے۔

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

ہر فرد کے طبقے کا تعین کرنے کے لئے افلاطون عمر کے مختلف حصوں میں مختلف اقسام کے ٹیسٹ تجویز کرتا ہے۔ اس کے مطابق 7 سے 20 سال تک سب کو بنیادی تعلیم دی جانی چاہیے۔ جس کے بعد سب کا امتحان لیا جائے، جو طلبہ اس امتحان میں ناکام ہو جائیں انہیں محنت مزدوری جیسے مختلف مفید شعبوں میں بھیج دیا جائے۔ کامیاب امیدواروں کو مسلح افواج میں بھیجا جائے جہاں ان کی اگلے دس سال تربیت ہو، اس کے بعد دوبارہ ٹیسٹ لیا جائے جس میں ناکام ہونے والوں کو افواج میں ہی رکھا جائے جبکہ کامیاب امیدواروں کو حکمرانی کیلئے بھیج دیا جائے۔ پھر اس حکمران طبقے کی سائنس میں مزید تعلیم کا اہتمام کیا جائے، بعد ازاں حکمران جماعت میں سے ایک فلسفی حکمران کا انتخاب کیا جائے جس کے ذمہ حکومت اور ریاست کی تعلیم ہو۔ اس فرد کو ریاست میں سب سے اعلیٰ مقام دیا جائے، اور اس کے الفاظ ریاست کیلئے قانون کا درجہ رکھتے ہوں۔ افلاطون حکمران طبقے میں شامل باقی افراد کی تعلیم جاری رکھنے کی تجویز دیتا ہے۔ اس کے مطابق ان کی یہ تعلیم فلاسفی کی تدریس پر مبنی ہونی چاہیے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ افلاطون تعلیمی سکیم میں فلسفہ کو سب سے زیادہ اہمیت دیتا ہے۔

Elmas Ali☆☆☆☆☆

سوال 3- ارسطو کے تعلیمی مقاصد بیان کریں نیز اس کے تجویز کردہ نصاب تعلیم کا جائزہ لیں۔

جواب:1- ارسطو (Aristotale)

ارسطو 384 قبل مسیح میں یونان کے شہر ستاگیرا (Stagira) میں ایک امیر خاندان میں پیدا ہوا، اس کا باپ مقدونیہ کے فلپ کے دربار میں طبیب تھا، 17 سال کی عمر میں ارسطو افلاطون کی درسگاہ میں داخل ہوا، طالبعلم اور استاد کی حیثیت سے اس نے 20 سال اس درسگاہ میں گزارے، 347 قبل مسیح میں افلاطون کے انتقال کے بعد ارسطو نے درسگاہ کو خیرباد کہا اور سفر کا آغاز کیا، بعد ازاں 342 قبل مسیح میں فلپ نے اسے اپنے پاس بلایا اور اپنے بیٹے سکندر اعظم کا اتالیق مقرر کیا، اس نے قریباً سات سال تک یہ فریضہ انجام دیا، پھر وہ اپنے سکول لائیسم (Lyceum) کی بنیاد رکھنے کے لئے ایتھنز لوٹا، اسے چلتا پھرتا سکول (Peripatetic School) بھی کہتے ہیں کیونکہ ارسطو وہاں چلتے پھرتے تعلیم دیتا تھا، اس کا طریقہ تدریس صرف لیکچرز پر مشتمل نہیں تھا بلکہ وہ مکالمہ بھی کرتا تھا، سکندر اعظم کے انتقال کے بعد اس پر مذہبی گستاخی (Sacrilege) کا الزام لگا، جس کے بعد وہ ایتھنز چھوڑ کر ایوبیا (Euboea) چلا گیا جہاں وہ 322 قبل مسیح میں انتقال کر گیا۔

ارسطو جدلیات (Dialectic) کا ماہر اور اعلیٰ پائے کا مشاہدہ اور مطالعہ رکھتا تھا، اسے فطری علوم اور فلسفہ دونوں میں کمال حاصل تھا، اس کی تحریروں میں نا صرف منطق اور مابعد الطبیعات کا علم ملتا ہے بلکہ عمرانی علوم جیسا کہ نفسیات، اخلاقیات، سیاسیات اور فطری علوم پر بھی بحث دیکھی جا سکتی ہے۔

2- معاشرہ بحیثیت استاد (Society as Educator)

افلاطون کے ابتدائی مکالمے فیثاغورث (Protagoras) میں سقراط فیثاغورث سے پوچھتا ہے کہ

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

شمشیر زنی، گھڑ سواری اور دیگر فنون کے استاد کے مقابلے میں نیکی کا معلم تلاش کرنا مشکل کیوں ہے؟ جس کا پروٹ غورث کا جواب تھا کہ نیکی کا کوئی معلم نہیں ہوتا، کیونکہ پورا معاشرہ ہی نیکی سکھاتا ہے۔ افلاطون اور ارسطو دونوں نے ہی اخلاقی تعلیم کے اس نقطہ نظر کو تسلیم کیا ہے، ریاست یا جمہوریہ (Republic) میں افلاطون اس نقطہ نظر کو مسترد کرتا ہے کہ سوفسطائی نوجوان نسل کے لئے مخرب اخلاق ہیں، بلکہ عوام خود اس کے مرتکب ہوتے ہیں، اس کے نزدیک کوئی بھی نجی تعلیم عوامی رائے اور معاشرے کے عام اخلاقی معیارات کی ناقابل مزاحمت قوت کے سامنے ٹھہر نہیں سکتی۔ لیکن یہ انتہائی ضروری ہے کہ عوام رائے اور سماجی ماحول کو یونہی اتفاقی طور پر نہ بڑھنے دیا جائے بلکہ اسے دانا قانون ساز کے تابع بنایا جانا چاہیے۔

Elmas Ali

3- ریاست میں تعلیم کا مقام (Value of Education in the State)

ارسطو سب سے زیادہ سیاسی اہمیت تعلیم کو دیتا ہے، اس کے مطابق یہ وہ بڑا ذریعہ ہے جس سے قانون ساز مستقبل میں شہریوں کے مشترکہ عقیدہ کو یقینی بناتا ہے۔

اگر ریاست افراد کی تنظیم ہے اور وہ مشترک بھلائی، فضیلت اور سیاسی مقام چاہتی ہے تو یہ ان لوگوں کو دی جانی چاہیے جو کہ اس مقصد کو آگے بڑھا سکتے ہیں۔ یہ وہ اصول ہے جسے ارسطو نے سیاسی انصاف کے تناظر میں پیش کیا ہے، یعنی ہتھیار یا آلات انہیں دیئے جائیں جو ان کو استعمال کر سکیں۔ ریاستی مقاصد کے مختلف تصورات کے حوالے سے حکومت کیلئے اہلیت بھی تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ ارسطو کے مطابق اچھے شہری اور اچھے حکمران کی خوبی بھی وہی ہے جو کہ اچھے انسان کی ہے۔ یہ قانون سازوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ غور کریں کہ شہریوں کو کیسے اچھا انسان بنایا جا سکتا ہے۔ اس مقصد کے لئے کون سی تعلیم بہتر ہے اور اچھی زندگی کا حتمی مقصد کیا ہے۔

اب زندگی محنت و آرام، جنگ و امن میں تقسیم ہو چکی ہے اور جو کچھ ہم کرتے ہیں ان میں کچھ کام ضروری ہیں اور کچھ کارآمد جبکہ بعض نیک نامی کے کام ہیں، ہمیں چاہیے کہ ان کو ویسے ہی ترجیح دیں جیسا کہ ہم روح اور اس کے افعال کے حوالے سے دیتے ہیں۔ اس لئے سیاستدان جو کہ ریاست کے قوانین بناتا ہے، کو چاہیے کہ ہر شے کے حوالے سے اپنے نقطہ نظر کو وسعت دے، خاص طور پر ایسی اشیا کے لئے جو کہ اپنی نوعیت اور نتیجے کے اعتبار سے اعلیٰ و ارفع ہیں۔ اسے محنت اور جنگ کے لئے موزونیت لانی چاہیے لیکن صرف اور صرف آرام اور امن کے لئے، نیز وہ سب کچھ بھی کرنا چاہیے جو کہ ضروری اور کارآمد کے ساتھ درست اور صحیح بھی ہو۔

ارسطو کے مطابق تعلیم انسان کی اکتسابی صلاحیت اور بالخصوص اس کے دماغ کو ترقی دیتی ہے یوں وہ اعلیٰ درجے کی سچائی، اچھائی اور خوبصورتی جس میں حقیقی خوشی پنہاں ہوتی ہے، سے لطف اٹھانے کے قابل ہو جاتا ہے۔

ارسطو کے مطابق انسان میں دو قسم کے رجحانات پائے جاتے ہیں، یا تو وہ تند مزاج اور حیوان ہوتا ہے، یا پھر وہ عقل و شعور رکھنے والا انسان ہوتا ہے۔ دوسرا رجحان اخلاقیات کی بنیاد ہے جو کہ سکول کے

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

ذریعے فروغ پاتا ہے۔ انسان پیدائشی طور پر با اخلاق یعنی نیک و بد کی تمیز کرنے والا نہیں ہوتا، اس کے اندر بعض حیوانی جبلتیں بھی پائی جاتی ہیں۔ تعلیم انسان کو اعلیٰ قدروں سے روشناس کراتی ہے جو کہ ان حیوانی جبلتوں پر قابو پانے میں بڑی معاون ثابت ہوتی ہیں۔

Elmas Ali

4- بچے کی تعلیم (Education of the Child)

جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کی قوت کا انحصار اس خوراک کے معیار پر ہوتا ہے جو وہ لیتا ہے۔ جو کوئی اپنے بچوں کو جنگجویانہ مہارتیں سکھانا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اس کی خوراک میں دودھ کو خاص اہمیت دے۔ ایسی حرکات جو کہ اس عمر کے عین مطابق ہیں مفید ثابت ہوتی ہیں، جبکہ ایسی سرگرمیوں سے گریز کیا جانا چاہیے جو کہ ان کے اعضا کو بگاڑ دیں، شکل وہیئت پر انتہائی زور دیتے ہوئے بعض لوگ خاص مشینوں کا استعمال کرتے ہیں تا کہ ان کے جسم میں بگاڑ نہ آئے۔ جب بچے بہت چھوٹے ہوتے ہیں تو انہیں (دیکھ بھال) سے بچانا ضروری ہے، تا کہ ان کی صحت خراب نہ ہو۔

5- پانچ سال تک کوئی تعلیم نہیں (No Education upto Five Years)

ارسطو کے مطابق مذکورہ بالا طریقے سے بچے کی دیکھ بھال کی جانی چاہیے اور یہ سلسلہ پانچ سال تک جاری رہنا چاہیے۔ اس دوران اسے کوئی تعلیم نہیں دینی چاہیے، حتیٰ کہ ضروری مشقت بھی نہیں سکھانی چاہیے۔ کیونکہ اس سے بچے کی نشوونما پر اثر پڑتا ہے، البتہ اسے متحرک رکھنا چاہیے تا کہ اس میں سستی اور کاہلی کی عادات پیدا نہ ہوں۔ یہ مقصد کھیل کود کے ذریعے حاصل کیا جا سکتا ہے تاہم اس میں اعتدال کا عنصر موجود رہنا چاہیے۔

6- کھیل کا نظریہ تقلید (Imitation Theory of Play)

منتظمین اور اتالیقوں کو چاہیے وہ اس بات کا خیال رکھیں کہ بچوں کے لئے کون سے قصے کہانیاں بہتر اور موزوں ہیں کیونکہ ان سے بچے کی مستقبل کی تعلیم کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ اسی طرح بچوں کے کھیل بھی ان امور کی نقل ہونے چاہئیں جو آگے چل کر انہوں نے سنجیدگی کے ساتھ انجام دینے ہیں۔ بچے کچھ غلط بھی کرتے ہیں جو کہ قانوناً درست نہیں ہوتا، لڑکوں میں تنازع بھی کھڑا ہو جاتا ہے اور وہ لڑ بھی پڑتے ہیں، اس سے ان کی نشوونما بہتر ہوتی ہے کیونکہ یہ بھی جسمانی ورزش کی مانند ہے۔ دلی کاوش اور جذبہ ان کے لئے قوت ہوتا ہے جو کہ محنت کرتے ہیں۔ اتالیق کو چاہیے کہ وہ ان کے طرز زندگی پر بھی نظر رکھے اور کوشش کرے کہ ان کی تربیت غلاموں کے ساتھ نہ ہو۔

ارسطو کے نقطہ نظر کے مطابق صحت مند جسم میں ہی صحت مند دماغ ہوتا ہے۔ اسی لئے مثالیت پسندوں کے نصاب میں صحت و جسمانی تعلیم کو خاص اہمیت ملتی ہے۔ اچھی جسمانی صحت سے مختلف قسم کی جسمانی مہارتیں حاصل کرنے میں مدد ملتی ہے نیز اس سے روحانی اقدار کو اپنانے میں بھی سہولت پیدا ہو جاتی ہے۔ جسمانی مہارتوں سے بچہ دستکاری اور دیگر فنون میں کامیابی حاصل کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

7- گھر کی تعلیم (Home Education)

پانچ سے سات سال کی عمر تک بچوں کو گھر میں تعلیم دینی چاہیے۔ یہ انتہائی مناسب ہے کہ ہر قسم کے تعصبات اور اس طرح کی دیگر چیزیں بچوں کی سماعت اور بصارت سے دور کر دی جائیں، قانون سازوں کو چاہیے کہ وہ نامعقول اور ناشائستہ اظہار اور تاثرات کا صفایا کریں۔ بچوں کو شرمندہ کرنے والی بات بولنے اور سننے سے دیں۔ اگر ایسا ہوتا ہے اور کرنے والا چھوٹی عمر کا ہے تو اسے شرمندہ کیا جائے، لیکن اگر کوئی بڑی عمر کا شخص ایسا کرتا ہے تو اس سے وہی سلوک کیا جائے جو کہ غلاموں سے کیا جاتا ہے۔ اسی طرح بچے کو دیکھنے کے لئے وہی کچھ میسر ہونا چاہیے جو کہ ان کی عمر کے عین مطابق ہو۔ ارسطو کے مطابق تعلیم کو دو ادوار میں تقسیم کیا جانا چاہیے ان میں پہلا دور سات سال سے بلوغت تک جبکہ دوسرا دور بلوغت سے 21 سال کی عمر تک کا ہے۔

8- مجسٹریٹس کی تعلیم (Education of Magistrates)

ارسطو کا کہنا ہے "کسی کو اس بات میں شک نہیں ہونا چاہیے کہ مجسٹریٹ (انتظامیہ) کے لئے ضروری ہے کہ وہ نوجوانوں کا خیال رکھنے میں اپنی سب سے زیادہ دلچسپی دکھائے، اگر اسے نظر انداز کیا گیا تو یہ شہر کے لئے نقصان دہ ہوگا۔ کیونکہ ہر ریاست اپنے مخصوص انداز اور طور طریقوں کے مطابق قائم ہوتی ہے" عمومی طور پر بہترین طور طریقوں سے بہترین حکومتیں وجود میں آتی ہیں۔

9- تعلیم کا یکساں نظام (Uniform System of Education)

ارسطو کے مطابق ہر شہر میں تعلیم کا مقصد چونکہ ایک ہی ہے اس لئے ہر شہر میں تعلیم کو یکساں ہونا چاہیے۔ وہ شہریوں میں تفریق کا قائل نہیں اس کے مطابق چونکہ تمام افراد ریاست کا حصہ ہیں اس لئے سب کے ساتھ یکساں سلوک ہونا چاہیے اور سب کو بہترین بنایا جانا چاہیے تاکہ بحیثیت مجموعی وہ ریاست کے لئے مفید بن سکیں۔ وہ مقدونیہ "Lacedaemon" کے باسیوں کو سراہتا ہے جنہوں نے سب سے زیادہ توجہ تعلیم پر دی ہے۔

ارسطو کی فکر کے مطابق طالبعلم سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو کاملیت کے درجے پر پہنچائے، ایسا کرنے کی صلاحیت ہر فرد میں یکساں تناسب سے پائی جاتی ہے۔ اس لئے اگر موزوں حالات دستیاب ہوں تو ہر شخص یہ مقصد پوری طرح حاصل کر سکتا ہے۔ یہ ہدف اس اصول پر مبنی ہے کہ ہر شخص کی فطرت آفاقی طور پر ایک جیسی ہے۔

10- بچے کی تعلیم کا نصاب (Curriculum of Child Education)

ارسطو نے بچوں کو پڑھانے کے لئے چار چیزوں کی نشاندہی کی ہے ان میں لکھے ہوئے کو پڑھنا (Reading)، جمناسٹک / ورزش (Gymnastic/Exercise)، موسیقی (Music) اور مصوری (Painting) شامل ہے، پڑھنے اور مصوری کا زندگی میں ایک ہی استعمال ہے، جبکہ جمناسٹک اور ورزش حوصلہ

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

دیتی ہے۔ موسیقی کو اکثر لوگ تفریح کے طور پر لیتے ہیں لیکن جو لوگ اسے تعلیم کا حصہ بنانا چاہتے ہیں ان کا مقصد لوگوں کو اس قابل بنانا ہے کہ وہ فرصت کے لمحات میں پورے وقار کے ساتھ لطف انداز ہونے کے قابل ہو سکیں۔

11- جسمانی تعلیم (Physical Education)

ارسطو ان ریاستوں پر تنقید کرتا ہے جو کہ بچوں کی تعلیم میں سب سے زیادہ زور کشتی پر دیتے ہیں کیونکہ یہ جسم کی نشوونما پر اثر انداز ہوتی ہے اور تکلیف پہنچاتی ہے۔ مقدونیہ "Lacedaemon" کے شہری اپنے بچوں کو تکلیف دہ مشقت سے گزارتے تھے تاکہ انہیں حوصلہ مل سکے۔ لیکن ارسطو کا کہنا ہے کہ صرف ظالمانہ رویے سے ہی حوصلہ نہیں ملتا اگر ایسا ہوتا تو جو لوگ شیروں کو مارتے ہیں، یا جو آدم خور ہیں وہ بڑے حوصلہ مند ہوتے لیکن ایسا نہیں ہے۔ مقدونیہ "Lacedaemon" کے باشندوں نے اپنی اس روایت کی وجہ سے برتری حاصل نہیں کی، بلکہ ان کی کامیابی کی اصل وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے مخالفین سے زیادہ منظم تھے۔ اس لئے ارسطو طلبہ سے ظالمانہ مشقت کے بجائے انہیں جمناسٹک جیسے کھیلوں میں حصہ لینے کو کہتا ہے، کیونکہ اس سے جسم کی بہتر نشوونما ہوتی ہے۔

12- موسیقی کی تعلیم (Education in Music)

موسیقی تعمیری یا اچھائی کی جانب رجحان رکھتی ہے، اس میں بھی ویسی ہی قوت موجود ہے جیسی جمناسٹک اور ورزش میں پائی جاتی ہے۔ ارسطو جمالیاتی اقدار کو برتنے پر زور دیتا ہے اور نغموں کا ذکر کرتا ہے اس کے مطابق نغموں کی موجودگی سے تاثر میں اضافہ ہوتا ہے۔ ارسطو نے تمام فنون، مصوری، شاعری، مجسمہ سازی، موسیقی کو اعلیٰ ثابت کیا ہے۔

Emas Ali

13- تعلم اور کھیل میں فرق (Difference in Learning and Playing)

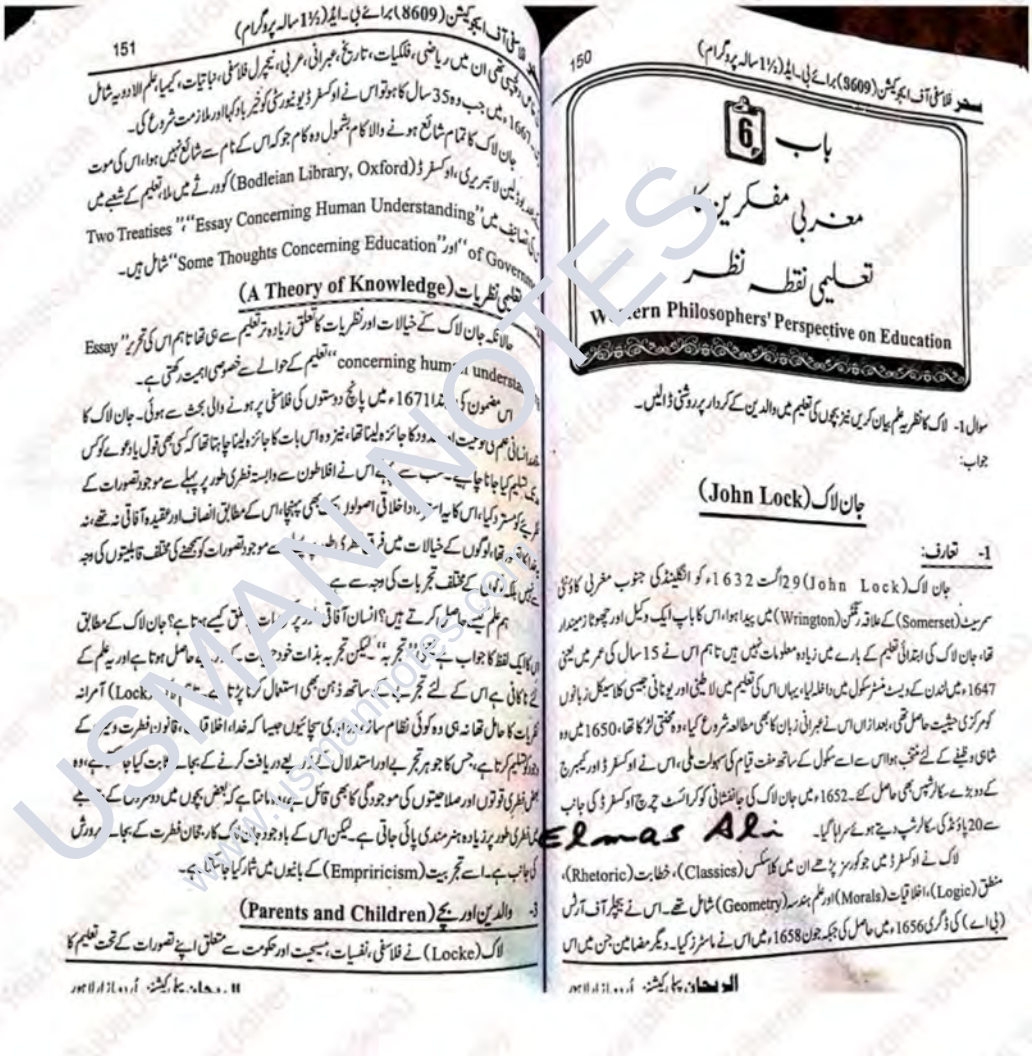
ارسطو کے مطابق موسیقی کی تعلیم کھیل کے طور پر دی جانی چاہیے کیونکہ جو سیکھتے ہیں وہ کھیلتے نہیں، کیونکہ سیکھنا ایک مشکل کام ہے۔

14- موسیقی برائے ہم آہنگی (Music for Harmony)

آرام اور سکون کیلئے کھیل ضروری ہے، یہ اس بے آرامی کی دوا ہے جو کہ مشقت سے پیدا ہوتی ہے۔ خوشگوار زندگی گزارنا ہر ایک کا حق ہے اور موسیقی ایسی شے ہے جو کہ خوشگوار احساس پیدا کرتی ہے۔ چاہے یہ فقط موسیقی ہو یا اس کے ساتھ کوئی نغمہ سرائی بھی ہو دونوں صورتوں میں اس کا کردار نمایاں ہے۔ اس سے فرد کو توازن حاصل ہوتا ہے اور ہم آہنگی قائم کرنے میں اسے مدد ملتی ہے۔

☆☆☆☆☆

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com



سٹر فلاسفی آف ایجوکیشن (9609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام) 150

باب 6

مغربی مفکرین کا تعلیمی نقطہ نظر

Western Philosophers' Perspective on Education

سوال 1- لاک کا نظریہ علم بیان کریں نیز بچوں کی تعلیم میں والدین کے کردار پر روشنی ڈالیں۔

جواب:

جان لاک (John Lock)

1- تعارف:

جان لاک (John Lock) 29 اگست 1632ء کو انگلینڈ کی جنوب مغربی کاؤنٹی سمرسیٹ (Somerset) کے علاقہ رنگٹن (Wrington) میں پیدا ہوا، اس کا باپ ایک وکیل اور چھوٹا زمیندار تھا، جان لاک کی ابتدائی تعلیم کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں ہیں تاہم اس نے 15 سال کی عمر میں یعنی 1647ء میں لندن کے ویسٹ منسٹر سکول میں داخلہ لیا، یہاں اس کی تعلیم میں لاطینی اور یونانی جیسی کلاسیکل زبانوں کو مرکزی حیثیت حاصل تھی، بعد ازاں اس نے عبرانی زبان کا بھی مطالعہ شروع کیا، وہ مختلف لڑکا تھا، 1650ء میں وہ شاہی وظیفے کے لئے منتخب ہوا اس سے اسے سکول کے ساتھ مفت قیام کی سہولت ملی، اس نے اوکسفرڈ اور کیمبرج کے دو بڑے سکالرشپس بھی حاصل کئے۔ 1652ء میں جان لاک کی جانشینی کو کرائسٹ چرچ اوکسفرڈ کی جانب سے 20 پاؤنڈ کی سکالرشپ دیتے ہوئے سراہا گیا۔ Elmas Ali

لاک نے اوکسفرڈ میں جو کورسز پڑھے ان میں کلاسکس (Classics)، خطابت (Rhetoric)، منطق (Logic)، اخلاقیات (Morals) اور علم ہندسہ (Geometry) شامل تھے۔ اس نے بیچلر آف آرٹس (بی اے) کی ڈگری 1656ء میں حاصل کی جبکہ جون 1658ء میں اس نے ماسٹرز کیا۔ دیگر مضامین جن میں اس

الرحمان پبلی کیشنز

میں دلچسپی تھی ان میں ریاضی، فلکیات، تاریخ، عبرانی، عربی، نیچرل فلاسفی، نباتیات، کیمیا، علم الادویہ شامل

1667ء میں جب وہ 35 سال کا ہوا تو اس نے اوکسفرڈ یونیورسٹی کو خیرباد کہا اور ملازمت شروع کی۔

جان لاک کا تمام شائع ہونے والا کام شمول وہ کام جو کہ اس کے نام سے شائع نہیں ہوا، اس کی موت

کے بعد بوڈلین لائبریری، اوکسفرڈ (Bodleian Library, Oxford) کو ورثے میں ملا، تعلیم کے شعبے میں

اس کی تصانیف میں "Essay Concerning Human Understanding"، "Two Treatises of Government" اور "Some Thoughts Concerning Education" شامل ہیں۔

(A Theory of Knowledge) علمی نظریات

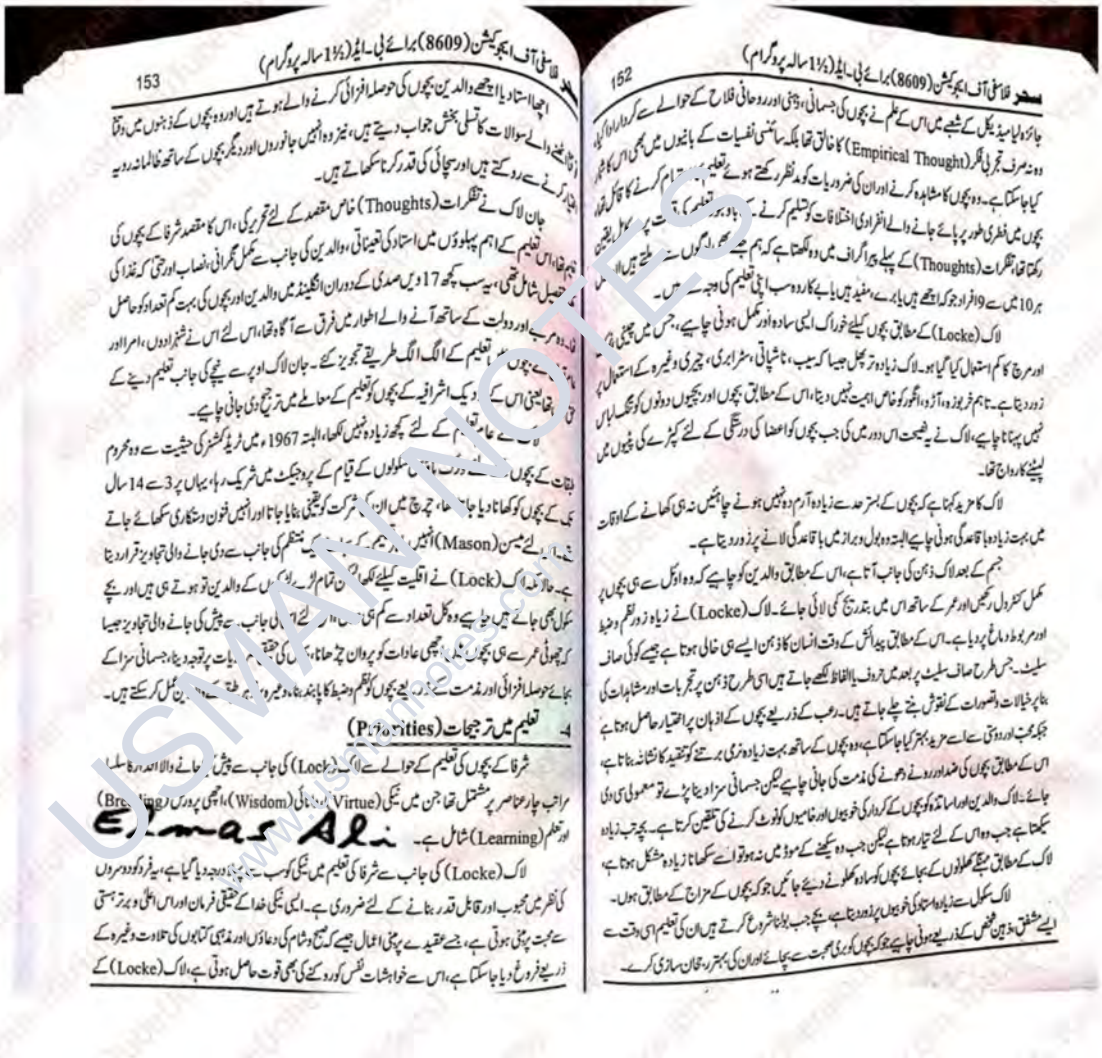
حالانکہ جان لاک کے خیالات اور نظریات کا تعلق زیادہ تر تعلیم سے نہیں تھا تاہم اس کی تحریر "Essay concerning human understanding" تعلیم کے حوالے سے خصوصی اہمیت رکھتی ہے۔

اس مضمون کی بنیاد 1671ء میں پانچ دوستوں کی فلاسفی پر ہونے والی بحث سے ہوئی۔ جان لاک کا خیال تھا کہ انسانی علم کی حدود کا جائزہ لینا چاہیے، نیز وہ اس بات کا جائزہ لینا چاہتا تھا کہ کسی بھی قول یا دعوے کو کس طرح تسلیم کیا جانا چاہیے۔ سب سے پہلے اس نے افلاطون سے وابستہ فطری طور پر پہلے سے موجود تصورات کے نظریے کو مسترد کیا، اس کا یہ استرداد اخلاقی اصولوں تک بھی پہنچا، اس کے مطابق انصاف اور عقیدہ آفاقی نہ تھے، نہ ہی فطری تھا، لوگوں کے خیالات میں فرق [illegible] سے موجود تصورات کو سمجھنے کی مختلف قابلیتوں کی وجہ سے نہیں بلکہ زبان کے مختلف تجربات کی وجہ سے ہے۔

ہم علم کیسے حاصل کرتے ہیں؟ انسان آفاقی [illegible] کیسے ہوتا ہے؟ جان لاک کے مطابق ان کا ایک لفظ کا جواب ہے "تجربہ"۔ لیکن تجربہ بذات خود [illegible] حاصل ہوتا ہے اور یہ علم کے لئے ناکافی ہے اس کے لئے تجربہ کے ساتھ ذہن بھی استعمال کرنا پڑتا ہے۔ [illegible] (Locke) آمرانہ نظریات کا حامل نہ تھا نہ ہی وہ کوئی نظام ساز [illegible] سچائیوں جیسا کہ خدا، اخلاقیات، قانون، فطرت وغیرہ کے وجود کو تسلیم کرتا ہے، جس کا جوہر تجربے اور استدلال کے ذریعے دریافت کرنے کے بجائے ثابت کیا جا سکتا ہے، وہ عقل فطری قوتوں اور صلاحیتوں کی موجودگی کا بھی قائل ہے، وہ مانتا ہے کہ بعض بچوں میں دوسروں کے مقابلے فطری طور پر زیادہ ہنرمندی پائی جاتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود جان لاک کا رجحان فطرت کے بجائے پرورش کی جانب ہے۔ اسے تجربیت (Empiricism) کے بانیوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

(Parents and Children) والدین اور بچے

لاک (Locke) نے فلاسفی، نفسیات، مسیحیت اور حکومت سے متعلق اپنے تصورات کے تحت تعلیم کا



جائزہ لیا میڈیکل کے شعبے میں اس کے علم نے بچوں کی جسمانی، ذہنی اور روحانی فلاح کے حوالے سے کردار ادا کیا وہ نہ صرف تجربی فکر (Empirical Thought) کا خالق تھا بلکہ سائنسی نفسیات کے بانیوں میں بھی اس کا شمار کیا جاسکتا ہے۔ وہ بچوں کا مشاہدہ کرنے اور ان کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے تعلیم کا نظام کرنے کا قائل تھا۔ بچوں میں فطری طور پر پائے جانے والے انفرادی اختلافات کو تسلیم کرنے پر زور دیتا تھا۔ وہ بچوں کے ذہن کو کورا تختہ (Tabula Rasa) رکھتا تھا، تفکرات (Thoughts) کے پہلے پیرا گراف میں وہ لکھتا ہے کہ ہم جیسے بھی لوگوں سے ملتے ہیں ان کا ہر 10 میں سے 9 افراد جو کہ اچھے ہیں یا برے، مفید ہیں یا بے کار وہ سب اپنی تعلیم کی وجہ سے ہیں۔

لاک (Locke) کے مطابق بچوں کیلئے خوراک ایسی سادہ اور مکمل ہونی چاہیے، جس میں چینی، نمک اور مرچ کا کم استعمال کیا گیا ہو۔ لاک زیادہ تر پھل جیسا کہ سیب، ناشپاتی، سٹرابری، چیری وغیرہ کے استعمال پر زور دیتا ہے۔ تاہم خربوزہ، آڑو، انگور کو خاص اہمیت نہیں دیتا، اس کے مطابق بچوں اور بچیوں دونوں کو مخصوص لباس نہیں پہنانا چاہیے، لاک نے یہ نصیحت اس دور میں کی جب بچوں کو اعضا کی درستگی کے لئے کپڑے کی پٹیوں میں لپیٹے کا رواج تھا۔

لاک کا مزید کہنا ہے کہ بچوں کے بستر حد سے زیادہ آرام دہ نہیں ہونے چاہئیں نہ ہی کھانے کے اوقات میں بہت زیادہ باقاعدگی ہونی چاہیے البتہ وہ بول و براز میں باقاعدگی لانے پر زور دیتا ہے۔

جسم کے بعد لاک ذہن کی جانب آتا ہے، اس کے مطابق والدین کو چاہیے کہ وہ اوائل سے ہی بچوں پر مکمل کنٹرول رکھیں اور عمر کے ساتھ اس میں بتدریج کمی لائی جائے۔ لاک (Locke) نے زیادہ زور نظم و ضبط اور مربوط دماغ پر دیا ہے۔ اس کے مطابق پیدائش کے وقت انسان کا ذہن ایسے ہی خالی ہوتا ہے جیسے کوئی صاف سلیٹ۔ جس طرح صاف سلیٹ پر بعد میں حروف یا الفاظ لکھے جاتے ہیں اسی طرح ذہن پر تجربات اور مشاہدات کی بنا پر خیالات و تصورات کے نقوش بنتے چلے جاتے ہیں۔ رعب کے ذریعے بچوں کے اذہان پر اختیار حاصل ہوتا ہے جبکہ محبت اور دوستی سے اسے مزید بہتر کیا جاسکتا ہے، وہ بچوں کے ساتھ بہت زیادہ نرمی برتنے کو تنقید کا نشانہ بناتا ہے۔ اس کے مطابق بچوں کی ضد اور رونے دھونے کی مذمت کی جانی چاہیے لیکن جسمانی سزا دینا پڑے تو معمولی سی دی جائے۔ لاک والدین اور اساتذہ کو بچوں کے کردار کی خوبیوں اور خامیوں کو نوٹ کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ بچہ تب زیادہ سیکھتا ہے جب وہ اس کے لئے تیار ہوتا ہے لیکن جب وہ سیکھنے کے موڈ میں نہ ہو تو اسے سکھانا زیادہ مشکل ہوتا ہے، لاک کے مطابق میٹھے کھلونوں کے بجائے بچوں کو سادہ کھلونے دیئے جائیں جو کہ بچوں کے مزاج کے مطابق ہوں۔

لاک سکھل سے زیادہ استعداد کی خوبیوں پر زور دیتا ہے۔ بچے جب بولنا شروع کرتے ہیں ان کی تعلیم اسی وقت سے ایسے مشفق و متین شخص کے ذریعے ہونی چاہیے جو کہ بچوں کو بری صحبت سے بچائے اور ان کی بہتر نگہداشت سازی کرے۔

اچھا استاد یا اچھے والدین بچوں کی حوصلہ افزائی کرنے والے ہوتے ہیں اور وہ بچوں کے ذہنوں میں وقتاً فوقتاً اٹھنے والے سوالات کا تسلی بخش جواب دیتے ہیں، نیز وہ انہیں جانوروں اور دیگر بچوں کے ساتھ ظالمانہ رویہ اختیار کرنے سے روکتے ہیں اور سچائی کی قدر کرنا سکھاتے ہیں۔

جان لاک نے تفکرات (Thoughts) خاص مقصد کے لئے تحریر کی، اس کا مقصد شرفا کے بچوں کی تعلیم تھا، اس تعلیم کے اہم پہلوؤں میں استاد کی تعیناتی، والدین کی جانب سے مکمل نگرانی، نصاب اور جسمانی سزا کی عدم تحصیل شامل تھی، یہ سب کچھ 17 ویں صدی کے دوران انگلینڈ میں والدین اور بچوں کی بہت کم تعداد کو حاصل تھا۔ وہ مرد اور دولت کے ساتھ آنے والے اطوار میں فرق سے آگاہ تھا، اس لئے اس نے شہزادوں، امرا اور بچوں کی تعلیم کے الگ الگ طریقے تجویز کئے۔ جان لاک اوپر سے نیچے کی جانب تعلیم دینے کے حق میں تھا یعنی اس کے دیکھ اشرافیہ کے بچوں کو تعلیم کے معاملے میں ترجیح دی جانی چاہیے۔

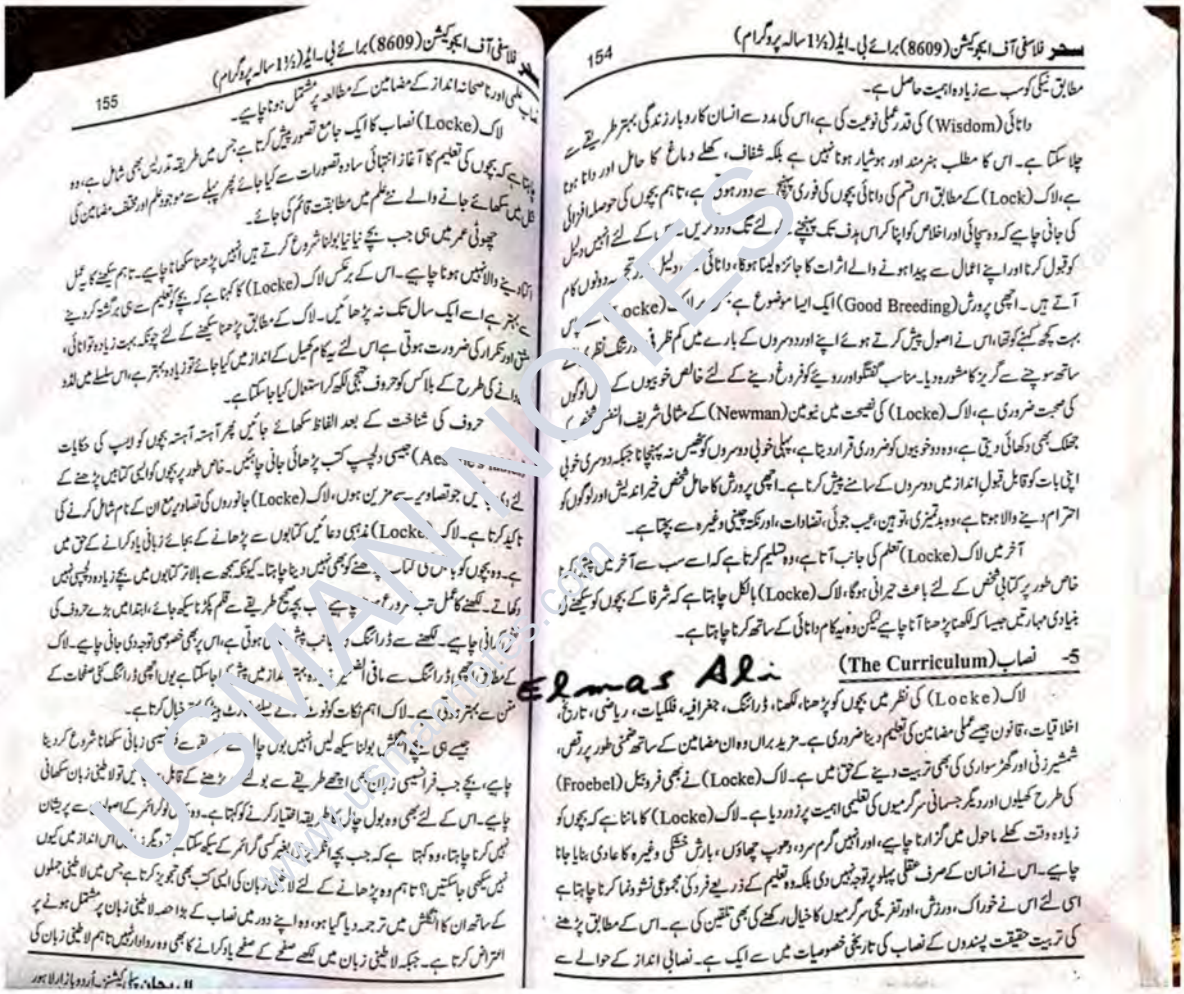
لاک نے عام تعلیم کے لئے کچھ زیادہ نہیں لکھا، البتہ 1967ء میں ٹریڈ کمشنر کی حیثیت سے وہ محروم طبقات کے بچوں کے لئے ورک ہاؤس سکولوں کے قیام کے پروجیکٹ میں شریک رہا، یہاں پر 3 سے 14 سال کی عمر کے بچوں کو کھانا دیا جاتا تھا، چرچ میں ان کی شرکت کو یقینی بنایا جاتا اور انہیں فنون و دستکاری سکھائے جاتے تھے۔ اس نے میسن (Mason) انہیں [illegible] کے انتظام کی جانب سے دی جانے والی تجاویز قرار دیتا ہے۔ حالانکہ لاک (Lock) نے اقلیت کیلئے لکھا [illegible] تمام لڑکوں کے والدین تو ہوتے ہی ہیں اور بچے سکول بھی جاتے ہیں جو اب وہ کل تعداد سے کم ہی [illegible] کے لئے جانب سے پیش کی جانے والی تجاویز جیسا کہ چھوٹی عمر سے ہی بچوں میں اچھی عادات کو پروان چڑھانا، [illegible] کی حقیقت پر توجہ دینا، جسمانی سزا کے بجائے حوصلہ افزائی اور مذمت کے ذریعے بچوں کو نظم و ضبط کا پابند بنانا وغیرہ [illegible] عمل کر سکتے ہیں۔

4۔ تعلیم میں ترجیحات (Priorities)

شرفا کے بچوں کی تعلیم کے حوالے سے لاک (Locke) کی جانب سے پیش کیا جانے والا اندازِ کار سات چار عناصر پر مشتمل تھا جن میں نیکی (Virtue)، دانائی (Wisdom)، اچھی پرورش (Breeding) اور تعلم (Learning) شامل ہے۔

Elmas Ali

لاک (Locke) کی جانب سے شرفا کی تعلیم میں نیکی کو سب سے پہلی وجہ دیا گیا ہے، یہ فرد کو دوسروں کی نظر میں محبوب اور قابل قدر بنانے کے لئے ضروری ہے۔ ایسی نیکی خدا کے حقیقی فرمان اور اس الٰہی و برتر ہستی سے محبت پر مبنی ہوتی ہے، جسے عقیدے پر مبنی اعمال جیسے کہ صبح و شام کی دعاؤں اور مذہبی کتابوں کی تلاوت وغیرہ کے ذریعے فروغ دیا جاسکتا ہے، اس سے خواہشات نفس کو روکنے کی بھی قوت حاصل ہوتی ہے، لاک (Locke) کے



مطابق نیکی کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔

دانائی (Wisdom) کی قدر عملی نوعیت کی ہے، اس کی مدد سے انسان کاروبار زندگی بہتر طریقے سے چلا سکتا ہے۔ اس کا مطلب ہنرمند اور ہوشیار ہونا نہیں ہے بلکہ شفاف، کھلے دماغ کا حامل اور دانا ہونا ہے، لاک (Lock) کے مطابق اس قسم کی دانائی بچوں کی فوری پہنچ سے دور ہوتی ہے، تاہم بچوں کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے کہ وہ سچائی اور اخلاص کو اپنا کر اس ہدف تک پہنچیں۔ اس کے لئے انہیں دلیل کو قبول کرنا اور اپنے اعمال سے پیدا ہونے والے اثرات کا جائزہ لینا ہوگا، دانائی [illegible] دلیل [illegible] تجربہ دونوں کام آتے ہیں۔ اچھی پرورش (Good Breeding) ایک ایسا موضوع ہے جس پر لاک (Locke) نے بہت کچھ کہنے کو تھا، اس نے اصول پیش کرتے ہوئے اپنے اور دوسروں کے بارے میں کم نظری [illegible] ساتھ سوچنے سے گریز کا مشورہ دیا۔ مناسب گفتگو اور رویے کو فروغ دینے کے لئے خالص خوبیوں کے [illegible] کی صحبت ضروری ہے، لاک (Locke) کی نصیحت میں نیومین (Newman) کے مثالی شریف النفس شخص [illegible] جھلک بھی دکھائی دیتی ہے، وہ دو خوبیوں کو ضروری قرار دیتا ہے، پہلی خوبی دوسروں کو ٹھیس نہ پہنچانا جبکہ دوسری خوبی اپنی بات کو قابل قبول انداز میں دوسروں کے سامنے پیش کرنا ہے۔ اچھی پرورش کا حامل شخص خیر اندیش اور لوگوں کو احترام دینے والا ہوتا ہے، وہ بدتمیزی، توہین، عیب جوئی، تضادات، اور نکتہ چینی وغیرہ سے بچتا ہے۔

آخر میں لاک (Locke) تعلم کی جانب آتا ہے، وہ تسلیم کرتا ہے کہ اسے سب سے آخر میں پیش کرنا خاص طور پر کتابی شخص کے لئے باعث حیرانی ہوگا، لاک (Locke) بالکل چاہتا ہے کہ شرفا کے بچوں کو سیکھنے کی بنیادی مہارتیں جیسا کہ لکھنا پڑھنا آنا چاہیے لیکن وہ یہ کام دانائی کے ساتھ کرنا چاہتا ہے۔

5- نصاب (The Curriculum)

لاک (Locke) کی نظر میں بچوں کو پڑھنا، لکھنا، ڈرائنگ، جغرافیہ، فلکیات، ریاضی، تاریخ، اخلاقیات، قانون جیسے عملی مضامین کی تعلیم دینا ضروری ہے۔ مزید براں وہ ان مضامین کے ساتھ ضمنی طور پر رقص، شمشیر زنی اور گھڑ سواری کی بھی تربیت دینے کے حق میں ہے۔ لاک (Locke) نے بھی فروبیل (Froebel) کی طرح کھیلوں اور دیگر جسمانی سرگرمیوں کی تعلیمی اہمیت پر زور دیا ہے۔ لاک (Locke) کا ماننا ہے کہ بچوں کو زیادہ وقت کھلے ماحول میں گزارنا چاہیے، اور انہیں گرم سرد، دھوپ چھاؤں، بارش خشکی وغیرہ کا عادی بنایا جانا چاہیے۔ اس نے انسان کے صرف عقلی پہلو پر توجہ نہیں دی بلکہ وہ تعلیم کے ذریعے فرد کی مجموعی نشوونما کرنا چاہتا ہے اسی لئے اس نے خوراک، ورزش، اور تفریحی سرگرمیوں کا خیال رکھنے کی بھی تلقین کی ہے۔ اس کے مطابق پڑھنے کی تربیت حقیقت پسندوں کے نصاب کی تاریخی خصوصیات میں سے ایک ہے۔ نصابی انداز کے حوالے سے

[illegible] علمی اور نا صحانہ انداز کے مضامین کے مطالعہ پر مشتمل ہونا چاہیے۔

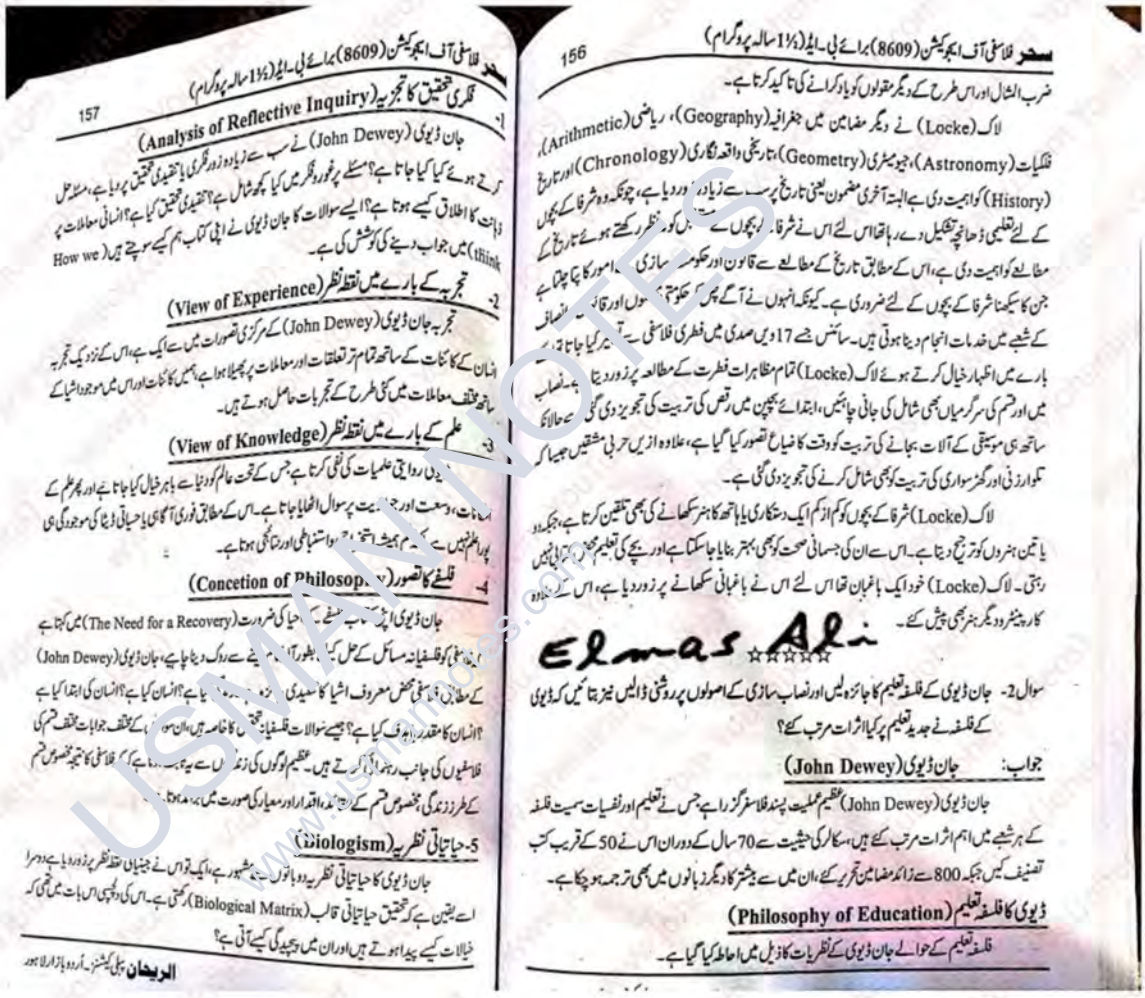
لاک (Locke) نصاب کا ایک جامع تصور پیش کرتا ہے جس میں طریقہ تدریس بھی شامل ہے، وہ چاہتا ہے کہ بچوں کی تعلیم کا آغاز انتہائی سادہ تصورات سے کیا جائے پھر پہلے سے موجود علم اور مختلف مضامین کی نقل میں سکھائے جانے والے نئے علم میں مطابقت قائم کی جائے۔

چھوٹی عمر میں ہی جب بچے بولنا شروع کرتے ہیں انہیں پڑھنا سکھانا چاہیے۔ تاہم سیکھنے کا عمل [illegible] دینے والا نہیں ہونا چاہیے۔ اس کے برعکس لاک (Locke) کا کہنا ہے کہ بچے کو تعلیم سے ہی برگشتہ کر دینے سے بہتر ہے اسے ایک سال تک نہ پڑھائیں۔ لاک کے مطابق پڑھنا سیکھنے کے لئے چونکہ بہت زیادہ توانائی، [illegible] اور بیدار کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے یہ کام مکمل کے انداز میں کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے، اس سلسلے میں لڈو [illegible] دانے کی طرح کے بلاکس کو حروف تہجی لکھ کر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

حروف کی شناخت کے بعد الفاظ سکھائے جائیں پھر آہستہ آہستہ بچوں کو ایسپ کی حکایات [illegible] (Aesop) جیسی دلچسپ کتب پڑھائی جانی چاہئیں۔ خاص طور پر بچوں کو ایسی کتابیں پڑھنے کے لئے دی [illegible] جو تصاویر سے مزین ہوں، لاک (Locke) جانوروں کی تصاویر مع ان کے نام شامل کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ لاک (Locke) مذہبی دعائیں کتابوں سے پڑھانے کے بجائے زبانی یاد کرانے کے حق میں ہے۔ وہ بچوں کو بائبل کی کہانیاں [illegible] پڑھنے کو بھی نہیں دینا چاہتا۔ کیونکہ سمجھ سے بالاتر کتابوں میں بچے زیادہ دلچسپی نہیں دکھاتے۔ لکھنے کا عمل تب [illegible] جب بچہ صحیح طریقے سے قلم پکڑنا سیکھ جائے، ابتدا میں بڑے حروف کی [illegible] کرانی چاہیے۔ لکھنے سے ڈرائنگ [illegible] ہوتی ہے، اس پر بھی خصوصی توجہ دی جانی چاہیے۔ لاک کے مطابق اچھی ڈرائنگ سے مافی الضمیر [illegible] بہتر انداز میں پیش کیا جا سکتا ہے یوں اچھی ڈرائنگ کئی صفحات کے متن سے بہتر تو دی ہے۔ لاک اہم نکات کو نوٹ [illegible] سے لیے [illegible] خیال کرتا ہے۔

جیسے ہی بچے [illegible] بولنا سیکھ لیں انہیں بول چال [illegible] سے فرانسیسی زبانی سکھانا شروع کر دینا چاہیے، بچے جب فرانسیسی زبان [illegible] اچھے طریقے سے بولنے [illegible] پڑھنے کے قابل [illegible] تو لاطینی زبان سکھانی چاہیے۔ اس کے لئے بھی وہ بول چال کا طریقہ اختیار کرنے کو کہتا ہے۔ وہ [illegible] لوئر انکر کے اصول سے پریشان نہیں کرنا چاہتا، وہ کہتا ہے کہ جب بچہ انگریزی بغیر کسی گرائمر کے سیکھ سکتا ہے [illegible] دیگر [illegible] اس انداز میں کیوں نہیں سیکھی جا سکتیں؟ تاہم وہ پڑھانے کے لئے لاطینی زبان کی ایسی کتب بھی تجویز کرتا ہے جس میں لاطینی جملوں کے ساتھ ان کا انگلش میں ترجمہ دیا گیا ہو، وہ اپنے دور میں نصاب کے بڑا حصہ لاطینی زبان پر مشتمل ہونے پر اعتراض کرتا ہے۔ جبکہ لاطینی زبان میں لکھے صفحے کے صفحے یاد کرانے کا بھی وہ روادار نہیں تاہم لاطینی زبان کی

USMAN NOTES www.usmannotes.com



سطر فلاسفی آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام) 156

ضرب المثال اور اس طرح کے دیگر مقولوں کو یاد کرانے کی تاکید کرتا ہے۔

لاک (Locke) نے دیگر مضامین میں جغرافیہ (Geography)، ریاضی (Arithmetic)، فلکیات (Astronomy)، جیومیٹری (Geometry)، تاریخی واقعہ نگاری (Chronology) اور تاریخ (History) کو اہمیت دی ہے البتہ آخری مضمون یعنی تاریخ پر سب سے زیادہ زور دیا ہے، چونکہ وہ شرفا کے بچوں کے لئے تعلیمی ڈھانچہ تشکیل دے رہا تھا اس لئے اس نے شرفا کے بچوں کو مدنظر رکھتے ہوئے تاریخ کے مطالعے کو اہمیت دی ہے، اس کے مطابق تاریخ کے مطالعے سے قانون اور حکومت سازی کے امور کا پتا چلتا ہے جن کا سیکھنا شرفا کے بچوں کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ انہوں نے آگے چل کر حکومتوں اور قانون ساز اداروں کے ممبران کے شعبے میں خدمات انجام دینا ہوتی ہیں۔ سائنس جسے 17ویں صدی میں فطری فلاسفی سے تعبیر کیا جاتا تھا کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے لاک (Locke) تمام مظاہرات فطرت کے مطالعہ پر زور دیتا ہے نصاب میں اور قسم کی سرگرمیاں بھی شامل کی جانی چاہئیں، ابتدائے بچپن میں رقص کی تربیت کی تجویز دی گئی ہے حالانکہ ساتھ ہی موسیقی کے آلات بجانے کی تربیت کو وقت کا ضیاع تصور کیا گیا ہے، علاوہ ازیں حربی مشقیں جیسا کہ تلوار زنی اور گھڑ سواری کی تربیت کو بھی شامل کرنے کی تجویز دی گئی ہے۔

لاک (Locke) شرفا کے بچوں کو کم از کم ایک دستکاری یا ہاتھ کا ہنر سکھانے کی بھی تلقین کرتا ہے، جیسے دو یا تین ہنروں کو ترجیح دیتا ہے۔ اس سے ان کی جسمانی صحت کو بھی بہتر بنایا جا سکتا ہے اور بچے کی تعلیم محض کتابی نہیں رہتی۔ لاک (Locke) خود ایک باغبان تھا اس لئے اس نے باغبانی سکھانے پر زور دیا ہے، اس کے علاوہ کارپینٹر وغیرہ بھی ہنر پیش کئے۔

Elmas Ali ☆☆☆☆☆

سوال 2۔ جان ڈیوی کے فلسفہ تعلیم کا جائزہ لیں اور نصاب سازی کے اصولوں پر روشنی ڈالیں نیز بتائیں کہ ڈیوی کے فلسفہ نے جدید تعلیم پر کیا اثرات مرتب کئے؟

جواب: جان ڈیوی (John Dewey)

جان ڈیوی (John Dewey) عظیم عملیت پسند فلاسفر گزرا ہے جس نے تعلیم اور نفسیات سمیت فلسفہ کے ہر شعبے میں اہم اثرات مرتب کئے ہیں، سکالر کی حیثیت سے 70 سال کے دوران اس نے 50 کے قریب کتب تصنیف کیں جبکہ 800 سے زائد مضامین تحریر کئے، ان میں سے بیشتر کا دیگر زبانوں میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔

ڈیوی کا فلسفہ تعلیم (Philosophy of Education)

فلسفہ تعلیم کے حوالے جان ڈیوی کے نظریات کا ذیل میں احاطہ کیا گیا ہے۔

سطر فلاسفی آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام) 157

1- فکری تحقیق کا تجزیہ (Analysis of Reflective Inquiry)

جان ڈیوی (John Dewey) نے سب سے زیادہ زور فکری یا تنقیدی تحقیق پر دیا ہے، مسئلہ حل کرتے ہوئے کیا کیا جاتا ہے؟ مسئلے پر غور و فکر میں کیا کچھ شامل ہے؟ تحقیقی تحقیق کیا ہے؟ انسانی معاملات پر ذہانت کا اطلاق کیسے ہوتا ہے؟ ایسے سوالات کا جان ڈیوی نے اپنی کتاب ہم کیسے سوچتے ہیں (How we think) میں جواب دینے کی کوشش کی ہے۔

2- تجربہ کے بارے میں نقطہ نظر (View of Experience)

تجربہ جان ڈیوی (John Dewey) کے مرکزی تصورات میں سے ایک ہے، اس کے نزدیک تجربہ انسان کے کائنات کے ساتھ تمام تر تعلقات اور معاملات پر پھیلا ہوا ہے، ہمیں کائنات اور اس میں موجود اشیا کے ساتھ مختلف معاملات میں کئی طرح کے تجربات حاصل ہوتے ہیں۔

3- علم کے بارے میں نقطہ نظر (View of Knowledge)

[illegible] روایتی علمیات کی نفی کرتا ہے جس کے تحت عالم کو دنیا سے باہر خیال کیا جاتا ہے اور پھر علم کے [illegible]، وسعت اور حقیقت پر سوال اٹھایا جاتا ہے۔ اس کے مطابق فوری آگاہی یا حسیاتی دنیا کی موجودگی ہی پورا علم نہیں ہے [illegible] واستنباطی اور نتائجی ہوتا ہے۔

4- فلسفے کا تصور (Concetion of Philosophy)

جان ڈیوی اپنی کتاب [illegible] کی ضرورت (The Need for a Recovery) میں کہتا ہے [illegible] کو فلسفیانہ مسائل کے حل کیلئے بطور آلہ [illegible] سے روک دینا چاہیے، جان ڈیوی (John Dewey) کے مطابق فلسفی محض معروف اشیا کا سیدھی [illegible] ہے؟ انسان کیا ہے؟ انسان کی ابتدا کیا ہے؟ انسان کا مقدر [illegible] کیا ہے؟ جیسے سوالات فلسفیانہ تحقیق کا خاصہ ہیں، ان سوالات کے مختلف جوابات مختلف قسم کی فلاسفیوں کی جانب رہنمائی کرتے ہیں۔ عظیم لوگوں کی زندگیوں سے یہ [illegible] ہے کہ فلاسفی کا نتیجہ مخصوص قسم کے طرز زندگی، مخصوص قسم کے عقائد، اقدار اور معیار کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔

5- حیاتیاتی نظریہ (Biologism)

جان ڈیوی کا حیاتیاتی نظریہ دو باتوں کے لئے مشہور ہے، ایک تو اس نے جینیاتی نقطہ نظر پر زور دیا ہے دوسرا اسے یقین ہے کہ تحقیق حیاتیاتی قالب (Biological Matrix) رکھتی ہے۔ اس کی دلچسپی اس بات میں تھی کہ خیالات کیسے پیدا ہوتے ہیں اور ان میں پختگی کیسے آتی ہے؟

الریحان پبلی کیشنز۔ اردو بازار لاہور

USMAN NOTES www.usmannotes.com



سطر فلاسفی آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام) 158

6- تجربیت (Experimentalism)

ڈیوی کی تجربیت کا تعلق فکری تحقیق کے تجزیئے سے ہے جس میں مفروضوں، پیش گوئیوں اور تجربات کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ تجربہ ایک ایسا پروگرام ہے جس میں نتائج کا تعین کیا جاتا ہے، جان ڈیوی (John Dewey) کے الفاظ میں مخفی قوتوں کا عیاں ہونا اور ذہن کا تشکیل پانا (جاہے طبعی نوعیت کے اعتبار سے ہو یا ماضی کی شناخت کا نتیجہ) یہ ظاہر کرتا ہے کہ تعلیم تجربات کی تنظیم نو اور تعمیر نو کا مسلسل عمل ہے۔ اپنے تصور کی مزید وضاحت مندرجہ ذیل نکات کی صورت میں کرتا ہے۔

i- تعلیم اصل میں تجربات کی تنظیم یا تعمیر نو کا نام ہے۔ پرانی نسلوں کے تجربات کو نئی نسلوں کے تجربات سے ملا کر دیکھا جاتا ہے اور فوری ضروریات کی تکمیل کے لئے ان کی تنظیم نو کی جاتی ہے۔

ii- تعلیم تجربے کے مفہوم میں اضافہ کرتی ہے، یہ کیسے کیا جاتا ہے؟ اسے ہم ایک مثال سے سمجھ سکتے ہیں کہ ایک بچہ جب آگ کے شعلے کو دیکھتا ہے تو وہ اسے پکڑنے کے لئے لپکتا ہے اور اپنا ہاتھ جلا بیٹھتا ہے۔ اس تجربے سے بچے کو آگ اور اس کی حدت کا پتہ چلتا ہے وہ جان لیتا ہے کہ اس سے کتنی تکلیف پہنچتی ہے۔ اس سے اس کے دماغ میں ایک تصور قائم ہو جاتا ہے کہ وہ مستقبل میں کیا کرے گا اور کیا نہیں، کیونکہ دودھ کا جلا چھاچھ بھی پھونک پھونک کر پیتا ہے۔ یوں پہلا تجربہ انتہائی معنی خیز ہو جاتا ہے، اس کے بعد وہ حرارت کے تصور کو مختلف چیزوں کے ساتھ ملا کر موازنہ کرتا ہے۔ باہمی تعلقات کے بارے میں آگاہی ہی تعلیم ہے۔ اس سے اس کے ذہن کو وسعت ملتی ہے، غور و فکر میں وسعت محض ایک تجربے سے نہیں آتی بلکہ اس کے لئے کئی تجربات کی ضرورت پڑتی ہے۔ تعلیم کا سبب بننے والے یہ تجربات اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ تعلیم تجربات کی تعمیر نو اور تنظیم نو کا تسلسل ہے۔

iii- تجربات کا سلسلہ جاری رہتا ہے ایک تجربہ حاصل ہونے کے بعد دوسرے تجربے کے لئے صلاحیت میں اضافہ ہو جاتا ہے، پہلے تجربے کے نتائج کا خیال رکھنے سے دوسرے تجربے میں بڑے نقصان سے بچا جا سکتا ہے۔ یوں ہم اپنی پوری زندگی کا لائحہ عمل تشکیل دیتے ہیں جن میں مفید اور خوشگوار نتائج کو قبول کیا جاتا ہے اور غیر مطلوب نتائج سے گریز کیا جاتا ہے۔

7- ادائیت پسندی (Instrumentalism)

ڈیوی کی ادائیت پسندی (Instrumentalism) بھی فکری تحقیق کے تجزیئے سے ماخوذ ہے، تصورات محض خارجی اجسام کی نقل یا عکس نہیں ہوتے بلکہ یہ جاندار کے کردار اور رویئے کے لئے آلہ یا ذریعہ کا

کردار ادا کرتے ہیں، یہ اشیاء سے کام لینے اور نتیجہ پانے کا ذریعہ ہیں، اجسام اور اشیاء ہی کچھ ہیں جو ہم ان سے کام لیتے ہیں، اسی بنیاد پر ہم ان میں فرق کر سکتے ہیں۔

8- اضافیت یا نسبت پسندی (Ralativism)

ڈیوی کی اضافیت یا نسبت پسندی (Relativism) مطلقیت (Absolutism) کی نفی ہے، یہ چیزوں کو دیکھنے کا ایسا انداز ہے جس میں سیاق و سباق، امور و احوال اور تعلقات وغیرہ کو اہمیت دی جاتی ہے۔ چیزوں کو ان سے علیحدہ وقوع سے ہٹا کر دیکھا جائے تو ان کا مفہوم سمجھ میں نہیں آ سکتا، کوئی بھی معاشی منصوبہ اسی وقت کامیاب ہو سکتا ہے جب اسے مخصوص صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے تشکیل دیا جائے گا۔

9- اصلاحیت (Meliorism)

ڈیوی اصلاحیت یعنی یہ فلسفہ کہ دنیا کا قدرتی رجحان بہتری کی طرف ہے، پر یقین رکھتا ہے۔ اخلاقیات کے ماہرین کا کہنا ہے کہ اچھائی یا برائی کو مکمل حالت میں دیکھنے کے بجائے صورتحال کو بتدریج بہتر اور ترقی پذیر ہونا چاہیے۔ جان ڈیوی (John Dewey) کے مطابق تعلیم ان تمام صلاحیتوں کو ترقی دینے کا نام ہے جو فرد کو اپنے ماحول پر قابو پانے اور مواقع سے بھرپور استفادہ کرنے کے قابل بناتی ہیں۔ یہاں صلاحیتوں سے مراد جسمانی، ذہنی اور اخلاقی صلاحیتیں ہیں۔ جان ڈیوی ہمیشہ سفر میں رہنے کا قائل ہے، اسے منزل سے زیادہ کوئی پیار نہیں، وہ چاہتا ہے طلباء آگے بڑھتے رہیں اور کہیں بھی رکنے کا نام نہ لیں۔ اگر کسی چیز پر نظر ثانی کی بھی تو وہ اس کے ہو کر رہ جائیں گے اور [illegible] جائے گی۔ اس کے نزدیک تعلیم کا کوئی خاص مدعا نہیں بلکہ تعلیم اپنا مدعا خود آپ ہے۔ اصل چیز تعلیم کا [illegible] ہے اور [illegible] ہمیشہ جاری و ساری رہنا چاہیے تعلیمی عمل دراصل مسلسل [illegible] دوسرا نام ہے وہ اس طرح کہ [illegible] ان تجربات کی روشنی میں اپنے فکر و عمل اور انداز عمل میں مناسب [illegible] لے چلے جاتے ہیں۔

10- بہبود بشریت/انسان دوستی (Humanism)

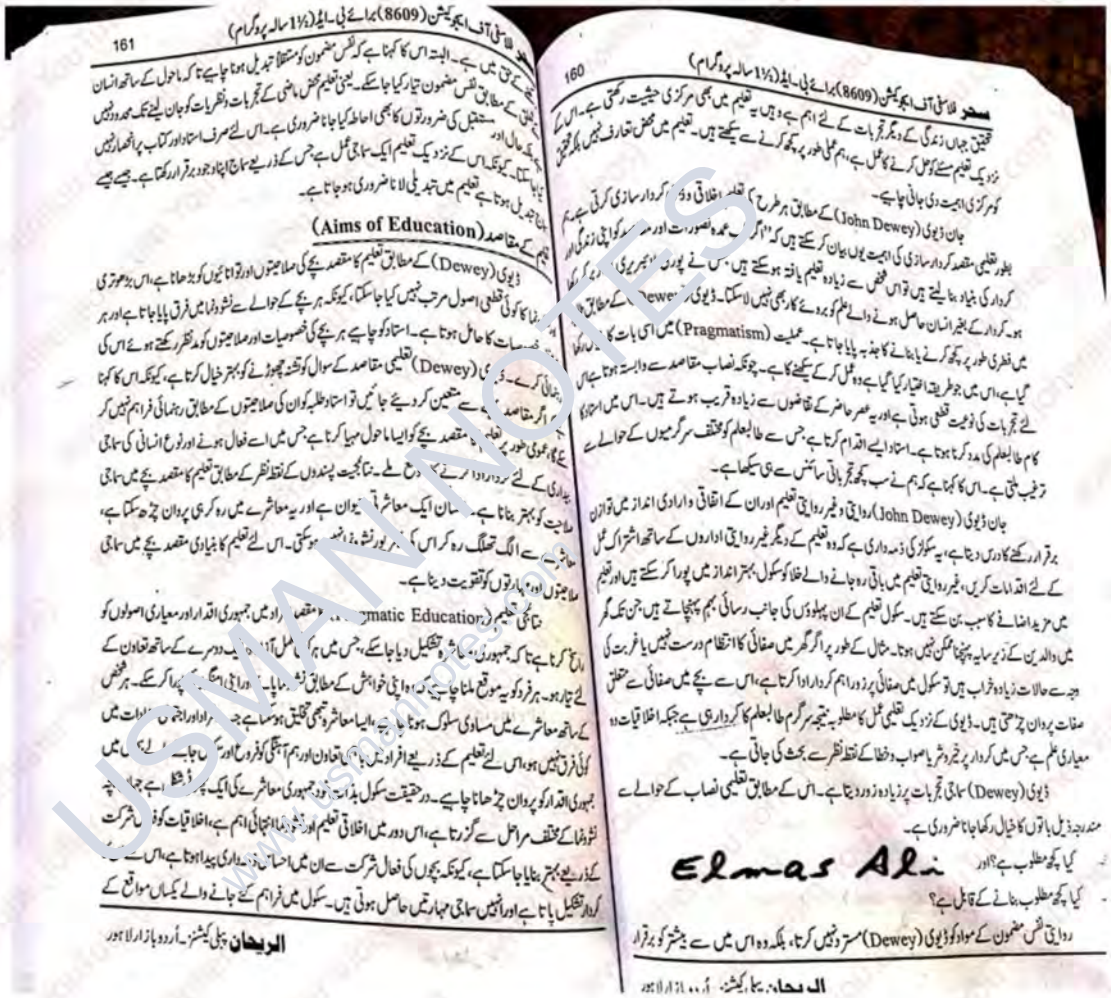
ڈیوی کا نظریہ بہبود بشریت (Humanism) بیکن (Bacon) کے اس نظریئے کو تقویت دینے کا نتیجہ ہے کہ علم سوسائٹی بہتر ماحول کو بہتر بنانے کے حوالے سے انسانی ذہن کی ترقی ہے۔

مابعد الفطرت یقین اور اس طرح کے دیگر مفروضوں کو ڈیوی کے نقطہ نظر میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔

11- تعلیم اور تجربہ (Education and Experience)

جان ڈیوی کے فلاسفی پر بیشتر مقالوں میں فلسفہ تعلیم کی جھلک دکھائی دیتی ہے، اس کے نزدیک فکری

USMAN NOTES
www.usmannotes.com
Elmas Ali



سنٹر فار آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام) 160

تحقیق جہاں زندگی کے دیگر تجربات کے لئے اہم ہے وہیں یہ تعلیم میں بھی مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کی نزدیک تعلیم سے عمل کرنے کا عمل ہے، ہم عملی طور پر کچھ کرنے سے سیکھتے ہیں۔ تعلیم میں محض تعارف نہیں بلکہ تجربہ کو مرکزی اہمیت دی جانی چاہیے۔

جان ڈیوی (John Dewey) کے مطابق ہر طرح کی تعلیم اخلاقی و کردار سازی کرتی ہے۔ ہم بطور تعلیمی مقصد کردار سازی کی اہمیت یوں بیان کر سکتے ہیں کہ "اگر عمدہ تصورات اور مہ کو اپنی زندگی اور کردار کی بنیاد بنا لیتے ہیں تو اس شخص سے زیادہ تعلیم یافتہ ہو سکتے ہیں۔ کس نے پوری لائبریری کر کر کھ ہو۔ کردار کے بغیر انسان حاصل ہونے والے علم کو بروئے کار بھی نہیں لا سکتا۔ ڈیوی کے مطابق میں فطری طور پر کچھ کرنے یا بنانے کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ عملیت (Pragmatism) میں اسی بات کا گیا ہے، اس میں جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے وہ عمل کر کے سیکھنے کا ہے۔ چونکہ نصاب مقاصد سے وابستہ ہوتا ہے اس لئے تجربات کی نوعیت قطعی ہوتی ہے اور یہ عصر حاضر کے تقاضوں سے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ اس میں استاد کا کام طالبعلم کی مدد کرنا ہوتا ہے۔ استاد ایسے اقدام کرتا ہے جس سے طالبعلم کو مختلف سرگرمیوں کے حوالے سے ترغیب ملتی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ ہم نے سب کچھ تجرباتی سائنس سے ہی سیکھا ہے۔

جان ڈیوی (John Dewey) روایتی و غیر روایتی تعلیم اور ان کے اخلاقی و اداراتی انداز میں توازن برقرار رکھنے کا درس دیتا ہے، یہ سکولز کی ذمہ داری ہے کہ وہ تعلیم کے دیگر غیر روایتی اداروں کے ساتھ اشتراک عمل کے لئے اقدامات کریں، غیر روایتی تعلیم میں باقی رہ جانے والے خلا کو سکول بہتر انداز میں پورا کر سکتے ہیں اور تعلیم میں مزید اضافے کا سبب بن سکتے ہیں۔ سکول تعلیم کے ان پہلوؤں کی جانب رسائی بہم پہنچاتے ہیں جن تک گھر میں والدین کے زیر سایہ پہنچنا ممکن نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر اگر گھر میں صفائی کا انتظام درست نہیں یا غربت کی وجہ سے حالات زیادہ خراب ہیں تو سکول میں صفائی پر زور اہم کردار ادا کرتا ہے، اس سے بچے میں صفائی سے متعلق صفات پروان چڑھتی ہیں۔ ڈیوی کے نزدیک تعلیمی عمل کا مطلوبہ نتیجہ سرگرم طالبعلم کا کردار ہی ہے جبکہ اخلاقیات دو معیاری علم ہے جس میں کردار پر خیر و شر یا صواب و خطا کے نقطہ نظر سے بحث کی جاتی ہے۔

ڈیوی (Dewey) سماجی تجربات پر زیادہ زور دیتا ہے۔ اس کے مطابق تعلیمی نصاب کے حوالے سے مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھا جانا ضروری ہے۔

کیا کچھ مطلوب ہے؟ اور
کیا کچھ مطلوب بنانے کے قابل ہے؟

روایتی نفس مضمون کے مواد کو ڈیوی (Dewey) مسترد نہیں کرتا، بلکہ وہ اس میں سے بیشتر کو برقرار

Elmas Ali

الریحان پبلی کیشنز۔ اُردو بازار لاہور

سنٹر فار آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام) 161

ہے۔ البتہ اس کا کہنا ہے کہ نفس مضمون کو متنقلاً تبدیل ہونا چاہیے تاکہ ماحول کے ساتھ انسان مستقبل کی ضرورتوں کا بھی احاطہ کیا جانا ضروری ہے۔ اس لئے صرف استاد اور کتاب پر انحصار نہیں کیونکہ اس کے نزدیک تعلیم ایک سماجی عمل ہے جس کے ذریعے سماج اپنا وجود برقرار رکھتا ہے۔ جیسے ہے، تعلیم میں تبدیلی لانا ضروری ہو جاتا ہے۔

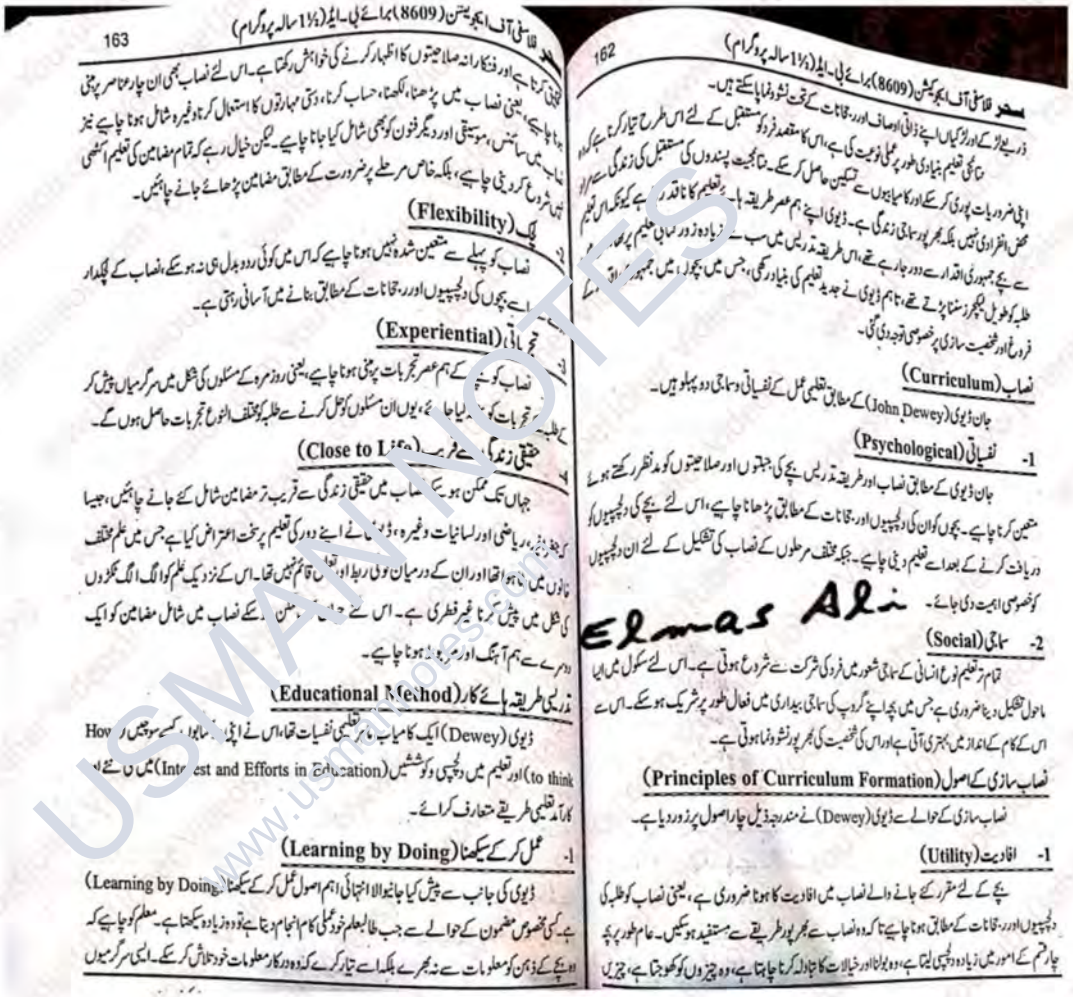
(Aims of Education) تعلیم کے مقاصد

ڈیوی (Dewey) کے مطابق تعلیم کا مقصد بچے کی صلاحیتوں اور توانائیوں کو بڑھانا ہے، اس پر عمومی ... کا کوئی قطعی اصول مرتب نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ ہر بچے کے حوالے سے نشوونما میں فرق پایا جاتا ہے اور ہر ... صلاحیتوں کا حامل ہوتا ہے۔ استاد کو چاہیے ہر بچے کی خصوصیات اور صلاحیتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی ... ی کرے۔ ڈیوی (Dewey) تعلیمی مقاصد کے سوال کو تشنہ چھوڑنے کو بہتر خیال کرتا ہے، کیونکہ اس کا کہنا ... اگر مقاصد ... متعین کر دیئے جائیں تو استاد طلبہ کو ان کی صلاحیتوں کے مطابق رہنمائی فراہم نہیں کر ... مقصد بچے کو ایسا ماحول مہیا کرتا ہے جس میں اسے فعال ہونے اور نوع انسانی کی سماجی ... کے لئے کردار ادا کرنے کے مواقع ملے۔ نتائجیت پسندوں کے نقطہ نظر کے مطابق تعلیم کا مقصد بچے میں سماجی صلاحیت کو بہتر بنانا ہے۔ ... سان ایک معاشرتی حیوان ہے اور یہ معاشرے میں رہ کر ہی پروان چڑھ سکتا ہے، ... معاشرے سے الگ تھلگ رہ کر اس ... نہیں ہو سکتی۔ اس لئے تعلیم کا بنیادی مقصد بچے میں سماجی صلاحیتوں اور مہارتوں کو تقویت دینا ہے۔

نتائجی تعلیم (... gmatic Education) ... مقصد ... راد میں جمہوری اقدار اور معیاری اصولوں کو ... رائج کرنا ہے تاکہ جمہوری معاشرہ تشکیل دیا جا سکے، جس میں ہر ... عمل آ... ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کے لئے تیار ہو۔ ہر فرد کو یہ موقع ملنا چاہیے کہ وہ اپنی خواہش کے مطابق نشو ... پا... اور اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا سکے۔ ہر شخص کے ساتھ معاشرے میں مساوی سلوک ہونا چاہیے، ایسا معاشرہ تبھی تخلیق ہو سکتا ہے جب ... اداروں اور انجمنوں میں کوئی فرق نہیں ہو، اس لئے تعلیم کے ذریعے افراد میں ... تعاون اور ہم آہنگی کو فروغ دیا جائے۔ جمہوری اقدار کو پروان چڑھانا چاہیے۔ درحقیقت سکول بذات خود جمہوری معاشرے کی ایک ... ہے جہاں بچے نشوونما کے مختلف مراحل سے گزرتا ہے، اس دوران اخلاقی تعلیم اور ... انتہائی اہم ہے، اخلاقیات کو فروغ دینے میں شرکت کے ذریعے بہتر بنایا جا سکتا ہے، کیونکہ بچوں کی فعال شرکت سے ان میں احساس ذمہ داری پیدا ہوتا ہے، اس سے ... کردار تشکیل پاتا ہے اور انہیں سماجی مہارتیں حاصل ہوتی ہیں۔ سکول میں فراہم کئے جانے والے یکساں مواقع کے

الریحان پبلی کیشنز۔ اُردو بازار لاہور

USMAN NOTES www.usmannotes.com



سطر فاصلی آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام) 162

ذریعے لڑکے اور لڑکیاں اپنے ذاتی اوصاف اور رجحانات کے تعین نشوونما پا سکتے ہیں۔

نئی کلچی تعلیم بنیادی طور پر عملی نوعیت کی ہے، اس کا مقصد فرد کو مستقبل کے لئے اس طرح تیار کرنا ہے کہ وہ اپنی ضروریات پوری کر سکے اور کامیابیوں سے تسکین حاصل کر سکے۔ نتائج پسندوں کی مستقبل کی زندگی سے اور محض انفرادی نہیں بلکہ بھرپور سماجی زندگی ہے۔ ڈیوی اپنے ہم عصر طریقہ ہا۔ تعلیم کا ناقد رہے کیونکہ اس تعلیم سے بچے جمہوری اقدار سے دور جا رہے تھے، تاہم ڈیوی نے جدید تعلیم کی بنیاد رکھی، جس میں بچوں میں جمہوری طلبہ کو طویل لیکچرز سننا پڑتے تھے، تاہم ڈیوی نے جدید تعلیم کی بنیاد رکھی، جس میں بچوں میں جمہوری فروغ اور شخصیت سازی پر خصوصی توجہ دی گئی۔

نصاب (Curriculum)

جان ڈیوی (John Dewey) کے مطابق تعلیمی عمل کے نفسیاتی و سماجی دو پہلو ہیں۔

1- نفسیاتی (Psychological)

جان ڈیوی کے مطابق نصاب اور طریقہ تدریس بچے کی جبلتوں اور صلاحیتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے متعین کرنا چاہیے۔ بچوں کو ان کی دلچسپیوں اور رجحانات کے مطابق پڑھانا چاہیے، اس لئے بچے کی دلچسپیوں کو دریافت کرنے کے بعد اسے تعلیم دینی چاہیے۔ جبکہ مختلف مرحلوں کے نصاب کی تشکیل کے لئے ان دلچسپیوں کو خصوصی اہمیت دی جائے۔

Elmas Ali

2- سماجی (Social)

تمام تر تعلیم نوع انسانی کے سماجی شعور میں فرد کی شرکت سے شروع ہوتی ہے۔ اس لئے سکول میں ایسا ماحول تشکیل دینا ضروری ہے جس میں بچہ اپنے گروپ کی سماجی بیداری میں فعال طور پر شریک ہو سکے۔ اس سے اس کے کام کے انداز میں بہتری آتی ہے اور اس کی شخصیت کی بھرپور نشوونما ہوتی ہے۔

نصاب سازی کے اصول (Principles of Curriculum Formation)

نصاب سازی کے حوالے سے ڈیوی (Dewey) نے مندرجہ ذیل چار اصول پر زور دیا ہے۔

1- افادیت (Utility)

بچے کے لئے مقرر کئے جانے والے نصاب میں افادیت کا ہونا ضروری ہے، یعنی نصاب کو طلبہ کی دلچسپیوں اور رجحانات کے مطابق ہونا چاہیے تاکہ وہ نصاب سے بھرپور طریقے سے مستفید ہو سکیں۔ عام طور پر یہ چار قسم کے امور میں زیادہ دلچسپی لیتا ہے، وہ بولنا اور خیالات کا تبادلہ کرنا چاہتا ہے، وہ چیزوں کو کھوجتا ہے، چیزیں

تخلیقی کرنا ہے اور فنکارانہ صلاحیتوں کا اظہار کرنے کی خواہش رکھتا ہے۔ اس لئے نصاب بھی ان چار عناصر پر مبنی ہونا چاہیے، یعنی نصاب میں پڑھنا، لکھنا، حساب کرنا، دستی مہارتوں کا استعمال کرنا وغیرہ شامل ہونا چاہیے نیز نصاب میں سائنس، موسیقی اور دیگر فنون کو بھی شامل کیا جانا چاہیے۔ لیکن خیال رہے کہ تمام مضامین کی تعلیم اکٹھی نہیں شروع کروانی چاہیے، بلکہ خاص مرحلے پر ضرورت کے مطابق مضامین پڑھائے جانے چاہئیں۔

2- لچک (Flexibility)

نصاب کو پہلے سے متعین شدہ نہیں ہونا چاہیے کہ اس میں کوئی ردوبدل ہی نہ ہو سکے، نصاب کے لچکدار ہونے سے بچوں کی دلچسپیوں اور رجحانات کے مطابق بنانے میں آسانی رہتی ہے۔

3- تجرباتی (Experiential)

نصاب کو بچے کے ہم عصر تجربات پر مبنی ہونا چاہیے، یعنی روزمرہ کے مسئلوں کی شکل میں سرگرمیاں پیش کر کے طلبہ کے تجربات کو بڑھایا جائے، یوں ان مسئلوں کو حل کرنے سے طلبہ کو مختلف النوع تجربات حاصل ہوں گے۔

4- حقیقی زندگی سے قریب (Close to Life)

جہاں تک ممکن ہو سکے نصاب میں حقیقی زندگی سے قریب تر مضامین شامل کئے جانے چاہئیں، جیسا کہ جغرافیہ، ریاضی اور لسانیات وغیرہ۔ ڈیوی نے اپنے دور کی تعلیم پر سخت اعتراض کیا ہے جس میں علم مختلف خانوں میں بٹا ہوا تھا اور ان کے درمیان کوئی ربط اور تعلق قائم نہیں تھا۔ اس کے نزدیک علم کو الگ الگ ٹکڑوں کی شکل میں پیش کرنا غیر فطری ہے۔ اس نے [illegible] کے نصاب میں شامل مضامین کو ایک دوسرے سے ہم آہنگ اور مربوط ہونا چاہیے۔

تدریسی طریقہ ہائے کار (Educational Method)

ڈیوی (Dewey) ایک کامیاب معلم تعلیمی نفسیات تھا، اس نے اپنے [illegible] ساتھ [illegible] کیسے سوچیں (How to think) اور تعلیم میں دلچسپی و کوششیں (Interest and Efforts in Education) میں [illegible] کارآمد تعلیمی طریقے متعارف کرائے۔

1- عمل کر کے سیکھنا (Learning by Doing)

(Learning by Doing) ڈیوی کی جانب سے پیش کیا جانیوالا انتہائی اہم اصول عمل کر کے سیکھنا ہے۔ کسی مخصوص مضمون کے حوالے سے جب طالبعلم خود عملی کام انجام دیتا ہے تو وہ زیادہ سیکھتا ہے۔ معلم کو چاہیے کہ وہ بچے کے ذہن کو معلومات سے نہ بھرے بلکہ اسے تیار کرے کہ وہ درکار معلومات خود تلاش کر سکے۔ ایسی سرگرمیوں

USMAN NOTES www.usmannotes.com



کی جانب بچے کی رہنمائی کی جانی چاہیے جن سے بچے کی فطری صلاحیتوں میں نکھار پیدا ہو، اس کے ساتھ ساتھ بچے کے سامنے مختلف مسائل پیش کیے جانے چاہئیں تاکہ وہ انہیں خود حل کر سکے۔ اس لئے ڈیوی (Dewey) حل کرنا ابتدائی مفید تدریسی تکنیک تصور کرتا ہے کیونکہ اس سے بچے کے تجربات میں اضافہ ہوتا ہے۔

2۔ زندگی اور مضامین میں ربط (Integration of Life and Subjects)

ڈیوی (Dewey) کے مطابق بچے کی زندگی، اس کی سرگرمیاں اور پڑھائے جانے والے [illegible] میں ایک ربط قائم ہونا چاہیے، تمام تر مضامین بچے کی روزمرہ کی زندگی سے متعلق ہونے چاہئیں [illegible] سرگرمیوں کی صورت میں پڑھایا جانا چاہیے تاکہ بچے عملی طور پر سرگرمیاں انجام دیتے ہوئے [illegible] مہاتما گاندھی نے بھی اپنے تعلیمی منصوبے میں ڈیوی (Dewey) کے ہی تصور کو اپنایا ہے۔

3۔ بچے کی دلچسپی کا خیال رکھنا (Catering to Child Intrest)

ڈیوی (Dewey) نے تعلیمی عمل میں بچے کی دلچسپی اور رجحان کو خصوصی اہمیت دی ہے اسی لئے وہ ایسے تدریسی طریقے اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہے جو کہ بچے کے مزاج اور رجحان کے ساتھ مطابقت رکھتے ہوں، اساتذہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ بچوں کے لئے کسی بھی قسم کی تعلیمی سرگرمی ترتیب دینے سے قبل بچوں کی دلچسپیوں اور رجحانات کے بارے میں آگاہی حاصل کرے۔ طلبہ کو اپنے پروگرامز خود تشکیل دینے کا بھی موقع دیا جائے۔ بچوں کی تمام تر کاوشیں جبر اور مجبوری کے بغیر ہونی چاہئیں، یوں وہ اپنے ارادے سے کام کر سکیں گے۔ تدریسی طریقوں سے متعلق ڈیوی کے تصورات کی وجہ سے پراجیکٹ میتھڈ کا ارتقا ہوا، یہ طریقہ تدریس طلبہ میں جوش، خروش، اعتماد، خود انحصاری میں اضافہ کرتا ہے۔

4۔ اجتماعی سرگرمیوں میں شرکت (Participation in Collective Activities)

جمہوری تعلیمی انداز میں بچوں کی اجتماعی سرگرمیوں میں شرکت کو یقینی بنایا جاتا ہے اس سے ان میں باہمی تعاون اور سماجی جذبہ فروغ پاتا ہے۔ ڈیوی کا طریقہ تدریس بظاہر تعلیمی نفسیات کے تقاضوں کے عین مطابق دکھائی دیتا ہے تاہم اس میں ایک بڑی خامی پائی جاتی ہے، وہ یہ کہ بچوں کو ان کی اپنی مرضی اور پسند و ناپسند کے مطابق پڑھایا جائے تو وہ کئی علوم سے نابلد رہ جائیں گے اور ان کی بصیرت محدود ہو گی۔

استاد کا کردار (Role of Educator)

نتائجی تعلیم (Pragmatic Education) میں استاد کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے، اسے معاشرے کا خادم تصور کیا جاتا ہے، اس کا کام سکول میں ایسا ماحول تشکیل دینا ہے جس میں بچے کی سماجی شخصیت بھرپور طریقے سے پروان چڑھے اور وہ ذمہ دار جمہوریت پسند شخص بن سکے، ڈیوی (Dewey) نے استاد کو سب سے زیادہ

[illegible] دی ہے یہاں تک کہ وہ اسے خدا کا نمائندہ قرار دیتا ہے۔

سکول میں استاد کے اپنے کردار کے تعین کے لئے ڈیوی (Dewey) نے جمہوری اور تعلیمی نفسیات [illegible] کو تسلیم کیا ہے۔ مساوات اور سکول میں آزادی جیسی اقدار کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ استاد کو طلبہ سے برتر [illegible] نہیں کرتا، اس کے مطابق استاد کو طلبہ پر اپنے نظریات نہیں تھوپنے چاہئیں، بلکہ اسے اپنی سرگرمیوں کو طلبہ کی [illegible] اور رجحانات کے مشاہدے تک محدود رکھنا چاہیے، پھر طلبہ کو ان کی دلچسپیوں کے عین مطابق سرگرمیوں [illegible] کرنے کے لئے اقدامات کرنے چاہئیں۔ استاد کے لئے ضروری ہے کہ وہ طلبہ کے انفرادی اختلافات [illegible] ایسا کرنے سے سکول کا انتظام و انصرام زیادہ آسان ہو جائے گا، استاد کو چاہیے کہ وہ بچوں کو [illegible] شریک کرے جو انہیں سوچنے اور استدلال کرنے پر مجبور کریں۔

(Discipline)

[illegible] سے فرائض انجام دے گا تو سکول میں نظم و ضبط قائم کرنا قدرے آسان [illegible] کو ان کی خواہشات کے اظہار سے روکنے کے لئے خارجی قوت کا [illegible] کیا جاتا ہے۔ ڈیوی (Dewey) نے نظم و ضبط کے روایتی تصور کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا ہے، اس کا کہنا ہے [illegible] نظم و ضبط کا انحصار محض بچوں کی اپنی شخصیت پر نہیں [illegible] بچے جہاں رہتے ہیں وہاں کا سماجی ماحول بھی نظم و ضبط [illegible] حقیقی نظم و ضبط سماجی ماحول [illegible] جو کہ بچوں کی اجتماعی سرگرمیوں میں شرکت [illegible] اس لئے سکول میں بہترین نظم و ضبط [illegible] تشکیل دینے کی ضرورت ہے [illegible] جس میں بچے باہمی تعاون، باہم آہنگی کے ساتھ خدمات انجام دے کر نظم و ضبط اور عادات میں باقاعدگی جیسی [illegible] لیکن یہ تب ہی ممکن ہے جب بچے اجتماعی کاوشوں کے ذریعے مشترکہ مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کریں، یہ مقاصد سماجی، [illegible] عقلی یا جسمانی کسی بھی طرح کے ہو سکتے ہیں، سکول کے پروگرامز ترتیب دیتے [illegible] اس لئے ضروری ہے کہ بچوں کو طویل لیکچرز سننے کے بجائے انہیں باہم مل کر انجام دی جانے والی سرگرمیوں میں شریک کیا جائے، یوں وہ صحیح طور پر سماج دوست انسان بن سکیں گے۔

پرامن ماحول بلاشبہ بہتر اور تیز رفتاری کے ساتھ کام کرنے کے لئے سازگار ہوتا ہے لیکن یہ [illegible] کہ اس صرف ایک ذریعہ ہے یہ بذات خود کوئی نتیجہ نہیں ہے۔ استاد کا اصل [illegible] کو ایسی سرگرمیوں میں شریک کرنا ہے جن کی جانب ان کا فطری رجحان پایا جاتا ہے۔ اس دوران بچوں کے درمیان [illegible] آویزش پیدا ہو جائے تو بھی ہمت نہ ہارنا اور پرامن رہنے پر مجبور کرنا مناسب نہیں ہے۔ ضبط نفس ایک بہترین ہتھیار ہے اور ذمہ دار افراد کے [illegible] ذریعے اس کی تربیت کی جا سکتی ہے۔

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

ڈیوی (Dewey) کی رائے میں سماجی سرگرمیوں میں شرکت تعلیم و تربیت کا لازمی حصہ ہونا چاہیے۔ سکول بذات خود معاشرے اور سماج کی ابتدائی شکل ہے۔ اگر سکول کی اجتماعی سرگرمیوں میں شرکت کے لئے بچے کی حوصلہ افزائی کی جائے تو وہ نا صرف سکول میں نظم و ضبط قائم رکھنے کے قابل ہو جائے گا بلکہ وہ اس سماجی ذمہ داریوں کے لئے بھی تیار ہو سکے گا جنہیں مستقبل کی عملی زندگی میں اس نے انجام دینا ہے۔

ڈیوی کے نظریات کا جدید تعلیم پر اثر (Impact on Modern Education)

ڈیوی (Dewey) کے نظریات نے جدید تعلیم پر بہت زیادہ اثرات مرتب کئے ہیں، ان میں سے چند ایک کا ذیل میں جائزہ لیا گیا ہے۔

1- تعلیمی مقاصد پر اثر (Impact on the Aims of Education)

آج کل کی جدید تعلیم کے اہم ترین مقاصد میں ایک جمہوری اقدار کی تعلیم بھی ہے۔ ڈیوی (Dewey) نے بھی اس مقصد کی حامی بھری تھی اور اس پر زور دیا تھا۔ نیز وہ بچوں میں سماجی صلاحیتوں کو ترقی دینے کا قائل ہے اس مقصد کو بھی جدید تعلیم میں اہمیت دی جا رہی ہے۔

2- تعلیمی طریقوں پر اثر (Impact on Educational Method)

ڈیوی (Dewey) کے نظریات کا سب سے زیادہ اثر جدید طریقہ تعلیم پر دیکھا جا سکتا ہے، ڈیوی (Dewey) نے بچوں کے ذاتی تجربات پر مبنی تعلیم کی تجویز دی تھی، اس کا کہنا تھا کہ بچوں کی تعلیم کے طریقے ان کے دلچسپیوں اور رجحانات کے عین مطابق ہونے چاہئیں، ان خیالات نے جدید تدریسی تکنیکوں کو متاثر کیا اور سکولوں میں فعال اور متحرک طریقہ تعلیم کو فروغ ملا، ایسے سکولوں کو ایکٹیوٹی سکولز (Activity Schools) کا بھی نام دیا گیا، پراجیکٹ میتھڈ (Project Method) بھی ڈیوی کے خیالات سے ماخوذ ہے۔ دیگر سکولوں میں ڈیوی (Dewey) کے نظریات کے مطابق بچوں کی نفسیات کو دیکھتے ہوئے ایسا ماحول تشکیل دینے کی کوشش کی جا رہی ہے جس سے بچوں کا سماجی شعور بہتر ہو سکے۔

Elmas Ali

3- نصاب پر اثر (Impact on Curriculum)

یہ ڈیوی (Dewey) کے نظریات کا ہی اثر ہے کہ جدید نصاب تعلیم میں دستی مہارتوں (Manual Skill) کو بھی متعارف کرایا گیا ہے۔ آج کل مختلف طرح کی گیمز، اشیا اور مختلف آلات کے استعمال کو اہمیت دی جا رہی ہے۔ اب تدریسی مضمون کے انتخاب کے لئے طلبہ کی دلچسپی اور رجحان پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔

USMAN NOTES – Pakistan's #1 AIOU Solved Portal
WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

4- نظم وضبط پر اثر (Impact on Discipline)

نظم وضبط کے حوالے سے ڈیوی کے نظریات کی وجہ سے اب سکولوں میں طلبہ کو بہت سے امور کی ذمہ داری تفویض کی جاتی ہے۔اس انداز سے ان کے ضبط نفس کی تربیت ہوتی ہے اور وہ جمہوریت پسند شہری بنتے ہیں۔یوں جب طالبعلم کو ذمہ داری ملتی ہے تو وہ سائنسی انداز میں سوچتے اور استدلال کرتے ہیں۔

5- تعلیم سب کیلئے یعنی ہمہ گیر وآفاقی تعلیم (Universal Education)

ڈیوی (Dewey) کی فکر اور نظریات نے ہر ایک کے لئے لازمی تعلیم کے تصور کو تقویت دی، تعلیم کا مقصد شخصیت کی نشوونما ہے، اس لئے ہر شخص کو یہ موقع ملنا چاہیے کہ وہ تعلیم کے ذریعے اپنی شخصیت کو نکھار سکے۔آج کے دور میں سائنسی اور سماجی رجحان پر زیادہ زور ڈیوی کے ہی نظریات کی وجہ سے ہے۔ڈیوی (Dewey) کے مطابق تعلیم ایک سماجی ضرورت ہے یہ محض زندگی کے لئے تیاری نہیں بلکہ یہ خود زندگی ہے، اس کا مقصد فرد اور معاشرہ دونوں کو ترقی دینا ہے، اس سے فرد کی جامع نشوونما ممکن ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

سوال 3- ہربرٹ کے تعلیمی نظریات کا تجزیہ کریں نیز ہربرٹ کے نقطہ نظر کے تحت تعلیمی عمل کو زیر بحث لائیں۔

جواب:

Elmas Ali

ہربرٹ (Herbart)

1- تعارف:

ہربرٹ (Herbart) 1776ء میں جرمنی کے شہر اولڈن برگ (Oldenburg) میں پیدا ہوا، اس کے والدین تعلیم یافتہ تھے اس لئے ابتدائی تعلیم اس نے والدہ سے ہی حاصل کی، اس نے بچپن میں ہی روحانی موضوعات پر لکھنا شروع کر دیا تھا، اعلیٰ تعلیم کے لئے اس نے جینا یونیورسٹی (Jena University) میں داخلہ لیا جہاں اس پر نوبشریت (Neohumanism) نے گہرے اثرات مرتب کئے کیونکہ یہ نظریہ پوری یونیورسٹی کی فضا میں رچا بسا ہوا تھا۔یہاں اس کا یہ عقیدہ پختہ ہوا کہ صرف تعلیم سے ہی روحانی اقدار کو انسانوں میں پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔اس نے 1799ء میں یونیورسٹی سے تعلیم مکمل کی جس کے بعد وہ تین سال تک سوئٹزرلینڈ کے گورنر کے بچوں کو پڑھانے کی ذمہ داری نبھاتا رہا۔

اس دوران اسے تعلیمی نفسیات کے ساتھ انفرادی اختلافات اور ذہنی نشوونما کے بارے میں قابل قدر تجربات حاصل ہوئے، بعد ازاں یہی تجربات اس کے تعلیمی نظریے کی بنیاد بنے۔

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

1802ء تک وہ گوٹیانگن یونیورسٹی (Gottiangen University) میں فلسفہ اور تعلیمی نظریات پر لیکچرز دیتا رہا۔ 1809ء میں وہ کنش برگ یونیورسٹی (Kunishburg University) میں پروفیسر بنا، یہاں 1835ء تک اس نے اپنے تعلیمی اور نفسیاتی اصولوں کو عملی شکل دینے کے لئے ان میں تبدیلی کی کوشش کی۔ کنش برگ یونیورسٹی (Kunishburg University) میں اپنی تعیناتی کے دوران اس نے دو معروف کتابیں "تدریس کی سائنس" (Science of Pedagogy) اور معلمانہ نظریات کا خاکہ (Outlines of Pedagogical thoughts) تصنیف کیں۔ اس نے ایک سکول بھی قائم کیا جہاں وہ تعلیم پر مختلف تجربات کرتا رہا، اس نے بعض اساتذہ کو فن تدریس کی تربیت بھی دی۔ 1841ء میں وہ جہان فانی سے کوچ کر گیا۔

2- تصورات کے بارے میں ہربرٹ کا نظریہ (Herbart's Theory of Ideas)

انسان جب اشیا کا سامنا کرتا ہے تو کچھ خاص ذہنی احساسات پیدا ہوتے ہیں، اس سے ان چیزوں کے بارے میں شعور حاصل ہوتا ہے اور وہ ان کی جانب مناسب انداز میں قدم اٹھاتا ہے، ہربرٹ کے مطابق شعوریت کے یہ سادہ عناصر تصورات یا خیالات ہیں۔ جب انسان تخریبی قوتوں کے مقابلے میں مزاحم ہوتا ہے تو یہ تصورات اس کے ذہن میں جڑ پکڑ لیتے ہیں، یہ تصورات آسانی سے مضمحل نہیں ہوتے، یہ تصورات شعوریت میں سب سے اوپر آنے کی کوشش کرتے ہیں۔

Elmas Ali

ہربرٹ نے تصورات یا خیالات کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے، ان حصوں کو مماثل (Similar)، غیر متساوی (Disparate) اور متضاد (Contrary) کا نام دیا گیا ہے۔ اگر نیا تصور پہلے سے موجود اعلیٰ ترین تصور کے مماثل ہو تو وہ اپنی آزاد حیثیت کھو دیتا ہے اور پہلے تصور کے ساتھ مل کر ہم جنس کل (Homogeneus Whole) بناتا ہے، جب ایک سے زیادہ تصورات اس طرح اکٹھے ہوتے ہیں تو وہ زیادہ مقناطیسی ہو جاتے ہیں اور مماثل تصورات کو اپنی جانب متوجہ کرتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر نیا تصور پہلے سے موجود تصور کے غیر متساوی ہو تو یہ اس کے ساتھ ملکر ہم جنس کل نہیں بناتے، ایک جیسے تصورات تو باہم مل جاتے ہیں تاہم غیر متساوی تصورات اس انداز میں اکٹھے ہوتے ہیں کہ ان میں فرق کیا جا سکتا ہے۔

آرکیسٹرا (Orchestra) یعنی سازندوں کے طائفے میں مختلف سازوں سے آنے والی آوازیں ایک ہی معلوم ہوتی ہیں کیونکہ ان کے سُر (Notes) ایک جیسے ہوتے ہیں، ان سُروں کی مماثلت ہم جنس کل کو پیش کرتی ہے، اس میں مختلف سازوں سے آنے والے سُروں کو شناخت کرنا مشکل ہوتا ہے۔ البتہ سٹیج کا رنگ، موسیقار، موسیقی کے آلات سے آنے والی آوازیں تین غیر متساوی تصورات ہیں، اس لئے یہ ایک پیچیدہ کل (Complex Whole) بناتے ہیں جس میں تصورات کی الگ الگ حیثیت برقرار رہتی ہے۔

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

ہربرٹ کے مطابق ہر نئے تصور کی قبولیت، تبدیلی یا استرداد مذکورہ بالا انداز میں ہی ممکن ہے یعنی اس کا انحصار نئے تصور کی مماثلت، غیر متساویت اور تضاد پر ہوتا ہے۔ یہی ذہنی مظہر تب بھی جاری رہتا ہے جب کوئی شے شعور میں داخل ہوتی ہے، ذہن میں تصورات کا قبول، مسترد یا تبدیل کیا جانا ادراک (Apperception) کہلاتا ہے۔

3- نظریہ ادراک اور تعلیم (Theory of Apperception and Education)

ہربرٹ اس بات پر قائل کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ ادراک کا تعلیم میں بہت اہم مقام ہے۔ وہ نئے علم کو حاصل کرنے کے عمل میں پرانے علم کے مقام کو واضح کر کے دکھاتا ہے۔ سٹاؤٹ (Stout) بھی ہربرٹ (Herbart) سے اتفاق کرتے ہوئے کہتا ہے کہ نئے علم کو پہلے سے موجود علم کی ارتقائی شکل ہونا چاہیے۔

کارلائل (Carlyle) کہتا ہے کہ آنکھیں وہی دیکھتی ہیں جو کچھ دکھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

ہربرٹ (Herbart) کے مطابق ہر ایک فرد کی اپنی ایک دنیا ہوتی ہے چاہے وہ ایک ہی ماحول میں کیوں نہ رہ رہے ہوں، سب سے پہلے ہم طلبہ کے دماغوں میں ادراک کی [illegible] کو جانچتے ہیں پھر اس کے مطابق تدریس کا اہتمام کرتے ہیں، تدریس تعلیمی نتائج کو حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے، تدریس اس وقت کامیاب ہوتی ہے جب طلبہ کے اذہان میں پہلے سے موجود تصورات کے ساتھ نئے علم کو ہم آہنگ بنایا جاتا ہے۔ ہربرٹ اپنے دور میں تعلیم کی ناکامی کی وجہ نفسیات کے ٹھوس علم کی کمی کو قرار دیتا ہے، اس کے مطابق ماضی کے ماہرین تعلیم نے ذہنی صلاحیتوں پر سب سے زیادہ توجہ دی لیکن اذہان میں پہلے سے موجود تصورات کو نظر انداز کر گئے۔

انہوں نے طلبہ میں نیکیوں کو فروغ دینے کے لئے انضباطی طریقے اختیار کئے اور اس بات پر غور نہیں کیا کہ طلبہ صرف انہی نئے تصورات کو ذہن نشین کر سکتے ہیں جو کہ ان کے ذہنوں میں پہلے سے موجود تصورات سے ہم آہنگ ہوں، ہربرٹ (Herbart) نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اگر طلبہ کو نیا علم ان کے ذہنوں میں موجود پہلے سے موجود علم کے ساتھ ملا کر پیش کیا جائے تو وہ اسے زیادہ بہتر طور پر ذہن نشین کر سکتے ہیں۔ بصورت دیگر تمام تر کاوشیں بالکل ایسے ہی ضائع ہو جائیں جیسے پتھر پر پڑنے والا پانی۔

Elmas Ali

4- انجذاب اور انہضام (Absorption and Assimilation)

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات تو واضح ہے کہ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ تدریسی مواد کو مربوط انداز میں ترتیب دیں، انہیں اپنے طریقہ کار میں باقاعدہ اور باسلیقہ ہونا پڑے گا، انہیں یہ پتا ہونا چاہیے کہ بچوں کے سامنے نئے تصورات کو کسی ترتیب میں پیش کیا جائے۔ کچھ بھی سیکھتے ہوئے بچے کا دماغ دو طرح سے کام کرتا ہے سب سے پہلے وہ نئے تصور کو وصول کرتا ہے پھر وہ اس نئے تصور کا پہلے سے موجود تصور کے ساتھ تعلق قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

ہربرٹ پہلے کام کو انجذاب (Obsorption) اور دوسرے کو انہضام (Assimilation) سے تعبیر کرتا ہے، استاد کو یہ دیکھنا چاہیے کہ کیا وہ اس انجذاب اور انہضام کے عمل میں ہم آہنگ تعلق قائم کرنے کے قابل ہے؟ اگر ایسا نہیں ہے تو اس کی کاوشیں بارآور ثابت نہیں ہوسکیں گی۔

5- ہربرٹ کے رسمی مراحل (Formal Steps of Herbart)

ہربرٹ (Herbart) نے انجذاب (Absorption) کو وضاحت (Clearness) اور تعلق (Association) جبکہ انہضام (Assimilation) کو نظام (System) اور طریقے (Method) میں تقسیم کیا ہے۔ چار طرح کی اس ذیلی تقسیم کو ہربرٹ کے رسمی مراحل کے طور پر جانا جاتا ہے، وضاحت (Clearness) سے مراد طالبعلم کے سامنے تصور کو واضح انداز میں پیش کرنا ہے جب تک تصور واضح نہیں ہوگا تب تک ذہن اسے ہضم نہیں کر سکے گا۔

Elmas Ali

وہ عمل جس کے ذریعے نیا تصور اور پہلے سے موجود تصورات باہم جڑتے ہیں تعلق (Association) کہلاتا ہے، یہ عمل بظاہر انجذاب اور انہضام دونوں میں پایا جاتا ہے، درحقیقت ادراک کا عمل تعلق سے شروع ہوتا ہے، دماغ میں تعلق کی بنیاد پر قائم ہونے والی ترتیب و تنظیم کو نظام (System) کہا جاسکتا ہے۔ یہ عمل فعال نہیں ہوتا۔ پھر انہضام یا استغراق کا مرحلہ آتا ہے اس میں دماغ اس بات کا تحقیق مطالعہ کرتا ہے کہ وصول ہونے والے تصور میں کیا کچھ پہلے سے موجود تصورات جیسا ہے؟ طریقہ یعنی "Method" کے عمل میں مذکورہ بالا تین مراحل کے نتیجے کے طور پر دماغ نامیاتی کل (Organic Whole) تشکیل دینے کی کوشش کرتا ہے۔ دماغ میں بننے والے ہم آہنگ کل (Harmonised Wholes) کے اظہار کے لئے زبان انتہائی اہم کردار ادا کرسکتی ہے۔ ہربرٹ کے مذکورہ بالا چار مراحل کی بنیاد پر تدریس کے پانچ رسمی مراحل تجویز کئے گئے ہیں، ان میں تیاری (Prepartation)، پیشکش (Presentation)، تقابل و استخراج (Comparison and Abstraction)، عمومیت یا کلیہ سازی (Generalisation) اور اطلاق (Application) شامل ہیں۔ ہربرٹ (Herbart) اپنے مراحل کو حتمی تصور نہیں کرتا، بلکہ وہ انہیں صرف تدریسی اعانت کے لئے تجویز کرتا ہے۔ یہ انہیں ناگزیر قرار نہیں دیتا بلکہ وہ ان کے استعمال کے حوالے سے استاد کو مکمل اختیار دیتا ہے کہ وہ اپنے طریقے کے مطابق جیسا مناسب سمجھے ان کا اطلاق کرے۔

6- ہربرٹ کی تعلیمی نفسیات (Herbart's Psychology of Education)

ہربرٹ وہ پہلا شخص ہے جس نے اخلاقیات اور نفسیات کو یکجا کیا ہے اور نئی تعلیمی سائنس کو پروان چڑھایا، اخلاقیات کی مدد سے اس نے تعلیم کے مقاصد تشکیل دیئے، جبکہ نفسیات کی مدد سے تدریسی طریقوں پر زور

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

دیا، ہربرٹ پہلے سے موجود نفسیات کی فیکلٹی کی مذمت کرتا ہے اور نئے نفسیاتی نظریات کی تشکیل اور تعلیمی عمل پر ان کے اطلاق کی تلقین کرتا ہے۔

شعبہ نفسیات کے مطابق دماغ ایک دوسرے سے مختلف صلاحیتوں کا حامل ہوتا ہے، لیکن ہربرٹ کا کہنا ہے دماغ تین حصوں پر مشتمل ہے جن کے نام درج ذیل ہیں:۔

i- علم (Knowing) ii- احساس (Feeling) iii- آمادگی (Willing)

دماغ کے یہ تین حصے آزادانہ وجود نہیں رکھتے، یہ ہمیشہ ساتھ ساتھ رہتے ہیں انہیں کبھی جدا نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے ہربرٹ (Herbart) الگ الگ صلاحیتوں کے بجائے بحیثیت کل ذہنی سرگرمی پر زور دیتا ہے۔ ہربرٹ نے دماغ کے تین حصوں کو مندرجہ ذیل طریقے سے بیان کیا ہے۔

i. علم (Knowing)

پیدائش کے وقت بچے میں صرف ماحول کے ساتھ مطابقت اختیار کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے، جب اس کے دماغ کا خارجی اجسام سے تعلق بنتا ہے تو نئے خیالات جنم لیتے ہیں، جو سب سے پہلے شعور میں داخل ہوتے ہیں، پھر یہ خیالات شعور کے حدود سے نکل کر لاشعور میں پہنچتے ہیں، یہ یہاں کب تک رہتے ہیں جب تک ان کی ضرورت نہیں پڑتی، لیکن جب کوئی نیا خیال پہلے سے محفوظ خیال کے مماثل ہوتا ہے تو لاشعور میں موجود وہ خیال واپس شعور میں لوٹتا ہے اور نئے خیال کے ساتھ مل کر بڑا تصور تشکیل دیتا ہے اور پھر لاشعور میں پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح ہمارے عمومی رویئے میں نئے خیالات شعور میں آتے ہیں اور لاشعور میں موجود خیالات کے ساتھ مل کر دوبارہ لاشعور میں چلے جاتے ہیں، ہمیں لگتا ہے کہ ہم انہیں بھول چکے ہیں لیکن ایسا نہیں ہوتا، وہ ہمارے لاشعور میں محفوظ رہتے ہیں، جیسے ہی کوئی ملتا جلتا خیال شعور میں داخل ہوتا ہے لاشعور میں محفوظ پہلا خیال جلد سے اس تک پہنچ جاتا ہے۔ پھر نیا خیال بن کر لاشعور میں واپس محفوظ ہو جاتا ہے، نئے خیالات کی تطبیق اور انہضام کا یہ عمل مسلسل جاری رہتا ہے، ہربرٹ اس عمل کو "Apperceptive Mass" کا نام دیتا ہے۔

پیسٹالوزی (Pestalozzi) اس عمل کو معلوم سے نامعلوم (from Known to Unknown) کا نام دیتا ہے۔ یاد رکھیں کہ بچے کی تعلیمی نشوونما میں یہ ذہنی سرگرمی بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اس لئے استاد کو چاہیے کہ وہ طالبعلم کو کوئی بھی نیا تصور سکھانے کے لئے اس انداز میں پیش کرے کہ اس کے ذہن میں موجود پہلے سے تصور کے ساتھ مل کر وہ "Apperceptiv Mass" بن سکے۔

ii. احساس (Feeling)

احساس ذہنی سرگرمی کی ایک اور خصوصیت ہے، اس کا مطلب لاشعور میں پہلے سے موجود تصورات و

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

خیالات کا دوبارہ شعور میں لوٹتے وقت نظم وضبط اور کنٹرول ہے۔ جب پہلے سے موجود خیال نئے تصور کے ساتھ مربوط نہیں ہو پاتا تو ذہنی تناؤ پیدا ہوتا ہے۔ اس کے برعکس اگر نیا خیال پہلے سے موجود خیال کے ساتھ مربوط ہو کر ہضم ہو جاتا ہے تو اطمینان اور خوشی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

اسے یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ خیالات شعور میں داخل ہونے کی تگ و دو کرتے رہتے ہیں اور وہیں رہتے ہیں اگر وہ ہضم ہو جائیں تو فرد خوشی محسوس کرتا ہے لیکن اگر ایسا نہ ہو تو تکلیف کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

اس لئے استاد کو چاہیے کہ وہ بچوں کو اس انداز میں پڑھائے جس سے پرانے اور نئے خیالات خوش اسلوبی سے باہم مربوط ہو جائیں۔ اس سے بچوں کی سیکھنے میں دلچسپی بڑھے گی، یوں وہ زیادہ اطمینان محسوس کریں گے اور زیادہ دلچسپی سے پڑھیں گے۔

Elmas Ali

iii. رضامندی/ آمادگی (Willing)

رضامندی یا آمادگی (Willing) کا انسان کی زندگی میں علم اور احساس کے ساتھ قریبی تعلق ہوتا ہے۔ درحقیقت سرگرمی/ عمل (Activity) داخلی خیالات اور احساسات کا خارجی اظہار ہوتا ہے۔

اس لئے استاد کو چاہیے کہ وہ بچوں کے سامنے نئے خیالات پیش کرتے ہوئے انتہائی محتاط رہے، کیونکہ خیالات عملی شکل میں ڈھلنے کو تیار رہتے ہیں، جہاں خیالات ہوں گے وہاں عمل بھی ہوگا، اس کا مطلب یہ ہے کہ بچے جن خیالات کو وصول یا قبول کرتے ہیں انہی کے مطابق عملی رویہ اختیار کرتے ہیں۔

7- تعلیم کے مقاصد (Aims of Education)

ہربرٹ مقصد تعلیم کے لئے انتہائی اخلاقی ہو جاتا ہے، وہ چاہتا ہے کہ طلبہ اتنے تعلیم یافتہ ہوں کہ جس سے ان کا اخلاقی کردار پختہ ہو، وہ اس حوالے سے اپنے نظریہ خیالات (Theory of Ideas) کو انتہائی معاون قرار دیتا ہے۔ اس کے مطابق استاد نظریہ خیالات کی مدد سے طلبہ میں اعلیٰ مثالی رویے تشکیل دینے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ اخلاقیات (Morality) کے تصور میں ہم تمام تعلیمی معیارات اور مثالی نمونوں کو یکجا کر سکتے ہیں، ہربرٹ کے نزدیک مثالی معیارات اور نمونے (Ideals) انتہائی اہم ہیں، کیونکہ ان کی مدد سے عمل کی جانب رہنمائی ملتی ہے اور کردار کا تعین ہوتا ہے۔ ہمارا شعور ہمارے تمام اعمال سے تسکین اور اطمینان حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اگر کوئی عمل اس کے اصولوں کے عین مطابق ہو تو وہ اسے نیکی تصور کرتا ہے۔

ہربرٹ اس شعور کو داخلی/ باطنی آزادی (Inner Freedom) قرار دیتا ہے، ہربرٹ اس باطنی آزادی کو نیکی قرار دیتا ہے جس کا مطلب فکر اور عمل میں ہم آہنگی ہے۔ وہ چاہتا ہے استاد کی تمام تر کاوشیں طلبہ میں جس ہم آہنگی کے حصول کے لئے ہونی چاہئیں۔

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal
WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

مسلسل تکرار اس حوالے سے کافی مددگار ثابت ہوتی ہے، اس سے ترجیح کا مستقبل رجحان تشکیل پاتا ہے جو کہ تعلیم کا بنیادی مقصد ہونا چاہیے۔ نیکی (Virdue) کی اصطلاح تعلیم کے مکمل مقصد کا اظہار کرتی ہے۔

نیک انسان ہمیشہ کائنات کو داخلی آزادی کے نقطہ نظر سے جانچتا ہے، وہ ہر شے کی طرف درست رجحان تشکیل دیتا ہے۔ وہ صحیح اور غلط میں تمیز کر سکتا ہے، اس کی داخلی آزادی ہر معاملے میں اس کی رہنمائی کرتی ہے اور درست عمل اختیار کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ ہربرٹ (Herbart) داخلی آزادی کے مطابق کائنات پر غور کرنے کو کائنات کا جمالیاتی تعارف (Aesthetic Presentation of the Universe) سے تعبیر کرتا ہے۔

یوں ہم دیکھتے ہیں کہ ہربرٹ (Herbart) اخلاقیات کو مطلق تصور نہیں کرتا، یہاں پر اس کا کانٹ (Kant) سے یکسر مختلف موقف ہے، وہ اخلاقیات کو جمالیاتی رائے کے تابع قرار دیتا ہے، اس لئے یہ باعث حیرانی نہیں کیونکہ وہ کائنات کے جمالیاتی تعارف (Asesthetic Presentation) کو تعلیم کا مثالی معیار تصور کرتا ہے۔ داخلی و باطنی آزادی (Inner Freedom)، قابلیت (Efficiency)، خیر خواہی (Good Will) اور عمل و راستی اور ایمانداری (Equity) کا احساس پیدا کرتی ہے۔ ہربرٹ کے مطابق کوئی شخص جس کے ذہن میں موجود تمام خیالات توازن میں ہیں، وہی قابل ہے۔ اگر کوئی درست اور غلط میں تمیز کر سکتا ہے تو وہ انصاف کے تصور سے واقف ہوگا، خیر خواہی (Goodwill) اسے بدکاری کی جانب ترغیب سے بچاتی ہے۔ وہ عمل و راستی اور ایمانداری کے احساس کا اطلاق کرتے ہوئے مختلف خیالات کے درمیان تعلق میں ضرورت کے مطابق تبدیلی کرتا ہے۔ نیک اور پارسا بننے کے لئے ضروری ہے کہ فرد اپنے تعصبات اور متشددانہ رجحانات کو ایک جانب رکھ دے، اسے روشن خیال ہونا چاہیے، اسے نیکیوں کو قبول کرنا چاہیے، اس کے لئے ضروری ہے کہ تعلیم کی وسعت میں اضافہ کیا جائے، اس میں وہ تمام خیالات شامل ہونے چاہئیں جو کہ نیکیوں کی جانب رہنمائی کریں۔

ہربرٹ کے مطابق طلبہ کے پاس اگر خیالات کی دولت ہوگی تو اس کے ساتھ کئی پہلو دار مفادات بھی ہوں گے، انہیں الگ اکائیوں کی صورت میں نہیں ہونا چاہیے بلکہ انہیں مکمل صورت میں ہونا چاہیے تاکہ واضح مقصد کی جانب رہنمائی مل سکے۔

Elmas Ali

ہربرٹ چاہتا ہے کہ تدریس کے لئے مواد انتہائی چنیدہ اور باترتیب ہو تاکہ تمام پہلوؤں کے درمیان ہم آہنگی قائم ہو سکے۔ اسی سے نیکی کی جانب پیش قدمی ممکن ہوتی ہے۔

8- مطالعات میں باہمی تعلق (Co-relation of Studies)

ہر بچے میں کوئی نہ کوئی خاص قابلیت ہوتی ہے، اسے اس قابلیت کو پروان چڑھانے کا بھرپور موقع ملنا چاہیے، اس کی دیگر صلاحیتوں کو اس خاص قابلیت کے گرد ترتیب دینا چاہیے، ہر شخص میں تمام تر مضامین کیلئے محت ہونی چاہیے۔

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

ہربرٹ (Herbart) چاہتا ہے کہ تدریس کا مواد باہم مربوط شکل میں پیش کیا جائے اس سے بچے کو مکمل ادراک حاصل ہوگا۔ مختلف مطالعات کو بے ترتیب ہونا چاہیئے نہ ہی مضامین کو الگ تھلگ شکل میں پیش کیا جانا چاہیے۔ اگر ایسا ہوتا ہے تو فرد میں یکسو اور مربوط شعور کو پروان چڑھانا ناممکن ہو جائے گا۔

9- دلچسپی اور تعلیم (Interest and Education)

دلچسپی ایک طرح کی ذہنی سرگرمی ہے، تدریس کا مقصد اس سرگرمی کو تحریک دینا ہے، خیالات کی تکمیل یا ان کے ادراک کے عمل کیلئے دلچسپی کا ہونا لازم ہے، دلچسپی اور معلومات کے درمیان قریبی تعلق پایا جاتا ہے، معلومات رکھنے والا شخص اس میں مزید اضافہ کرنے میں دلچسپی رکھتا ہے، دلچسپی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب دماغ اس تصور کے ساتھ چل نہیں پاتا، دلچسپی سے خواہشات پیدا ہوتی ہیں، ان خواہشات کو پورا کرنے کے لئے عمل کی ضرورت پڑتی ہے۔ دلچسپی، خواہش اور عمل ایک ہی چکر ہے، دلچسپی اس وقت نمایاں ہو جاتی ہے جب یہ چکر ٹوٹتا ہے اور خواہشات و عمل ظاہر ہونے میں ناکام ہو جاتے ہیں، جب خواہش پوری ہو جاتی ہے یا مطلوبہ شے حاصل ہو جاتی ہے تو دلچسپی ختم ہو جاتی ہے۔ ہم کچھ پانے کی جستجو تبھی کرتے ہیں جب ہم میں اس حوالے سے حقیقی دلچسپی پیدا ہوتی ہے، ہربرٹ کا کہنا ہے کہ تعلیم و تدریس میں اسی دلچسپی کو برقرار رکھنے کی کوشش کی جانی چاہیے۔

دلچسپی کا پیدا ہونا سبق کے پرکشش ہونے پر منحصر ہے، اور اگر طالب علم دلچسپی نہ لے تو وہ کسی بھی تصور کا ادراک حاصل نہیں کر سکے گا، اگر سبق میں کچھ ایسا کیا جائے کہ طلبہ میں دلچسپی پیدا ہو تو وہ اپنے علم کو وسعت دینے کی کوشش کریں گے۔

Ezmas Ali

10- ہربرٹ کے مطابق نصاب (Curriculum According to Herbart)

ہربرٹ (Herbart) بچے میں پختہ اخلاقی کردار کو پروان چڑھانے کے لئے مختلف دلچسپیوں کی نشوونما پر زور دیتا ہے۔ اس کے مطابق ایسا تبھی ہو سکتا ہے جب بچوں کو نصاب میں مختلف مضامین پڑھائے جائیں۔ اس لئے وہ نصاب میں ممکنہ طور پر زیادہ سے زیادہ مضامین کو شامل کرنے کی تجویز دیتا ہے، ہربرٹ نصاب کو تاریخی اور سائنسی دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے وہ پہلی قسم یعنی تاریخی نصاب میں تاریخ، زبان و ادب کو شامل کرتا ہے، جبکہ دوسرے حصے میں طبعی علوم (Physical Sciences) اور ریاضی (Arithmetic) کو صنعتی و پیشہ ورانہ مضامین کے ساتھ ملا کر پڑھانے کی تجویز دیتا ہے۔

ہربرٹ (Herbart) نے زیادہ زور تاریخ اور ادب پر دیا ہے جبکہ سائنسی مضامین کو ضمنی حیثیت دی ہے۔ ہربرٹ ذہنی وحدت پر یقین رکھتا ہے، وہ اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ تمام تر تدریس ایک مرکزی مضمون کے گرد ہونی چاہیے، اس لئے وہ تاریخ کو مرکزی حیثیت دیتا ہے جبکہ اسی محور کے گرد دیگر تمام مضامین کی تدریس کی تلقین کرتا ہے۔

USMAN NOTES – Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

www.joheraiou.com

YouTube Channel: Joher Videos

محترم طلباء

1۔ میٹرک، ایف اے اور بی اے، کی خوشخط ہاتھ سے لکھی ہوئی اسائنمنٹس مناسب قیمت پر آرڈر پر تیار کروائیں۔

2۔ تمام ڈگری پروگرام اسائنمنٹ مکمل حوالہ جات (Reference) کے ساتھ LMS پر PDF اپلوڈ کرنے کے لیے مناسب قیمت پر حاصل کریں۔

3۔ علامہ اقبال اپن یونیورسٹی کے تمام ریسرچ تھیسز (Without Plagiarsm) میں حاصل کرنے کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

4۔ 8607 کی حل شدہ ٹیچنگ پریکٹس اور 8608 کے ایکشن پلان حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔

5۔ تمام کلاسز کے لیسن پلان اردو اور انگلش میڈیم PDF میں حاصل کرنے کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

آپ ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کر کے

www.joheraiou.com

تمام پروگرام کی حل شدہ اسائنمنٹس اور کی بکس (Helping Books) فری ڈاونلوڈ کریں

اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام تر معلومات حاصل کریں

Contact Team Joher Media

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

11- تدریسی عمل (Process of Instruction)

ہربرٹ (Herbart) نے تمام مضامین کی تدریس کا ایک عمومی طریقہ بیان کیا ہے، یہ عمومی طریقہ مندرجہ ذیل چار مراحل پر مشتمل ہے۔

i. وضاحت/صراحت (Clearness)

وضاحت سے مراد تدریسی مواد کے نفس مضمون کو واضح انداز میں پیش کرنا ہے۔

ii. تعلق (Association)

تعلق (Association) سے مراد پرانے اور نئے علم کے درمیان قریبی تعلق قائم کرنا ہے۔

iii. سسٹم (System)

اس سے مراد مربوط اور منظم انداز میں علم کو منطقی طور پر جوڑنا ہے۔

iv. طریقہ (Method)

اس سے مراد سیکھے گئے علم کو عملی طور پر استعمال میں لانا ہے۔ ہربرٹ (herbart) کے پیروکار زلر (Ziller) نے صراحت (Clearness) کو مزید دو مراحل میں تقسیم کیا ہے۔

1- تیاری (Preparation)، اور 2- پیش کرنا (Presentation) یا پیشکش

ہربرٹ کے ایک اور شاگرد پائن (Pyne) نے مذکورہ بالا دو مراحل کے درمیان ایک اور مرحلہ کا اضافہ کیا ہے۔ اسے مقاصد کا بیان (Statement of Aims) کا نام دیا گیا ہے، یہ ہربرٹ کے پانچ رسمی مراحل کہلاتے ہیں، ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

Elmas Ali

1- تیاری (Preparation)

تیاری یا تعارف تدریسی طریقے کا پہلا مرحلہ ہے، اس میں بچوں کے علم کو جاننے کے لئے کچھ سوال پوچھے جاتے ہیں، اس سے بچوں میں کچھ نیا سیکھنے کی تحریک پیدا ہوتی ہے،

مقصد کا بیان (Statement of Aim)

یہ مرحلہ تیاری (Preparation) کا ہی حصہ ہے اس میں بچوں کو موضوع کے بارے میں آگاہ کیا جاتا ہے اور استاد اسے بلیک بورڈ پر تحریر کرتا ہے۔

2- پیش کرنا (Presentation)

اس میں طلبہ کی فعال شرکت کے ذریعے سبق کو مرحلہ وار تیار کیا جاتا ہے، دوسرے الفاظ میں ہم یہ کہہ

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal
WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

سکتے ہیں کہ اس میں طلبہ کی ذہنی سرگرمی کو تحریک دی جاتی ہے تا کہ وہ تمام تر تعلیم اپنی کاوشوں اور تجربات سے حاصل کریں۔ استاد بچوں کی فعال شرکت کے ذریعے سبق میں ایسے نکات تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے جو کہ طلبہ کے اذہان میں پہلے سے موجود خیالات کو نئے تصورات کے ساتھ ہم آہنگ اور مربوط کرنے میں مدد دے سکیں۔

3- تقابل و تعلق (Comparison and Association)

ہربرٹ نے اس مرحلے کو تعلق یا ارتباط (Association) کا نام دیا ہے، یہاں پر مختلف واقعات، حقائق اور تجربات کو باہم تقابل اور موازنہ کے ذریعے ایک دوسرے کے ساتھ جوڑا جاتا ہے۔ اس سے پہلے پڑھائے جانے والے نفس مضمون کا بھرپور فہم حاصل کر لیتے ہیں۔ تاہم استاد کو چاہیے کہ وہ مختلف مضامین کی تدریس کو بھی باہم منسلک کرے اور اسی طرح ایک موضوع کا دوسرے موضوع کے ساتھ بھی تعلق قائم کرے۔ اس سے نیا علم بچوں کے اذہان میں راسخ ہو جائے گا۔

Elmas Al

4- عمومیت (Generalisation)

ہربرٹ نے اس مرحلے کے لئے سسٹم (System) کا لفظ استعمال کیا ہے، اس میں طلبہ کو موقع دیا جاتا ہے کہ وہ نئے حاصل ہونے والے علم پر وسیع تر نقطہ نظر کے تناظر میں غور و فکر کریں تا کہ اسے صحیح طرح سمجھ سکیں، اس کے بعد بعض عمومی کلیات اخذ کئے جاتے ہیں جن کا مستقبل کی سرگرمیوں اور تجربات میں اطلاق ہوتا ہے۔

5- اطلاق (Application)

ہربرٹ کے تدریسی طریقے کا آخری مرحلہ اطلاق (Application) ہے۔ اس مرحلے میں اس بات کا جائزہ لیا جاتا ہے کہ آیا نیا حاصل ہونے والا علم نئی صورتحال میں کامیابی سے استعمال ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اس کی آزمائش اعادہ کے طور پر کئے جانے والے اجمالی سوالات کے ذریعے کی جا سکتی ہے یا پھر استاد طلبہ کے سامنے نئی صورتحال پیش کر سکتا ہے جس میں وہ حاصل کردہ نئے علم کا اطلاق کر سکیں۔ اس طرح حاصل کردہ علم ذہن میں مستقل حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔

نظم و ضبط (Discipline)

ہربرٹ (Herbart) نے آزادی اور نظم و ضبط دونوں پر زور دیا ہے، تاہم وہ سخت گیر نظم و ضبط کے خلاف ہے۔ البتہ اخلاقی نشوونما کے حصول تک بچوں کو وہ مکمل کنٹرول میں رکھنے کی تجویز دیتا ہے۔

ہربرٹ (Herbart) نے نظم و ضبط (Discipline) اور تربیت (Training) میں فرق کیا ہے۔ وہ تربیت کو نظم و ضبط پر ترجیح دیتا ہے، اس کا کہنا ہے کہ بچوں کو اپنی آزادی سے بھرپور طریقے سے لطف اندوز ہونے کے لئے زیادہ سے زیادہ مواقع ملنے چاہئیں۔

☆☆☆☆☆

باب 7

تعلیم پر مسلم مفکرین کا نقطہ نظر

Muslism Philosophers' Perspective on Education

سوال 1- فلسفہ تعلیم کے حوالے سے مسلم مفکرین کا کیا کردار ہے؟ امام غزالی کے تدریس کے بارے میں نظریات پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالیں۔

Elmas Ali

فلسفہ تعلیم میں مسلم مفکرین کا کردار

جواب 1- تعلیم کے میدان میں مسلم مفکرین نے نمایاں کردار ادا کیا ہے، ان کا یہ کردار صرف مذہبی معاملات تک محدود نہیں تھا، مسلم مفکرین نے منطق، حقیقت، آزاد قوت ارادی، علم کے ذرائع سمیت مختلف معاملات پر زور دیا، قرآن اور یونانی فلسفہ نے مسلم مفکرین کو بہت زیادہ متاثر کیا، مسلم مفکرین نے یونانی فلاسفی کے نقطہ نظر کو اسلام کے عقائد کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے عمومی طور پر سائنس، مذہب اور علم کے اس مضمون کو اس انداز میں ترتیب دینے کی کوشش کی ہے جس سے ان میں توازن قائم ہو اور تضادات کا خاتمہ ہو سکے۔ مسلم مفکرین نے فلاسفی کے بہت سے مستقل سوالات کا جواب دینے کی کوشش کی ہے، ان میں حقیقت کی نوعیت، انسان کی قوت استدلال اور اس کی حد، سچائی، آزادی، اخلاقیات، اور ہمیں کیسے ہونا چاہیے؟ جیسے سوالات شامل ہیں۔ فلسفہ تعلیم کے حوالے سے امام غزالی، ابن مسکویہ، الفارابی اور علامہ اقبال کا نمایاں کردار ہے۔

2- امام غزالی (Imam Ghazali, 1058-1111)

ابو حامد الغزالی کا نامور اور اہم ترین مسلم مفکرین میں شمار ہوتا ہے، وہ ایک فلاسفر، فقیہ، عالم دین، صوفی اور ماہر تعلیم تھے، وہ فقہ الشافعی اور کلام الاشعری کے ماہر تھے، اس دور میں جب فلاسفہ و علمائے دین، حقیقت پسند و روایت پسندوں اور صوفیوں و راسخ العقیدہ مسلمانوں کے درمیان تنازعات موجود تھے امام غزالی نے ان کے درمیان پل کا کام کیا، اس سلسلے میں ان کی کتاب احیا العلوم الدین نے اہم کردار ادا کیا، امام غزالی جامعہ نظامیہ

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

امام غزالی کا فلسفہ تعلیم اسلامی نقطہ نظر پر مبنی ہے، اس میں مختلف مکاتب فکر کا فہم اور امتزاج واضح ہے، وہ صوفیانہ، فقیہانہ اور فلسفیانہ مفکر تعلیم کے طور پر مشہور ہوئے۔

Elmas Ali

(i) مقصد تعلیم

امام غزالی کے مطابق تعلیم کا مقصد انسانوں کو اس نہج پر پروان چڑھانا ہے کہ وہ دینی تعلیمات کی پابندی کریں اور آخرت میں انعام پا سکیں۔ بچے اردگرد کے ماحول اور معاشرے سے سیکھتے ہیں۔ اس لئے یہ عناصر بچے کے کردار اور شخصیت کی نشوونما میں اہم ترین کردار ادا کرتے ہیں۔ بچے اپنے خاندان، رسم و رواج، زبان، مذہبی روایات کے بھی زیر اثر ہوتے ہیں، اس لئے بچوں کی تعلیم کی سب سے بڑی ذمہ داری والدین پر عائد ہوتی ہے، بعد ازاں اس ذمہ داری میں اساتذہ کرام بھی شریک ہوتے ہیں، الغزالی کردار سازی کے لئے بچپن کے دور کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں، اچھی پرورش سے بچوں کا کردار بہتر ہوتا ہے اور وہ عمدہ زندگی گزارنے کے لائق ہوتے ہیں۔ جبکہ بری پرورش بچے کو بگاڑ دیتی ہے، پھر اسے راست پر لانا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لئے بچپن کے اس دور کی اہم خصوصیات کو سمجھنا ضروری ہے تاکہ بچوں کے ساتھ اس دور میں بہتر اور موثر سلوک ہو سکے۔

(ii) والدین کی ذمہ داری

الغزالی ابتدائے بچپن کی تعلیم پر خصوصی توجہ دیتے ہیں۔ وہ والدین کو بچے کی تعلیم پر پیدائش سے ہی نظر رکھنے کی ہدایت کرتے ہیں، ان کے مطابق بچے والدین کی ذمہ داری ہوتے ہیں، اگر وہ بچوں کو اچھے ماحول میں بہتر انداز کے ساتھ پرورش کرتے ہیں تو وہ اچھے انسان بنیں گے، لیکن اگر بچوں کی تعلیم نظر انداز کر دی جائے اور ان میں برے رویوں کو پروان چڑھنے دیا جائے تو برے انسان بن کر سامنے آئیں گے، یوں ان میں پائی جانے والی برائیاں والدین اور سرپرستوں کی وجہ سے ہوں گی۔ الغزالی والدین کو تلقین کرتے ہیں کہ وہ اپنے بچوں کو مدرسہ بھیجیں تاکہ وہ قرآن کی تعلیم اور حدیث کا مفہوم سیکھ سکیں، نیز انہیں ایسے نیک اور پرہیزگار لوگوں کی سوانح حیات سننے کا موقع مل سکے، جو کہ ان کے لئے مثالی نمونہ ہوں۔

(iii) سزا اور جزا

الغزالی بچوں کو انعام و جزا سے نوازنے کی تلقین کرتے ہیں۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ جب بچے اچھے رویئے کا مظاہرہ کریں تو ان کو سراہا جانا چاہیے تاکہ انہیں خوشی حاصل ہو، مزید برآں بچوں سے جب اچانک کوئی غلطی ہو جائے تو والدین کو ایسے ظاہر کرنا چاہیے جیسے انہیں ان کی غلطی کا پتا نہیں چلا، نیز ان غلطیوں کو دوسروں کے سامنے بیان کر کے انہیں شرمندہ کرنے سے بھی گریز کیا جانا چاہیے۔ تاہم بچے دوبارہ وہی غلطی

USMAN NOTES - Unlock Your AIOU Solved Portal
WhatsApp Support: +92324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

دہراتے ہیں تو اس پر علیحدگی میں ان سے بات کی جائے اور انہیں بتایا جائے کہ آئندہ یہ غلطی نہیں دہرانی۔

(iv) اخلاقیات

ایلیمنٹری سطح پر بچوں کو والدین، اساتذہ اور بڑوں کی تابع فرمانی سکھانی چاہیے۔ ان کا ساتھی طلبہ کی جانب رویہ درست رکھا جانا چاہیے، انہیں ساتھی طلبہ کے سامنے لباس، معاشی حیثیت، کھانے پینے کی اشیا اور دیگر چیزوں کے حوالے سے شیخی بگھارنے سے روکنا چاہیے بلکہ انہیں کشادہ دلی، شرافت، تہذیب سکھائی جانی چاہیے۔ الغزالی بچوں کی صحبت پر بھی نظر رکھنے کا کہتے ہیں کیونکہ اس سے بچے کا کردار متاثر ہوتا ہے، اس لئے وہ ذہین اور ایماندار افراد کو دوست بنانے کی نصیحت کرتے ہیں۔

(v) ہمہ پہلو تعلیم

الغزالی کے مطابق تعلیم محض تربیت یا دماغ کو معلومات سے بھرنے تک محدود نہیں بلکہ اس میں بچے کی مذہبی، ذہنی، جسمانی، اخلاقی الغرض ہر پہلو سے نشوونما شامل ہے۔ حقیقی تعلیم بچے کے رویئے کو متاثر کرتی ہے، یہ طالبعلم کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ حاصل کردہ علم سے عملی طور پر فائدہ اٹھا سکے۔ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ بچوں کی دینی تعلیم پر خصوصی توجہ دیں، بچوں کو وہ سب کچھ سکھانا چاہیے جس کا سیکھنا ان کے لئے ضروری ہے انہیں دینی قوانین، حرام و حلال کا پتا ہونا چاہیے، انہیں بتایا جانا چاہیے کہ دوسروں کی چیزیں چرانی نہیں نہ کہ کبھی ایسا اقدام نہیں کرنا جو ان کے لئے غیر مناسب ہو۔ استاد کو چاہیے کہ وہ طلبہ کو ان کی صلاحیت سے بڑھ کر کچھ کرنے پر مجبور نہ کرے نیز انہیں علم کی اس سطح پر لانے کی بھی کوشش نہیں کرنی چاہیے جسے وہ ہضم نہ کر سکیں۔

3- علم کی درجہ بندی

الغزالی نے علوم (Sciences) کی مندرجہ ذیل حوالوں سے درجہ بندی کی ہے۔

1- نوعیت کے اعتبار سے درجہ بندی:

i- نظریاتی (مذہبی اور الہیاتی)

ii- عملی (سیاسیات، ہوم اکنامکس اور اخلاقیات)

Elmas Ali

2- ماخذ کے اعتبار سے درجہ بندی:

i- الہامی یا وحی کردہ علوم (Revealed Sciences) جو کہ خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے پیغمبر ﷺ کے ذریعے عطا ہوئے ہیں، (تفسیر، خدا کی وحدانیت، حقوق و فرائض، اخلاقیات وغیرہ)

ii- عقلی علوم (Rational Sciences) جو کہ انسانی فکر اور استدلال سے حاصل ہوتے ہیں (فطری علوم،

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal | WhatsApp Orders: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

الغزالی کے مطابق وحی کردہ علوم اور عقلی علوم ایک دوسرے کو مکمل کرتے ہیں۔

3- مقاصد کے اعتبار سے درجہ بندی

i- معاملات کا علم (Science of Transaction) (انسانی رویئے اور امور کی تشکیل، رسم و رواج کا علم)

ii- انکشافی علوم (Science of Unveiling) (ایسی اشیا کا علم جس سے حقیقت کا ادراک ہو سکے)

امام غزالی نے فلسفیانہ علوم کی مندرجہ ذیل اقسام بیان کی ہیں۔

i- منطق (Logic)،

ii- ریاضی (Methematics)،

iii- فطری علوم (Natural Sciences)،

iv- سیاست (Politics)،

v- مابعد الطبیعات (Metaphysics)، اور

vi- اخلاقیات

Elmas Aziz

الغزالی کے مطابق تعلیم استاد کی جانب سے علم کی محض منتقلی نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسا باہمی تعامل ہے جس میں استاد اور طالبعلم دونوں ہی یکساں طور پر متاثر ہوتے ہیں اور ترقی پاتے ہیں۔ استاد دوسروں کو علم دے کر فائدہ اٹھاتا ہے اور طالبعلم علم حاصل کر کے خود کو بہتر انداز میں پروان چڑھاتا ہے۔

امام غزالی تعلیمی ماحول اور اس سلسلے میں اختیار کئے جانے والے نصاب کو بھی بڑی اہمیت دیتے ہیں، ان کے مطابق استاد کو طلبہ کے لئے مثالی نمونہ ہونا چاہیے، استاد کوئی خاص نفس مضمون پڑھانے کا پابند نہیں بلکہ اسے چاہیے کہ وہ بچے کی ہمہ گیر شخصیت کو پروان چڑھانے کے لئے کردار ادا کرے۔ طالبعلم کے لئے لازم ہے کہ وہ استاد کو باپ کا درجہ دے، جس کی فرمانبرداری اور احترام کا وہ پابند ہے۔

4- تعلیم کا عملی پہلو

امام غزالی کا کہنا ہے کہ تعلم تبھی مؤثر ہو سکتا ہے جب اسے عمل میں لایا جائے، تعلیم کا مقصد چند معلومات کو یاد کرا دینا نہیں بلکہ بچوں میں اچھی عادات کو پروان چڑھانا ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ استاد تب تک اگلے سبق کی جانب نہ بڑھے جب تک بچے پہلے سبق پر مکمل عبور نہ حاصل کر لیں۔ استاد کو چاہیے کہ وہ علم کے باہم منسلک ہونے اور اس کی مختلف شاخوں کے درمیان تعلق کا خیال رکھے۔

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

دینی تعلیم کے حوالے سے امام غزالی حفظ، ذہن نشینی اور تکرار کے ذریعے دین کے بنیادی عقائد کے ابتدائی تعارف کی تلقین کرتے ہیں۔ جبکہ اگلے مرحلے میں وہ فہم، تفسیر اور شعوری مشق کے ذریعے تعلیم کو آگے بڑھانے کا کہتے ہیں۔

55 سال کی عمر میں امام غزالی دنیائے فانی سے رخصت ہو گئے، انہیں اہم اور فاضل ترین اسلامی مفکرین میں شمار کیا جاتا ہے، انہوں نے فقہ اور علم کلام کے شعبے میں فلسفے اور منطق کے کئی اصول متعارف کرائے۔ ان کی اہم ترین تصانیف میں ''المنقذ من الضلال''، ''احیاالعلوم الدین''، ''تھافت الفلاسفۃ'' شامل ہیں

Elmas Ali ☆☆☆☆☆

سوال 2- چھوٹے بچوں کی تعلیم کے حوالے سے ابن خلدون کے نظریات بیان کریں۔

جواب 1- ابن خلدون (Ibne-Khuldun, 1332-1406)

ابن خلدون عالم اسلام کے مشہور مورخ، فقیہ، فلسفی اور ماہر تعلیم تھے، انہیں تاریخ اور عمرانیات کا بانی تصور کیا جاتا ہے، انہوں نے سماجی علوم کے شعبے میں گرانقدر تصانیف چھوڑی ہیں۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے باپ سے ہی حاصل کی جو کہ معروف عالم تھے، احادیث، گرائمر، شاعری، زبان اور قانون میں ان کی خصوصی دلچسپی تھی۔ انہوں نے فلسفہ، الہیات، منطق اور دیگر اسلامی مضامین کی بھی تعلیم حاصل کی، وہ حافظ قرآن تھے، فقہ، نحو، حدیث، فن خطابت، شاعری اور فلسفہ پر انہیں عبور حاصل تھا۔

ابن خلدون نے تعلیمی عمل کو معاشرے کے ارتقا کے تناظر میں بیان کیا ہے۔ وہ اپنے نظریہ تعلیم کو اسلامی معاشرے کے ڈھانچے کی صورت میں بیان کرتے ہیں ان کی توجہ کا مرکز تعلیم کا مذہبی و اخلاقی پہلو ہے لیکن اس کے ساتھ وہ تعلیم کے سماجی نقطہ نظر کو بھی اجاگر کرتے ہیں۔ تاریخ پر انہوں نے جو مقدمہ لکھا ہے اس میں فلسفہ تاریخ کو انتہائی مربوط انداز میں پیش کیا ہے۔ اس میں انہوں نے ریاست، معاشرہ اور تعلیم پر اپنے نظریات کو بھی شامل کیا ہے۔

2- ذہانت کی اقسام

ابن خلدون کے مطابق انسان کی سوچنے کی صلاحیت اللہ تعالیٰ کی خاص نعمت ہے۔ انسان کا یہی غور و فکر (Reflective Thinking) علم کا ذریعہ ہے، یہی صلاحیت انسان کو جانوروں سے ممتاز کرتی ہے۔ اس کی تین اقسام ہیں۔

i- امتیاز یا تمیز کرنے والی ذہانت (Discerning Intelligence): یہ ذہانت انسان کو چیزوں کی تنقید کرنے کے قابل بناتی ہے۔

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

ii- تجرباتی ذہانت (Experimental Intelligence): یہ انسان کو مختلف آرا سے تاثر لینے اور اسے عملدرآمد کے اصول سکھانے کے قابل بناتی ہے۔

iii- قیاسی ذہانت (Speculative Intelligence): یہ اشیا کے وجود، انواع واقسام اور ان کے بنیادی وثانوی اسباب کے حوالے سے بصیرت عطا کرتی ہے۔

ابن خلدون نے علوم نقلیہ، قرآن، تفسیر قرآن، حدیث، فقہ اور قیاسی الٰہیات پر زور دیا ہے، انہوں نے علوم عقلیہ فلاسفی اور طبعی علوم (Physical Sciences) کو بھی اہمیت دی ہے۔ ابن خلدون علما کو ایسے علوم کے مطالعہ کا کہتے ہیں جو کہ بذات خود مطلوب ہیں۔

ابن خلدون کا ماننا ہے کہ علم کا حصول انسان کی فطری خواہش ہے، کیونکہ اس میں استدلال اور غور وفکر کی قوت موجود ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ حقیقت کو عقلی کوشش کے بجائے الہامی طور پر جاننا چاہیے اس لئے مسلمانوں کے لئے حقیقت کو جاننے اور سمجھنے کا بہترین ذریعہ قرآن اور حدیث ہے۔ ان کے نزدیک تعلیم کا مقصد قرآن اور دینی علوم کے ذریعے مسلمانوں کے خدا پر ایمان کو مضبوط کرنا ہے خدا کی معرفت اور اسلامی قوانین پر ایمان سے مسلمان عمدہ کردار کے مالک بن سکتے ہیں۔

Elmas Ali

3- طریقۂ تدریس

ابن خلدون کا کہنا ہے کہ بچوں کو مشکل مواد نہ سکھایا جائے، وہ بچوں کو سکھانے کے لئے مشق کے طریقے اور تدریسی اعانات کو استعمال کرنے کی تلقین کرتے ہیں، نیز وہ سکھاتے ہوئے آسان سے مشکل تصور کی جانب پیش قدمی کرنے کا کہتے ہیں، ان کے مطابق بچوں پر ان کی صلاحیت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالنا چاہیے، ابن خلدون نے تحریک (Motivation)، سیکھنے پر آمادگی (Learning Willingness) اور ری انفورسمنٹ (Reinforcement) جیسے تصورات پر بھی سیر حاصل بحث کی ہے۔

ابن خلدون کے نزدیک تعلیم ایک سماجی عمل ہے اس میں واضح قوانین کے مطابق پرورش کی حکمت عملیاں شامل ہیں۔ وہ تعلیمی پروگرامز کو کردار سازی سے مربوط کرتے ہیں، ان کے مطابق بچوں کو سب سے پہلے حساب سکھانا چاہیے، کیونکہ اس کا تعلق سادہ علم اور لگے بندھے شواہد سے ہے۔ اس سے ذہانت بڑھتی ہے، مزید برآں حساب کی ٹھوس بنیاد ہے اس کے لئے ضبط نفس کی ضرورت پڑتی ہے۔

4- علوم کی اقسام

ابن خلدون نے علوم (Sciences) کی دو اقسام بیان کی ہیں:۔

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

i. ابتدائی علوم (Primary Sciences) جن کا ادراک انسان کو جبلی طور پر ہوتا ہے۔
ii. ثانوی علوم (Seconary Sciences) جو کہ تعلیم کے ذریعے حاصل ہوتے ہیں۔
iii. ذہنی علوم (Mental Sciences) کو عقل و فلسفہ کا علم بھی کہا جاتا ہے۔ یہ مندرجہ ذیل چار اقسام کے علوم پر مشتمل ہے۔

1- منطق (Logic)
یہ انسانی دماغ کو غلطیوں سے بچاتی ہے، یہ دستیاب اور معلوم حقائق کی بنیاد پر کچھ نیا علم حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

2- طبیعات (Physics)
یہ ان عناصر اور اجسام کا مطالعہ ہے جن کا حساسیت کے ذریعے ادراک ہوتا ہے،

3- مابعد الطبیعات (Metaphysics)
یہ روحانی اور مابعد الطبیعاتی معاملات کا مطالعہ ہے۔

4- پیمائش (Measurement)
یہ مختلف علوم پر مشتمل ہے:۔

Elmas Ali

i. ریاضیاتی علوم (Mathematical Sciences)
ii. علم ہندسہ (Geometry)
iii. علم حساب (Arithmetic)
iv. موسیقی اور فلکیات (Music and Astronomy)

ابن خلدون نے ہر قسم کے علوم کی ان کے مضامین اور مقاصد کے لحاظ سے وضاحت کی ہے۔ انہوں نے تعلیم اور بچوں کی پرورش کی تین اقسام میں درجہ بندی کی ہے:۔

i- نفسیاتی معلومات (Psychological Information)
نفسیاتی معلومات تعلیم اور تعلمی نظریات کیلئے بنیاد مہیا کرتی ہیں۔

ii- تاریخی معلومات (Historical Information)
تاریخ معلومات مختلف ممالک میں تعلیم اور بچوں کی پرورش کے ذرائع کی وضاحت کرتی ہے۔

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal
WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

iii- عملی تدریس (Practical Instructions)

یہ ان اصولوں کی نشاندہی کرتی ہے جن پر والدین اور اساتذہ کو عمل کرنا چاہیے۔

ابن خلدون نے تعلم پر عبور اور تخصیص کا نظریہ پیش کیا۔ یہ تعلیم و تربیت پر ابن خلدون کی رائے کی بنیاد ہے۔ ابن خلدون نے اپنے حقیقت پسندانہ مشاہدات کو صرف افراد تک محدود نہیں رکھا بلکہ اس نے گروہوں اور معاشروں کے نفسیاتی اثرات کا بھی جائزہ لیا ہے۔ ابن خلدون نے اپنی کتاب میں ابتدائی اور ثانوی تعلیم کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ وہ نوبلوغت سے قبل کے تعلیمی دور کو ابتدائی اور بعد کے دور کو ثانوی دور قرار دیتے ہے۔

5- اصول تعلیم

ابن خلدون نے تعلیم کے کئی اصول بیان کئے ہیں، جن میں چند ایک کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

i- تعلیم کو مفید بنانے کے لئے اسے بتدریج حاصل کیا جائے۔

ii- مختلف علوم مختلف اوقات پر سکھائے جانے چاہئیں۔

iii- طالبعلم جب ایک علم پر مکمل طور پر عبور حاصل کر لے تو وہ دوسرے علم کو زیادہ آسانی سے سیکھنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔

iv- تعلیم کا عمل خاص وقفوں کے ساتھ مستقل بنیادوں پر جاری رہنا چاہیے تاکہ جو سیکھے گئے علم کو بھول نہ پائیں۔

v- طلبہ کے ساتھ سختی برتنے کے منفی نتائج مرتب ہوتے ہیں اس سے ان کا جذبہ ماند پڑ جاتا ہے اور ان میں سستی پیدا ہوتی ہے۔

E. Nas Ali

vi- علم کیلئے سفر کرنے اور مختلف علما سے سیکھنے سے تعلم میں اضافہ ہوتا ہے کیونکہ ہر معلم کی تحقیق کا اپنا انداز ہوتا ہے۔

vii- بنیادی علوم جیسا کہ شریعت، تفسیر، حدیث، فقہ، طبیعات، اور الٰہیات کی زیادہ اور اضافی تحقیق کیساتھ تعلیم دی جانی چاہیے، جبکہ ثانوی علوم جیسا کہ منطق، عربی، ریاضی وغیرہ کی تعلیم تکمیلی کورسز کی بنیاد پر ہونی چاہیے۔

6- ابتدائی بچپن کی تعلیم

ابن خلدون کے مطابق بہترین تعلیم وہ ہے جس میں مختلف پیشوں، مذہبوں، تہذیبوں اور سماجی طبقوں کے لوگوں کے درمیان ذہنی تال میل بنتا ہے، ابن خلدون کا کہنا ہے تعلیم کا مقصد محدود اور مخصوص مضمون میں تخصیص تک محدود نہیں بلکہ اس کا مقصد طلبہ کو ایسے علوم سکھانا ہے جن سے وہ اچھی زندگی گزار سکیں۔

ابن خلدون نے ابتدائے بچپن کی تعلیم پر بھی اپنا فلسفہ پیش کیا ہے، وہ مشق، مشاہدہ کی ضرورت اور انفرادی اختلافات کا خیال رکھنے پر زور دیتے ہیں، ان کے مطابق چھوٹے بچوں کو قرآن ضرور سکھانا چاہیے لیکن یہ سکھانا صرف تلاوت تک محدود ہونا چاہیے، ترجمہ و تفسیر اس وقت شروع کی جائے جب بچہ تھوڑا پختہ ذہن

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

ہو جائے۔ ابن خلدون سیکھنے کے اوقات کو طویل رکھنے کے حق میں نہیں ہیں، وہ والدین اور اساتذہ کو بچوں کے ساتھ سختی برتنے سے بھی منع کرتے ہیں کیونکہ اس سے بچوں پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

سیکھنے کے اوقات طویل رکھنے کی مخالفت میں ابن خلدون دلیل دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس سے بچے سیکھنا بھولنا شروع ہو جائیں گے، تھوڑے وقت میں بہترین طریقہ تدریس اختیار کر کے تعلم کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ ان کے مطابق زبان تمام علوم کی بنیاد ہے، زبان کی تدریس کا آغاز لکھنے پڑھنے سے ہونا چاہیے، پھر الفاظ کے معنوں کی تعلیم دی جانی چاہیے۔

☆☆☆☆☆

سوال 3- طالبعلم کی اخلاقی نشوونما کے حوالے سے ابن مسکویہ کے کردار کو واضح کریں۔

Elmas Ali

جواب:

احمد بن محمد بن یعقوب ابن مسکویہ (940 تا 1030ء)

1- تعارف

احمد بن محمد بن یعقوب ابن مسکویہ ابوعلی الخازن کے نام سے بھی مشہور ہیں، مسکویہ کو یونانی فلسفہ میں خاص دلچسپی تھی، انہوں نے تاریخ، مضامین فلاسفہ اور کیمیا کی تعلیم حاصل کی۔ وہ ایران کے نامور مورخ، فلسفی، ماہر طب، ماہر اخلاقیات کے طور پر جانے جاتے تھے۔ فلسفہ اخلاقیات کے لئے ان کا کردار انتہائی اہم ہے، اخلاق پر ان کی تین کتب انتہائی اہم ہیں، ان میں تہذیب الاخلاق، جاویدان خرد، ترتیب السعادۃ شامل ہیں۔

ابن مسکویہ کا تعلیمی نظریہ اور مقاصد ارسطو کے نظریہ تعلیم پر مبنی ہے جس میں خاص طور پر ذہنی، اخلاقی اور جسمانی تعلیم کو اچھا انسان تشکیل دینے کیلئے اہم قرار دیا گیا ہے۔ افلاطون اور ارسطو کی طرح ابن مسکویہ بھی تعلیم کو حکومت چلانے کے فن (Statecraft) سے جوڑتے ہیں، اس لئے وہ ایسے تعلیمی نظام کا تصور پیش کرتے ہیں جس کے ذریعے لوگ ریاست کی طرف سے ملنے والی ذمہ داریوں کو احسن انداز میں انجام دے سکیں۔ ارسطو کی طرح وہ بھی جسمانی تعلیم کو ذہنی و روحانی تعلیم سے پہلے رکھنے پر زور دیتے ہیں، ابن مسکویہ کے مطابق زندگی کا مقصد انسانی منشا کو خدا کی رضا کے مطابق بنانا ہے۔ ان کے نزدیک رہبانیت اور درویشی قابل قبول نہیں ہے۔ البتہ وہ خدا کی رضا کو پانے کیلئے دینی تعلیم کو لازمی قرار دیتے ہیں، ابن مسکویہ کے مطابق دینی تعلیم کا مقصد بچے کو محض لادینی امور سے بچانا نہیں بلکہ بچے کے ذہن میں دینی شعور اجاگر کرنا ہے۔ اپنی کتاب "تہذیب الاخلاق" میں انہوں نے اخلاقی فلسفے کو نفسیات کے ساتھ جوڑا ہے اور روح کے بارے میں نظریہ پیش کیا ہے۔

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

2- مفکر اخلاق

فلسفیانہ فکر کی تاریخ میں ابن مسکویہ کا شمار بااثر مسلم شخصیات میں ہوتا ہے، اخلاقیات پر اپنے کام کی وجہ سے انہیں دوسروں سے منفرد حیثیت حاصل ہوئی، اس لئے وہ مسلمانوں میں پہلے مفکر اخلاق تصور کئے جاتے ہیں، مسکویہ کا عملی کام صرف اخلاقیات اور فلسفہ تک محدود نہیں ہے، انہوں نے تاریخ، کیمیا، ادب اور دیگر مضامین میں بھی قابل قدر کام کیا ہے۔

3- تہذیب الاخلاق

مسکویہ کی تہذیب الاخلاق کو سب سے مشہور کتاب تصور کیا جاتا ہے، اس کتاب میں انہوں نے نوجوانوں کی تعلیم پر روشنی ڈالی ہے، ان کے مطابق عمل سے پہلے علم ہے اور اخلاقی شادمانی وہ مسرت ہے جو کہ نیکیوں کے ذریعے انسان کی زندگی کو خوشگوار بناتی ہے، انسان ذہنی کاوشوں سے ذاتی خوشی حاصل کر سکتے ہیں، ابن مسکویہ کے نزدیک اخلاقیات کا تعلیمی مقاصد کے ساتھ خاص تعلق ہے۔ فلسفیانہ نقطہ نظر کے تحت اخلاقیات کو ایک عملی فلسفہ تصور کیا جاتا ہے، جو کہ یہ فیصلہ کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ کیا ہونا چاہیے؟ اس لئے اس شعبہ کے معائنہ کا حتمی مقصد محض فلسفیانہ غور و فکر نہیں ہے بلکہ اس کا عملی زندگی کے لئے استعمال اصل مقصد ہے۔ ابن مسکویہ نے فلاسفی کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

Elmer Ali

i- نظریاتی حصہ (Theoretical Part)

ii- عملی حصہ (Practical Part)

ابن مسکویہ کے مطابق ہر حصہ دوسرے کی تکمیل کرتا ہے، وہ فلسفہ اور مذہب میں تفریق کرتے ہیں اور استدلال اور ایمان میں بھی فرق واضح کرتے ہیں۔

ابن مسکویہ کی مشہور کتاب تہذیب الاخلاق کردار و عمل کی گائیڈ ہے، اخلاقیات کے میدان میں اسے پہلی جامع کتاب تصور کیا جاتا ہے، ابن مسکویہ نے اپنی فلسفیانہ تحریروں میں روحانی کے بجائے عقلی دلائل دیئے ہیں، انہوں نے نوجوانوں کی تربیت پر خصوصی توجہ دی ہے، انہوں نے اپنی کتاب میں "تربیۃ" اور "تعدیب" کے الفاظ استعمال کئے ہیں، تربیت کا مفہوم اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ یہ ذمہ داری بڑوں پر عائد ہوتی ہے۔ اس ذمہ داری کے تحت بڑوں کو چاہیے کہ وہ قابل قبول اخلاق، علم، رسم و رواج اور کردار کے مطابق نوجوانوں کی تربیت کریں تاکہ وہ معاشرے میں تسلیم کئے جا سکیں۔

ابن مسکویہ نے اخلاقی صحت کو برقرار رکھنے اور کردار سازی کرنے کے لئے اصول مرتب کئے ہیں، یہ اصول و طریقے ہیں جن سے نفس یا روح کے مختلف حصے خوشی کے حصول کے لئے ہم آہنگی اختیار کرتے ہیں، جس

USMAN NOTES | Pakistan's #1 AIOU Solved Portal | WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

مزاج صحت کے لئے طبیب اصول مرتب کرتا ہے ویسے ہی اخلاقی صحت کے لئے بھی اصول بیان کئے گئے ہیں۔

ابن مسکویہ نے مختلف النوع موضوعات پر قلم اٹھایا ہے، ان کی تحریروں میں نفسیات سے لیکر کیمیا تک جھلکتی ہے البتہ فلاسفی میں ان کی مابعد الطبیعات پر تحریریں نوفلاطونیت (Neoplatonism) کے زیر اثر ہیں۔

ابن مسکویہ کے مطابق انسان کو مسلسل اس بات کی ضرورت رہتی ہے کہ وہ ہر اس چیز کو اختیار کرے جو کہ نظری طور پر اس کے لئے موزوں ہے، اگر وہ ایسا نہیں کر پاتا تو اس کی کوئی قدر باقی نہیں رہتی بلکہ وہ خدا سے بھی دور ہو جاتا ہے۔ یہ بربادی مندرجہ ذیل چار خامیوں کی وجہ سے اپنی انتہا کو پہنچتی ہے۔

سستی اور بے کاری کے ذریعے اپنی زندگی کو ضائع کرنا جس سے انسان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا

i- غفلت اور حماقت کا مظاہرہ کرنا، جس سے دانا افراد کی تعلیمات سے بھی فرد اپنے نفس کی تلاش میں

ii- ناکام رہ جاتا ہے۔

iii- بے ادبی اور گستاخی

iv- پریشانی جو کہ ناخوشگوار معاملات میں مستقل رہنے سے پیدا ہوتی ہے۔

4- دانائی کی اقسام

ابن مسکویہ نے نفس کی تربیت کے حوالے سے نفسیاتی پہلو کو سب سے زیادہ اہمیت دی ہے، ذاتی ضابطہ اخلاق کے حوالے سے انہوں نے دانائی کی سات انواع گنوائی ہیں:۔

i- دماغ کی فراست (Acuteness of Intelligence)

ii- حاضر دماغی (Quickness of Intellect)

iii- واضح فہم (Clearness of Understanding)

iv- اکتسابی صلاحیت (Facility of Acquirement)

v- شعور کی درستگی (Precision of Discrimintaion)

Elmas Ali

vi- حافظہ (Retention)

vii- یادآوری/یادداشت (Recollection)

5- ہمت اور حوصلے کی انواع

ابن مسکویہ نے ہمت اور حوصلے کی مندرجہ ذیل انواع بیان کی ہیں۔

i- عالی ظرفی (Magnanimity)

ii- جفاکشی (Collectedness)

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

iii- بلند مقصدیت (Loftiness of Purpose)

iv- تحمل اور استقلال (Coolness, Firmness)

v- دلیری اور شان و شوکت (Boldness, Stateliness)

vi- صبر و برداشت (Endurance)

vii- انکساری (Condescension)

viii- جوش و ولولہ (Zeal)

ix- رحم (Mercy)

6- پرہیزگاری کی انواع

ابن مسکویہ نے پرہیزگاری کی 12 انواع بیان کی ہیں۔

i- حیا (Shame)

ii- خوش خلقی (Affability)

iii- راست بازی (Righteousness)

iv- صلح جوئی (Conciliatoriness)

v- عصمت، ضبط نفس (Continence)

vi- صبر و تحمل (Patience)

vii- قناعت و دلجمعی (Contentment)

viii- متانت سکون پسندی (Sedateness)

ix- خدا ترسی، سعادت مندی (Piety)

x- باقاعدگی (Regularity)

Elmas Ali

xi- دیانتداری (Integrity)

xii- کشادہ دلی/فیاضی (Liberality)

7- تربیت نفس کے طریقے

ابن مسکویہ بنیادی طور پر مورخ اور ماہر اخلاقیات تھے، انہوں نے نفس کی تربیت کے کئی طریقے اخذ کئے جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:۔

i- لڑکوں کے اچھے کاموں کی جو کہ بڑوں کے لئے بھی قابل قبول ہوں، تعریف کی جائے۔ جبکہ اچھے کام کرنے

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

والے بالغ افراد کو بھی لڑکوں کی موجودگی میں سراہا جائے، اس معاملے میں اصل زور عمدہ ترین عمل پر ہے چاہے اسے لڑکے کریں یا پھر بالغ افراد انجام دیں۔

ii. زیادہ خوراک و مشروب اور عمدہ ترین لباس کی خواہش سے اوپر اٹھنے کی حوصلہ افزائی کریں یعنی انہیں صرف ضرورت کے مطابق ان چیزوں کے استعمال کی تلقین کی جائے،

iii. سادہ دلی اور فیاضی جیسی خصوصیات کو پروان چڑھانے کی تربیت دی جائے مثلاً کھانے پینے کے معاملات میں دوسروں کو خود پر ترجیح دینا وغیرہ،

iv. طلبہ کو سزا کا خوف دلانا چاہیے تاکہ وہ ہر برے کام سے از خود رک سکیں۔

ان تمام نفسیاتی طریقوں کو استعمال کرنے کے بعد بھی اگر ضرورت پڑے تو استاد جسمانی سزا کا سہارا لے سکتا ہے۔ ابن مسکویہ کی رائے سے پتا چلتا ہے کہ وہ انسانی نشوونما کے ابتدائی مرحلے کی اہمیت سے مکمل آگاہ تھے، یہ مرحلہ فرد کی مستقبل کی زندگی کے لئے اہم خصوصیات کی بنیاد ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

سوال 4۔ الفارابی نے سائنسی شعبہ جات یا مضامین پر کیوں زور دیا؟ وجوہات کو تفصیل سے بیان کریں۔

جواب:

Elmas Ali

الفارابی (872 تا 951ء)

1- تعارف

ابو نصر محمد الفارابی دنیا کے عظیم فلاسفہ میں سے ایک ہیں، انہوں نے ریاضی، فلسفہ، مابعد الطبیعات اور موسیقی میں اہم کردار ادا کیا، اسلامی فلسفیانہ فکر میں الفارابی کو علمیات کے بانی کا درجہ حاصل ہے، تعلیم میں بھی ان کا کردار مثالی ہے۔

انہوں نے اسلامی ثقافت میں رہتے ہوئے منطق قائم کی، ان کے مطابق تعلیم کا پہلا مقصد الہامی علم کا حصول ہے جو کہ انسان کے اخلاقی کردار پر نمایاں اثرات مرتب کرتا ہے، اس علم کے ذریعے انسان کو اپنے وجود کے مقصد سے آگاہی حاصل ہوتی ہے، نیز یہ بالواسطہ عقل و شعور کو بھی ترقی دیتا ہے تاکہ دانائی حاصل ہو سکے، الفارابی کے فلسفے میں معاشرے کی وحدت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، ان کے مطابق ریاست یہ وحدت دانائی، فکر اور مذہب کے ذریعے حاصل کر سکتی ہے۔ یہ تینوں کمیونٹی کی حکومت کی بنیادیں ہیں، ان میں وحدت اور یکجائی ایسی ہی ہونی چاہیے جیسی کائنات میں نظر آتی ہے۔ الفارابی اکثر شہر کے نظم اور اتحاد کا کائنات کے ساتھ موازنہ کرتا ہے۔

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

الفارابی کے مطابق مذہب اور فلسفہ ایک ہی سچائی کے دو اظہار ہیں دونوں میں فرق صرف اظہار کی شکل کا ہے، فلاسفی مذہب کی تشریح کرتی ہے اور اس کے لئے ثبوت مہیا کرتی ہے، یہ اس کی نفی نہیں کرتی۔ فارابی کے فلسفیانہ نظام میں تعلیم اہم ترین سماجی مظاہر میں سے ایک ہے، اس کا تعلق انسان کے نفس سے ہے نیز یہ فرد کی بحیثیت شہری تیاری کو یقینی بناتی ہے اور اسے اس قابل بناتی ہے کہ وہ درجہ کمال کو پہنچ سکے۔

Elmas Ali

2- مقاصد تعلیم

الفارابی کے نقطہ نظر کے مطابق تعلیمی سرگرمیوں میں فرد کی جانب سے علم، اقدار اور عملی مہارتوں کا حصول شامل ہے جو کہ کسی خاص ثقافت اور عہد موجود کے ساتھ مخصوص ہے، جبکہ تعلیم کا مقصد فرد کو فضیلت کے اس درجے پر پہنچانے میں رہنمائی کرنا ہے جس کے لئے انسان کو تخلیق کیا گیا ہے۔ کائنات میں انسانیت کے وجود کا مقصد خوشی کا حصول ہے جو کہ مطلق اچھائی ہے۔ الفارابی کے مطابق کامل انسان وہ ہے جو کہ نظریاتی راست بازی اختیار کرتا ہے، اپنے عقلی علم کو مکمل کرتا ہے، عملاً اخلاق پاک کو اپناتا ہے۔ اس کے بعد جب وہ سیاسی قیادت کی ذمہ داری نبھاتا ہے تو دوسروں کے لئے مثالی نمونہ بن جاتا ہے۔

الفارابی کے نزدیک تعلیم کا ایک اور مقصد بہترین قائدین مہیا کرنا بھی ہے، مزید برآں تعلیم کا کام لوگوں میں اخلاقی توازن قائم کرنا بھی ہے، جب اخلاقی کردار زوال پذیر ہوتا ہے اور رویئے و آرا میں تشکیک پیدا ہوتی ہے تو شہر کا نظم بگڑتا ہے۔ اس لئے وہ اخلاقیات کو تعلیم کے بنیادی مقاصد میں شمار کرتے ہیں، ان کے مطابق تعلیم کے دیگر مقاصد میں فنون میں مہارت بھی شامل ہے، کیونکہ نظریاتی اور عملی فنون میں مہارت دانائی کے اظہار کی ہی ایک شکل ہے۔ الفارابی کے مطابق تعلیم کے مختلف اہداف میں تعلم کو عملی اقدامات کے ساتھ اکٹھا کرنا بھی شامل ہے۔ علم کا مقصد اس پر عمل ہے، اور مہارت تبھی حاصل ہوتی ہے جب علم کو عمل میں ڈھالا جاتا ہے۔ علوم تب تک بے کار ہیں جب تک عملی طور پر ان کا اطلاق نہ کیا جائے۔ حقیقی اور عملی علوم وہ ہیں جو کہ فوری عمل کیلئے آمادگی سے منسلک ہوں۔ جبکہ مطلق کمال وہ ہے جو کہ انسان علم اور عمل کو ملا کر استعمال کرنے سے حاصل کرتا ہے۔ قیاسی علوم کا ایسا حصول جس میں اطلاق کا موقع دستیاب نہ ہو دانائی کو انحطاط کا شکار کرتا ہے۔

الفارابی کے مطابق قانون کا بھی ایک تعلیمی کردار ہے کیونکہ یہ ان اچھائیوں کو عوام میں منتقل کرنے کا ذریعہ ہے جنہیں قائدین مثالی نمونے کے طور پر عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ وہ تعلیم کے لئے بجٹ مختص کرنا ریاست کی ذمہ داری قرار دیتے ہیں، اس کے لئے زکوٰۃ اور عشر کا کچھ حصہ اور دیگر وسائل کو استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔

الفارابی نے تعلیم کے تصور کو بیان کرنے کے لئے مختلف تکنیکی اصطلاحات استعمال کی ہیں، جیسا کہ تشخیص و جانچ (Assessment)، نظم و ضبط (Discipline)، رہنمائی (Guidance)، تربیت

USMAN NOTES | Assignments | AIOU Solved Final WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

(Training)، مشق (Exercise)، تدریس (Instruction) اور تعلیم ونشوونما (Education and Upbringing) وغیرہ۔

الفارابی تعلیم وتدریس (Instruction) اور نظم وضبط (Discipline) میں فرق کرتے ہیں، پہلے کی نوعیت نظریاتی ہے اور یہ زیادہ تر زبانی ہوتی ہے جبکہ دوسرے کا تعلق اخلاقی امور سے ہے اس میں تکنیکی اور عملی مہارتوں پر زور دیا جاتا ہے۔ الفارابی کا ماننا ہے کہ تعلیم انسان کے باطنی رجحانات پر مبنی ہے، انہیں وہ فطرت سے تعبیر کرتے ہیں، دوسرے الفاظ میں یہ ایسی قوت ہے جو کہ انسان میں پیدائش کے وقت سے ہی موجود ہوتی ہے، اسے حاصل نہیں کیا جاسکتا، ہر ذی عقل انسان میں یہ قدرتی طور پر پائی جاتی ہے۔ الفارابی نے بنیادی علوم اور بنیادی اصول بھی بیان کئے ہیں، انہوں نے سب سے زیادہ حسیاتی ادراک کو اہمیت دی ہے، ان کے مطابق حسیات ایسے ذریعے ہیں جن سے نفس علم حاصل کرتا ہے، پھر تخیل کے ذریعے عقلی تصور قائم ہوتا ہے، نفس کو جس بات کا بھی کچھ ادراک ہوتا ہے اس کا تصور تشکیل پاتا ہے، علم کا ماخذ یہی حسیات ہیں۔

الفارابی اپنی کتاب میں ارسطو کی رائے کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں، جو کوئی حسیاتی ادراک کھو دیتا ہے وہ علم کو کھو دیتا ہے، خیال اور تصور کا کام حسیاتی تصویروں کو محفوظ کرنا ہے، بالآخر یہ ذہن کی ملکیت بن جاتی ہیں۔ آج کل عمومی اور تعلیمی نفسیات میں اس قسم کے نظریات کا مطالعہ کیا جارہا ہے۔ الفارابی حسیاتی علم کو اہمیت دیتے ہیں تاہم ان کے نزدیک یہ ذہن کے محض ذرائع ہیں جن کی مدد سے وہ فہم حاصل کرتا ہے، وہ افلاطون کی رائے کا بھی حوالہ دیتے ہیں جس میں تعلم کی نوعیت کو یادداشت پر مبنی قرار دیا گیا ہے۔ طالبعلم ہر نئے علم کی جانب پہلے سے موجود علم کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے بڑھتا ہے۔

Usman Ali

3- طریقہ تدریس

الفارابی کا مزید کہنا ہے کہ تدریسی طریقہ کار طالبعلم کی سطح کے عین مطابق ہونا چاہیے، نظریاتی اجمائیوں کو عملی مظاہرہ کرتے ہوئے پیش کیا جانا چاہیے، جبکہ عملی فنون اور دستکاری تقلید کے ذریعے سکھانی چاہیے۔

الفارابی قوم کے ہر فرد کے لئے تعلیم کو لازمی قرار دیتے ہیں، ان کے مطابق تعلیم کے بغیر کوئی بھی شخص درجہ کمال کو پہنچ سکتا ہے اور نہ ہی خوشی حاصل ہوسکتی ہے۔

1- استدلال اور تقریر

الفارابی نے تدریس کے دو طریقے بیان کئے ہیں، پہلا استدلال ومناظرہ (Argument) جبکہ دوسرا خطبہ ومقالہ (Discourse) کا طریقہ ہے۔ ان طریقوں کو زبانی اور تحریری دونوں شکلوں میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ان کے مطابق خطبہ یا مقالہ کے طریقے کا مقصد یقینی مشاہدے کے بغیر کسی بات کو تسلیم کرلینا ہے، اس کے

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

لئے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جبکہ مظاہراتی طریقے (Demonstrative Method) کا مقصد قابل اعتبار شواہد کی بنیاد پر باوثوق علم حاصل کرنا ہے۔ مباحثہ اور مناظرے کے طریقے میں اسے مخالف کے مقابلے میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے ذریعے ایسے نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کی جاتی ہے جس سے مخالف بھی اتفاق کرنے پر مجبور ہو جائے۔ الفارابی نے ایک اور طریقے ''سائنسی مقالے (Scientific Discourse)'' کو بھی اختیار کیا ہے۔ جس میں کسی شے کے بارے میں سوال اٹھا کر یا جوابات کے ذریعے علم حاصل کیا جاتا ہے اور پھر آخر میں سائنسی مسئلے کو حل کیا جاتا ہے۔

2- سمعی و مشاہداتی

الفارابی کے مطابق تدریس کے دو پہلو ہیں، پہلا سمعی ہے جس میں تقریر سن کر سیکھا جاتا ہے جبکہ دوسرا تقلیدی یا مشاہداتی ہے جس میں کسی دوسرے کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور پھر اس کی تقلید کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ان کے مطابق استاد کو چاہیے کہ مشکل موضوع پڑھاتے ہوئے متعلقہ مثالیں دے تاکہ طلبہ کے ذہن میں تصور واضح ہو سکے۔

3- مشق

الفارابی نے مشق کی تکنیک بھی اختیار کی ہے جس کے تحت انسان مسلسل عمل سے مشکلات پر قابو پالیتا ہے، چھوٹے چھوٹے وقفوں کے ساتھ کسی عمل کی مسلسل تکرار سے وہ عمل انسان کی عادت بن جاتا ہے، اخلاقی اچھائیاں اس طریقے سے سکھائی جاتی ہیں یہاں تک کہ وہ عمل ذہن اچھی طرح جڑ میں پکڑ جائے اور خود بخود سرزد ہونے لگے۔ یہ تکنیک صرف اخلاقی اچھائیاں سکھانے کے لئے استعمال نہیں ہوتی بلکہ کئی دیگر مہارتیں سکھانے کے لئے بھی اسے استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ لکھنا وغیرہ، خوش خط تحریر کی جب ہم بار بار نقل کرتے ہیں تو ہماری تحریر بھی خوش خط ہو جاتی ہے۔

Elmas Ali

4- حفظ

الفارابی نے سیکھنے کا ایک اور طریقہ حفظ یعنی زبانی یاد کرنا بھی بیان کیا ہے، انہوں نے اس طریقے کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے، پہلا حصہ الفاظ اور فقروں کو سن کر بار بار دہرانا ہے جیسے زبان سیکھتے ہوئے کیا جاتا ہے جبکہ دوسرا حصہ ان فقروں کے مفہوم کو انسان کے باطن میں نقش کرنا ہے۔

الفارابی کے مطابق سمجھ کر پڑھنا رٹا لگانے سے بہتر ہے۔ الفارابی اساتذہ کے اخلاق پر بھی زور دیتے ہیں، ان کے مطابق اچھے کردار کے حامل اور منطقی فنون میں مہارت رکھنے والے افراد کو تدریس کی ذمہ داری تفویض کی جانی چاہیے۔ فن تدریس بغیر کسی مجبوری کے محض اپنی مرضی سے سیکھا جانا چاہیے۔ ان میں یہ صلاحیت

USMAN NOTES | Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

ہونی چاہیے کہ وہ جو کچھ خود جانتے ہیں اسے دوسروں کو سمجھا سکیں۔

طلبہ کی خصوصیات

طلبہ کے حوالے سے انہوں نے مندرجہ ذیل خصوصیات لازمی قرار دی ہیں۔

i. تصورات کو اخذ کرنے اور ان کا مفہوم سمجھنے کی قابلیت،
ii. اخذ کردہ اور سمجھی گئی چیزوں کے وجود کو تسلیم کرنا،
iii. اخذ اور تسلیم کئے گئے علم کو بیان کرنے کی صلاحیت۔

الفارابی مزید کہتے ہیں کہ طلبہ کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ سیکھنے کے لئے پرجوش رہیں، تعلم کے دوران کسی بھی قسم کے خلل سے گریز کرنے کی کوشش کی جانی چاہیے، سیکھنے کے لئے کافی وقت درکار ہوتا ہے۔

6- زباندانی

الفارابی وہ پہلے مسلم فلاسفر ہیں جنہوں نے تعلیمی مقاصد کے اعتبار سے علوم اور تعلم کی درجہ بندی کی۔ وہ سیکھنے کے عمل کا آغاز زبان اور گرائمر سے کرنے کا درس دیتے ہیں، تاکہ طلبہ بھی ویسے ہی اپنا اظہار کر سکیں جیسے دوسرے اپنی زبان میں اظہار کرتے ہیں، اس کے بغیر طالبعلم نہ دوسروں کی بات کو سمجھ سکتا ہے اور نہ اپنی بات کسی کو سمجھا سکتا ہے۔ اس لئے زبان سیکھنا تمام علوم کی بنیاد ہے۔

7- منطق

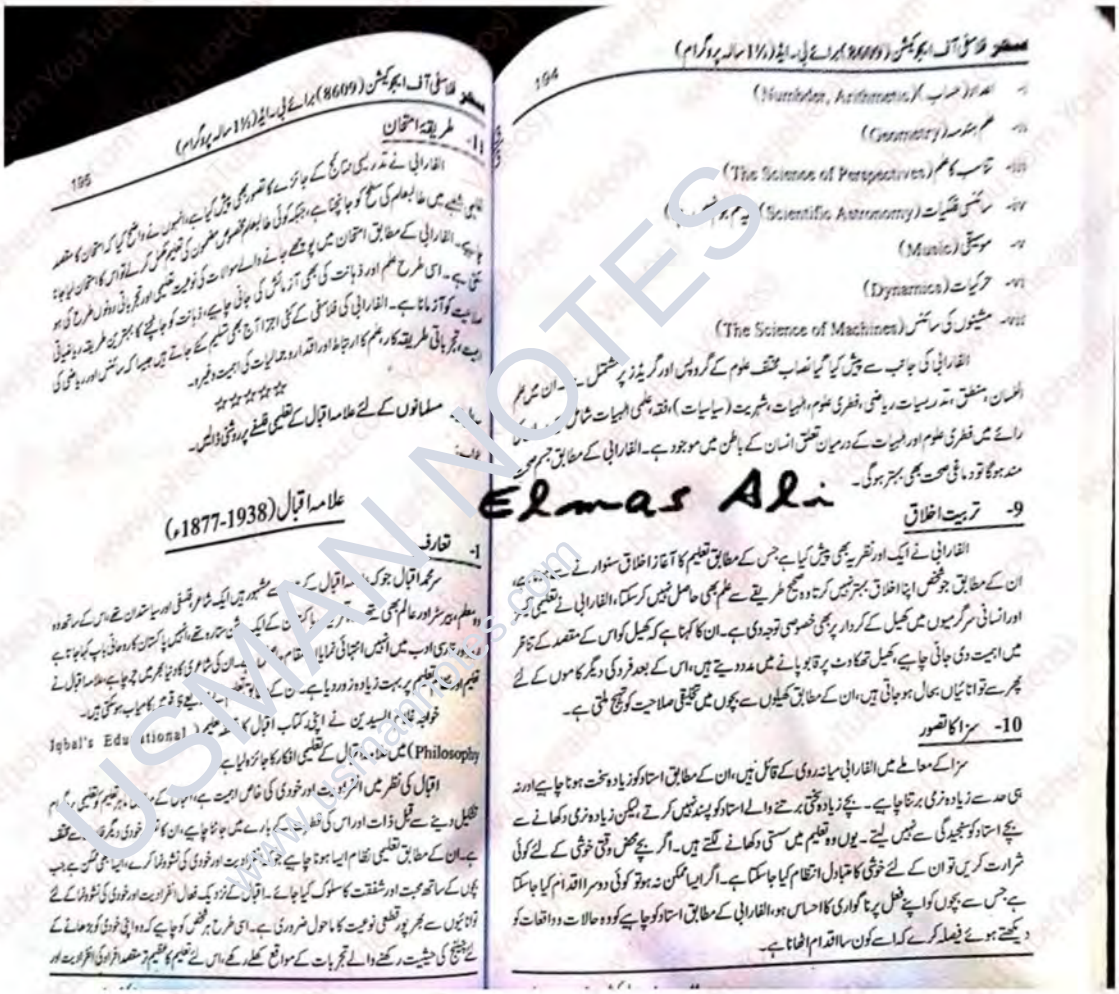
الفارابی مختلف زبانوں کی اہمیت سے پوری طرح واقف تھے، وہ کئی زبانیں بول سکتے تھے۔ اس سے انہیں مختلف ثقافتوں کے موازنے میں مدد ملی۔ انہوں نے زبان کے بعد منطق کو اہمیت دی کہ علوم کو حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ منطق کا زبان کے ساتھ بھی گہرا تعلق ہے، منطق (Logic) کے لفظ میں زبانی اظہار اور ذہنی عمل دونوں شامل ہیں۔

Elmas Ali

8- ریاضی

الفارابی نظریاتی علوم میں ریاضی (Arithmetic) کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جو کوئی بھی نظریاتی علوم سیکھنے کا متمنی ہے اسے اعداد سے آغاز کرنا چاہیے۔ اس کے بعد پیمائشوں کو سیکھا جائے پھر ان علوم کی جانب بڑھا جائے جن کا ان اعداد اور پیمائشوں کے ساتھ خاص تعلق ہو۔ جیسا کہ بصریات وغیرہ۔ فطری علوم، بصریات اور فلکیات کے مطالعہ کیلئے ریاضی کی ضرورت پڑتی ہے۔ الفارابی نے ریاضی کی مزید دو اقسام تقسیم کیا ہے۔

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal
WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com



سمسٹر فلسفہ آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (۱½ سالہ پروگرام) 194

(Numbers, Arithmetic) (حساب)

(Geometry) علم ہندسہ

(The Science of Perspectives) تناسب کا علم

(Scientific Astronomy) سائنسی فلکیات

(Music) موسیقی

(Dynamics) حرکیات

(The Science of Machines) مشینوں کی سائنس

الفارابی کی جانب سے پیش کیا گیا نصاب مختلف علوم کے گروپس اور گریڈز پر مشتمل ہے۔ ان میں علم الانسان، منطق، ہندسیات، ریاضی، فطری علوم، الٰہیات، شہریت (سیاسیات) اور فقہ، علمی الٰہیات شامل ہیں۔ الفارابی کے مطابق ہر شخص رائے میں فطری علوم اور الٰہیات کے درمیان تعلق انسان کے باطن میں موجود ہے۔ الفارابی کے مطابق جو شخص مند ہوگا تو وہ باقی محنت بھی بہتر ہوگی۔

Elmas Ali

9- تربیت اخلاق

الفارابی نے ایک اور نظریہ بھی پیش کیا ہے جس کے مطابق تعلیم کا آغاز اخلاق سنوارنے سے ہونا چاہیے۔ ان کے مطابق جو شخص اپنا اخلاق بہتر نہیں کرتا وہ صحیح طریقے سے علم بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ الفارابی نے تعلیمی عمل اور انسانی سرگرمیوں میں تخیل کے کردار پر بھی خصوصی توجہ دی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ تخیل کو اس کے مقصد کے تناظر میں اہمیت دی جانی چاہیے، تخیل تھکاوٹ پر قابو پانے میں مدد دیتے ہیں، اس کے بعد فرد کی دیگر کاموں کے لئے پھر سے توانائیاں بحال ہو جاتی ہیں، ان کے مطابق کھیلوں سے بچوں میں تخلیقی صلاحیت کو تحریک ملتی ہے۔

10- سزا کا تصور

سزا کے معاملے میں الفارابی میانہ روی کے قائل ہیں، ان کے مطابق استاد کو زیادہ سخت ہونا چاہیے اور نہ ہی حد سے زیادہ نرمی برتنا چاہیے۔ بچے زیادہ سختی برتنے والے استاد کو پسند نہیں کرتے، لیکن زیادہ نرمی دکھانے سے بچے استاد کو سنجیدگی سے نہیں لیتے۔ یوں وہ تعلیم میں سستی دکھانے لگتے ہیں۔ اگر بچے محض وقتی خوشی کے لئے کوئی شرارت کریں تو ان کے لئے خوشی کا متبادل انتظام کیا جا سکتا ہے۔ اگر ایسا ممکن نہ ہو تو کوئی دوسرا اقدام کیا جا سکتا ہے جس سے بچوں کو اپنے فعل پر ناگواری کا احساس ہو، الفارابی کے مطابق استاد کو چاہیے کہ وہ حالات و واقعات کو دیکھتے ہوئے فیصلہ کرے کہ اسے کون سا اقدام اٹھانا ہے۔

سمسٹر فلسفہ آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (۱½ سالہ پروگرام) 195

11- طریقہ امتحان

الفارابی نے تدریسی نتائج کے جائزے کا تصور بھی پیش کیا ہے، انہیں سے واضح کیا کہ امتحان کا مقصد طالب علم کا علم کی سطح کو جانچنا ہے، جبکہ کوئی طالب علم مخصوص معلومات کی تعلیم مکمل کر لے تو اس کا امتحان لیا جا سکتا ہے۔ الفارابی کے مطابق امتحان میں پوچھے جانے والے سوالات کی نوعیت تعلیمی اور تجرباتی دونوں طرح کی ہو سکتی ہے۔ اسی طرح علم اور ذہانت کی بھی آزمائش کی جانی چاہیے، ذہانت کو جانچنے کا بہترین طریقہ روایتی طریقہ کار، علم کا ارتباط اور اقدار و جذبات کی اہمیت وغیرہ۔

مسلمانوں کے لئے علامہ اقبال کے تعلیمی فلسفے پر روشنی ڈالیں۔

علامہ اقبال (1877-1938ء)

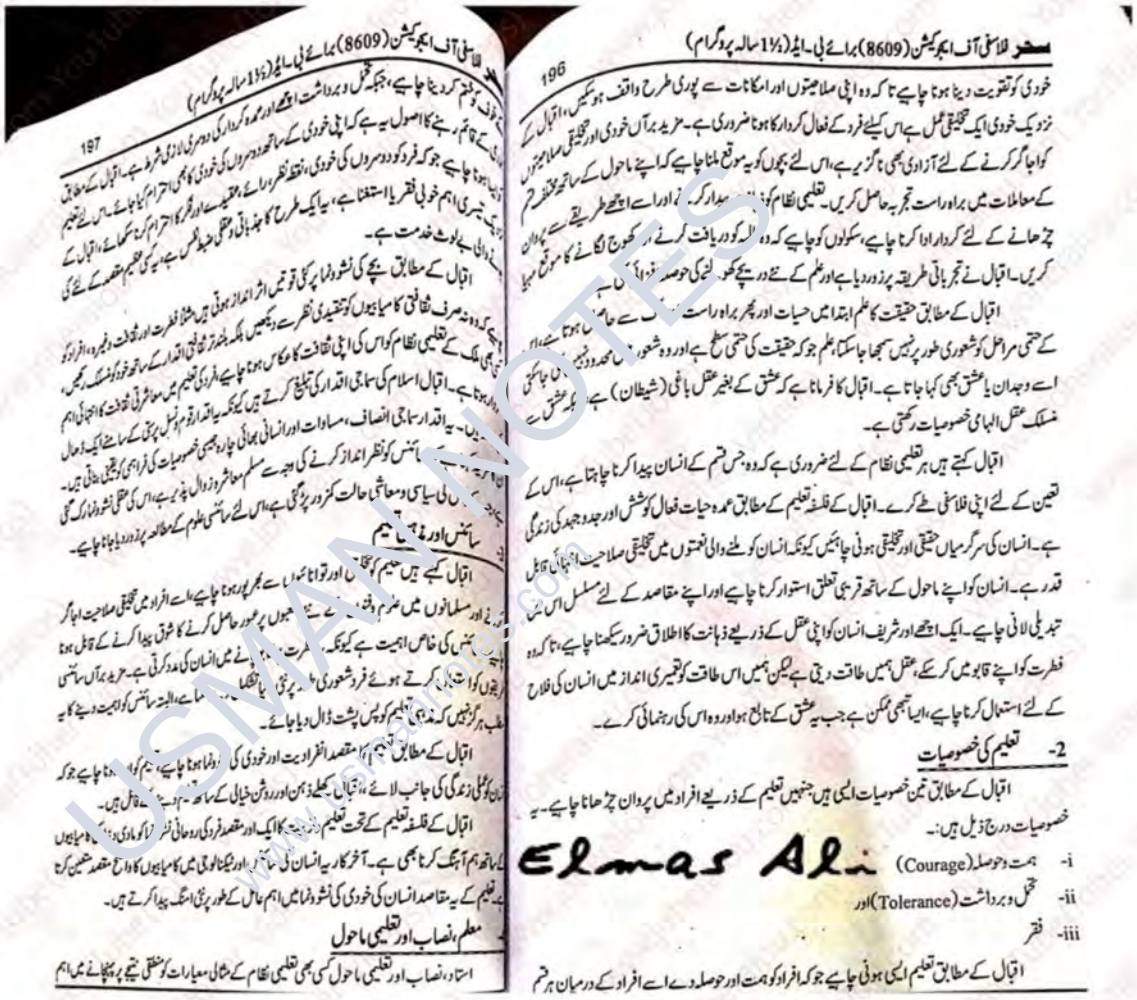
1- تعارف

سر محمد اقبال جو کہ [illegible] سے مشہور ہیں ایک شاعر، فلسفی اور سیاستدان تھے، اس کے ساتھ وہ ایک معلم، وکیل اور عالم بھی تھے۔ [illegible] پاکستان کے ایک [illegible] ستر دہے، انہیں پاکستان کا روحانی باپ کہا جاتا ہے۔ [illegible] اردو ادب میں انہیں انتہائی نمایاں مقام [illegible] ان کی شاعری کا بنیادی محور بھی تعلیم تھا۔ علامہ اقبال نے تعلیم اور [illegible] پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔ ان کے [illegible] کے ذریعے قوم کامیاب ہو سکتی ہیں۔

خواجہ غلام السیدین نے اپنی کتاب اقبال کا [illegible] عنوان (Iqbal's Educational Philosophy) میں علامہ اقبال کے تعلیمی افکار کا جائزہ لیا ہے۔

اقبال کی نظر میں انفرادیت اور خودی کی خاص اہمیت ہے، انہوں نے [illegible] تعلیم و تعلم کے [illegible] تشکیل دینے سے قبل ذات اور اس کی خطرات کے بارے میں جاننا چاہیے، ان کا [illegible] خودی دیگر [illegible] ہے۔ ان کے مطابق تعلیمی نظام ایسا ہونا چاہیے جو کہ انفرادیت اور خودی کی نشوونما کرے، ایسا تبھی ممکن ہے جب بچوں کے ساتھ محبت اور شفقت کا سلوک کیا جائے۔ اقبال کے نزدیک فعال انفرادیت اور خودی کی نشوونما کے لئے نوائیوں سے بھرپور تعلیمی نوعیت کا ماحول ضروری ہے۔ اسی طرح ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اپنی خودی کو بڑھانے کے لئے پنجتہ کی حیثیت رکھنے والے تجربات کے مواقع کھلے رکھے، اس نے تعلیم کا عظیم تر مقصد انفرادی انفرادیت اور

USMAN NOTES



USMAN NOTES
www.usmannotes.com



198 سمر فری آف ایجوکیشن (۱۹۸۷ء) برائے بی۔ایڈ (۱½ سالہ پروگرام)

کردار ادا کرتے ہیں۔ اقبال خود بھی ایک معلم رہے ہیں اس لئے وہ طالبعلم کی نفسیات اور تدریسی تجربوں سے بہتر طور پر واقف تھے۔ وہ استاد کے کردار کو انسان کو بصیرت عطا کرنے والے کے طور پر دیکھتے تھے۔ ان کے نزدیک استاد ایک ایسا شخص ہے جو کہ حقیقت کا ادراک رکھتا ہے اور قوم کی ترقی و خوشحالی کو پروان چڑھانے کا ذمہ دار ہے۔ وہ چاہتے تھے کہ استاد مثالی تعلیم سے مکمل طور پر آگاہ ہو اور اس کی صفات کو سمجھتا ہو، جسے وہ اپنے مثالی کردار کے ذریعے طلبہ میں منتقل کرتے جا رہا ہو۔

5- طریقہ تدریس

اقبال تدریس کے لئے گھسے پٹے طریقوں کے مخالف ہیں کیونکہ ان میں غور و فکر کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ اقبال عمل کر کے سیکھنے کو ترجیح دیتے ہیں، وہ ایسی ذاتی سرگرمیوں کو اہمیت دیتے ہیں جو لازمی صورتحال اور مسائل کے سامنے کرنے کا موقع مہیا کریں۔ اس سے طلبہ زیادہ با مقصد طریقے سے کام کر سکتے ہیں اور مشکلات پر قابو پانا سیکھتے ہیں۔ دانشمندانہ تعلیم کا مقصد افراد میں تنقید کرنے اور سوال اٹھانے کے رجحان کو تقویت دینا ہونا چاہیے۔ مزید برآں طلبہ کو محض عقلی و ذہنی خیالات پر انحصار نہیں کرنا چاہیے بلکہ عملی اقدامات بھی اٹھانے چاہئیں۔ اس طریقے سے علم کو طاقت بنایا جا سکتا ہے اور افراد اسے اپنے ماحول کی تعمیر نو کیلئے استعمال کر سکتے ہیں۔

اقبال کے مطابق اخلاقیات سکھانے کے لئے سکول کے ماحول میں ایسے حالات اور مواقع مہیا کئے جانے چاہئیں جس کے ذریعے طلبہ کو سماجی حیات و تجربات کے بارے میں آگاہی حاصل ہو۔ اس لئے تعلیم میں زندگی کی تیاری پر توجہ دینا چاہیے، اس میں بھرپور زندگی گزارنے کے مواقع دستیاب ہونے چاہئیں، اقبال چاہتے ہیں کہ سکول عام پیشوں اور زندگی کی دلچسپیوں کی عقلی، جمالیاتی اور اخلاقی اہمیت کا تعین کریں نیز ذہن کے ان ارتقائی پہلوؤں کو تلاش کریں جو کہ روزمرہ کے مسائل حل کرنے کے لئے معاون ہیں۔

اقبال کے مطابق استاد کی تنگ نظری سے تعلیم کے مقاصد کو نقصان پہنچتا ہے۔ ایسی صورت میں طلبہ اپنی پوشیدہ صلاحیتوں کو دریافت نہیں کر پاتے اور اپنی انفرادیت کھو کر معاشرتی دھارے میں بہنے لگتے ہیں۔ اقبال اسے استاد کی مجرمانہ غفلت قرار دیتے ہیں، استاد کی اس غیر ذمہ دارانہ رویئے کی وجہ سے طلبہ محض معمولی چیزیں ہی سیکھ پاتے ہیں، استاد کے کردار کا اہم پہلو طلبہ کی مربوط اور متوازن شخصیت کی نشوونما ہے۔ اقبال کے مطابق استاد کا کردار جتنا اہم ہے اتنا ہی مشکل اور کٹھن بھی ہے۔ کیونکہ بچے کی تمام تر نشوونما کا انحصار استاد پر ہوتا ہے، اقبال استاد کو قوم کا معمار قرار دیتے ہیں۔

Salmas Ali

الریحان پبلی کیشنز۔ اُردو بازار لاہور

199 تدریس کے نفسیاتی اصول (۱½ سالہ پروگرام)

اقبال تدریسی اصولوں کو سمجھنے پر زور دیتے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ استاد طلبہ کی پوشیدہ صلاحیتوں کے [illegible] میں ان کی مدد کریں، اس کے لئے ضروری ہے تعلیم و تربیت کو طلبہ کے رجحانات کے مطابق ڈھالا جائے۔ اس [illegible] استاد بچے کی مکمل شخصیت سازی میں بنیادی کردار ادا کر سکتا ہے۔ اقبال نے تعلیم کے نفسیات کے چند اصول مرتب کیے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:۔

بچپن سرگرمی کا متلاشی ہوتا ہے، اس سلسلے میں اس کی اضافی توانائیوں کو دوسرے کاموں کی طرف لگایا جانا چاہیے۔

بچے ایک ہی کام میں زیادہ دیر مصروف نہیں رہ سکتے، وہ اپنی سرگرمیوں میں تنوع چاہتے ہیں، بچوں کی اس خصوصیت کو مدنظر رکھتے ہوئے استاد کو چاہیے کہ وہ مختلف اسباق کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کرے تا [illegible] کی دلچسپی برقرار رکھی جا سکے۔

بچے [illegible] کو دیکھنے اور چھونے میں دلچسپی لیتے ہیں۔ وہ جو کچھ بھی دیکھتے ہیں اسے پکڑنے کی کوشش کرتے ہیں، اس لئے [illegible] کے ذریعے بچوں کی مشاہدے کی صلاحیت کو مزید تقویت دی جا سکتی ہے اس سلسلے میں ان کے سامنے سی اشیاء [illegible] جانی چاہئیں۔

بچے شوخ رنگوں کی جانب متوجہ ہوتے ہیں، استاد کو چاہیے کہ بچوں کی اس دلچسپی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ان [illegible] میں رنگوں کا احساس [illegible]

بچے بڑوں کی نقل کرتے ہیں اکثر [illegible] سے وہ [illegible] بہت کچھ سیکھتے ہیں، وہ مختلف کرداروں کی نقل کرتے ہیں کبھی کبھی وہ دکانداری کرتے ہیں تو کبھی [illegible] فروش، [illegible] یا پھر وہ استاد بن کر کھیلتے ہیں، اس لئے اساتذہ اور والدین کو چاہیے کہ طلبہ کے سامنے [illegible] کا [illegible] تاکہ بچوں میں بھی اچھی عادات پروان چڑھیں۔

بچوں میں فکر و خیال کی صلاحیت بڑی نمایاں ہوتی ہے، اسی وجہ سے وہ [illegible] بزرگوں اور [illegible] کی [illegible] اور حکایات سننے کی ضد کرتے ہیں، استاد کو چاہیے وہ بچوں کی اس خصوصیت کا بھرپور [illegible] استاد بچوں میں ہمدردی کی قدرتی عادت کا بھی فائدہ [illegible] سکتا ہے اسے چاہیے کہ بچوں کی [illegible] تعلیم کے حوالے سے اسے استعمال کرے۔

بچوں میں چیزوں اور الفاظ کو یاد رکھنے کی بے پناہ صلاحیت ہوتی ہے، اس لئے استاد کو چاہیے کہ وہ اشعار اور نظمیں یاد کرنے میں طلبہ کی حوصلہ افزائی کرے۔

الریحان پبلی کیشنز۔ اُردو بازار لاہور

USMAN NOTES www.usmannotes.com



سطر فاصلہ آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام) 200

9- چونکہ بچوں میں ابتدائی طور پر فرق اور امتیاز کرنے کی صلاحیت زیادہ نہیں ہوتی اس لئے استاد کو چاہیے کہ وہ طلبہ کے سامنے مختلف اقسام کی چیزیں پیش کر کے ان میں فرق کرنے کی صلاحیت کو بہتر بنائے۔

10- بچوں میں منطق اور استدلال کی قوت بھی پائی جاتی ہے، اس لئے انہیں مشق اور سرگرمی میں شریک کیا جانا چاہیے جس سے ان کی اس صلاحیت میں بہتری آئے۔

11- بچوں کو اخلاقیات سکھانے کے لئے دیا ماحول بھی فراہم کرنا چاہیے۔ انہیں شروع سے ہی اس بات کا احساس دلانا چاہیے کہ ہمدردی کا کیسے مظاہرہ کرنا ہے اور سبق میں کیسے توجہ دینا ہے۔ اس کے ساتھ جسمانی اور اجتماعی نشوونما کے ساتھ ساتھ ہونی چاہیے۔

Elmas Ali

7- نصاب تعلیم

اقبال حقیقت پسندانہ نصاب پر زور دیتے ہیں، جو کہ افراد کی نشوونمائی ضروریات کے عین مطابق اور معاشرتی اقدار، معیارات اور توقعات کا عکاس ہو۔ وہ ایسے مضامین کی تعلیم دینا چاہتے ہیں جو کہ طلبہ کو اخلاقی، جسمانی، ثقافتی، معاشرتی، معاشی الغرض ہر جہت سے نشوونما میں مددگار ہوں۔ وہ نصاب میں تاریخ کو خاص اہمیت دیتے ہیں، اقبال کے مطابق قرآن نے علم کے تین ذرائع بیان کئے ہیں، تاریخ ان میں سے ایک ہے، ہمارے تعلیمی عمل میں اس کا نمایاں کردار ہے۔ تاریخ معاشروں اور قوموں کا آئینہ ہے یہ افراد اور قوموں کے مجموعی ریکارڈ کو پیش کرتی ہے۔

اقبال نے فنی تعلیم کو بھی نصاب میں شامل کرنے پر زور دیا ہے، تاکہ معاشرے ترقی یافتہ بن سکیں، اقبال تعلیمی اداروں میں انٹرمیڈیٹ کی سطح تک فلاسفی، ریاضی، سائنس اور معاشیات کی تعلیم کی تجویز دیتے ہیں، ان کے مطابق یونیورسٹی کی سطح پر ادب، اسلامی فنون، تاریخ، اور آرکیٹیکچر (فن تعمیر) کے مضامین پڑھائے جانے چاہئیں، البتہ وہ مضامین کے انتخاب میں طلبہ کی دلچسپی اور صلاحیت کو مدنظر رکھنے کو زور دیتے ہیں۔

8- درسی کتب کی تدوین کے اصول

اقبال طلبہ کے لئے درسی کتب کی تیاری کے حوالے سے بہت زیادہ فکر مند تھے، انہوں نے علما اور سکالرز کے ساتھ مل کر ڈل کلاس کے طلبہ کے لئے درسی کتب تالیف کیں، اقبال نے بامقصد نصاب کے لئے مندرجہ ذیل اصول مرتب کئے۔

1- مجوزہ درسی کتب کو قدیم و جدید مواد کا مرکب ہونا چاہیے،

2- مختلف شعبہ ہائے زندگی کے نئے تجربات، معلومات اور تازہ ترین رجحانات کو ثقافتی ورثہ کے ساتھ منسلک کر کے درسی کتب میں شامل کیا جانا چاہیے، تاکہ طلبہ کا ماضی کی روایات کے ساتھ بندھن نہ ٹوٹنے پائے۔

3- طلبہ کو زبان میں نئی تبدیلیوں اور ان کے استعمال سے آگاہ کیا جائے۔

الریحان پبلی کیشنز۔ اُردو بازار لاہور

201

فاصلہ آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام)

...دلچسپی اور ذوق بڑھایا جائے اس سے وسعت نظر حاصل ہوتی ہے اور سربرآوردہ نوجوان پیدا ہو سکتے ہیں۔

...درسی کتب کا مواد اصلی اور مقاصد کو نمایاں کرنے والا ہونا چاہیے، انہیں صرف آرٹ کے طور پر استعمال نہیں کیا جانا چاہیے بلکہ اسے مکمل اور بھرپور زندگی کو مدنظر رکھتے ہوئے تیار کیا جانا چاہیے۔

...مطالعے کے لئے پیش کیا جانے والا تمام مواد زندگی کی تیاری کے لئے ہونا چاہیے تاکہ طلبہ زندگی میں ہر شعبے کا حوصلہ مندی، استقلال اور خود انحصاری کے ساتھ مقابلہ کر سکیں۔

...اخلاقیات مثالی زندگی کا لازمی جزو ہے، درسی کتب مرتب کرتے ہوئے مثالی شخصیات کی اخلاقیات کی مثالیں بھی شامل کی جانی چاہئیں، تاکہ بچے کمزور اور بزدل بننے کے بجائے بہادر اور پرہیزگار بن سکیں۔

...درسی کتب کے ذریعے طلبہ میں حقیقی حب الوطنی کو اجاگر کیا جائے کیونکہ غیر ملکی حکمرانوں نے دنیاوی مقاصد کے لئے اپنے تعلیمی نظام کے ذریعے ہماری تاریخ کو نقصان پہنچایا۔

...مضامین میں دلچسپی بڑھانے کیلئے درسی کتب کے مواد کو فکر انگیز اور فطرت سے ہم آہنگ بنایا جانا چاہیے۔

اقبال اور [illegible]

...روایتی تعلیمی نظام پر تنقید کرتے رہے ہیں، ان کے مطابق اساتذہ کو تیار کئے بغیر ...نہیں دیا جا سکتا، بھرپور شخصیت کا مالک استاد ہی انسان کی عقلی، اخلاقی اور ...پہلوؤں کو فروغ دے سکتا ہے۔ طلبہ کی تخلیقی سرگرمیوں کا بنیادی ذریعہ استاد ہی شخصیت ہی ہے، اقبال استاد ...روایتی کردار کے مخالف ہیں، ان کے ...مثالی استاد وہ ہے جو کہ مختلف معاشرتی بنیادوں کی تعمیر و ترقی ...کے لئے وہ ایسے طریقے تجویز کرے جس ...طلبہ خود عمل کر کے سیکھیں۔

...اقبال کا تعلیمی نقطہ نظر اپنی نوعیت میں ...کا پیش کردہ تعلیمی ماحول ایک ایسا معاشرہ ...کرتا ہے جو کہ ...پر استوار ہو، اس کی بنیادی لازمہ ...اقبال کے مطابق تعلیم کا مقصد ...پر قوم کی شخصیت کا حصول ہے جس میں خودی کا قوی احساس پایا جاتا ہے ...مثالی تعلیمی نظام ...کے ذریعے نیا سماجی نظم تشکیل دیا جائے۔ ...کا تعلیمی فلسفہ علم، استدلال، شعور، حال اور ...کا مرکب ہے۔ اقبال ...کے نزدیک خودی کو پروان چڑھانا ہے تعلیم کا ...مقصد ہے۔ جبکہ تعلیم کے دیگر مقاصد ...ضروری ہیں۔ اقبال ...اجاگر کرنے کی خاص اہمیت ہے۔ اقبال کے مطابق تعلیمی نظام میں نظم و ضبط کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ تعلیم کی ...صورت حال مثالی کردار کی تشکیل کیلئے ناگزیر ہے۔ جبکہ کردار سازی ...معاشرتی خرابیوں کو کنٹرول نہیں کیا جا ...آنے والی نسلوں کو جنگاش اور تخلیقی صلاحیتوں کا مالک بنانے ...اقبال اساتذہ پر زور دیتے ہیں۔

...طلبہ میں مذہبی، اخلاقی اور ثقافتی اقدار پروان چڑھائیں۔

☆☆☆☆☆

الریحان پبلی کیشنز۔ اُردو بازار لاہور

USMAN NOTES www.usmannotes.com



USMAN NOTES



سبق فلاسفی آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام) 204

للسفۂ دوامیت کے بنیادی اصول (Basic Principles of Perennialism)

للسفۂ دوامیت کے بنیادی اصولوں کا خاکہ 6 کیٹگریز میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

1- بدلتے ہوئے ماحول کے مقابلے میں انسانی فطرت ہر جگہ ایک [illegible] ہوتی ہے۔ اس لئے تعلیم بھی ہر ایک کے لئے ایک جیسی ہونی چاہیے۔ Robert M. Hutchins [illegible] شہری کے متعلق لکھتا ہے:۔

"معاشرے معاشرے میں فرق ہو سکتا ہے لیکن فرد، [illegible] عمر اور ہر معاشرے میں ایک جیسا رہتا ہے۔ اور یہ انسان کی مستقل نوعیت کی فطرت کی وجہ سے ہے۔ [illegible] لئے ہر [illegible] معاشرے کے فرد کے لئے تعلیم کا مقصد ایک جیسا رہنا چاہیے، جہاں یہ نظام قائم کیا [illegible] وہاں انسان [illegible] بحیثیت انسان ترقی ممکن ہوتی ہے۔"

"Mortimer Adler" کے مطابق:۔

"اگر انسان حیوان ناطق ہے اور پوری تاریخ میں اس کی فطرت مستقل رہی ہے تو یہ ضروری ہے کہ ہر [illegible] ثقافت و زمانہ ہر تعلیمی پروگرام کو کچھ مستقل نوعیت کے اوصاف سے متصف کیا جائے۔"

علم بھی ہر جگہ ایک جیسا ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو تعلیم یافتہ افراد کبھی بھی کسی شے پر متفق نہ ہو پاتے، رائے البتہ مختلف شے ہے اس حوالے سے افراد یقیناً اختلاف کر سکتے ہیں۔ لیکن جب وہ متفق ہوتے ہیں تو یہ رائے بھی علم بن جاتی ہے۔ جیسا کہ تسلیم کیا جاتا ہے، علم حاصل کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے، بعض بچے تو اس سلسلے میں کافی مزاحمت کرتے ہیں۔ یہ بھی تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ بعض بچے دوسروں کے مقابلے سیکھنے میں زیادہ وقت لگاتے ہیں۔ لیکن اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ ان بچوں کے ساتھ زیادہ وقت گزارا جائے۔ جب ہم ذہنی قابلیت کی بجائے عمر کے حوالے سے بچوں کی درجہ بندی کرتے ہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم دوامیت (Perennialism) کے اصول مساوات کی نفی تو نہیں کر رہے، تو اس کا جواب نفی میں ہے کیونکہ عمر کے حوالے سے درجہ بندی کر دینے سے ہر عمر کے بچے کو یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ ایک خاص عمر میں خاص ٹیسٹ پاس کر کے ہی اگلے گریڈ میں ترقی پائے گا جیسے دیگر سینئر طلبہ نے ترقی پائی ہے۔ یعنی کسی کے ساتھ کوئی امتیاز نہیں برتا جاتا۔

2- بے شک قوت استدلال (Rationality) انسان کی اعلیٰ ترین خوبی ہے۔ انسان کو چاہئے کو وہ مقصوبہ اہداف کے تناظر میں اپنی اعلیٰ ترین خوبی کو جبلی طور پر پائی جانے والی اپنی فطرت کی رہنمائی کے لئے استعمال کرے۔ انسان مکمل طور پر آزاد ہے البتہ اس کے لئے استدلال کو تقویت دینا اور خواہشات کو کنٹرول کرنا سیکھنا ضروری ہے۔ جب کوئی بچہ سیکھنے میں ناکام ہو جاتا ہے تو اس کی ذمہ داری فوری طور پر

الریحان پبلی کیشنز۔ اُردو بازار لاہور

سبق فلاسفی آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام) 205

ماحول پر نہیں ڈال دینی چاہئے اور نہ ہی نفسیاتی طور پر بوجھ کو مورد الزام ٹھہرانا چاہئے۔ استاد کا کام ہی یہ ہے کہ وہ بچے کے تعلم میں حائل ہونے والی رکاوٹیں دور کرے۔ کسی بچے کو تعلیمی سرگرمی کا تعین خود کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔

تعلیم کا کام ہے کہ وہ ابدی حقیقت کا علم عطا کرے۔ ہچنز "Hutchins" کے الفاظ میں:۔

"تعلیم کا نتیجہ تدریس ہے، مدرس سے علم عطا ہوتا ہے، علم ایک حقیقت ہے اور حقیقت ہر جگہ ایک جیسی رہتی ہے۔ اس لئے تعلیم بھی ہر جگہ ایک جیسی ہونی چاہئے۔"

تعلیم کے ذریعے کوشش ہونی چاہئے کہ فرد نہ صرف دنیا کے ساتھ مطابقت اختیار کرے بلکہ حقیقت کا ادراک کرے اس کے ساتھ بھی ہم آہنگ ہو جائے۔ حقیقت کے ساتھ مطابقت ہی تعلیم کا حاصل تجربہ ہے۔

[illegible] زندگی کی تقلید کا نام نہیں کہ زندگی جس ڈگر پر لے چلے آدمی چل پڑے بلکہ تعلیم زندگی کے لئے تیاری کا [illegible] حول کبھی بھی حقیقی زندگی کی صورتحال پیش نہیں کرتے اور نہ ہی انہیں ایسا ہونا چاہئے۔ طالبعلم کیلئے [illegible] کا انتظام ہونا چاہئے جس سے فرد کو اس کے ثقافتی ورثے کی عمدہ ترین کامیابیوں کے بارے [illegible] شناسائی حاصل ہو سکے۔ اس کا کام ان ثقافتی اقدار کا ادراک حاصل کرنا اور اپنی جدوجہد سے مزید کامیابیوں میں اضافہ [illegible]

طالبعلم کو بعض بنیادی [illegible] جانے چاہئیں، تاکہ وہ دنیا میں پائی جانے والی مستقل اشیاء کے بارے میں جان سکے۔ طلبا کو [illegible] زیادہ مشقت نہیں کرنی چاہئے جو کہ عصر حاضر میں وہ اہم طور پر اہم ترین تصور کئے جاتے ہوں [illegible] تعلیم کو [illegible] کیے اور تک محدود کیا جانا چاہئے کہ صرف اور صرف طالبعلم کو سائنسی علوم کی طرف [illegible] کو اگر ہری [illegible] فطری علوم، فلاسفی اور [illegible] جیسے مضامین پڑھائے جائیں۔

ایڈلر (Adler) کے مطابق حیوان ناطق کی بنیادی تعلیم کا مقصد [illegible] میں تعلیم و تربیت کا کرنا اور ذہانت کی آبیاری ہے۔ یہ تعلیم وسیع لبرل آرٹس (Liberal Arts) اور سائنسی سکھائے، سے مضامین پڑھانے اور سماعت کے فن، تحریر و تقریر [illegible] وغیرہ سے پیدا ہوتا ہے۔ انسان [illegible] کے ساتھ معاشرتی حیوان بھی ہے۔ اور اس کی عقلی [illegible] میں وہ کری گزاری جا سکتی ہے [illegible] کے لئے فرد کو بالغ کی ضرورت پڑتی ہے۔

پیشہ ورانہ، صنعتی اور اس قسم کی دیگر تعلیم فرد کی تربیت کو عقلی طور پر زیادہ پختہ کر سکتی ہے تاہم سکولز صرف پیشہ ورانہ تعلیم اور تربیت کیلئے قائم نہیں کئے جاتے۔ اور نہ ہی سماجی اصلاحات ہی اس کا واحد مقصد ہونا چاہئے۔

الریحان پبلی کیشنز۔ اُردو بازار لاہور

USMAN NOTES www.usmannotes.com



سطر فلاسفی آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام) 206

بلکہ یہ امور فیلڈ میں رہ کر کام کرنے والوں کے اوپر چھوڑ دینا چاہئے۔ جمہوریت کو ترقی تب ملے گی جب لوگوں کو صحیح معنوں میں تعلیم دی جائے گی، بجائے اس کے کہ انہیں سماجی تبدیلی کیلئے احتجاج کرنا سکھایا جائے۔

6- طلبہ کو چاہیے کہ وہ ادب، فلسفہ، تاریخ اور سائنس کے شعبوں میں ہونے والے عظیم کام کا مطالعہ کریں۔ عظیم کام سے مراد وہ تاریخی کامیابیاں ہیں جو کہ نسلوں کی جدوجہد کا نتیجہ ہیں، ماضی کے مطالعے سے فرد کو مستقبل کے لئے نئی روشنی ملتی ہے۔

نظریہ دوامیت کو ماننے والے مفکرین کے مطابق زیادہ تر نوجوان دنیاوی امور میں اپنی صلاحیتوں کو زیادہ استعمال نہیں کرتے کیونکہ اساتذہ خود بڑی جلدی اکتا کر انہیں ترک کر دیتے ہیں۔ صبر، کان کی [illegible] اور ثابت قدمی کے مطابق سکھانا بہت آسان ہے۔ تاہم اگر طلبہ کو ان کے سطحی جھکاؤ کے مطابق چلنے دیا جائے تو ممکن [illegible] اصلی صلاحیتوں کو مزید نکھارنے کے عمل میں خود ہی مزاحم ہو جائیں۔ خود شناسی کا تقاضا ہے کہ [illegible] پیدا کیا جائے اور ضبط نفس صرف خارجی نظم و ضبط سے پیدا ہوتا ہے۔ ادبی، فنی، مذہبی، سیاسی دلچسپیوں کے لئے زبردست محنت کی ضرورت پڑتی ہے۔ لیکن ہر طالبعلم کی صلاحیتوں کے حوالے سے کم اندازہ لگانا آسان کام ہے لیکن حقیقی طالبعلم کی صلاحیتوں کو بھرپور نشوونما دینا ہی تعلیم کا اولین مقصد ہونا چاہیے۔

دوامیت بطور مکتبہ تعلیمی فلسفہ
(Perennialism as School of Educational Philosophy)

1- تعلیم کے مقاصد (The Aims of Education)

دوامیت (Perennialist) کے مطابق تعلیم کا مقصد طلبہ کی ذہنی و اخلاقی نشوونما ہے، ارسطو کی فکر کے مطابق طالبعلم سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو کاملیت کے درجے پر پہنچائے، ایسا کرنے کی صلاحیت ہر فرد میں یکساں تناسب سے پائی جاتی ہے۔ اس لئے اگر موزوں حالات دستیاب ہوں تو ہر شخص یہ مقصد پوری طرح حاصل کر سکتا ہے۔ یہ ہدف اس اصول پر مبنی ہے کہ ہر شخص کی فطرت آفاقی طور پر ایک جیسی ہے۔

2- نصاب (Curriculum)

طالبعلم کی عقلی صلاحیتیں کاملیت کے درجے پر تب پہنچتی ہیں جب وہ استدلال کو اپنی عادت بنا لیتا ہے۔ یہ عادت اور صلاحیت سچ کو تلاش کرنے کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ تعلیم اٹل حقیقتوں کو قبول کرتے ہوئے آنے والے کل کے لئے تیار رہنے کا نام ہے، محض معاشرے میں رائج بھیڑ چال کے پیچھے لگ کر مطابقت اختیار کرنا تعلیم نہیں کہلاتا۔ دلیل کے لئے کسی بنیاد کی ضرورت پڑتی ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ اٹل حقیقتوں کے بارے میں

الریحان پبلی کیشنز۔ اُردو بازار لاہور

بھی عامی شناسائی ہو، مستقل مسائل اور تعلیم متفکرین کی طرف سے اٹھائے جانے والے سوالات کا ادراک بھی فرد کی سوچ سمجھنے کی صلاحیتوں کو مزید پروان چڑھانے کی تحریک فراہم کرتا ہے۔ اس لئے تعلیم کے ابتدائی سالوں میں بنیادی حقیقتوں کے بارے میں بھرپور علم فراہم کیا جانا چاہئے۔ غیر ملکی زبانیں، مشترکہ انسانی خطابت، تجزیاتی علوم اور ریاضی وغیرہ کے مضامین پڑھائے جانے چاہئیں۔ فلاسفی کی تعلیم اب انتہائی ضروری ہے۔ اچھے کالجوں اور یونیورسٹی کے لئے ضروری ہے کہ وہ پیشہ ورانہ تعلیم کی بجائے شائستگی پیدا کرنے والی تعلیم یعنی لبرل ایجوکیشن (Liberal Education) کا اہتمام کرے۔ ہچنز "Hutchins" اور ایڈلر "Adler" نے عظیم کتب کا مکمل پروگرام مرتب کیا ہے جس میں ہومر (Homer) سے لے کر موجودہ دور تک 100 مصنفین کی کتب کالج اور یونیورسٹی میں پڑھانے کے لئے تجویز کی گئی ہیں۔

فلسفہ دوامیت کے تحت نصاب میں کلاسیکل مضامین، ادبی تجزیے پر توجہ مرکوز رکھی جاتی ہے جبکہ نصاب کا تصور کیا جاتا ہے، یہ ایسے نصاب کا تقاضا کرتا ہے جس سے ثقافتی خواندگی (Cultural Literacy) ہو۔ فلسفہ دوامیت کے مطابق سکولوں کا مقصد طلبہ کو معاشرے میں اپنے مقام کو قبول کرنے کے لئے تیار کرنا ہے۔ دوطویل اور آزمودہ روایات کی بنیاد پر قائم ہے، معاشرے کا ایک فطری حکم ہوتا ہے، سکولوں کا کام اس بات کی آزمائش کرنا ہے کہ بچے اس سماجی انتظام میں کہاں زیادہ موزوں ثابت ہوتے ہیں۔

3- استاد کی ذمہ داری (The Teacher's Task)

ایسا استاد [illegible] کو اختیار کرتا ہے، کا تعلیمی عمل میں کردار مصالحانہ اور جانوں فوقیت کا ہوتا ہے۔ وہ علم کا سرچشمہ نہیں ہوتا۔ تھامس ایکوائنس "Thomas Aquinas" کے مطابق استاد ایک ڈاکٹر کی طرح ہوتا ہے جو کہ مریض کا علاج کرنے سے آرام [illegible] کا کام انجام دیتا ہے۔ فلسفہ دوامیت کے پیروکاروں کے نزدیک تعلیم [illegible] اساتذہ میں تدریسی طریق [illegible] سے زیادہ [illegible] جن کی تدریس کا انہوں نے مستقبل میں [illegible] انجام دینا ہے، ان کے مطالعہ [illegible] انفرادیت [illegible] نمونہ ہونا چاہیے۔

فلسفہ دوامیت کے ہیروکار طلبہ کو تاریخ کے بہترین مفکرین [illegible] کے مطالعہ سے سیکھنے کی تلقین کرتے ہیں، فلسفہ دوامیہ کے تحت قائم کمرہ ہائے جماعت [illegible] کرنے میں اساتذہ کو مرکزیت حاصل ہے۔ اس میں اساتذہ کا [illegible] کی دلچسپی یا تجربے سے فرض نہیں [illegible] تدریسی طریقے اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو کہ طلبہ کے [illegible] کو خاص نظم میں لانے میں معاون [illegible] ہو سکیں۔ دوامیت پسند اس کا نصاب آفاقی نوعیت کا ہے، جس کے پیچھے یہ نظریہ کارفرما ہے کہ تمام انسانوں کی بنیادی فطرت ایک جیسی ہے۔ ان کے مطابق افراد کو پرکھ کا مظاہرہ کرتے ہوئے گہرائی کے ساتھ تجزیاتی انداز میں غور و فکر کرنا چاہیے وہ

الریحان پبلی کیشنز۔ اُردو بازار لاہور

USMAN NOTES www.usmannotes.com

طلبہ کو ایسی معلومات مہیا کرنے کے خلاف ہیں جو کہ جلد ہی متروک یا غلط ثابت ہو جائیں، وہ اساتذہ کو تلقین کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ تصورات کی تدریس میں زیادہ وقت صرف کریں اور مکمل وضاحت اور تشریح کے ساتھ انہیں طلبہ کے لئے قابل فہم بنائیں۔

4- معاشرے کے ساتھ تعلق (Relationship with Society)

تعلیم کے بارے میں دنیا توقع کرتی ہے کہ اس کے ذریعے انسانی مستقبل اخلاقی، عقلی اور بشری اقدار کی تحسین ہونی چاہیے۔ تعلیم کی وجہ سے انسان کو زیادہ مستحکم قسم کے معاشرے کی جانب لوٹنا چاہیے۔ سچی حقیقت کے بارے میں درست فلسفہ بدلتی اقدار میں گھرا ہوتا ہے جسے قبول کر لیا جانا چاہیے۔ نئے پرانی معاشرے کی تشکیل کے لئے ضروری ہے کہ معاشرے میں تعلیم یافتہ قیادت موجود رہے۔ مذہب اور چرچ کو بھی تعلیم کے حوالے سے اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہئے۔

☆☆☆☆☆

سوال 2- جدت پسندی (Progressivism) پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالیں نیز اس فلسفے کے تحت تعلیمی عمل کے مقاصد واضح کریں۔

جواب 1- جدت پسندی (Progressivism)

جدت پسندی کے فلسفے کو عام طور پر جان ڈیوی (John Dewey) کے فلسفہ عملیت (Pragmatism) کے ساتھ جوڑا جاتا ہے۔ بلاشبہ اس کے بعض پہلو آپس میں ملتے جلتے ہیں تاہم یہ یکسر مختلف تعلیمی فلسفہ ہے۔ اس کے ماخذ پر نظر ڈالیں تو ہمیں جدت پسند تعلیم کی تحریک بڑی سماجی و سیاسی تحریک کا حصہ نظر آتی ہے۔ جس نے بیسویں صدی کے آغاز میں امریکیوں کی زندگی پر کافی اثر ڈالا۔ 1920 کی دہائی میں عمومی اصلاحات کے لئے کوششیں تو ماند پڑ گئیں البتہ جدت پسندی کا فلسفہ پروان چڑھتا رہا۔ حالانکہ اس میں کوئی مرکزی عقیدہ نہیں تھا جدت پسند اساتذہ کا البتہ زور اس بات پر تھا کہ تمام تر تعلیم کا اہتمام طالبعلم کی دلچسپیوں اور ضرورتوں کے مطابق کیا جائے۔ تعلیم کے حوالے سے اصول بیان کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ۔

"ہمارا ماننا ہے کہ تعلیمی پروگرام کا مقصد تیزی سے نشوونما پاتے بچوں کی ضروریات کو پورا کرنا ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ بچپن صرف بچپن کے لئے ہی ہے اسے بالغ زندگی کی تیاری کا دور نہیں بنایا جانا چاہئے۔ اس لئے سکولوں کو ان سوالوں کے ضرور جواب دینے چاہئیں کہ: جسمانی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے مختلف عمر کے بچوں کی کیا ضرورتیں ہیں؟ ذہانت کو کامل شکل دینے کیلئے کیا کچھ درکار ہے؟ بچہ کو خود شناس اور مخلص بنانے کے لئے کیا کرنا ہوگا؟"

ان کا مزید کہنا ہے کہ "ان سوالوں کا جواب صرف ابتدائی ضروریات تک محدود نہیں بلکہ اس کی وسعت

نصاب تک پھیلی ہوئی ہے، جیسے ہی ہم بچے کی فطرت اور ضرورتوں کے بارے میں آگاہ ہوتے ہیں ہمیں اس کے مطابق نصاب میں تبدیلیاں کرنا پڑتی ہیں تاکہ بچے کی تمام ضرورتوں کا احاطہ کیا جا سکے۔"

بچپن بذات خود زندگی کا انتہائی خوبصورت دور ہے۔ اس لئے بچوں کو یہ عمر آزادی کے ساتھ اور بھرپور انداز میں گزارنے کا موقع دیا جانا چاہئے۔ اس لئے ہم سکولوں کا ماحول خوشگوار بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جہاں بچوں کی دلچسپی کا بھرپور سامان کیا گیا ہو۔ چونکہ ہم چاہتے ہیں کہ سکول بچوں کی دلپسند جگہ بن جائے اس لئے ہم کمرہ جماعت کو مختلف رنگوں سے رنگ کر اور رنگین پوسٹرز آویزاں کر کے بچوں کی توجہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

2- جدت پسندی کے بنیادی اصول

(Basic Principles of Progressivism)

قطعی حقیقت کوئی بھی نہیں ہے (There is no Ultimate Reality)

جدت پسندوں (Progressivism) کے نزدیک قطعی حقیقت کچھ نہیں ہوتی، جب افراد ماحول کے ساتھ کوئی معاملہ کرتے ہیں تو حقیقت تشکیل ہو جاتی ہے اور وہ کئی روپ اختیار کرتی ہے۔ ان کے مطابق تجربہ ہی حقیقت کی بنیاد ہے اور تجربات کا سیر نو کا عمل جاری رہتا ہے۔

جدت پسندوں کے مطابق کسی ماورائی آفاقی مقصد کا بھی کوئی وجود نہیں ہے۔ ہر فرد اور معاشرہ اپنے مقاصد کا تعین خود ہی کرتا ہے۔

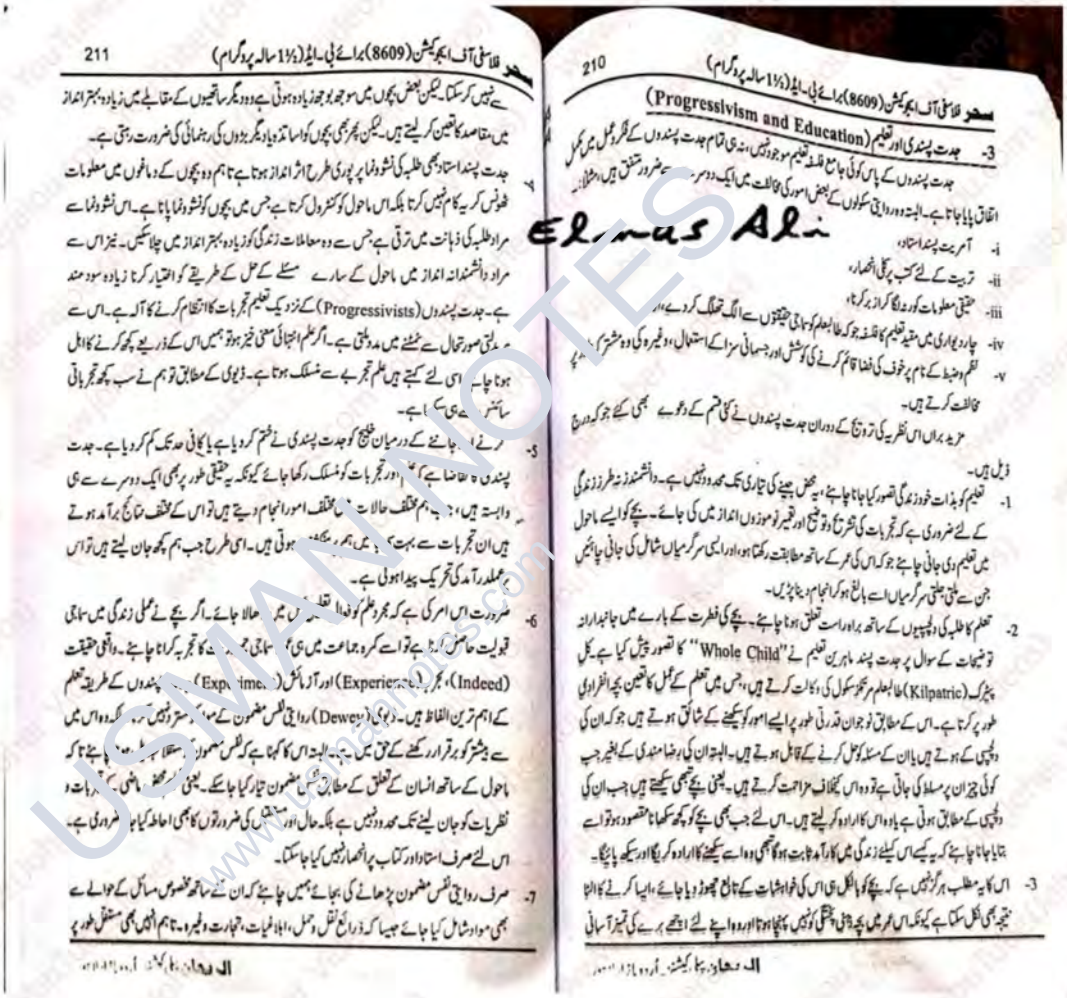
ii- تجربہ ہی حقیقی ہے (Experimental Knowledge is Real)

جدت پسند تجربات کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ طلبہ کو تجربات کے مواقع فراہم کرنے کی تلقین کرتے ہیں، تجربات اور کھیل کود کے مواقع سے حاصل ہونے والا علم زیادہ دیرپا ثابت ہوتا ہے۔

iii- اقدار حتمی اور خالص نہیں ہوتیں (Values are not Absolute)

جدت پسند چونکہ کسی بھی شے کو حتمی اور مکمل تصور نہیں کرتے اس سے اقدار بھی ان کے نزدیک غیر حتمی اور نامکمل ہیں، ان کا ماننا ہے کہ مختلف لوگوں کی مختلف اقدار ہوتی ہیں، جو کہ وقت اور حالات کے ساتھ تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔ ان کے مطابق صرف وہی اقدار حقیقی ہیں جو کہ لوگوں کی ضرورتوں اور مثالیوں پر پوری اترتی ہیں۔

USMAN NOTES www.usmannotes.com



سطر فلاسفی آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام) 210

(Progressivism and Education) جدت پسندی اور تعلیم -3

جدت پسندوں کے پاس کوئی جامع فلسفہ تعلیم موجود نہیں، نہ ہی تمام جدت پسندوں کے فکر و عمل میں مکمل اتفاق پایا جاتا ہے۔ البتہ وہ روایتی سکولوں کے بعض امور کی مخالفت میں ایک دوسرے سے ضرور متفق ہیں، مثلاً:

Elmas Ali

i- آمریت پسند استاد،
ii- تربیت کے لئے کتب پر کلی انحصار،
iii- حقیقی معلومات کو رٹے لگا کر ازبر کرنا،
iv- چار دیواری میں مقید تعلیم کا فلسفہ جو کہ عالم بعلم کہا جانے والی حقیقتوں سے الگ تھلگ کر دے، اور
v- نظم و ضبط کے نام پر خوف کی فضا قائم کرنے کی کوشش اور جسمانی سزا کے استعمال وغیرہ کی وہ مشترکہ [illegible] پر مخالفت کرتے ہیں۔

مزید برآں اس نظریہ کی ترویج کے دوران جدت پسندوں نے کئی قسم کے دعوے بھی کئے جو کہ درج ذیل ہیں۔

1- تعلیم کو بذات خود زندگی تصور کیا جانا چاہئے، یہ محض جینے کی تیاری تک محدود نہیں ہے۔ دانشمندانہ طرز زندگی کے لئے ضروری ہے کہ تجربات کی تشریح و توضیح اور تعمیر نو موزوں انداز میں کی جائے۔ بچے کو ایسے ماحول میں تعلیم دی جانی چاہئے جو کہ اس کی عمر کے ساتھ مطابقت رکھتا ہو، اور ایسی سرگرمیاں شامل کی جانی چاہئیں جن سے ملتی جلتی سرگرمیاں اسے بالغ ہو کر انجام دینا پڑیں۔

2- تعلم کا طلبہ کی دلچسپیوں کے ساتھ براہ راست تعلق ہونا چاہئے۔ بچے کی فطرت کے بارے میں جانبدارانہ توضیحات کے سوال پر جدت پسند ماہرین تعلیم نے "Whole Child" کا تصور پیش کیا ہے۔ کلپیٹرک (Kilpatric) عالم بعلم مرتجو سکول کی وکالت کرتے ہیں، جس میں تعلم کے عمل کا تعین بچہ انفرادی طور پر کرتا ہے۔ اس کے مطابق نوجوان قدرتی طور پر ایسے امور کو سیکھنے کے شائق ہوتے ہیں جو کہ ان کی دلچسپی کے ہوتے ہیں یا ان کے مسئلہ کو حل کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ البتہ ان کی رضامندی کے بغیر جب کوئی چیز ان پر مسلط کی جاتی ہے تو وہ اس کی خلاف مزاحمت کرتے ہیں۔ یعنی بچے تبھی سیکھتے ہیں جب ان کی دلچسپی کے مطابق ہوتی ہے یا وہ اس کا ارادہ کر لیتے ہیں۔ اس لئے جب بھی بچے کو کچھ سکھانا مقصود ہو تو اسے بتایا جانا چاہئے کہ یہ کیسے اس کیلئے زندگی میں کارآمد ثابت ہوگا تبھی وہ اسے سیکھنے کا ارادہ کریگا اور سیکھ پائیگا۔

3- اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ بچے کو بالکل ہی اس کی خواہشات کے تابع چھوڑ دیا جائے، ایسا کرنے کا الٹا نتیجہ بھی نکل سکتا ہے کیونکہ اس عمر میں بچہ ذہنی پختگی کو نہیں پہنچا ہوتا اور وہ اپنے لئے اچھے برے کی تمیز آسانی

الہ دعاد پبلی کیشنز، اردو بازار

سطر فلاسفی آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام) 211

سے نہیں کر سکتا۔ لیکن بعض بچوں میں موجود بوجھ زیادہ ہوتی ہے دوسرے ساتھیوں کے مقابلے میں زیادہ بہتر انداز میں مقاصد کا تعین کر لیتے ہیں۔ لیکن پھر بھی بچوں کو اساتذہ زیادہ تر بڑوں کی رہنمائی کی ضرورت رہتی ہے۔

4- جدت پسند استاد بھی طلبہ کی نشوونما پر پوری طرح اثر انداز ہوتا ہے تاہم وہ بچوں کے دماغوں میں معلومات ٹھونس کر یہ کام نہیں کرتا بلکہ اس ماحول کو کنٹرول کرتا ہے جس میں بچوں کو نشوونما پانا ہے۔ اس نشوونما سے مراد طلبہ کی ذہانت میں ترقی ہے جس سے وہ معاملات زندگی کو زیادہ بہتر انداز میں چلا سکیں۔ نیز اس سے مراد دانشمندانہ انداز میں ماحول کے سارے مسئلے کے حل کے طریقے کو اختیار کرنا زیادہ سود مند ہے۔ جدت پسندوں (Progressivists) کے نزدیک تعلیم تجربات کا انتظام کرنے کا آلہ ہے۔ اس سے [illegible] بدلتی صورتحال سے نمٹنے میں مدد ملتی ہے۔ اگر علم انتہائی معنی خیز ہو تو ہمیں اس کے ذریعے کچھ کرنے کا اہل ہونا چاہئے۔ اسی لئے کہتے ہیں علم تجربے سے منسلک ہوتا ہے۔ ڈیوی کے مطابق تو ہم نے سب کچھ تجرباتی سائنس سے ہی سیکھا ہے۔

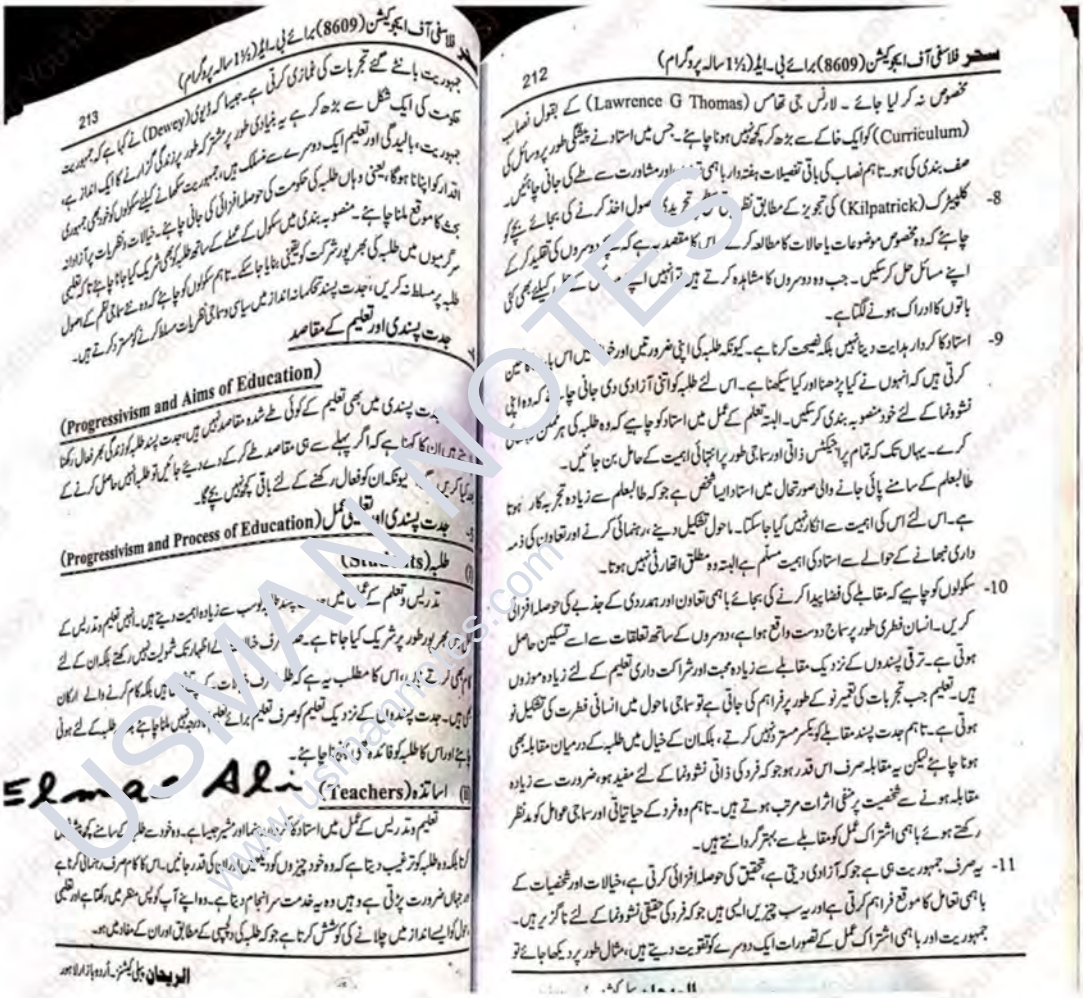
5- [illegible] جانے کے درمیان خلیج کو جدت پسندی نے ختم کر دیا ہے یا کافی حد تک کم کر دیا ہے۔ جدت پسندی کا تقاضا ہے کہ [illegible] اور تجربات کو منسلک رکھا جائے کیونکہ یہ حقیقی طور پر بھی ایک دوسرے سے ہی وابستہ ہیں، [illegible] ہم مختلف حالات میں مختلف امور انجام دیتے ہیں تو اس کے مختلف نتائج برآمد ہوتے ہیں ان تجربات سے بہت کچھ [illegible] ہوتی ہیں۔ اسی طرح جب ہم کچھ جان لیتے ہیں تو اس پر عملدرآمد کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔

6- ضرورت اس امر کی ہے کہ مجرد علم کو فوقیت [illegible] حاصل ہوئے تو اسے کمرہ جماعت میں ہی [illegible] کا تجربہ کرانا چاہئے۔ واقعی حقیقت (Indeed)، تجربہ (Experience) اور آزمائش (Experiment) جدت پسندوں کے طریقہ تعلم کے اہم ترین الفاظ ہیں۔ ڈیوی (Dewey) روایتی نفس مضمون کے معیار کو مسترد نہیں کرتا وہ اس میں سے بیشتر کو برقرار رکھنے کے حق میں ہے۔ البتہ اس کا کہنا ہے کہ نفس مضمون [illegible] ہونا چاہئے تاکہ ماحول کے ساتھ انسان کے تعلق کے مطالعہ میں مضمون تیار کیا جا سکے۔ یعنی [illegible] نظریات و نظریات کو جان لینے تک محدود نہیں ہے بلکہ حال اور مستقبل کی ضرورتوں کا بھی احاطہ کیا جائے ضروری ہے۔ اس لئے صرف استاد اور کتاب پر انحصار نہیں کیا جا سکتا۔

7- صرف روایتی نفس مضمون پڑھانے کی بجائے ہمیں چاہئے کہ ان کے ساتھ مخصوص مسائل کے حوالے سے بھی مواد شامل کیا جائے جیسا کہ ذرائع نقل و حمل، ابلاغیات، تجارت وغیرہ۔ تاہم انہیں بھی مستقل طور پر

[illegible]

USMAN NOTES www.usmannotes.com



USMAN NOTES
www.usmannotes.com



سطر فلاسفی آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام) 214

(iii) جدت پسندی اور نصاب (Progressivism and Curriculum)

جدت پسندی (Progressivism) کے تحت تیار کیا جانے والا نصاب "طالبعلم مرکوز" ہے، جدت پسند (Progressivism) عام طور پر طلبہ کو مضامین پڑھانے کے لئے نصاب کے استعمال کو پسند نہیں کرتے بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ نصاب بچوں کی طرف سے سامنے آئے۔ ان کے خیال میں نصاب کی مختلف اشکال اختیار کی جانی چاہئیں۔ مثلاً مسئلے کے حل کا طریقہ، مطالعاتی [illegible]، تخلیقی فنکارانہ [illegible]، اور پروجیکٹس وغیرہ کے طریقے شامل کئے جاسکتے ہیں۔

(iv) طریقہ ہائے تدریس (Methods of Teaching)

جدت پسند تدریس کے نئے سے نئے طریقے استعمال کرنے کے خواہشمند ہوتے ہیں، ان [illegible] مسئلے کے حل کا طریقہ اور تجرباتی طریقہ سب سے زیادہ پسند کیا جاتا ہے۔ ان کے خیال میں مسائل کے بارے میں سوچنے اور اپنی فکر کو امتحان میں تحریر کر دینا کافی نہیں، اچھی بات یہ ہے کہ طلبہ خود مسئلے کو ہینڈل کریں اور عملی طور پر انہیں حل کر کے اپنا لوہا منوائیں۔ یہی وجہ ہے کہ جدت پسندی میں مواد مسائل اور سوالات کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے جنہیں طلبہ مختلف طریقوں مثلاً تجرباتی، مباحثی اور پروجیکٹ وغیرہ کے طریقے اختیار کرتے ہوئے حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جدت پسندی میں مباحثی طریقہ تدریس، تجرباتی طریقہ تدریس، مسئلہ حل کرنے کا طریقہ، اور پروجیکٹ بیحد زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔

Elmas☆Ali

سوال 3- فلسفہ لازمیت (Essentialisms) کے بنیادی قوانین لکھیں نیز اس فلسفہ کی روشنی میں تعلیمی عمل کے مقاصد کی وضاحت کریں۔

جواب:1- فلسفہ لازمیت یا لزومیت (Essentialism)

لزومیت (Essentialism) ایک تعلیمی نظریہ ہے۔ بطور اصطلاح اس کا مطلب وہ خیالات اور مہارتیں ہیں جو کہ کسی ثقافت کی بنیاد ہوں اور تمام افراد کو یکساں طور پر سکھائی جائیں۔

لزومیت (Essentialism) تعلیم کا ایک قدامت پسند نظریہ ہے جو کہ ترقی پسند تعلیم کے ردعمل میں ابھر کر سامنے آیا، اس کی جڑیں مثالیت پسندی (Idealism) اور حقیقت پسندی (Realism) دونوں میں پیوست ہیں۔ لزومیت (Essentilism) فلسفہ بنیادی طور پر استاد کے اختیار اور نصاب کے نفس مضمون کی قدر پر زور دیتا ہے۔ فلسفہ لزومیت کے سکالرز کے مطابق تعلیم میں بنیادی مہارتوں، فنون لطیفہ، سائنسز کا سیکھنا شامل ہے۔ لکھنے، پڑھنے اور ریاضی وغیرہ وہ بنیادی مہارتیں ہیں جو کہ ایلیمنٹری سکول کے نصاب میں شامل کی جانی

USMAN NOTES www.usmannotes.com



سطر فلاسفی آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام) 216

کے روایتی طور پر یقین کی فضا سے متاثر نہ ہو جائے۔ لبرومیت پسند (Essentialist) شاذو نادر ہی اپنے دلائل کے حوالے سے آزمائشی ہوتا ہے۔ کوئی بھی اسے یہ کہتے ہوئے نہیں سنے گا کہ مسئلے کو دیکھنے کے مختلف انداز ہو سکتے ہیں یا اہم سوالات کے ایک سے زیادہ جوابات بھی ممکن ہیں۔ یقین کی یہ فضا قدامت پرستوں میں عام طور پر غرور اور تکبر پیدا کرتی ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ کیا شے ہے جو کہ قدامت پرست [illegible] کرتی ہے کہ صرف وہی ٹھیک ہے۔ واضح رہے کہ تعلیم کے حوالے سے قدامت پرستوں کی سوچ یہ ہے کہ لازم [illegible] کا مرکز [illegible] سکول میں داخل ہونے والے ہر بچے کو سکھایا جانا چاہئے۔ دوسری جانب تعلیم کو بالغ فرد کی [illegible] زندگی کے [illegible] تیاری کا نام [illegible] جاتا ہے۔ جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ لبرومیت پسند (Essentialist) اس تیاری کے لئے لازمی [illegible] نالوں اور ضرورتوں سے پوری طرح واقف ہیں۔ مزید براں لبرومیت پسند (Essentialist) یہ بھی یقین رکھتا ہے کہ درحقیقت مستقل نوعیت کا ہے یہی وجہ ہے کہ بچپن میں سکھائے گئے حقائق بلوغت میں پہنچ کر فرد کے کام آتے ہیں۔

جب کوئی تعلیمی مفکر اس انداز میں بات کرتا ہے تو وہ تعلیمی نظریے سے بڑھ کر سوچ رہا ہوتا ہے۔ نصاب اور سکولنگ کے عمل کے حوالے سے اس کے بیانات پر شک بھی کیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ ہمارے علم کی بنیاد بعض آفاقی سچائیوں پر قائم ہوتی ہے۔ یہی کام قدامت پرست بھی کرتا ہے۔ بعض قطعی حقیقتیں اسے یقین دلاتی ہیں کہ اس کے کئے گئے فیصلے درست ثابت ہوں گے۔ اس طرح سچائیوں کے لئے قابل اعتبار معیارات سامنے آتے ہیں۔ اگر قدامت پرست علم کے ایسے تصور کے بارے میں مضبوط مقدمہ پیش کر دیتا ہے تو ہم اسے قبول کرنے پر مجبور ہیں۔ البتہ اس کا مقدمہ کمزور ہے تو ہمیں اس معاملے کا زیادہ گہرائی سے جائزہ لینا پڑے گا۔

(ii) اقدار پر یقین (Certainty in Values)

قدامت پرستی کے معاملے میں اقدار کے بارے میں سوال دوسرا اہم ترین عنصر ہے۔ تعلیمی قدامت پرستوں کے نزدیک سکولوں کا اہم ترین کام روایتی اقدار کو نوجوانوں تک منتقل کرنا ہے۔ قدامت پرستوں کو یقین ہے کہ اقدار مجسم حیثیت رکھتی ہیں، جن کی حفاظت اور اگلی نسل تک منتقلی کے حوالے سے سکول اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ کسی کو قدامت پرستوں کے لٹریچر میں یہ تلاش کرنے کے لئے زیادہ محنت نہیں کرنا پڑتی کہ اقدار مستقل نوعیت کی ہوتی ہیں یہ وقت اور حالات کے ساتھ تبدیل نہیں ہوتیں، اور یہ اپنی اہمیت کی وجہ سے قطعی اور حتمی ہوتی ہیں۔

اس نقطہ نظر کو قدامت پرست جس یقین کے ساتھ پیش کرتا ہے اس سے خیال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کا کسی ایسے اصول پر یقین ہے جو کہ اس کے تصور کو قابل قدر معیارات، اور قابل قدر فیصلے کے اوصاف فراہم کرتا ہے۔ یا پھر کم از کم یقین کی مخفی خوبی عطا کرتا ہے۔ ایسا اصول یقیناً "Relativism" کی مختلف اقسام کو خارج کر

سطر فلاسفی آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام) 217

"Relativism" وہ عقیدہ ہے جس کے مطابق سچائی اور علمی کا پیمانہ صرف دوسری اشیاء کے ساتھ [illegible] ہے، یعنی کوئی بھی شے ہر حال میں درست اور صحیح نہیں ہو سکتی۔ یوں قدامت پرستوں کے اقدار پر یقین کے اصول کی وجہ سے ثقافتی تبدیلیوں کے ساتھ اقدار کی تبدیلی کا امکان کم ہو جائے گا۔ اور دیئے گئے حالات کا اطلاق صرف مخصوص ثقافت پر ہوگا۔ قدامت پرستوں کی تحریروں میں ہمیں ایسے حوالے ملتے ہیں جو کہ اقدار سے متعلق مسائل کا معتبر جواب دے سکتے ہیں۔ اگر ایسا نہ بھی ہو تو ہم دیکھ سکتے ہیں کہ قدامت پرست اقدار کی منتقلی کے تصور کے حوالے سے مضبوط خواہش رکھتے ہیں۔ شاید قدامت پرست کے لئے یہ سمجھنا مشکل ہے کہ جب سچ آشکار ہو تو کیوں نہ اسے آگے منتقل کیا جائے۔

یہاں ہم پھر کہیں گے کہ اگر قدامت پرست غیر متغیر اقدار سے متعلق اپنا مقدمہ مضبوط انداز میں پیش [illegible] تو ان کا موقف تعلیم کے اخلاقی پہلو کے حوالے سے قوی رہے گا لیکن اگر مقدمہ اس انداز میں پیش نہ کیا جائے تو عقیدہ اسی انداز میں متاثر ہوگا۔

Elmas Ali

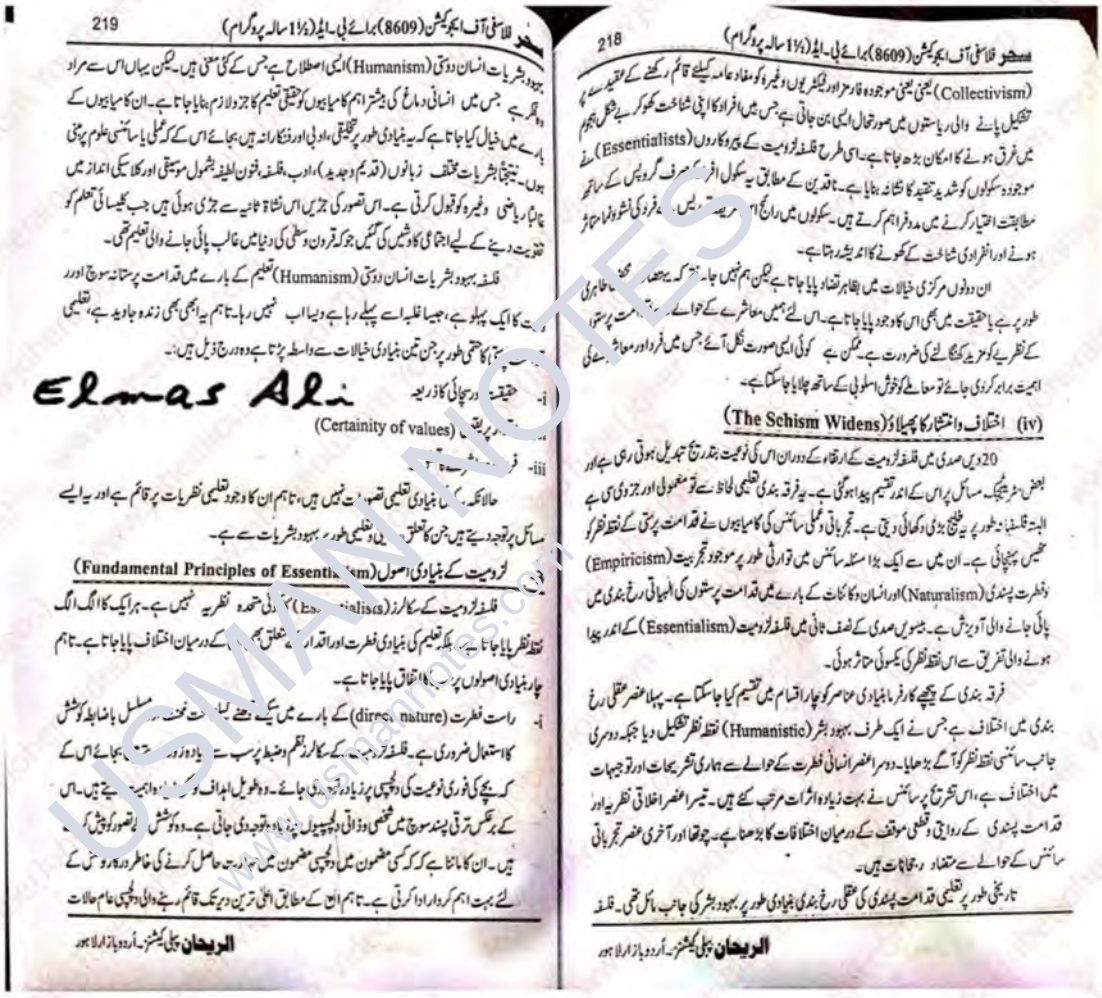
(The Individual and Society) [illegible] معاشرہ

قدامت پرستی (Conservatism) کے لئے تیسری فلسفیانہ ضرورت یا شرط جو [illegible] کار ہے وہ باقی [illegible] سے مختلف ہے۔ اس میں فرد اور معاشرے کے تعلق کے دو بنیادی مسئلے زیر غور لایا جاتا ہے۔ یہ سوال قدامت پرستوں کے نزدیک [illegible] زیادہ اہم ہے کیونکہ ان کے عقیدے کے مطابق تنگ نظری دو اقسام پائی جاتی ہیں جو کہ بعض اوقات ایک دوسرے سے [illegible] واقع ہوتی ہیں۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ قدامت پرست ہمیشہ [illegible] معاشرے میں رائج طور طریقوں [illegible] پر زور دیتے ہیں ان کا اصرار ہوتا ہے کہ معاشرہ بہت آہستہ آہستہ اور بتدریج تبدیلی لائی جائے۔ اس نقطہ نظر سے قدامت پرست چاہتے ہیں کہ فرد معاشرتی نظم اور [illegible] کاروں کا تابع فرماں رہے۔ وہ [illegible] کرنے والوں کی سخت مخالفت کرتے ہیں۔

جب ہم قدامت پرستی کے اس مرکزی خیال پر غور کرتے ہیں [illegible] نقطے یقین کرنے کی زیادہ ضرورت ہو سکتی ہے کیونکہ معاشرہ زیادہ اہم ہے بلکہ فرد کو کسی اجنبی اور مطالبے کے بغیر اس کے ساتھ مطابقت اختیار کرنے کی کوشش کرنا چاہئے۔

قدامت پرست عقیدہ میں ایک اور بھی مرکزی خیال اہمیت کا حامل ہے، اس کے مطابق فرد کے کمال اور خود شناسی کا خصوصی خیال رکھا جانا چاہئے۔ نئے دور کے قدامت پسندوں نے اس پہلو پر زیادہ توجہ دی ہے۔ جمہور کی مخالفت کے حق میں دلیل اس موقف کے تحت پیش کی گئی ہے کہ جدید اجتماعیت

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com



(Collectivism) یعنی موجودہ فارمز اور فیکٹریوں وغیرہ کو مفاد عامہ کیلئے قائم رکھنے کے عقیدے پر تشکیل پانے والی ریاستوں میں صورتحال ایسی بن جاتی ہے جس میں افراد کا اپنی شناخت کھو کر بے شکل ہجوم میں غرق ہونے کا امکان بڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح فلسفہ نوڈیت کے پیروکاروں (Essentialists) نے موجودہ سکولوں کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ ناقدین کے مطابق یہ سکول افراد پر صرف گروپس کے ساتھ مطابقت اختیار کرنے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ سکولوں میں رائج [illegible] فردی کی نشوونما متاثر ہونے اور انفرادی شناخت کے کھونے کا اندیشہ رہتا ہے۔

ان دونوں مرکزی خیالات میں بظاہر تضاد پایا جاتا ہے لیکن ہم نہیں جانتے کہ یہ تضاد [illegible] ظاہری طور پر ہے یا حقیقت میں بھی اس کا وجود پایا جاتا ہے۔ اس لئے ہمیں معاشرے کے حوالے سے [illegible] امت پرستی کے نظریے کو مزید کھنگالنے کی ضرورت ہے۔ ممکن ہے کوئی ایسی صورت نکل آئے جس میں فرد اور معاشرے کی اہمیت برابر کر دی جائے تو معاملے کو خوش اسلوبی کے ساتھ چلایا جا سکتا ہے۔

(iv) اختلاف و انتشار کا پھیلاؤ (The Schism Widens)

20 ویں صدی میں فلسفہ نوڈیت کے ارتقاء کے دوران اس کی نوعیت بتدریج تبدیل ہوتی رہی ہے اور بعض مثبت پہلو سامنے آئے ہیں۔ مسائل پر اس کے اندر تقسیم پیدا ہو گئی ہے۔ یہ فرقہ بندی تعلیمی لحاظ سے تو مفعول اور جزوی ہی ہے البتہ فلسفیانہ سطح پر یہ خلیج بڑی دکھائی دیتی ہے۔ تجرباتی و عملی سائنس کی کامیابیوں نے قدامت پرستی کے نقطہ نظر کو شدید چیلنج کیا ہے۔ ان میں سے ایک بڑا مسئلہ سائنس میں تواتر کی طور پر موجود تجربیت (Empiricism) و فطرت پسندی (Naturalism) اور انسان و کائنات کے بارے میں قدامت پرستوں کی الہیاتی رخ بندی میں پائی جانے والی آویزش ہے۔ بیسویں صدی کے نصف بانی میں فلسفہ نوڈیت (Essentialism) کے اندر پیدا ہونے والی تفریق سے اس نقطہ نظر کی یکسوئی متاثر ہوئی۔

فرقہ بندی کے پیچھے کارفرما بنیادی عناصر کو چار اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا عنصر عقلی رخ بندی میں اختلاف ہے جس نے ایک طرف بہبود بشر (Humanistic) نقطہ نظر تشکیل دیا جبکہ دوسری جانب سائنسی نقطہ نظر کو آگے بڑھایا۔ دوسرا عنصر انسانی فطرت کے حوالے سے ہماری تشریحات اور توجیہات میں اختلاف ہے، اس تشریح پر سائنس نے بہت زیادہ اثرات مرتب کئے ہیں۔ تیسرا عنصر اخلاقی نظریہ اور قدامت پسندی کے روایتی و قطعی موقف کے درمیان اختلافات کا بڑھنا ہے۔ چوتھا اور آخری عنصر تجرباتی سائنس کے حوالے سے متضاد رجحانات ہیں۔

تاریخی طور پر تعلیمی قدامت پسندی کی عقلی رخ بندی بنیادی طور پر بہبود بشر کی جانب مائل تھی۔ فلسفہ

بہبود بشریات انسان دوستی (Humanism) ایسی اصطلاح ہے جس کے کئی معنی ہیں۔ لیکن یہاں اس سے مراد وہ نظریہ ہے جس میں انسانی دماغ کی بیشتر اہم کامیابیوں کو حقیقی تعلیم کا جزو لازم بنایا جاتا ہے۔ ان کامیابیوں کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ یہ بنیادی طور پر تخلیقی، ادبی اور فنکارانہ ہیں بجائے اس کے کہ عملی یا سائنسی علوم پر مبنی ہوں۔ نتیجتاً بشریات مختلف زبانوں (قدیم و جدید)، ادب، فلسفہ، فنون لطیفہ بشمول موسیقی اور کلاسیکی انداز میں جانبداریا [illegible] وغیرہ کو قبول کرتی ہے۔ اس تصور کی جڑیں اس نشاۃ ثانیہ سے جڑی ہوئی ہیں جب کلیسائی تعلیم کو تقویت دینے کے لیے اجتماعی کاوشیں کی گئیں جو کہ قرون وسطیٰ کی دنیا میں غالب پائی جانے والی تعلیم تھی۔

فلسفہ بہبود بشریات انسان دوستی (Humanism) تعلیم کے بارے میں قدامت پرستانہ سوچ اور [illegible] کا ایک پہلو ہے، جیسا غلبہ اسے پہلے رہا ہے ویسا اب نہیں رہا۔ تاہم یہ ابھی بھی زندہ جاوید ہے، تعلیمی [illegible] ہے کا حتمی طور پر جن تین بنیادی خیالات سے واسطہ پڑتا ہے وہ درج ذیل ہیں:۔

Elmas Ali

i- [illegible] حقیقت [illegible] درستگی کا ذریعہ

(Certainity of values)

iii- [illegible]

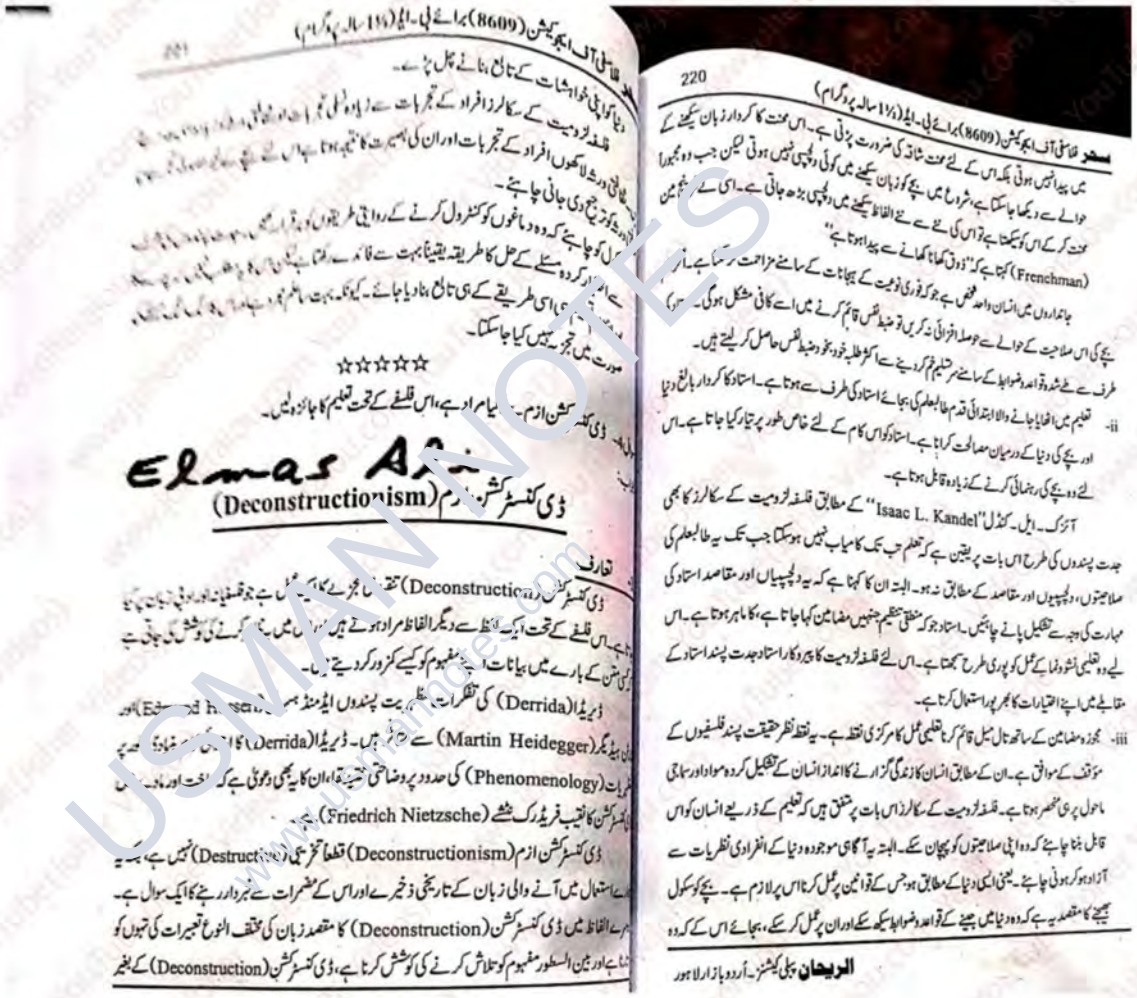
حالانکہ [illegible] بنیادی تعلیمی تصورات نہیں ہیں، تاہم ان کا وجود تعلیمی نظریات پر قائم ہے اور یہ ایسے مسائل پر توجہ دیتے ہیں جن کا تعلق [illegible] تعلیمی طور پر بہبود بشریات سے ہے۔

نوڈیت کے بنیادی اصول (Fundamental Principles of Essentialism)

فلسفہ نوڈیت کے سکالرز (Essentialists) کوئی متحدہ نظریہ نہیں ہے۔ ہر ایک کا الگ الگ نقطہ نظر پایا جاتا ہے بلکہ تعلیم کی بنیادی فطرت اور اقدار کے تعلق [illegible] کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ تاہم چار بنیادی اصولوں پر [illegible] اتفاق پایا جاتا ہے۔

i- راست فطرت (direct nature) کے بارے میں سیکھنے کیلئے [illegible] مسلسل باضابطہ کوشش کا استعمال ضروری ہے۔ فلسفہ نوڈیت کے سکالرز نظم و ضبط پر سب سے [illegible] زور [illegible] بجائے اس کے کہ بچے کی فوری توجہ کی دلچسپی پر زیادہ توجہ دی جائے۔ وہ طویل المیعاد [illegible] اہمیت دیتے ہیں۔ اس کے برعکس ترقی پسند سوچ میں شخصی و ذاتی دلچسپیوں پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ وہ کوشش کو تصور پیش کرتے ہیں۔ ان کا ماننا ہے کہ کسی مضمون میں دلچسپی مضمون میں مہارت حاصل کرنے کی خاطر درکار کوشش کے لئے بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ تاہم اس کے مطابق اعلیٰ ترین دیرینہ قائم رہنے والی دلچسپی عام حالات

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com



سطر فلاسفی آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (۱½ سالہ پروگرام) 220

میں پیدا نہیں ہوتی بلکہ اس کے لئے عمر شاذ کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس عمر کا کردار زبان سیکھنے کے حوالے سے دیکھا جاسکتا ہے، شروع میں بچے کو زبان سیکھنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہوتی لیکن جب وہ مجبوراً عمر کر کے اس کو سیکھتا ہے تو اس کی نئے سے نئے الفاظ سیکھنے میں دلچسپی بڑھ جاتی ہے۔ اسی لئے فرنچمین (Frenchman) کہتا ہے کہ "ذوق کھانا کھانے سے پیدا ہوتا ہے"

جانداروں میں انسان واحد شخص ہے جو کو فوری نوعیت کے ہیجانات کے سامنے مزاحمت کر سکتا ہے۔ اس بچے کی اس صلاحیت کے حوالے سے حوصلہ افزائی نہ کریں تو ضبط نفس قائم کرنے میں اسے کافی مشکل ہوگی۔ اس طرف سے طے شدہ قواعد وضوابط کے سامنے سر تسلیم خم کر دینے سے اکثر طلبہ خود بخود ضبط نفس حاصل کر لیتے ہیں۔

ii- تعلیم میں اٹھایا جانے والا ابتدائی قدم طالبعلم کی بجائے استاد کی طرف سے ہوتا ہے۔ استاد کا کردار بالغ دنیا اور بچے کی دنیا کے درمیان مصالحت کرانا ہے۔ استاد کو اس کام کے لئے خاص طور پر تیار کیا جاتا ہے۔ اس لئے وہ بچے کی رہنمائی کرنے کے زیادہ قابل ہوتا ہے۔

آئزک۔ ایل۔ کنڈل "Isaac L. Kandel" کے مطابق فلسفہ فردیت کے سکالرز کا بھی جدت پسندوں کی طرح اس بات پر یقین ہے کہ تعلم تب تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک یہ طالبعلم کی صلاحیتوں، دلچسپیوں اور مقاصد کے مطابق نہ ہو۔ البتہ ان کا کہنا ہے کہ یہ دلچسپیاں اور مقاصد استاد کی مہارت کی وجہ سے تشکیل پانے چاہئیں۔ استاد جو کہ منظم تنظیم جنہیں مضامین کہا جاتا ہے، کا ماہر ہوتا ہے۔ اس لیے وہ تعلیمی نشوونما کے عمل کو پوری طرح سمجھتا ہے۔ اس لئے فلسفہ فردیت کا پیروکار استاد جدت پسند استاد کے مقابلے میں اپنے اختیارات کا بھرپور استعمال کرتا ہے۔

iii- مجرد مضامین کے ساتھ تال میل قائم کرنا تعلیمی عمل کا مرکزی نقطہ ہے۔ یہ نقطہ نظر حقیقت پسند فلسفیوں کے موافق ہے۔ ان کے مطابق انسان کا زندگی گزارنے کا انداز انسان کے تشکیل کردہ مواد اور سماجی ماحول پر ہی منحصر ہوتا ہے۔ فلسفہ فردیت کے سکالرز اس بات پر متفق ہیں کہ تعلیم کے ذریعے انسان کو اس قابل بنا جائے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو پہچان سکے۔ البتہ یہ آگاہی موجودہ دنیا کے انفرادی نظریات سے آزاد ہو کر ہونی چاہئے۔ یعنی ایسی دنیا کے مطابق ہو جس کے قوانین پر عمل کرنا اس پر لازم ہے۔ بچے کو سکول بھیجنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ دنیا میں جینے کے قواعد وضوابط سیکھ سکے اور ان پر عمل کر سکے، بجائے اس کے کہ وہ

الریحان پبلی کیشنز۔ اُردو بازار لاہور

فلاسفی آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (۱½ سالہ پروگرام)

دنیا کو اپنی خواہشات کے تابع بنانے چل پڑے۔

فلسفہ فردیت کے سکالرز افراد کے تجربات سے زیادہ [illegible] افراد کے تجربات اور ان کی اہمیت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ [illegible]

[illegible] کو ترجیح دی جانی چاہئے۔

[illegible] کو چاہئے کہ وہ دماغوں کو کنٹرول کرنے کے روایتی طریقوں [illegible] سے [illegible] کردہ مسئلے کے حل کا طریقہ یقیناً بہت سے فائدے [illegible] اسی طریقے کے ہی تابع بنا دیا جائے۔ کیونکہ [illegible] صورت میں تجربہ نہیں کیا جا سکتا۔

☆☆☆☆☆

ڈی کنسٹرکشن ازم۔ [illegible] سیاسی مراد ہے، اس فلسفے کے تحت تعلیم کا جائزہ لیں۔

Elmas A[illegible]

ڈی کنسٹرکشن ازم (Deconstructionism)

تعارف

ڈی کنسٹرکشن (Deconstruction) تنقید [illegible] کا ایک عمل ہے جو فلسفیانہ [illegible] ہوتی ہے [illegible] اس فلسفے کے تحت ایک لفظ سے دیگر الفاظ مراد ہوتے ہیں [illegible] کرنے کی کوشش کی جاتی ہے [illegible] متن کے بارے میں بیانات [illegible] مفہوم کو کیسے کمزور کر دیتے ہیں۔

ژیریڈا (Derrida) کی تنقیدات [illegible] پسندوں ایڈمنڈ ہسرل (Edmund Husserl) [illegible] ہیڈیگر (Martin Heidegger) سے [illegible] ہیں۔ ژیریڈا (Derrida) کا [illegible] پر [illegible] (Phenomenology) کی حدود پر وضاحتی تنقید تھا، ان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ [illegible] اور [illegible] ڈی کنسٹرکشن کا نقیب فریڈرک نٹشے (Friedrich Nietzsche) ہے۔

ڈی کنسٹرکشن ازم (Deconstructionism) قطعاً تخریبی (Destructive) نہیں ہے، بلکہ [illegible] استعمال میں آنے والی زبان کے تاریخی ذخیرے اور اس کے مضمرات سے خبردار رہنے کا ایک سوال ہے۔ ہر الفاظ میں ڈی کنسٹرکشن (Deconstruction) کا مقصد زبان کی مختلف النوع تعبیرات کی تہوں کو [illegible] اور بین السطور مفہوم کو تلاش کرنے کی کوشش کرنا ہے، ڈی کنسٹرکشن (Deconstruction) کے بغیر



222

سحر فلاسفی آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام)

ہم فکر و خیال کی نئی راہ تلاش نہیں کر سکتے۔

امریکہ کی اعلیٰ تعلیم کے شعبہ انگریزی میں ڈی کنسٹرکشن (Deconstruction) نے ادبی تنقید کے روایتی فارمولی کو ختم کر طور پر شامل کیا گیا ہے۔ نتیجتاً ڈی کنسٹرکشن (Deconstruction) نے ادب تنقید کے روایتی فارمولی کو ختم کر کیا ہے۔ اس سے فہم میں واضح تبدیلی آئی ہے۔ جبکہ زبان بذات خود اپنے آپ سے متضاد رکھتی ہے۔ اس ابھی ممکن ہے کہ زبان اور اس کے قواعد کے بارے میں غور و فکر جاری رہے لیکن یہ ایسا غیر یقینیہ کے ساتھ لئے قائم مفاہیم غیر مستحکم ہو جاتے ہیں، مبہم تفہیم تبھی حاصل ہو سکتی ہے جب ان مفاہیم کے عدم استحکام کو تسلیم کر جائے گا، دوسرے الفاظ میں ڈی کنسٹرکشن (Deconstruction) کا فلسفہ تصورات میں فرق کا انکشاف کرتا ہے۔ ڈی کنسٹرکشن بادام پر چوٹ لگانے جیسا عمل ہے، جس میں خول تو ذکر اصل گودے یا مغز تک پہنچا جاتا ہے۔ مفہوم کا کسی ایک علامت سے مکمل اظہار کسی بھی صورت نہیں ہو سکتا، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مفاہیم کے عبارتی تعلق کی ایک لمبی تاریخ ہوتی ہے۔ مختلف مفاہیم میں دیگر مفاہیم کے اثرات پائے جاتے ہیں، ڈی کنسٹرکشن (Deconstruction) کے اہم مفروضہ جات درج ذیل ہیں:-

i- تاقابل استعمال طور پر زبان میں مفاہیم کی ناپائیداری اور ابہام کی نشاندہی ہوتی ہے،
ii- ناپائیداری اور ابہام کی وجہ سے کوئی کوئی بھی تشریح طریقہ متن کی تشریح کے حوالے سے مستند قرار نہیں پاتا،
iii- اس لئے تشریح ایک ایسی سرگرمی ہے، جس کی کوئی حد نہیں،

2- ڈی کنسٹرکشن ازم کا نصاب (Deconstructionism Curriculum)

ڈی کنسٹرکشن ازم کے پیروکار نصاب کے حوالے سے مفاہیم کے لئے نئی گنجائش پیدا کرنا چاہتے ہیں، اس کے لئے وہ متغیر یاتی یا بعد کی سائنسی تحقیقات کو بروئے کار لاتے ہیں، ڈی کنسٹرکشن میں وہ تصریحات شامل ہے جو کہ داخلی طور پر خود مختارانہ سلسلہ ہائے مراتب کو منکشف کریں۔

3- استاد کا کردار (Role of Teacher)

اس فلسفے کے تحت استاد طلبہ کو اہم ابلاغی مقاصد، متن میں پیش کئے جانے والے اہم تصورات، اور مصنف کی جانب سے ابلاغی مقصد کو حاصل کرنے کیلئے اختیار کی جانے والی ترتیب وغیرہ کے حوالے سے کی جانے والے بحث میں شریک کرتا ہے۔ اس سرگرمی کا مقصد متن کی ساخت کی مختلف انواع کے مدارج پر توجہ دینے میں طلبہ کی رہنمائی کرتا ہے۔ جب کہ متن پڑھا جاتا ہے تو استاد ڈی کنسٹرکشن (Deconstruction) کا کام انجام دیتا ہے، اور طلبہ کی اس سلسلے میں رہنمائی کرتا ہے۔

الرحمان پبلی کیشنز۔ اُردو بازار لاہور

223

سحر فلاسفی آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام)

سوال 5: "Pragmatism" کے بنیادی اصولوں کی وضاحت کریں۔

Elmas Ali

نظریہ عملیت یا نتائجیت (Pragmatism)

تعارف

تاریخی طور پر فلسفہ عملیت (Pragmatism) کے نشان قدیم یونان کے سوفسطائی فلاسفر (Protagorus) کے ہاں ملتے ہیں۔ اس کے مطابق انسان ہی ہر شے کا پیمانہ ہے۔ حالیہ زمانے میں How to make our ... 1878ء میں سی ایس پائرس (C.S. Pierce) کے آرٹیکل "... سے پہلے ... سامنے آیا، اس نے "Pragmatism" کی اصطلاح کو ترجیح دی ہے۔ اس نے مثالیت ... (Ideas) ... تنقید کی اور علم کی تجربے اور عملی نتائج کی اصطلاحات کے تحت دوبارہ تعریف کی۔ ولیم ... (Idealism) ... نے امریکی ثقافتی ماحول سے ہٹ کر اپنا نقطہ نظر تشکیل دیا اور اس کا بانی قرار پایا، ... (William James) ... (Dewey) ... سے زیادہ متاثر شمار رہا ہے اس نے 1896ء میں شکاگو میں قائم ... کئے جانے والے لیبارٹری سکول میں اسے عملی طور پر آزمایا، نظریہ عملیت مثالیت پسندی اور مادہ پرستی کے بین بین ... مثالیت پسندی (Idealism) ... خیال یا دماغ کو مرکزی مقام حاصل ہے، اور جہاں تک مادہ پرستی کا ... ہے وہاں بس مادہ کو مرکزی مقام دیا گیا ہے۔ درحقیقت دونوں فلسفے متضاد سوچ کے عکاس ہیں جبکہ نظریہ ... میں تجربے کو مرکزی مقام دیا گیا ہے۔

معنی و مفہوم (Meanings)

عملیت (Pragmatism) کی اصطلاح یونانی زبان ... ہوئی ہے، جس کا ... "عمل" یا "کام کرنا" ہے جیسے ہم عمل (action)، ... (Practice) یا سرگرمی (Activity) ... ہے الفاظ ... کرتے ... ہیں۔ ... کیل کو فکر و خیال پر ترجیح دی جاتی ہے۔ خیال کی حیثیت عمل کی وجہ سے ہے اس ... ہے۔ ... قیمے کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ ہر شے کو تجربے کی ... پر پرکھا جاتا ہے، خیال یا نظریہ ... درست ... ہے وہ کام کرتا ہے، جب اس کی عملی طور پر توثیق ہوتی ہے تو ... قبول کیا جاتا ہے ورنہ اسے ضائع ... یا جاتا ہے۔ ... اور نظریات تبھی سچے ہوتے ہیں جب وہ قابل عمل اور ... ہوں۔ ول ڈیورنٹ (Will Durant) نے عملیت (Pragmatism) کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے "... نظریہ درحقیقت خیال کی عملی ... ہے، یعنی عملیت (Pragmatism) کوئی فلسفہ نہیں بلکہ طریقہ ہے۔ یعنی تجربات کا طریقہ ہے۔

USMAN NOTES



نظریہ عملیت کا ایک اور وصف یہ ہے کہ اس کے عقائد قابل تبدیلی ہیں۔ پہلے سے کچھ طے شدہ نہیں ہوتا، ہر شے تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ کائنات میں بھی تبدیلیاں رونما ہوتی رہتی ہیں، اس کائنات میں کچھ بھی یقینی اور حتمی نہیں ہے۔ سکول کے معمولات کی بنیاد پر پہلے سے طے شدہ تعلیمی مقاصد نظریہ عملیت کے حوالے سے سودمند نہیں رہتے۔

3- بنیادی تصورات (Key Concepts)

i- مابعد طبیعیات اور نظریہ علم (Metaphysics and Epistemology)

مثالیت پسندی اور حقیقت پسندی جیسے روایتی فلسفوں میں جہاں مابعد طبیعیات اور نظریہ علم الگ نظر آتے ہیں وہاں عملیت (Pragmatism) یا تجربیت (Experimentalism) کے نظریہ علم کی تاویل ایک ایسے عمل کے طور پر کرتے ہیں جس میں حقیقت مستقل طور پر تبدیل ہو رہی ہوتی ہے۔

ii- ماحولیاتی تعامل اور تبدیلی (Environmental Interaction and Change)

علمی یا جانی پہچانی صورتحال میں شخص، جاندار اور ماحول شامل ہوتا ہے، شخص زندہ رہنے، نشوونما پانے اور ترقی کرنے کے لئے ماحول کے ساتھ تعلق قائم کرتا ہے۔ یہ تعلق یا باہمی عمل ممکنہ طور پر ماحول کو تبدیل کر سکتا ہے یا شخص خود تبدیل ہو سکتا ہے۔ جاننا درحقیقت طالبعلم اور ماحول کا باہمی معاملہ ہے۔ جس کی بنیاد تبدیلی کا تصور ہے۔ ہر معاملے کے بعض پہلو اور اوصاف عام ہونے یا کلیہ بننے کے قابل ہوتے ہیں، جنہیں آئندہ بھی اختیار کیا جا سکتا ہے۔ البتہ ہر معاملہ کسی نہ کسی اعتبار سے دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ شخص یا فرد بھی مسلسل تبدیل ہوتا جاتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ تجربات اور معاملات بھی بدلتے رہتے ہیں۔

iii- تبدیلی کے ساتھ معاملہ (Dealing with Change)

اگر حقیقت ہی مسلسل تبدیل ہوتی جا رہی ہو تو مستقل حقیقتوں پر مبنی نصاب عملیت پسندوں کے لئے قابل قبول نہیں رہتا۔ پھر ضرورت اس امر کی پڑتی ہے کہ تبدیلی کے ساتھ انتہائی عقلمندانہ انداز میں معاملہ کیا جائے، اس کے لئے خاص طریقہ درکار ہوتا ہے۔ چونکہ حقیقت فرد اور ماحول کی مسلسل تبدیلی اور تعمیر نو کا عمل ہے ایسے میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ تبدیلی کو مطلوبہ نتائج کے ساتھ کیسے ہم آہنگ کیا جا سکتا ہے؟ ڈیوی (Dewey) کے مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے مفکرین نے تبدیلی کیساتھ معاملات چلانے کے لئے مسئلہ حل کرنے کے طریقے کو زیادہ موزوں اور کارگر قرار دیا ہے۔ ماحول کے ساتھ مختلف قسم کے معاملات اور ان سے اخذ ہونے والے عمومی نتائج نئے تجربات کے حوالے سے فرد کی رہنمائی کرتے ہیں البتہ ہر مرتبہ نئی صورتحال میں نئے مسائل پیش آتے ہیں اور انہیں حل کرنے کے لئے فرد کو مختلف تجربات اور ان سے حاصل ہونے والے نتائج کو سامنے رکھتے ہوئے اقدامات کرنا پڑتے ہیں۔

Elmas Ali

ذدریات اور منطق (Axiology and Logic)

ذدریات سے متعلق نظریہ عملیت کے تصورات انتہائی واقفاتی ہیں۔ یعنی اس کے مطابق اقدار وقت، ... اور حالات سے متعلق ہوتی ہیں۔ جو کچھ بھی انسان اور سماج کے لئے مفید ہوتا ہے اور اس کی ترقی کا سبب بنتا ہے، اسے ہی قدر سمجھا جاتا ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ سائنسی رجحانوں کی طرح ان اقدار سے متعلق مفروضوں کو بھی ... آزمائشوں پر پرکھا جائے۔ علم اور اقدار مزید تجربات اور تعمیر نو کا ذریعہ بنتے ہیں۔

سائنسی طریقہ کار (Scientific Method)

تجرباتی تعلیم میں استعمال ہونے والی منطق استخراجی اور سائنسی طریقہ کار پر مبنی ہے، آزمائشی روش ... تجربے کی بنیاد پر ہوتا ہے اس کو آزمائش پر ضرور پرکھا جانا چاہئے۔

... اور تعلیمی عمل (Pragmatism and the Education Process)

... طرز کے تعلیمی عمل میں سرگرمیوں کو مرکزی مقام حاصل ہوتا ہے۔ فوسٹر (Foster) کے مطابق تمام تر ... بنیاد بچے کی سرگرمیاں ہوتی ہیں۔ کوئی بھی جاری عمل تجربہ یا سرگرمی فرد کے علم میں اضافہ کرتی ہے، بلکہ ... تمام تعلیم انہی سرگرمیوں میں ہی موجود ہوتی ہے۔ البتہ تجربات میں مسلسل اضافہ ہی کل تعلیم نہیں ہے، ... سے بڑھ کر ہوتی ہے، جسے اور بھی بہت سے نقاطے ہیں۔ اصل تعلیم تجربات کی مستقل تنظیم اور ترتیب نو ... ہے۔ عملیت پسند تعلیم ... پسندانہ نقطہ نظر کے تحت پہنچتے ہیں۔ ترقی کا نتیجہ تبدیلی ہے۔ تبدیلی ... آتی ہے۔ اس لئے تعلیم ... کیا جا سکتا ہے جسے سارے کا سارا ایک ہی وقت میں ... جا رہا ہے۔ انسانی زندگی وقت کے ساتھ ساتھ ... ہوتی جا رہی ہے ضرورت اس امر کی ... بچوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ بدلتے ہوئے حالات میں ... مسائل کو حل کرنے کی کوئی ... کر سکیں۔ اس سلسلے میں ... نئی تکنیکیں سکھانے کی ضرورت ہے۔

... اور مقاصد (Aims and Pragmatism)

عملیت پسند (Pragmatists) ... کے پہلے سے طے شدہ مقاصد ... کے ... مقاصد کو قطعی شکل میں پہلے سے طے نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ تجربات کے ساتھ نئے مقاصد ... رہتے ہیں، ہم ہر پل بدلتی دنیا میں رہتے ہیں، مستقبل کے ... سے یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ... کے تجربات میں روز بروز تبدیلی رونما ہوتی رہتی ہے۔ اس لئے بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ مقاصد کو تبدیل کرنا ضروری ہو جاتا ہے اگر ایسا نہ کیا جائے تو تمام مقاصد عبث ثابت ہوں گے۔ اور وہ بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ



226

سبق فلاسفی آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام)

مطابقت قائم رکھنے میں ناکام ہو جائیں گے جس سے ان کی قدر کم ہو جائے گی۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہر ایجاد نیا سماجی انقلاب لیکر آتی ہے۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ تعلیم کے مقاصد متعین اور محدود نہیں ہوتے۔ یونسکو (UNESCO) کے کتابچے کے مطابق گہریلو کاموں سے لیکر اعلیٰ سے اعلیٰ تک زندگی کے ہر شعبہ میں مسلسل تعلیم کا اہتمام ناگزیر ہو گیا ہے۔ تعلیم ساری زندگی جاری رہنے والا عمل ہے۔ اس سے [illegible] اور وہ چیزوں کو بڑے وثوق کے ساتھ دیکھنے لگتا ہے۔ ڈیوی (Dewey) کے مطابق تعلیم [illegible] مکمل نشوونما کا عمل ہے۔ جبکہ "Burbacher" کے مطابق نشوونما کو کوئی اختتام نہیں بلکہ مزید سے مزید نشوونما کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

viii- نصاب (Curriculum)

مقاصد اور نصاب کے درمیان بڑا گہرا تعلق پایا جاتا ہے۔ لاطینی زبان میں نصاب کا مطلب رن وے (Run Way) ہے۔ یعنی یہ ایسا کورس ہے جو کہ اہداف کے پیچھے بھاگتا ہے۔ یعنی نصاب کے ذریعے اساتذہ اور طلبہ نتائج اور اہداف حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نصاب ایسا ہونا چاہئے جو کہ طلبہ کی فطرت کے مطابق ہو، اس میں طلبہ کے تجربات سے ہٹ کر چیزیں شامل نہیں کی جانی چاہئیں بلکہ جب نئے تجربات کے بارے میں آگاہی دینا مقصود ہو تب بھی نئے تجربات کو طلبہ کے سابقہ تجربات سے جوڑ کر پیش کیا جانا چاہئے۔ نصاب میں مختلف سرگرمیوں کو شامل کرنا سود مند رہتا ہے چونکہ تعلیم کا ایک عالمگیر مقصد یہ بھی ہے کہ نئی نسل کے سامنے تہذیب و ثقافت کو متعارف کرایا جائے اس لئے نصاب میں ماضی کے تجربات کو بھی پیش کرنا ضروری ہوتا ہے، تاکہ طلبہ ماضی کی روشن اقدار کا مطالعہ کر کے انہیں اپنا سکیں۔ تعلیم خلا میں آگے نہیں بڑھتی، بچے کے لئے سماج کے بارے میں جاننا انتہائی ضروری ہوتا ہے۔ ڈیوی (Dewey) نے اس سلسلے میں مزید ایک قدم آگے بڑھایا ہے۔ وہ سماجی تجربات پر زیادہ زور دیتا ہے۔ لہٰذا تعلیمی نصاب کے حوالے سے مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھا جانا ضروری ہے۔

i- کیا مطلوب ہے؟ اور ii- کیا خواہش کئے جانے کے قابل ہے؟

جان ڈیوی (John Dewey) کا جوشیلا پیروکار کل پیٹرک (Kilpatrick) کہتا ہے کہ سکولوں کو متروک چیزوں سے چمٹا رہا جائے۔ البتہ عملیت پسند (Pragmatists) زیادہ نہیں لیکن انہیں تھوڑی بہت اہمیت ضرور دیتے ہیں، اسی لئے تاریخ، ادب اور ریاضی وغیرہ کے مضامین میں ماضی کے نفیس کام اور اقدار جنہیں "کلاسک" کا درجہ حاصل ہے، شامل کئے جاتے ہیں۔ یہ بھی لمبی بحث اور تنقید کے بعد کیا گیا ہے۔ سماجی علوم، حیاتیات، سماجیات، انسانی نفسیات اور بشریات جیسے مضامین طلبہ کو صنعتی و جمہوری دنیا کا مفید شہری بنانے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ فطری / طبیعاتی علوم کا درجہ دوسرے نمبر پر ہے ان کی مدد سے نئی تکنیکیں سیکھنے میں مدد ملتی ہے۔ امریکہ میں 274 صنعتی علوم کے بارے میں کورسز کرائے جا رہے ہیں اور طلبہ کو اپنی مرضی سے کورس کے انتخاب کا موقع فراہم کیا جاتا ہے۔

Ehsan Ali

الریحان پبلی کیشنز۔ اُردو بازار لاہور

227

سبق فلاسفی آف ایجوکیشن

طریقہ کار اور عملیت (Method and Pragmatism)

ڈیوی (Dewey) کے مطابق طلبہ میں فطری طور پر کچھ کرنے یا بنانے کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ عملیت (Pragmatism) میں اسی بات کا خیال رکھا گیا ہے، اس میں جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے وہ عمل کر کے سیکھنے کا ہے۔ چونکہ نصاب مقاصد سے وابستہ ہوتا ہے اس لئے تجربات کی نوعیت قطعی ہوتی ہے اور یہ عصر حاضر کے تقاضوں سے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ اس میں استاد کا کام طالبعلم کی مدد کرنا ہوتا ہے۔ استاد ایسے اقدام کرتا ہے جس سے طالبعلم کو مختلف سرگرمیوں کے حوالے سے ترغیب ملتی ہے۔ عملیت (Pragmatism) میں چاک کے استعمال اور مختلف طریقے کو زیادہ اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ طلبہ کو مختلف قسم کے حقائق کے بارے میں معلومات ازبر کرا دینا کافی نہیں، طلبہ کو [illegible] نہیں سیکھنا کہ کہاں کیا سوچنا ہے بلکہ ان کے لئے یہ جاننا بھی بے حد ضروری ہے کہ سوچا کیسے جائے؟ نئے نصاب کے لئے نئے طریقوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ عملیت (Pragmatism) میں کیسے سے زیادہ کیا پڑھایا جائے؟ کو اس قابل ہونا چاہئے کہ وہ حاصل کردہ علم کو استعمال میں بھی لا سکیں۔ علم ہمیشہ کارآمد نہیں ہوتا، [illegible] نقصان دہ بھی ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ وائٹ ہیڈ (Whitehead) نے کہا ہے کہ "بہترین کی کرپشن بھی زیادہ بدترین ہوتی ہے۔ علم [illegible] طریقاتی طور پر قائم نہیں رہ سکتا۔ اس کے ساتھ عمل کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ اسے سمجھی و خطا پر مبنی طریقہ کار کا طریقہ [illegible] طلبہ کی عمل طلبہ مسئلے پر توجہ کرتے ہیں۔ لیکن مسئلے کو حل کرتے ہوئے کوئی [illegible] ضرورت پیش ہو تو استاد مداخلت کرتے ہوئے طلبہ کی رہنمائی کرتا ہے بصورت دیگر طلبہ کو مسئلہ حل کرنے کیلئے مکمل آزادی فراہم کی جاتی ہے۔ یوں تدریسی طریقہ کار انسان [illegible] سماج دوست بن جاتا ہے۔

4- ضبط (Discipline)

طالبعلموں کی دلچسپیوں اور مشغلوں کو استعمال [illegible] ضبط (Discipline) کی بنیاد ہے۔ طلبہ کو جہاں ضرورت پڑتی ہے وہاں اہم مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ استاد کا کام محض رہنمائی تک محدود رہتا ہے جبکہ عملی کام صرف طلبہ کو انجام دیتے ہیں، اس طرح [illegible] نے ایک مشترکہ مہم بن جاتی ہے۔ اس میں جبر اور سزا کا بھی کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔

5- عملیت کے بنیادی اصول (Fundamental Principles)

i- سچ وہ ہے جو کہ عملی صورتحال میں کام آ سکے۔

ii- عمل ایک حقیقت ہے جبکہ خیالات حقیقت تک پہنچنے کے ذرائع ہیں۔

iii- انسان بڑا فعال ہے۔

iv- زندگی کی کوئی بھی قدر آخری و حتمی نہیں ہے۔

الریحان پبلی کیشنز۔ اُردو بازار لاہور



v- علم مسئلہ حل کرنے کے حوالے سے انسان میں یقین پیدا کرتا ہے۔
vi- حکومت، مذہب یا محکمہ تعلیم میں موجود حکام بالا کی اقتداری کو یہ تسلیم نہیں کرتا۔
vii- علم ہمیشہ تجربی و عملی ہوتا ہے۔

6- تعلیم کے عملیت پسندانہ اصول (Pragmatic Principles of Education)

1- سماجی و طبعی ماحول پر زور دینا، 2- [illegible] کے مقصد کے حوالے سے [illegible] کی مسلسل تغیر کو [illegible]
3- سرگرمیوں میں طلبہ کو مرکزی حیثیت دینا، 4- زندگی کے [illegible] اور [illegible] پر [illegible]
5- بچے کے لئے آزادی فراہم کرنے پر زور دینا، 6- تجربے اور آزمائش [illegible] کی بنیاد بنانا،
7- مثبت تعلیم

7- عملیت میں تعلیم کے مقاصد (Aims of Education in Pragmatism)

1- سماجی کارکردگی تعلیم کا بنیادی مقصد ہے۔
2- نظریہ عملیت کے مطابق تعلیم کے مقاصد وقت کے ساتھ تبدیل ہوتے ہیں۔
3- عملیت پسند زیادہ سے زیادہ تعلیم اور مستقل نشوونما پر زور دیتے ہیں۔
4- عملیت میں ماحول کے ساتھ مطابقت اختیار کرنے کو تعلیم کا اہم ترین مقصد قرار دیتے ہیں۔

8- نصاب (Curriculum)

1- عملیت پسندوں کا تجربات پر مبنی نصاب پر زیادہ زور ہوتا ہے۔
2- نصاب کے تعین میں وہ افادیت کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔
3- نصاب میں مختلف قسم کی سرگرمیاں شامل کی جاتی ہیں جن سے طلبہ کو تجربہ کر کے سیکھنے کا موقع ملتا ہے۔
4- اس میں مسئلے کو حل کرنے کے حوالے سے سرگرمیاں شامل کی جاتی ہیں۔
5- نصاب میں جسمانی تربیت، حفظان صحت، معاشرتی علوم، ریاضی اور سائنسی علوم پر مبنی مضامین شامل کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔

9- طریقہ تدریس (Method of Teaching)

1- عملیت پسند تدریس و تعلم کے عمل میں تخلیقی سرگرمیاں مہیا کرتے ہیں۔
2- بامقصد سرگرمیوں پر توجہ دی جاتی ہے۔
3- تدریسی عمل میں ایسی سرگرمیاں شامل کی جاتی ہیں جو کہ تجربے سے سیکھنے میں مددگار ثابت ہوں۔
4- تدریس و تعلم کی کامیابی کے لئے پروجیکٹ میتھڈ کو ناگزیر قرار دیا گیا ہے۔

Elmas Ali

استاد کا کردار (Role of Teacher)

[illegible] عملیت پسند (Pragmatist) استاد کو معاون اور رہنما کے طور پر دیکھتے ہیں۔
[illegible] ان کے نزدیک استاد کا کام طلبہ کے لئے مختلف قسم کے تجربات اور سرگرمیوں کا انتظام کرنا ہے۔
[illegible] باہمی نظم کو قائم رکھنا استاد کی ذمہ داری قرار دی گئی ہے۔
[illegible] عملیت پسند نظم و ضبط کے قیام کے لئے استاد کو باہمی تعاون پر مبنی سرگرمیوں کا اہتمام کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔

تعلیم کیلئے عملیت کا کردار: (Contribution of Pragmatism to Education)

[illegible] عملیت (Pragmatism) تعلیم کے قطعی مقاصد مہیا کرتی ہے۔ اس کے تحت طلبہ کو معاشرتی زندگی [illegible] گزارنے کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ انہیں ایسی مہارتیں سکھائی جاتی ہیں جو کہ عملی زندگی میں ان کے کام [illegible] سکیں، اور وہ معاشرے کے مفید شہری بن کر کردار ادا کر سکیں۔
[illegible] عملی عمل کی افادیت کو اولین معیار قرار دیا گیا ہے۔ سکولوں سے توقع کی گئی ہے کہ وہ ایسی تعلیم مہیا کریں [illegible] جو کہ مختلف پہلوؤں کے حوالے سے کارآمد ہو۔
[illegible] عملیت (Pragmatism) تعلیمی عمل میں طالبعلم کو مرکزی مقام دیتی ہے۔
[illegible] تدریس طریقہ کار عملی کام کے [illegible] سیکھنے پر مبنی ہے۔ اس میں بچے کے سامنے حقیقی صورتحال پیش کی جاتی ہے اور [illegible] بچے کو موقع فراہم کرتا ہے کو... [illegible] حیثیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے مسئلے کا حل اخذ کرے۔
[illegible] سامنے سوالات، تجسس اور حالات کو سمجھنے کے اقدامات کا اہتمام کیا جاتا ہے۔
[illegible] اس میں تعلیم کو روایتی حدود و قیود [illegible] گیا، عملیت پسند فلاسفرز ہمیشہ ہر شے کو تجربے کی بنیاد پر [illegible] رکھنے کا درس دیتے ہیں۔
[illegible] عملیت پسند تعلیم کے جمہوریت پسندانہ انداز کی حمایت [illegible] معاشرتی تعاون کی سرگرمیوں اور [illegible] مشترکہ پراجیکٹس کی مدد سے حاصل کیا جاتا ہے۔
[illegible] عملیت پسندانہ سوچ ٹیکنالوجی کے حامل صنعتی معاشرے کی ضروریات کے [illegible] ہے۔ [illegible] ہر سائل و جرائد، ٹیلی ویژن وغیرہ کو اہم ذریعہ بنا دیا گیا ہے۔
[illegible] تعلیمی عمل میں استاد کا کردار چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے، اس کیلئے استاد کو باخبر، چوکنا اور [illegible] ہونا چاہئے۔

تعلیم میں عملیت کی خامیاں اور حدود و قیود (Weakness and Limitations of Pragmatism in Education)

[illegible] فلسفہ عملیت (Pragmatic Philosophy) میں روحانیت کے مقام کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

2۔ عملیت (Pragmatism) کا تصور تعلیم و تربیت کے حوالے سے کچھ فراہم نہیں کرتی۔

3۔ عملیت (Pragmatism) تعلیمی عمل میں کئی طرح کے گردشی خلا پیدا کر دیتی ہے جبکہ اس سے کئی طرح کی غلط فہمیاں جنم لیتی ہیں۔

4۔ عملیت (Pragmatism) کا تصور بہت بڑے بڑے تقاضے کرتی ہے، ایسا استاد ہمارے معاشرے میں ضروری ہے جو کہ عملیت پسندوں کے کڑے معیار پر پورا اتر سکے۔

☆☆☆☆☆

سوال نمبر 4: وجودیت کے فلسفے پر بحث کریں نیز وجودیت میں استاد کے کردار کو اجاگر کریں۔

جواب:

وجودیت (Existentialism)

i۔ تعارف

وجودیت (Existentialism) نسبتاً جدید فلسفہ ہے۔ اس کی جڑیں کسی قدیم فلسفے میں پیوست نظر نہیں آتیں۔ اسے بیسویں صدی کا جدید فلسفہ کہا جا سکتا ہے۔ تاہم تعلیمی میدان میں اسے بڑے پیمانے پر قبولیت حاصل نہیں ہوئی۔ اس نظریہ کو پیش کرنے والے اہم شارحین درج ذیل ہیں۔

1۔ ڈینش فلاسفر سورن کیرگیرڈ (Soren Kiergeard)

2۔ بیسویں صدی کا فرانسیسی مصنف جین پال سارترے (Jean Paul Sartre)

3۔ جرمن فلاسفر کارل جیسپرز (Karl Jaspers)

4۔ پال ٹی لک (Paul T'llich)، اور

5۔ رین ہولڈ نیبوہر (Reinhold Niebuhr)

فلسفہ وجودیت (Existentialism) کو ایسے جدید فلسفے کے طور پر بیان کیا جا سکتا ہے جو بیسویں صدی کے ہم عصر سکالرز کے کام پر مبنی ہے۔

2- بنیادی تصورات (Key Concepts)

i- انتخاب کا اختیار

جین پال سارترے (Jean Paul Sartre) کے مطابق انسان اپنی مرضی کے بغیر پیدا ہوا اور دنیا کے منظر نامے میں شامل ہو گیا ہے۔ تاہم اس کے پاس ایسا اختیار بالکل موجود ہے جس کی بنیاد پر وہ اپنی مرضی سے مقصد منتخب کر سکتا ہے۔ لوگوں کو زندگی میں کئی مرتبہ ایسی صورتحال پیش آتی ہے جس میں انہیں مختلف چیزوں میں

کسی ایک یا ایک سے زائد چیزوں یا امور کا انتخاب کرنا پڑتا ہے۔ ان میں سے بعض انتخاب اہم اور معمولی ہوتے ہیں جبکہ بعض کا تعلق مقصد حیات سے ہوتا ہے۔ یہ وہ فیصلے ہیں جو کہ فرد کی ذاتی شخصیت کی عکاسی کرتے ہیں۔ یعنی انہی فیصلوں کی بنیاد پر ہر فرد اپنی ذات خود تشکیل دیتا ہے۔ جو کہ اس کا اصلی جوہر کہلاتا ہے۔

فلسفہ وجودیت کو پیش کرنے والے مفکرین کے نزدیک انسان اپنے جوہر (Essence) کا خود خالق ہے، فلسفہ مثالیت اور حقیقت پسندی سے یکسر مختلف ہے کیونکہ فلسفہ وجودیت کے سکالر انسان کو ایک الگ قسم کی دنیا کے طور پر دیکھتے ہیں۔ جبکہ مثالیت پسند یا حقیقت پسند انسان کو بامعنی اور قابل تشریح دنیا کا باسی تصور کرتے ہیں، فلسفہ وجودیت کے پیروکاروں کے نزدیک کائنات انسانی خواہشات اور منصوبوں کے حوالے سے بے معنی ہے۔ انسانی آزادی ہمہ گیر ہے، جیسے انسان کی انتخاب کی ذمہ داری ہمہ گیر نوعیت کی ہے۔

وجودیت میں ایک اور اہم تصور اندیشے کا ہے، ہر شخص جانتا ہے کہ اس کا وجود ایک دن ختم ہو جائے گا، دنیا سے غائب ہو جائے گا، کیونکہ اس کا دنیا میں وجود عارضی ہے۔ ہر باشعور شخص اس حقیقت سے پوری طرح آشنا ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے انسان آزادی و غلامی، محبت و نفرت، امن و جنگ میں سے کسی کا انتخاب کرتا ہے۔

(Desperation and Hope) یاس و امید

فلسفہ وجودیت میں یاس و امید دونوں کے عناصر پائے جاتے ہیں، انسان ایک پریشان و سرگرداں انسان ہے جو کہ جانتا ہے کہ اس کا اس دنیا میں قیام عارضی ہے۔ وہ ایسی دنیا میں رہتا ہے جہاں دیگر افراد اور اور مستقل طور پر اس کی خواہشات اور منصوبوں کے [illegible] بن رہی ہیں۔ زندگی کے حوالے سے ہر شخص کا ردعمل اس سوال کی بنیاد پر ہوتا ہے کہ وہ دنیا میں اپنی [illegible] چاہتا ہے یا کہ دوسروں کی منشا کے تابع ہو کر زندگی گزارنا چاہتا ہے۔ اگر وہ خود کو دوسروں کی منشا کے تابع کر دیتا ہے تو اس کی اپنی ذات ختم ہو کر رہ جاتی ہے لیکن جب وہ اپنی مرضی کو اہمیت دیتا ہے تو اسے دیگر افراد اور اداروں کی [illegible] پیکار ہونا پڑتا ہے جس کے لئے بہت زیادہ جدوجہد کی ضرورت پڑتی ہے اور کامیابی کی یقینی نہیں ہوتی یوں انسان کو دونوں صورتوں میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تاہم جس شخص کے پاس اپنی مرضی سے اقدامات کرنے کا موقع دستیاب ہوتا ہے وہ زیادہ آزاد ہوتا ہے اور اپنی آزادی سے مکمل طور پر آگاہ بھی ہوتا ہے۔ ایسا شخص جانتا ہے کہ اس کا ہر عقلمندانہ انتخاب اس کی ذات کی قدر افزائی کا سبب بن سکتا ہے۔

(Essence and Values) جوہر اور اقدار

نظریہ وجودیت کو پیش کرنے والے مفکرین نے ارادی طور پر اپنے فلسفے کی ترتیب و تنظیم سے گریز کیا

Elmas Ali
USMAN NOTES www.usmannotes.com

ہے۔ مابعد طبیعیات، نظریہ علم، قدریات، اور منطقی حالات کے حوالے سے اس کی درجہ بندی ایک مشکل امر ہے۔ تاہم ان پہلوؤں کے حوالے سے چند ایک تبصروں کے ذریعے نظریہ وجودیت کے مؤقف کی وضاحت ضرور ہو سکتی ہے۔ ہر شخص اپنی مابعد طبیعاتی مقام خود تشکیل دیتا ہے، جو کہ انفرادی انتخاب کے ذریعے تشکیل پانے والا جوہر ہے۔ فلسفہ علم کے حوالے سے دیکھا جائے تو ہر شخص اس علم کا انتخاب کرتا ہے جو وہ [illegible] کرنا چاہتا ہے۔ البتہ قدریات وہ شے ہے جو کہ نظریہ وجودیت میں بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ کیونکہ انسان [illegible] اقدار خود تشکیل دیتا ہے۔ منطق حوالے سے بھی فرد اپنی ترجیحات کو ہی زیادہ اہمیت [illegible]

-3 وجودیت کے بنیادی مفروضے (Main Assumptions of Existentialism)

نظریہ وجودیت کو ماننے والوں کے مطابق ہر طرح کی وجودیت کا نقطہ آغاز انفرادی وجود کی آگاہی سے ہوتا ہے ان کے نزدیک ہر شخص ماحول میں موجود مختلف قسم کے متبادل میں سے کسی کا انتخاب کر کے اپنی ہی ذات تشکیل دیتا ہے۔

-i ذاتی علم (Self Kowledge)

نظریہ وجودیت کے ماننے والوں کا خیال ہے کہ اپنے آپ کو جاننا بے حد ضروری ہے۔

-ii آزادی اور ذمہ داری (Freedom and Responsibility)

ہر شخص پر اپنی اقدار خود تشکیل دینے کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ ایسا کرتے ہوئے وہ آزادی اور ذمہ داری کا انتخاب کر رہا ہوتا ہے۔

-iii انسان کامل نہیں ہے (Man is not complete)

وجودیوں (Existentialists) کے مطابق انسان کامل نہیں ہے۔ بلکہ وہ ہر لمحہ تکمیل کے مرحلے میں رہتا ہے، انسان کو کئی قسم کے چیلنجز کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کامل شخص بننے کے لئے اس کی جدوجہد جاری رہتی ہے۔

-iv پہلے سے قائم شدہ تصورات کی نفی:

(No Acceptance of Ready-Made Concepts)

وجودیت کو ماننے والوں کے نزدیک انسان اپنے اوپر مسلط وجودیت کے پہلے سے تیار شدہ تصورات کو قبول نہیں کر سکتا، وہ مکمل طور پر آزاد ہے، جو کہ اپنی زندگی کو خود کوئی شکل دے سکتا ہے اور اپنا مقدر خود بناتا ہے۔

-4 وجودیت اور تعلیم (Existentialism and Education)

وجودیت (Existentialism) کی فلسفہ تعلیم کے حوالے سے پیشکش بہت کم ہے، اس حوالے سے صرف ایک اہم کتاب ملتی ہے، جس میں تعلیم پر اس فلسفے کے اطلاق پر بحث کی گئی ہے، یہ جارج نیلر (George Kneller) کی کتاب "Existentialism and Education" ہے۔

جبکہ اس حوالے سے تصنیف بعنوان "تعلیم کے جدید فلاسفرز" میں رالف ہارپر (Ralph Harper) کی تصنیف کردہ باب دوم اہم ذریعہ قرار دیا جا سکتا ہے جو اس موضوع پر روشنی ڈالتا ہے۔

Elmas Ali

-5 وجودیت کے تعلیمی نتائج:

(Educational Implications of Existentialism)

-1 وجودیت (Existentialism) کے مطابق تعلیم کا بنیادی مقصد انسان کو اس قابل بنانا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے جیئے اور فیصلے کر سکے۔

-2 سکولوں میں ایسا ماحول فراہم کیا جانا چاہئے جس سے بچوں میں تحفظ کا احساس پیدا ہو، ان کی حوصلہ افزائی ہو اور [illegible] انہیں قبول کریں۔

-3 سکولوں میں پڑھائے جانے والے تمام مضامین اور سرگرمیاں ایسی ہونی چاہئیں جو کہ انسانی ترقی کیلئے موزوں ماحول تشکیل [illegible] سکیں۔

-4 استاد کو چاہیے کہ [illegible] وسائل بروئے کار لاتے ہوئے ایسا ضروری مواد اور سامان فراہم کرے جو کہ طلبہ میں تخلیقی صلاحیتوں کو تقویت دے سکے۔

-5 استاد کو متحرک اور فعال [illegible] چاہیے کہ وہ طلبہ کی طرف سے نظریات کو چیلنج کرنے کے اقدام کو خوش دلی سے قبول کرے۔

-6 سکولوں میں جہاں طلبہ نشوونما پاتے ہیں، جمہوری اقدار کو فروغ دیا جائے۔

-7 ہر طالبعلم کی [illegible] نفس اور تحریم کا خیال کرنا [illegible] ذمہ داری ہونا چاہیے۔

-6 وجودیت کی حدود (Limitations in Existentialism)

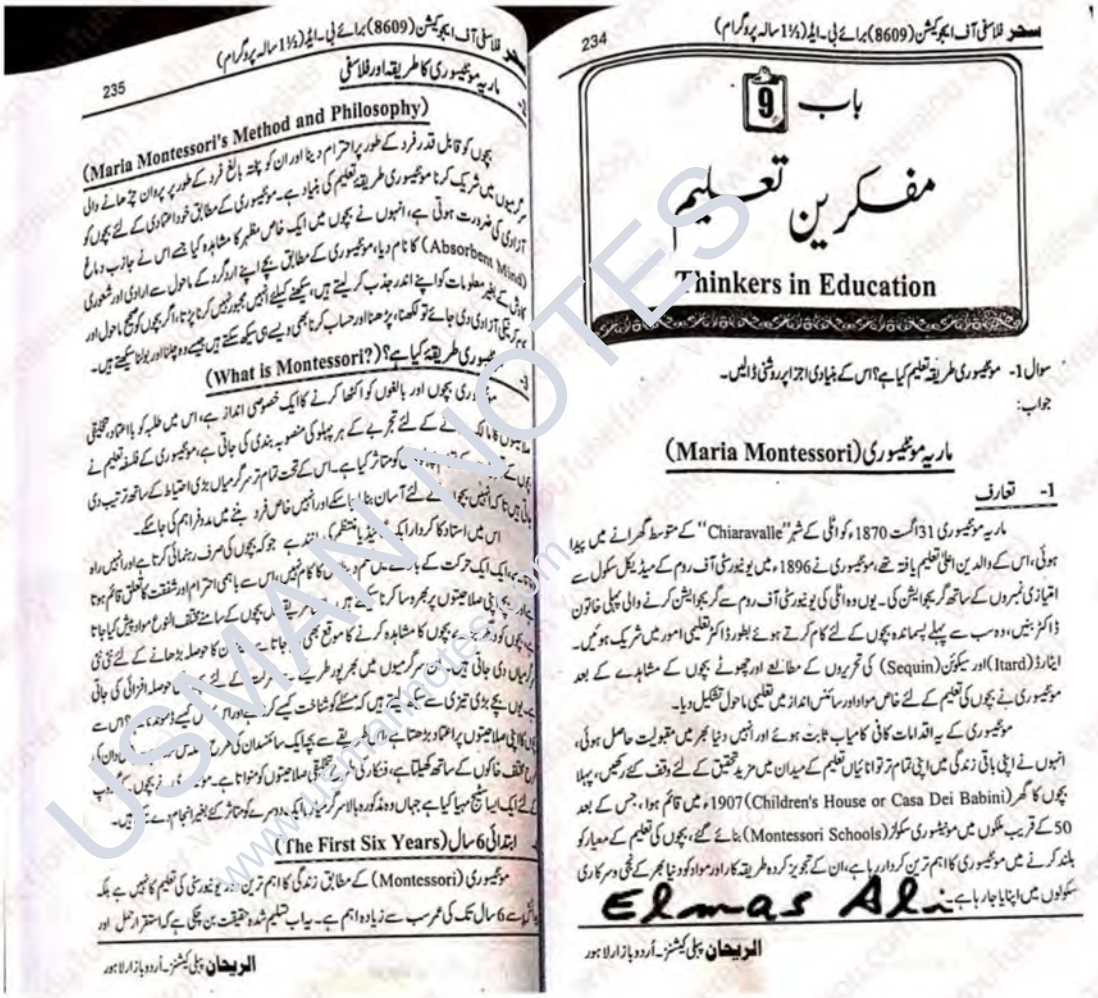
-1 وجودیت کے تعلیمی طریقے [illegible] عملی میدان میں ناقابل عمل دکھائی دیتے ہیں۔

-2 اس میں استاد کو طالبعلم کے ساتھ تعلق قائم کرنے اور ان کی شخصیتوں کو سمجھنے کے [illegible] اچھا خاصا وقت درکار ہوتا ہے اور اسے کافی محنت کرنا پڑتی ہے۔

-3 وجودیت (Existentialism) میں استعمال ہونے والی اصطلاحات غیر واضح ہیں۔ مثلاً شخص، وجود جیسے تصورات میں ابہام پایا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

USMAN NOTES
www.usmannotes.com



سحر فلاسفی آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام) 234

باب 9

مفکرین تعلیم

Thinkers in Education

سوال 1- موجیسوری طریقہ تعلیم کیا ہے؟ اس کے بنیادی اجزا پر روشنی ڈالیں۔

جواب:

ماریہ مونٹیسوری (Maria Montessori)

1- تعارف

ماریہ مونٹیسوری 31 اگست 1870ء کو اٹلی کے شہر "Chiaravalle" کے متوسط گھرانے میں پیدا ہوئی، اس کے والدین اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے، موجیسوری نے 1896ء میں یونیورسٹی آف روم کے میڈیکل سکول سے امتیازی نمبروں کے ساتھ گریجوایشن کی۔ یوں وہ اٹلی کی یونیورسٹی آف روم سے گریجوایشن کرنے والی پہلی خاتون ڈاکٹر بنیں، وہ سب سے پہلے پسماندہ بچوں کے لئے کام کرتے ہوئے بطور ڈاکٹر تعلیمی امور میں شریک ہوئیں۔ اینارڈ (Itard) اور سیکوئن (Sequin) کی تحریروں کے مطالعے اور چھوٹے بچوں کے مشاہدے کے بعد موجیسوری نے بچوں کی تعلیم کے لئے خاص مواد اور سائنس انداز میں تعلیمی ماحول تشکیل دیا۔

موجیسوری کے یہ اقدامات کافی کامیاب ثابت ہوئے اور انہیں دنیا بھر میں مقبولیت حاصل ہوئی، انہوں نے اپنی باقی زندگی میں اپنی تمام تر توانائیاں تعلیم کے میدان میں مزید تحقیق کے لئے وقف کئے رکھیں، پہلا بچوں کا گھر (Children's House or Casa Dei Babini) 1907ء میں قائم ہوا، جس کے بعد 50 کے قریب ملکوں میں مونٹیسوری سکولز (Montessori Schools) بنائے گئے، بچوں کی تعلیم کے معیار کو بلند کرنے میں موجیسوری کا اہم ترین کردار رہا ہے، ان کے تجویز کردہ طریقہ کار اور مواد کو دنیا بھر کے نجی و سرکاری سکولوں میں اپنایا جا رہا ہے۔

Elmas Ali

سحر فلاسفی آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام) 235

ماریہ مونٹیسوری کا طریقہ اور فلاسفی

(Maria Montessori's Method and Philosophy)

بچوں کو قابل قدر فرد کے طور پر احترام دینا اور ان کو بالغ فرد کے طور پر پروان چڑھانے والی سرگرمیوں میں شریک کرنا مونٹیسوری طریقہ تعلیم کی بنیاد ہے۔ موجیسوری کے مطابق خود اختیاری کے لئے بچوں کو آزادی کی ضرورت ہوتی ہے، انہوں نے بچوں میں ایک خاص مظہر کا مشاہدہ کیا جسے اس نے جاذب دماغ (Absorbent Mind) کا نام دیا، موجیسوری کے مطابق بچے اپنے اردگرد کے ماحول سے ارادی اور شعوری کوشش سے بغیر معلومات کو اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں، سیکھنے کیلئے انہیں مجبور نہیں کرنا پڑتا، اگر بچوں کو صحیح ماحول اور بھرپور آزادی دی جائے تو لکھنا، پڑھنا اور حساب کرنا بھی ویسے ہی سیکھ سکتے ہیں جیسے وہ چلنا اور بولنا سیکھتے ہیں۔

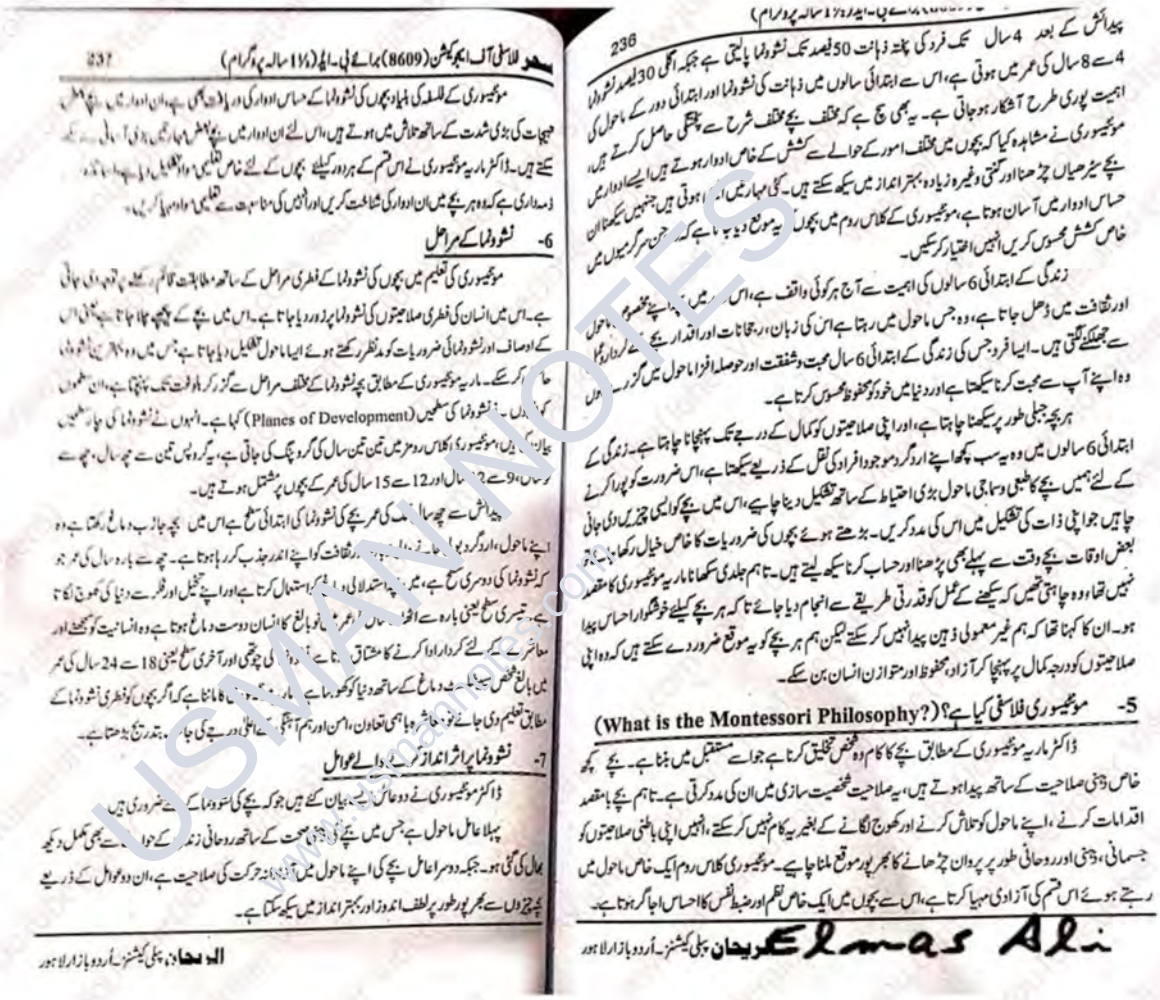
موجیسوری طریقہ کیا ہے؟ (What is Montessori?)

موجیسوری بچوں اور بالغوں کو اکٹھا کرنے کا ایک خصوصی انداز ہے، اس میں طلبہ کو باہمی تعاون، تحقیق کے لئے تجربے کے ہر پہلو کی منصوبہ بندی کی جاتی ہے، موجیسوری کے فلسفہ تعلیم نے [illegible] کو متاثر کیا ہے۔ اس کے تحت تمام تر سرگرمیاں بڑی احتیاط کے ساتھ ترتیب دی جاتی ہیں تاکہ انہیں بچوں کے لئے آسان بنایا جا سکے اور انہیں خاص فرد بننے میں مدد فراہم کی جا سکے۔

اس میں استاد کا کردار ایک "مینیجر (منتظم)" [illegible] جو کہ بچوں کی صرف رہنمائی کرتا ہے اور انہیں راہ [illegible] کا کام نہیں، اس سے باہمی احترام اور شفقت کا تعلق قائم ہوتا ہے [illegible] اپنی صلاحیتوں پر بھروسا کرنا سیکھتے ہیں [illegible] بچوں کے سامنے مختلف النوع مواد پیش کیا جاتا ہے [illegible] بچوں کو درست [illegible] بچوں کا مشاہدہ کرنے کا موقع بھی [illegible] جاتا ہے [illegible] ان کا حوصلہ بڑھانے کے لئے نئی نئی سرگرمیاں دی جاتی ہیں۔ ان سرگرمیوں میں بھرپور طریقے [illegible] حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ یوں بچے بڑی تیزی سے سیکھ لیتے ہیں کہ مسئلے کو شناخت کیسے کرنا ہے اور [illegible] کیسے ڈسکور [illegible] اس سے اپنی صلاحیتوں پر اعتماد بڑھتا ہے [illegible] طریقے سے بچے ایک سائنسدان کی طرح [illegible] مختلف خاکوں کے ساتھ کھیلتا ہے، فنکارانہ طرح [illegible] صلاحیتوں کو منواتا ہے۔ موجیسوری [illegible] بچوں [illegible] ایک ایسا سٹیج مہیا کیا گیا ہے جہاں وہ مذکورہ بالا سرگرمیاں [illegible] دوسرے کو متاثر کئے بغیر انجام دے سکتے ہیں۔

ابتدائی 6 سال (The First Six Years)

موجیسوری (Montessori) کے مطابق زندگی کا اہم ترین [illegible] یونیورسٹی کی تعلیم کا نہیں ہے بلکہ [illegible] سے 6 سال تک کی عمر سب سے زیادہ اہم ہے۔ یہ اب تسلیم شدہ حقیقت بن چکی ہے کہ استقرار حمل اور



پیدائش کے بعد 4 سال تک فرد کی ذہانت 50 فیصد تک نشوونما پا لیتی ہے جبکہ اگلی 30 فیصد نشوونما 4 سے 8 سال کی عمر میں ہوتی ہے، اس سے ابتدائی سالوں میں ذہانت کی نشوونما اور ابتدائی دور کے ماحول کی اہمیت پوری طرح آشکار ہو جاتی ہے۔ یہ بھی سچ ہے کہ مختلف بچے مختلف شرح سے پختگی حاصل کرتے ہیں، مونٹیسوری نے مشاہدہ کیا کہ بچوں میں مختلف امور کے حوالے سے کشش کے خاص ادوار ہوتے ہیں ایسے ادوار میں بچے سیڑھیاں چڑھنا اور گنتی وغیرہ زیادہ بہتر انداز میں سیکھ سکتے ہیں۔ کئی مہارتیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں سیکھنا ان حساس ادوار میں آسان ہوتا ہے، مونٹیسوری کے کلاس روم میں بچوں کو یہ موقع دیا جاتا ہے کہ وہ جن سرگرمیوں میں خاص کشش محسوس کریں انہیں اختیار کر سکیں۔

زندگی کے ابتدائی 6 سالوں کی اہمیت سے آج ہر کوئی واقف ہے، اس دور میں بچہ اپنے مخصوص ماحول اور ثقافت میں ڈھل جاتا ہے، وہ جس ماحول میں رہتا ہے اس کی زبان، رجحانات اور اقدار بچے کے کردار کو اپنے سانچے میں ڈھالنے لگتی ہیں۔ ایسا فرد جس کی زندگی کے ابتدائی 6 سال محبت و شفقت اور حوصلہ افزا ماحول میں گزرے وہ اپنے آپ سے محبت کرنا سیکھتا ہے اور دنیا میں خود کو محفوظ محسوس کرتا ہے۔

ہر بچہ جبلی طور پر سیکھنا چاہتا ہے، اور اپنی صلاحیتوں کو کمال کے درجے تک پہنچانا چاہتا ہے۔ زندگی کے ابتدائی 6 سالوں میں وہ یہ سب کچھ اپنے اردگرد موجود افراد کی نقل کے ذریعے سیکھتا ہے، اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ہمیں بچے کا طبعی و سماجی ماحول بڑی احتیاط کے ساتھ تشکیل دینا چاہیے، اس میں بچے کو ایسی چیزیں دی جانی چاہیں جو اپنی ذات کی تشکیل میں اس کی مدد کریں۔ بڑھتے ہوئے بچوں کی ضروریات کا خاص خیال رکھا جائے۔ بعض اوقات بچے وقت سے پہلے بھی پڑھنا اور حساب کرنا سیکھ لیتے ہیں۔ تاہم جلدی سکھانا ماریہ مونٹیسوری کا مقصد نہیں تھا، وہ چاہتی تھیں کہ سیکھنے کے عمل کو قدرتی طریقے سے انجام دیا جائے تاکہ ہر بچے کیلئے خوشگوار احساس پیدا ہو۔ ان کا کہنا تھا کہ ہم غیر معمولی ذہین پیدا نہیں کر سکتے لیکن ہم ہر بچے کو یہ موقع ضرور دے سکتے ہیں کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو درجہ کمال پر پہنچا کر آزاد، محفوظ اور متوازن انسان بن سکے۔

5- مونٹیسوری فلاسفی کیا ہے؟ (What is the Montessori Philosophy?)

ڈاکٹر ماریہ مونٹیسوری کے مطابق بچے کا کام وہ مخصوص تخلیق کرنا ہے جو اسے مستقبل میں بننا ہے۔ بچے کچھ خاص ذہنی صلاحیت کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں، یہ صلاحیت شخصیت سازی میں ان کی مدد کرتی ہے۔ تاہم بچے بامقصد اقدامات کرنے، اپنے ماحول کو تلاش کرنے اور کھوج لگانے کے بغیر یہ کام نہیں کر سکتے، انہیں اپنی باطنی صلاحیتوں کو جسمانی، ذہنی اور روحانی طور پر پروان چڑھانے کا بھرپور موقع ملنا چاہیے۔ مونٹیسوری کلاس روم ایک خاص ماحول میں رہتے ہوئے اس قسم کی آزادی مہیا کرتا ہے، اس سے بچوں میں ایک خاص نظم اور ضبط نفس کا احساس اجاگر ہوتا ہے۔

Elmas Ali



8- تیار شدہ ماحول (Prepared Environment)

انسان اپنے کام اور سہولت کے لئے مسلسل اپنے ماحول کو تبدیل کر رہے ہیں، دوسرے الفاظ میں انسان کی خاص، رسمی اور روحانی ضروریات پوری کرنے کے لئے، ماحول تبدیل کرنا پڑتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ تیار شدہ ماحول کیا سب کے لئے موزوں ہوتا ہے؟ ڈاکٹر ماریہ کہتا ہے کہ [illegible] ماحول [illegible] کے لئے موزوں نہیں ہے۔ اس لئے وہ نہیں چاہتیں کہ بچے بالغوں کے ماحول میں رہیں، اور ان کے حواس ماحول تشکیل دینے کی تلقین کرتی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ بچوں کو بہتر طور پر پروان چڑھانے کے لئے ضروری ہے کہ [illegible] مشکلات کو کم کیا جائے، اس میں دو رویہ خانہ دونوں ماحول درست کرنا شامل ہے۔ مونٹیسوری کے تیار شدہ ماحول (Prepared Environment) کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ اس سکول یا چلڈرن ہاؤس کا جائزہ لیا جائے جہاں مونٹیسوری نے پڑھایا ہے۔ عام دلفریبی استعمال کا فرنیچر الماریاں اور دیگر سامان بچوں کے لئے بہت بڑا ہوتا ہے، بچے شیلف سے کوئی چیز نہیں اٹھا سکتے اس لئے مونٹیسوری نے بچوں کے لئے چھوٹے حجم کا فرنیچر ڈیزائن کیا، جن کا بچے بآسانی استعمال کر سکیں۔

آج کل پری سکولز میں آکثر چھوٹے سائز کا فرنیچر دیکھنے کو ملتا ہے۔ مونٹیسوری کے مطابق بچے کے لئے کی جانے والی سجاوٹ سادہ مگر پرکشش ہونی چاہیے۔ ڈاکٹر مونٹیسوری کے سکول ہاؤس میں ہر جگہ سجی ہوئی اور باترتیب انداز میں تھی، اور ہر چیز کیلئے جگہ مخصوص تھی، جبکہ استعمال کی ہر شے کی آؤٹ لائن دی گئی تھی تاکہ بچے انہیں استعمال کر کے عین اسی جگہ رکھ سکیں۔ سکول ہاؤس میں چھوٹی کرسیوں اور میزوں کا اہتمام کیا گیا تھا، فرش پر قالین بچھایا گیا تھا، الغرض ہر شے مکمل طور پر بچوں کے لئے ڈیزائن کی گئی تھی۔ سکول سے باہر کے ماحول کو بھی بچوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ڈیزائن کیا گیا تھا، وہاں بچوں کے کھیل کا میدان اور باغ بنایا گیا تھا جہاں مختلف انواع کے درخت اور پھول دار پودے لگائے گئے تھے، بچوں کے پیدل چلنے کے لئے راستہ بھی موجود تھا، ڈاکٹر ہونے کے ناطے مونٹیسوری نے بچوں کی جسمانی اور فطری نشوونما پر خصوصی توجہ دی ہے۔

9- تعلیم میں آزادی (Freedom in Education)

مونٹیسوری کے مطابق آزادی کا مطلب یہ نہیں کہ بچے کو اپنے بل بوتے پر پروان چڑھنے کے لئے آزاد چھوڑ دیا جائے بلکہ ان کے نزدیک تعلیمی آزادی کا مطلب بچوں کی راہ میں حائل ان مشکلات کو کم کرنا ہے جو کہ بچے کی عام نشوونما میں رکاوٹ بن سکتی ہیں۔ مونٹیسوری ماحول میں بڑے بچوں پر حکم نہیں چلاتے کہ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا، تعلیمی آزادی کا مطلب یہ بھی ہے کہ بچے کو تیار شدہ ماحول میں اپنی پسند کی جگہ پر کام کرنے کی اجازت ہو۔ مونٹیسوری کے سکول ہاؤس میں بچوں کو آزادی تھی کہ وہ چاہے کرسی پر بیٹھے یا ٹیبل پر یا پھر قالین بچھے فرش پر اپنا کام کریں۔

موٹیسوری ماحول میں بڑے بچوں کی سرگرمیوں کا شیڈول تبدیل نہیں کیا جاتا بلکہ بچوں کو کام کرنے کی مکمل آزادی دی جاتی ہے کہ وہ جتنی دیر میں چاہیں اپنا کام مکمل کر لیں۔ مونٹیسوری ماحول میں بچوں کو اپنی پسند کی سرگرمی اختیار کرنے کی بھی آزادی ہوتی ہے۔

Elmas Ali

10- تعلیم میں نقل و حرکت (Momement in Education)

ڈاکٹر مونٹیسوری کے نزدیک تعلیم میں نقل و حرکت کی خاص اہمیت ہے، یہ سکول ہاؤس کے اندر اور باہر دونوں جگہوں پر ممکن ہے، سکول ہاؤس کے اندر ڈاکٹر مونٹیسوری پورے وقار کے ساتھ چلتے ہوئے بنا کسی شے کے ساتھ ٹکرائے بچوں کو پڑھاتی تھیں۔ مونٹیسوری کا خیال تھا کہ بچوں کو سکول ہاؤس کے باہر کھیلنا بھی چاہیے، ان [illegible] میں متحرک اور بھرپور قسم کی سرگرمیوں سے بچوں کے عضلات اور ہڈیاں مضبوط ہوتی ہیں۔

مونٹیسوری کے مطابق ورزش صرف بچوں کے لئے نہیں بلکہ ہر ایک کے لئے ضروری ہے، ان کا کہنا ہے [illegible] کو صحت مند رکھنے کے لئے ورزش کرنی چاہیے۔ ماریہ مونٹیسوری نے عام کھلونوں کو تعلیمی مقصد [illegible] بلکہ بچوں کی تعلیم کے لئے خاص کھلونا قسم کے آلات تیار کروائے، انہوں نے بچوں کو سکھانے کے لئے [illegible] سرگرمیاں اور آلات و سامان ڈیزائن کئے مثلاً انہوں نے کپڑے پر بٹن لگوائے اور ان کے سامنے موجود پیزے میں کاج بنوائے تاکہ بچے بٹن اور کاج کا استعمال سیکھیں اور اس کی مشق کر سکیں۔

11- حسیاتی تعلیم اور [illegible] (Sensory Education and Mus[illegible])

ڈاکٹر مونٹیسوری کا کہنا ہے [illegible] کا استعمال ہونا چاہیے، اس لئے انہوں نے تمام حسیات [illegible] کے لئے مختلف النوع سرگرمیاں تجویز کیں، [illegible] کو بہتر بنانے کے لئے انہوں نے مختلف اقسام کے مواد [illegible] کاٹن، ریشم وغیرہ کو استعمال کر[illegible]

دیکھنے کی [illegible] کرنے کے لئے مونٹیسوری نے نہ صرف مختلف [illegible] بلکہ ان کے شیڈز (Shades) کو بھی استعمال کیا۔ موسیقی کے حوالے سے ڈاکٹر مونٹیسوری نے بچوں کو مختلف آوازیں سنائی ہیں، اس کے لئے انہوں نے مختلف آوازوں کی سریلی گھنٹیوں کو استعمال کیا اور بچوں کو ہلکی اور اونچی آوازوں [illegible] شناخت کرائی۔

12- ذہنی و دانشمندانہ تعلیم (Intellectual Education)

ڈاکٹر مونٹیسوری بچوں کو لکھنا سکھانے کا آغاز [illegible] کے بنے حروف کو شہادت کی [illegible] سے چھونے کے ذریعے کرتی ہیں۔ پھر وہ دو انگلیوں کا استعمال سکھاتی ہیں اور اس کے بعد لکڑی کی چھری یا پنسل کے ذریعے حروف کی شناخت سکھاتی ہیں، یوں بچے لکھنے کے تیاری کرتے ہوئے حروف کو شناخت بھی کرنے لگتے ہیں۔

جغرافیہ میں بچوں کو براعظموں کی شکلیں لکڑی کے ذریعے بنا کر دکھائی جاتی ہیں، انہوں نے ریاضی کی

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

تعلیم کا اہتمام چھوٹی سلاخوں سے کیا سب سے چھوٹی راڈ (Rod) 10 سینٹی میٹر کی تھی جبکہ دیگر میں 10، 10 سینٹی میٹر کا اضافہ کیا گیا تھا، بچوں کی تعلیم میں جیومیٹری (Geometry) کا اہم کردار ہوتا ہے اس میں بچے نامرئی مختلف اشکال جیسا کہ چوکور، گول وغیرہ کو شناخت کرتے ہیں بلکہ ان میں فرق بھی سیکھ جاتے ہیں۔ اس کے لئے بچوں کو ایک جیسی اشکال کو اکٹھا کرنے کی سرگرمی بھی کرائی جاتی تھی۔

مونٹیسوری نے جمناسٹک کی بعض روایتی ورزشوں کی بھی تجدید کی جو کہ دل میں باہم مربوط حرکات کو انجام دینے کی صلاحیت پیدا کرتی ہیں۔ چیزوں کو پکڑنے اور ہاتھ سے کام کرنے کے ذریعے [illegible] کے پٹھوں کی نشوونما پر خاص توجہ دی گئی۔

13- حسیاتی تربیت کے لئے مشقیں (Exercises for Sense Training)

مونٹیسوری نے تعلیم اور فکر واستدلال سے زیادہ بچوں کی حسیاتی تربیت کو اہمیت دی ہے۔ ان کے مطابق معلمانہ آلات وسامان (Didactic Apparatus) کے ذریعے طلبہ کی حسیات اور تعلم بہتر ہوتا ہے۔

انہوں نے مختلف اقسام کا سامان جیسا کہ بلاکس، سلنڈرز، کاغذ، الماری، اسکے، میزیں، کرسیاں، پنسلیں، مختلف رنگوں کے کپڑے، ڈبے، سلائیں، مختلف درجہ حرارت کے حامل پانی وغیرہ کی مدد سے بچوں میں وزن، شکل، رنگ اور دیگر تصورات کو اجاگر کیا۔

چھونے کی حس کو بہتر بنانے کے لئے ٹھنڈے اور گرم پانی کا استعمال کیا گیا، ریگ مال وغیرہ کے استعمال سے کھردری اور ملائم سطح کا تصور اجاگر کیا گیا، الغرض ہر حس کے لئے انہوں نے خصوصی سامان ڈیزائن کیا اور بچوں کی حسیات کو بہتر بنانے کے لئے مشق کرائی۔

لکھنے پڑھنے اور حساب (تین آرز) کیلئے معلمانہ مشقیں

(Didactic Exercises for Teaching 3R's)

حسیاتی تربیت کے بعد بچوں کو لکھنا پڑھنا اور حساب کرنا سکھایا گیا، مونٹیسوری سسٹم میں پڑھنے سے پہلے لکھنا شروع کرایا جاتا ہے، اس کے لئے مونٹیسوری نفسیاتی اصول تربیت کی منتقلی (Transfer of Training) پر انحصار کرتی ہیں۔ 1960ء کی دہائی میں ڈاکٹر نینسی (Dr. Nancy McCormick Rambusch) مونٹیسوری سکولز کی نشاۃ ثانیہ کا سبب بنیں۔ مونٹیسوری سسٹم کو دنیا بھر میں اپنایا گیا ہے، مونٹیسوری 6 مئی 1952ء میں نیدرلینڈ میں انتقال کر گئیں۔

Elmas Ali

سوال 2- فریڈرک فروبیل کے کنڈرگارٹن طریقے پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالیں۔

جواب:

فریڈرک فروبیل (1852-1982ء کنڈرگارٹن کا جنم)

(Friedrich Froebel, The Birth of Kindergarten)

1- تعارف

فریڈرک فروبیل جرمن ماہر تعلیم ہے، جس نے جدید تعلیمی نظام کی بنیاد اس اصول پر رکھی کہ بچوں کی ضروریات اور صلاحیتیں منفرد ہوتی ہیں۔ 1808ء اور 1810ء کے درمیان فروبیل نے جان پیتالوزی (John Pestalozzi) کے تربیتی ادارے سے استفادہ کیا، فروبیل نے پیتالوزی کے فلسفے کے بنیادی اصولوں کو تسلیم کیا ہے جیسا کہ غریب [illegible] ماحول تعلیم کیلئے مثالی ہے۔ تاہم فروبیل ایک کٹر مثالیت پسند تھا، انہوں نے تعلیم کو مذہب کے [illegible] مطابق پیتالوزی کے نظریے میں روحانی ذرائع کی کمی تھی۔

فروبیل کی مشہور کتب میں انسان کی تعلیم (The Education of Man)، کنڈرگارٹن کے فنون [illegible] (Pedagogies of Kindergarten)، ماؤں کے کھیل اور نرسری نغمات (Mother Play and Nursery Songs) اور نشوونما کے ذریعے تعلیم (Education by Development) شامل ہیں۔ [illegible] سال سے کم عمر بچوں کی تعلیم سے متعلق ہیں۔

2- فروبیل کا فلسفہ (Froebel's Philosophy)

فروبیل کا فلسفہ مطلق مثالیت ہے۔ اس نے دو [illegible] پر زیادہ زور دیا ہے، ان میں ایک اس کا تنوع میں یکجائی کا نظریہ (Idea of unity in diversity) [illegible] کا تعلق نظریہ نشوونما (Theory of Development) سے ہے۔ پہلے نظریے کے مطابق کائنات خدا کے [illegible] سے ایک وحدت ہے۔ زندگی مادیت اور روحانیت کا مجموعہ ہے، روحانی دماغ کے بغیر مادیت بے کار ہے۔ نشوونما کے نظریہ کے مطابق ہر شے مطلق اپنے انجام کی جانب بڑھ رہی ہے۔

نشوونما جسمانی، ذہنی یا روحانی صلاحیتوں کے استعمال یا مشق کے ذریعے دونوں پر منحصر ہوتا ہے، اس لئے انہیں لازمی بروئے کار لانا چاہیے، مؤثر نشوونما تب ہوتی ہے جب مشق چیزوں کی اپنی سرگرمی سے بڑھ جاتی ہے۔

3- فروبیل کے چار اہم اصول

فروبیل (Froebel) کے چار اہم اصولوں میں اپنی ذات کا آزادانہ اظہار، تخلیقی صلاحیت کا استعمال،

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

سماجی شرکت اور حرکی اظہار شامل ہیں۔ وہ بچوں کو سکول میں داخل کرانے سے قبل ان کی ضروریات پر توجہ دیتا ہے۔ فروبیل کے مطابق 4 سے 6 سال کے بچوں کے لئے ایسی جگہ ہونی چاہیے جہاں وہ بیرونی اثرات سے محفوظ رہتے ہوئے پرورش پا سکیں۔ فروبیل کے مطابق کنڈرگارٹن میں ان اصولوں کو استعمال کرنے سے قبل والدین کو چاہیے کہ وہ گھر میں ان اصولوں کا اطلاق کریں۔

4- کنڈرگارٹن

1840ء میں فروبیل نے کھیل اور سرگرمیوں کے ادارے جس کی بنیاد 1837 میں رکھ چکا تھا، کو گارٹن (Kindergarten) کی اصطلاح متعارف کرائی جس کا مطلب بچوں کا باغ ہے۔ اس ادارے [illegible] کھیل کے ساتھ فیچرنگ گیمز، نغموں، کہانیوں، فنون و دستکاری وغیرہ پر زور دیا جاتا تھا تاکہ بچے کی [illegible] اور جسمانی حرکات اور مہارتوں میں بہتری آسکے۔ فروبیل (Froebel) جو کہ بچے کی آزادی کے حق میں ہے تاہم [illegible] کا ماننا ہے کہ انسان تمام پہلوؤں سے پابندیوں میں جکڑا ہوا پیدا ہوتا ہے اسی لئے وہ اپنی کوشش سے ان پابندیوں سے نجات حاصل کرسکتا ہے۔ آزادی عطا نہیں کی جاتی۔ اسے جدوجہد کر کے حاصل کیا جاتا ہے۔ ہر فرد کو بچپن کے حالات کی وجہ سے عائد پابندیوں سے آزاد ہونے کی ضرورت پڑتی ہے جس کیلئے تعلیم اہم کردار ادا کرتی ہے۔ استاد فرد کے ذہن و شعور پر اثر انداز ہوتا ہے اور اسے اس قابل بناتا ہے کہ وہ آزادی کے حصول کیلئے منصوبہ بندی کر سکے۔

5- فروبیل کا تصور اور مقاصد تعلیم

(Froebel's Concept and Aims of Education)

فروبیل (Froebel) کے مطابق تعلیم اندر سے ہونے والی نشوونما ہے، یہ وہ پیش رفت ہے جس سے فرد کو آگاہی حاصل ہوتی ہے کہ وہ کل وحدت کی ایک اکائی ہے۔

تعلیمی مقاصد کے حوالے سے دیکھا جائے تو فروبیل (Froebel) فرد کی ہمہ جہت نشوونما چاہتا ہے، فروبیل کے مطابق تعلیم ایسی ہونی چاہیے جو کہ اخلاق میں بہتری لائے، مذہب میں درجہ اولیٰ پر پہنچائے اور روحانی بصیرت عطا کرے۔ بعدازاں تعلیم کے ذریعے بچوں کو سماجی سرگرمیوں میں شریک کیا جانا چاہیے۔

6- فروبیل کا کنڈرگارٹن (Froebel's Kindergarten)

فروبیل (Froebel) ابتدائے بچپن کی تعلیم کو خاص اہمیت دیتا ہے۔ اس کے مطابق جب تک پری سکول کی تعلیم کے حوالے سے اصلاحات نہیں لائی جاتیں تب تک سکول کی تعلیم میں بہتری لانا ممکن نہیں۔ اسی وجہ سے اس نے 3 سے 7 سال کی عمر کے بچوں کیلئے سکول قائم کیا۔

Elmas Ali

7- کنڈرگارٹن کی خصوصیات

کنڈرگارٹن کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں:۔

(i) ذاتی سرگرمی (Self Activity)

کنڈرگارٹن میں ذاتی سرگرمیاں فی البدیہہ ہوتی ہیں بچے اپنی جبلتوں اور محرکات کی بنا پر سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں۔ یہ سرگرمیاں بچوں کی بڑھوتری کو نسلی نشوونما کے ساتھ ہم آہنگ کرتی ہیں، اس سے فرد میں انسانیت رچ بس جاتی ہے۔ ذاتی سرگرمی درحقیقت خودشناسی ہے، اس سے بچے کو اپنی اور اپنے اردگرد ماحول کی فطرت کے بارے میں شناسائی حاصل ہوتی ہے۔

(ii) تخلیقی صلاحیت (Creativness)

بچے فطری طور پر تخلیقی ہوتے ہیں، اگر انہیں کوئی مواد دیا جائے تو وہ فوراً اس سے کوئی نئی شے بنانے کی کوشش کرتے ہیں، فروبیل کا مزید کہنا ہے کہ انسان کے دماغ اور روح کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جاسکتا، یہ [illegible] ناگزیر ہیں۔ دماغ اور روح کا اظہار جسمانی سرگرمی کے ذریعے ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ [illegible] صورت میں اظہار ہوتا ہے، بصورت دیگر تعلیم غیر مفید رہے گی۔

(iii) سماجی شرکت (Social Participation)

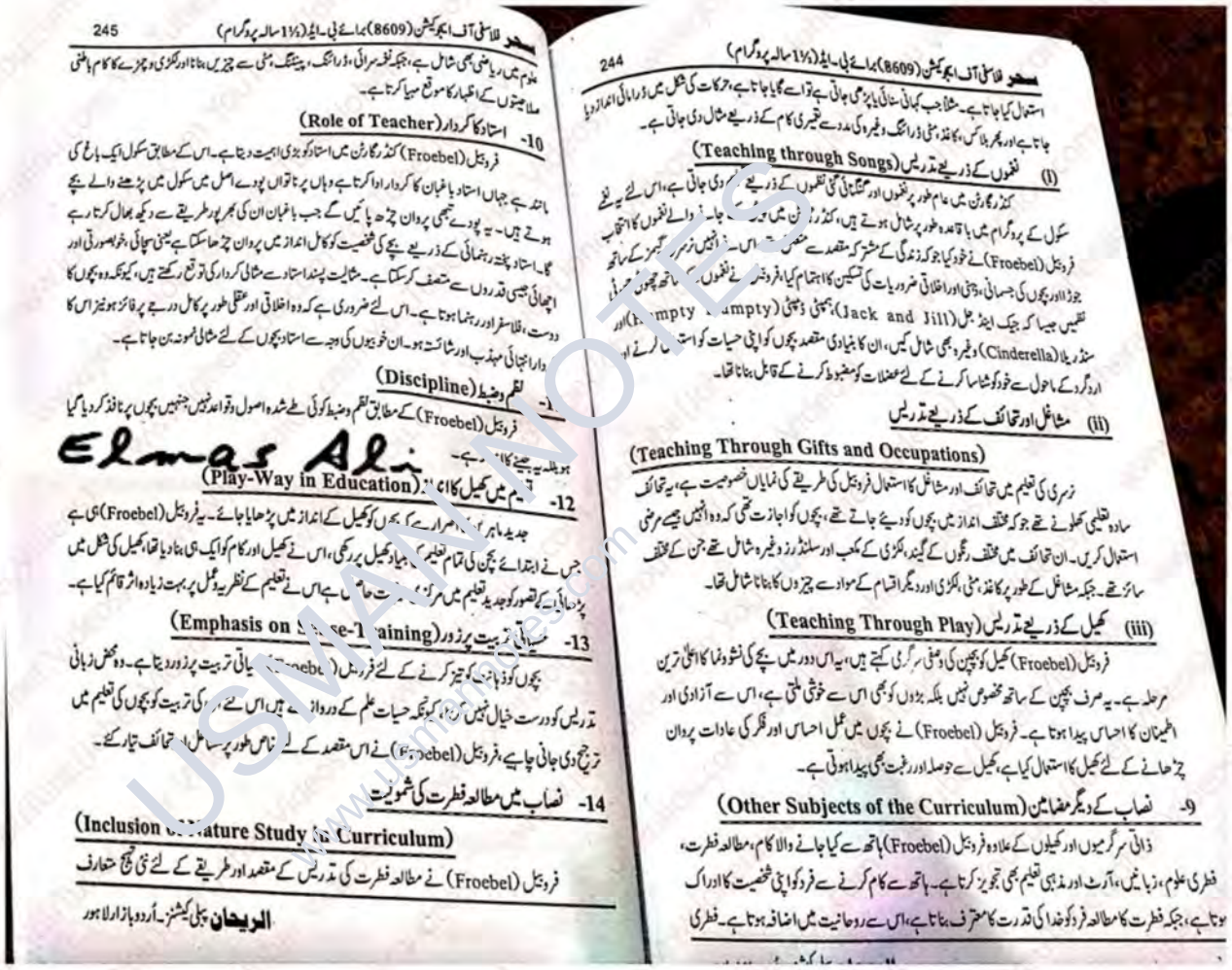
فروبیل (Froebel) کے مطابق انسان بنیادی طور پر معاشرتی حیوان ہے، انسان کی یہ جبلی خواہش ہے کہ وہ دوسروں کی صحبت میں رہے۔ [illegible] نے روسو (Rousseau) کے برعکس دو تعلیم کے سماجی پہلو پر زیادہ زور دیتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ گھر [illegible] ہر ایک کو چاہیے کہ وہ سماجی شرکت کے لئے بچوں کو مواقع مہیا کرے۔ یہی تعاون کی سرگرمیوں میں [illegible] سے بچے [illegible] نہ صرف جسمانی تربیت حاصل ہوتی ہے بلکہ وہ اپنی سماجی اور اخلاقی نشوونما بھی حاصل کرتے ہیں۔

8- کنڈرگارٹن میں تدریس کا طریقہ کار

(Method of Teaching in the Kindergarten)

فروبیل کا کنڈرگارٹن بچوں کے لئے ریاست کی چھوٹی شکل ہے جس میں ایک دوسرے کا خیال کرتے ہوئے آزادانہ نقل و حرکت کر سکتے ہیں، ان کے لئے کتب تجویز نہیں کی جاتیں، سکول کے نظام کے تحت بچوں کو گیتوں، نقل و حرکت، تعمیر وغیرہ کے ذریعے ذاتی اظہار کی تربیت دی جاتی ہے۔ ان کے ذریعہ بچہ خود بخود زبان سیکھنے لگتا ہے، تاہم اظہار کے یہ تینوں انداز ایک دوسرے سے جدا نہیں کئے جاسکتے۔ اس لئے انہیں اکٹھے ہی

USMAN NOTES www.usmannotes.com



سطور فلاسفی آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام) 244

استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً جب کہانی سنائی یا پڑھی جاتی ہے تو اسے گایا جاتا ہے، حرکات کی شکل میں ڈرامائی انداز دیا جاتا ہے اور پھر بنا کس، کاغذ، مٹی ڈرائنگ وغیرہ کی مدد سے تعمیری کام کے ذریعے مثال دی جاتی ہے۔

(i) نغموں کے ذریعے تدریس (Teaching through Songs)

کنڈرگارٹن میں عام طور پر نغموں اور مختصر نظموں کے ذریعے [illegible] دی جاتی ہے، اس لئے یہ نغمے سکول کے پروگرام میں باقاعدہ طور پر شامل ہوتے ہیں، کنڈرگارٹن میں [illegible] جانے والے نغموں کا انتخاب فروبیل (Froebel) نے خود کیا جو کہ زندگی کے مشترکہ مقصد سے متعلق [illegible] اس [illegible] انہیں نرسری گیمز کے ساتھ جوڑا اور بچوں کی جسمانی، ذہنی اور اخلاقی ضروریات کی تسکین کا اہتمام کیا، فروبیل نے نغموں [illegible] ساتھ چھوٹی [illegible] نظمیں جیسا کہ جیک اینڈ جل (Jack and Jill)، ہمپٹی ڈمپٹی (Humpty Dumpty) اور سنڈریلا (Cinderella) وغیرہ بھی شامل کیں، ان کا بنیادی مقصد بچوں کو اپنی حسیات کو استعمال کرنے اور اردگرد کے ماحول سے خود کو شناسا کرنے کے لئے عضلات کو مضبوط کرنے کے قابل بنانا تھا۔

(ii) مشاغل اور تحائف کے ذریعے تدریس (Teaching Through Gifts and Occupations)

نرسری کی تعلیم میں تحائف اور مشاغل کا استعمال فروبیل کی طریقے کی نمایاں خصوصیت ہے، یہ تحائف سادہ تعلیمی کھلونے تھے جو کہ مختلف انداز میں بچوں کو دیئے جاتے تھے، بچوں کو اجازت تھی کہ وہ انہیں جیسے مرضی استعمال کریں۔ ان تحائف میں مختلف رنگوں کے گیند، لکڑی کے بلاک اور سلنڈرز وغیرہ شامل تھے جن کے مختلف سائز تھے۔ جبکہ مشاغل کے طور پر کاغذ، مٹی، لکڑی اور دیگر اقسام کے مواد سے چیزوں کا بنانا شامل تھا۔

(iii) کھیل کے ذریعے تدریس (Teaching Through Play)

فروبیل (Froebel) کھیل کو بچپن کی وصفی سرگرمی کہتے ہیں، یہ اس دور میں بچے کی نشوونما کا اعلیٰ ترین مرحلہ ہے۔ یہ صرف بچپن کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ بڑوں کو بھی اس سے خوشی ملتی ہے، اس سے آزادی اور اطمینان کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ فروبیل (Froebel) نے بچوں میں عمل احساس اور فکر کی عادات پروان چڑھانے کے لئے کھیل کا استعمال کیا ہے، کھیل سے حوصلہ اور رغبت بھی پیدا ہوتی ہے۔

9- نصاب کے دیگر مضامین (Other Subjects of the Curriculum)

ذاتی سرگرمیوں اور کھیلوں کے علاوہ فروبیل (Froebel) ہاتھ سے کیا جانے والا کام، مطالعہ فطرت، فطری علوم، زبانیں، آرٹ اور مذہبی تعلیم بھی تجویز کرتا ہے۔ ہاتھ سے کام کرنے سے فرد کو اپنی شخصیت کا ادراک ہوتا ہے، جبکہ فطرت کا مطالعہ فرد کو خدا کی قدرت کا معترف بناتا ہے، اس سے روحانیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ فطری

سطور فلاسفی آف ایجوکیشن (8609) برائے بی۔ایڈ (1½ سالہ پروگرام) 245

علوم میں ریاضی بھی شامل ہے، جبکہ نغمہ سرائی، ڈرائنگ، پینٹنگ، مٹی سے چیزیں بنانا اور لکڑی و چمڑے کا کام باطنی صلاحیتوں کے اظہار کا موقع مہیا کرتا ہے۔

10- استاد کا کردار (Role of Teacher)

فروبیل (Froebel) کنڈرگارٹن میں استاد کو بڑی اہمیت دیتا ہے۔ اس کے مطابق سکول ایک باغ کی مانند ہے جہاں استاد باغبان کا کردار ادا کرتا ہے وہاں پر نا تواں پودے اصل میں سکول میں پڑھنے والے بچے ہوتے ہیں۔ یہ پودے تبھی پروان چڑھ پائیں گے جب باغبان ان کی بھرپور طریقے سے دیکھ بھال کرتا رہے گا۔ استاد پنتھ رہنمائی کے ذریعے بچے کی شخصیت کو کامل انداز میں پروان چڑھا سکتا ہے یعنی سچائی، خوبصورتی اور اچھائی جیسی قدروں سے متصف کر سکتا ہے۔ مثالیت پسند استاد سے مثالی کردار کی توقع رکھتے ہیں، کیونکہ وہ بچوں کا دوست، فلاسفر اور رہنما ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ وہ اخلاقی اور عقلی طور پر کامل درجے پر فائز ہو نیز اس کا دارا نجانی مہذب اور شائستہ ہو۔ ان خوبیوں کی وجہ سے استاد بچوں کے لئے مثالی نمونہ بن جاتا ہے۔

[illegible]- نظم وضبط (Discipline)

فروبیل (Froebel) کے مطابق نظم وضبط کوئی طے شدہ اصول وقواعد نہیں جنہیں بچوں پر نافذ کر دیا گیا ہو بلکہ یہ [illegible] ہے۔

[illegible]- تعلیم میں کھیل کا [illegible] (Play-Way in Education)

جدید ماہر [illegible] سارے کے بچوں کو کھیل کے انداز میں پڑھایا جائے۔ یہ فروبیل (Froebel) ہی ہے جس نے ابتدائے بچپن کی تمام تعلیم کی بنیاد کھیل پر رکھی، اس نے کھیل اور کام کو ایک ہی بنا دیا تھا، کھیل کی شکل میں پڑھائی کے تصور کو جدید تعلیم میں مرکزی [illegible] حاصل ہے اس نے تعلیم کے نظریہ وعمل پر بہت زیادہ اثر قائم کیا ہے۔

13- [illegible] پر زور (Emphasis on [illegible]-training)

بچوں کو ذہانت کو تیز کرنے کے لئے فروبیل (Froebel) [illegible] تربیت پر زور دیتا ہے۔ وہ محض زبانی تدریس کو درست خیال نہیں کرتا، کیونکہ حیات علم کے دروازے ہیں اس لئے [illegible] کی تربیت کو بچوں کی تعلیم میں ترجیح دی جانی چاہیے، فروبیل (Froebel) نے اس مقصد کے لئے خاص طور پر مسائل اور تحائف تیار کئے۔

14- نصاب میں مطالعہ فطرت کی شمولیت (Inclusion of Nature Study in Curriculum)

فروبیل (Froebel) نے مطالعہ فطرت کی تدریس کے مقصد اور طریقے کے لئے نئی تیج متعارف

USMAN NOTES
www.usmannotes.com

کرائی۔ وہ مطالعہ فطرت کو قدرتی مظاہر میں الٰہی منشا کے ادراک کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔

15- تعلیم کے نظریہ و عمل میں فروبیل کا کردار

Contribution of Froebel to Educational Theory and Practice

فروبیل (Froebel) کے کنڈر گارٹن سسٹم نے پری سکول کی تعلیم کی موجودہ [illegible] کے لئے پوری [illegible] دنیا کی توجہ حاصل کی ہے۔ حالانکہ یہ دور بچوں کی تعلیم میں انتہائی اہم ہوتا ہے۔ [illegible] سے نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔ کنڈر گارٹن مستعمل بہت جلد دنیا بھر میں مقبول ہوا ہے۔

16- نرسری تعلیم پر زور (Emphasis on Nursery Education)

یہ فروبیل (Froebel) ہی ہے جس نے پری سکول کی تعلیم کی اہمیت پر سب سے زیادہ زور دیا ہے۔ [illegible] کے مطابق نرسری تمام تعلیم کی بنیاد ہے اور جب تک نرسری کی تعلیم میں اصلاحات نہیں لائی جاتیں تب تک سکول کی تعلیم میں بہتری نہیں لائی جا سکتی۔

17- بچے کی انفرادیت کا احترام (Respect for the Child's Individuality)

تمام جدید ماہرین تعلیم بچے کی انفرادیت کا احترام کرتے نظر آتے ہیں، ان کے مطابق سکول ایسے ہونے چاہئیں جہاں بچوں کی انفرادیت کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہو، لیکن تاریخ پر نگاہ دوڑائی جائے تو پتا چلے گا کہ یہ فروبیل (Froebel) ہی ہے جس نے تعلیم عمل میں باہمی تعاون کے ذریعے بچوں کو انفرادیت کو تلاش کیا اور اس کی نشوونما کے لئے اقدامات کئے۔

18- تعلیم میں ذاتی سرگرمی (Self-Activity in Education)

نئی اقدار کو سیکھنے میں فروبیل نے بچوں کی ذاتی سرگرمیوں کو خاص اہمیت دی ہے اس کے مطابق بچے صرف علم وصول نہیں کرتے بلکہ اپنے اظہار کے لئے بھی کافی متحرک ہوتے ہیں اس لئے ابتدائی تعلیم میں انہیں اپنے طور پر دیکھنے چیزوں کو پکڑنے، انہیں ترتیب دینے اور چیزوں کو بنانے اور توڑنے کا بھرپور موقع ملنا چاہیے۔

19- فنون و دستکاریوں کے ذریعے تعلیم (Learning Through Arts and Crafts)

جدید دور کے جدت پسند سکول اس بات سے پوری طرح واقف ہیں کہ تخلیقی صلاحیت کام اور سیکھنے میں بہت زیادہ معاون ہوتی ہے۔ اس لئے بچوں کو موقع ملنا چاہیے کہ وہ اپنی محنت اور کوشش سے چیزیں بنا سکیں۔

20- تعلیم کا سماجی پہلو (Sociological Aspect of Education)

سرگرمیوں اور سماجی شرکت پر دیئے جانے والے زور کی وجہ سے سکول معاشرے کی ایک چھوٹی شکل بن

چکا ہے جہاں بچے سماجی ماحول میں کام کرنے کے طریقے سیکھتے ہیں۔ فروبیل (Froebel) نے تعلیم کے سماجی پہلو کو زیادہ نمایاں کیا ہے۔

Elmas ☆☆☆ Ali

سوال 3- ہیلن پارکرسٹ کے ڈالٹن پلان کو تفصیل کے ساتھ بیان کریں۔

جواب:

ہیلن پارکرسٹ (1887-1973) کا ڈالٹن پلان

Helen Parkhurst (1887-1973) Dalton Plan

ڈالٹن پلان

ڈالٹن [illegible] اور ڈالٹن سکول نیو یارک کی بانی ہیلن پارکرسٹ (Helen Parkhurst) کو تعلیمی [illegible] میں [illegible] جاتا ہے، ہیلن پارکرسٹ (Helen Parkhurst) مونٹیسوری (Montessori) کی ایسوسی ایٹ [illegible]، وہ کلپیٹرک (Kilpatrick)، برک (Burk)، واش برن (Washburne)، ڈیوی (Dewey) ہوڈ ([illegible]) اور ٹیلر (Tyler) کو بھی جانتی تھی۔

ہیلن پارکرسٹ (Helen Parkhurst) نے 1919ء میں نیو یارک میں ڈالٹن سکول کی بنیاد رکھی۔ یہ جدت پسندوں کی جانب [illegible] میں قائم کئے جانے والے اہم سکولوں میں سے ایک ہے۔ یہ بہت مقبول عام ڈالٹن پلان (Dalton Plan) پیش کیا گیا۔ 21ویں صدی کے آغاز میں یہ اعلیٰ طبقے کا انڈیپنڈنٹ [illegible] سکول بنا جہاں بارہویں جماعت [illegible] تعلیم دی جاتی ہے۔ 1922ء سے 1932ء تک کا دور کافی پراثر رہا، اس میں ڈالٹن پلان کو انگلینڈ، جاپان اور ہالینڈ سمیت [illegible] ملکوں میں [illegible] کیا گیا۔

1942ء میں پرنسپل نے استعفیٰ دے دیا، جب تک [illegible] ڈالٹن نرسری [illegible] سکول تک قائم ہو چکا تھا۔ مزید برآں اس دوران ڈالٹن پلان دنیا بھر میں سکول کی تعلیم کے [illegible] ماڈل کے طور پر قبول کر لیا گیا۔ اس کے اثرات سابق سوویت یونین اور نیدرلینڈ میں بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

2- ڈالٹن پلان کے مقاصد

ہیلن پارکرسٹ (Helen Parkhurst) نے [illegible] کرتے امریکی معاشرے کی ضروریات اور بچوں کی صلاحیتوں میں توازن قائم کرنے کیلئے ایک تعلیمی ماڈل تخلیق کیا۔ اس نے پیش نظر اہم مقاصد درج ذیل تھے۔

1- طلبہ کے پروگرامز کو ان کی ضرورتوں، دلچسپیوں اور صلاحیتوں کے مطابق بنانا۔

USMAN NOTES
www.usmannotes.com

-2 آزادی اور قابل اعتماد ہونے کی اہلیت دونوں کو پروان چڑھانا،

-3 طلبہ کی سماجی مہارتوں اور ذمہ داری کے احساس کو بڑھانا۔

ڈالٹن میں زیر تعلیم طلبہ چھوٹی عمر سے ہی ڈالٹن پلان پر عمل کر رہے تھے، پہلے پروگرام میں بچوں کو سیکھنے کے لئے اپنی مرضی کے چناؤ کا موقع دیا گیا، نیز انہیں یہ موقع بھی ملا کہ وہ اپنی دلچسپیوں کا ادراک کرتے ہوئے ذمہ داری اٹھائیں اور اسے انجام تک پہنچائیں۔ اگلے سالوں میں ڈالٹن کے لوگوں نے سیکھنے اور اپنی تعلیم کی ذمہ داری کیسے اٹھانی ہے۔ ڈالٹن کے گریجوایٹس اکثر ڈالٹن پلان کو سراہتے نظر آتے ہیں، یونیورسٹی میں جانے کے بعد بھی انہوں نے کہ وقت کا کیسے استعمال کرنا ہے، اپنی صلاحیتوں کو کیسے تراشنا ہے اور اپنی تعلیم کا کنٹرول خود کیسے سنبھالنا ہے۔

-3 پارکرسٹ کا فلسفہ (Parkhurst's Philosophy)

ڈالٹن سکول کو پارکرسٹ (Parkhusrst) کے مخصوص فلسفے پر چلایا گیا ہے، ڈالٹن پلان کے مطابق تعلیم امریکی ماہر تعلیم اور فلسفی جان ڈیوی (John Dewey) اور پروگریسو سکول سپرنٹنڈنٹ کارلیٹن ڈبلیو واش برن (Carleton W. Washburne) کے نظریات کا امتزاج ہے جو کہ گھر، لیبارٹری اور اسائنمنٹ سے متصف ہے۔ یہ پلان انفرادی تدریس اور متوازی معاشرے کی تحقیق کیلئے تشکیل دیا گیا۔

پارکرسٹ (Parkhurst) کا ڈالٹن پلان اس دور کی عالبعلم مرکز جدت پسند تحریک کا عکاس ہے۔ اس میں بچے کی بالیدگی اور نشوونما اور معاشرتی وسماجی خدمت پر توجہ مرکوز رکھی گئی ہے۔ نیز اس سے بچے کے ذہنی و تاثراتی میدان کے درمیان امتزاج پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

-4 پارکرسٹ کے ڈالٹن پلان (Parkhurst Dalton Plan) کا ماڈل

پارکرسٹ (Parkhurst) نے تین حصوں پر مشتمل پلان تشکیل دیا، ان حصوں میں ہاؤس، اسائنمنٹ، لیبارٹری شامل ہیں۔



(i) ہاؤس (House)

ہیلن پارکرسٹ کے مطابق ہر عالبعلم کو سکول میں چھوٹی کمیونٹی سے ساتھ تعلق جوڑنا اچھی بات ہوتی ہے اس چھوٹی کمیونٹی سے مراد ایسا گروپ ہے جس میں بچہ مشفق استاد کی زیر نگرانی سیکھنے کے امکانات کی مہارتوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ گروپ کا کامیاب حصہ بنیں۔ پارکرسٹ نے اسے ہاؤس (House) کا نام دیا ہے یا ڈالٹن پلان کے تین ستونوں میں سے ایک ہے۔ یہ ہاؤس سکول میں ہر عالبعلم کے لئے گھر جیسا ہے جہاں ہاؤس کے مشیر کا والدین کے ساتھ بنیادی تعلق ہوتا ہے۔ پہلے پروگرام (جونیئر گریڈز) اور مڈل سکول میں ہاؤس مساوی گریڈ کے طلبہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہائی سکول میں ہر ہاؤس میں چاروں گریڈ کے طلبہ شامل ہوتے ہیں اس سے بڑی ہائی سکول کمیونٹی تشکیل پاتی ہے۔ ہر ڈویژن میں ہاؤس ایڈوائزر (House Advisor) سیکھنے کے عمل میں طلبہ کی مدد کرتا ہے، اس سے ایک تعلق تشکیل پاتا ہے جو کہ اگلے سالوں میں طلبہ کے کام آتا ہے۔ پہلے پروگرام کے بچوں کے لئے ہاؤس ایڈوائزر کمرہ جماعت کا استاد بھی ہوتا ہے، مڈل سکول میں ہاؤس ایڈوائزر طلبہ کو مختلف شعبہ جات میں اپنی کارکردگی صورت میں تبدیل ہوتا ہوا دیکھتا ہے، ہائی سکول میں ہاؤس ایڈوائزر کوچ اور کونسلر کے طور پر کام کرتا ہے وہ طلبہ کی [illegible] ہے اور کیریئر انتخاب کے حوالے سے رہنمائی کرتا ہے۔

(ii) اسائنمنٹ (Assignment)

اسائنمنٹ سے مراد [illegible] اور استاد کے درمیان معاہدہ (Contract) ہے، کمرہ جماعت کے معمولات، طویل المدت [illegible] کے لئے مشترکہ ذمہ داریوں کے تعین کے علاوہ ڈالٹن پلان کی اسائنمنٹس جرنل مینجمنٹ اور تنظیمی مہارتوں کو فروغ دیتی ہیں۔ اسائنمنٹ شروع کے پروگراموں میں متعارف کرائی جاتی ہے اور مڈل اور ہائی سکولز میں اس [illegible] اور پیچیدگی میں اضافہ ہوتا ہے۔

(iii) لیبارٹری (Laboratory)

لیب ہاؤس (Lab Trans[illegible]) وہ وقت ہے جس [illegible] رشیڈول کیا جاتا ہے۔ اس میں طلبہ انفرادی طور پر یا گروپس کی صورت میں اساتذہ کے ساتھ مل کر لیبارٹری میں کام کرتے ہیں۔ یہ وقت تحقیق، ریسرچ اور راست تجربہ اور باہم تعاون کے لئے مخصوص ہے۔ پارکرسٹ نے اسے لیب [illegible] سے مراد لیا ہے جس میں بچوں پر کوئی تجربہ ہو رہا ہوتا ہے بلکہ لیب اس لئے کہا گیا کیوں کہ اس میں بچوں کو آزادی کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملتا ہے اور انہیں براہ راست تجربہ حاصل ہوتا ہے۔

ہائی سکول میں طلبہ کو اپنی اسائنمنٹ کی تکمیل اور [illegible] کے حصول کیلئے لیب [illegible] کرنے کے حوالے سے آزادی حاصل ہوتی ہے۔ اس سے طلبہ اپنی تعلیم کے ذمہ دار بنتے ہیں، اس سے ان میں صرف عالم

USMAN NOTES
www.usmannotes.com

مینجمنٹ اور ذمہ داریوں کو انجام دینے کی صلاحیت نہیں بڑھتی بلکہ انہیں اندرونی طور پر اطمینان بھی حاصل ہوتا ہے۔

5- ڈالٹن پلان کے اصول (Principles of Dalton Plan)

ڈالٹن پلان کے دو بنیادی اصول ہیں:۔

i- آزادی کا اصول (Principle of Freedom)

اس اصول کے تحت آزادی کے ساتھ تخلیقی صلاحیت کو پروان چڑھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کا آغاز افراد کی دلچسپیوں سے ہوتا ہے۔

ii- باہمی تعاون کا اصول (Principle of Cooperation)

اس اصول کو اپنانے سے طلبہ کو سماجی مہارتوں پر عبور حاصل کرنے میں مدد ملتی ہے، نیز سٹاف افراد کے ساتھ مل کر کام کرنے سے انہیں وسعت نظر حاصل ہوتی ہے۔ آزادی اور باہمی تعاون تجربے سے ظاہر ہوتا ہے، ڈالٹن پلان طلبہ کو گروہ جماعت کے معمولات میں حقیقی تجربہ فراہم کرنے کے لئے تشکیل دیا گیا ہے۔

6- نصاب (Curriculum)

ڈالٹن پلان کا نصاب پہلے سے طے شدہ لیکن لچکدار ہوتا ہے، پہلے پروگرام میں طلبہ کا تعلم ذاتی نشوونما کے مطابق ہوتا ہے، بنیادی مہارتوں کی تدریس میں استاد مختلف بچوں کے ساتھ مختلف رفتار اپناتا ہے اس سے ہر بچہ ذاتی اور تعلیمی کامیابی حاصل کر لیتا ہے۔ تعلیم کا عمل یا تو ایک ایک کر کے ہوتا ہے یا پھر پوری جماعت کی سرگرمیوں کے ذریعے انجام پاتا ہے۔ بچوں کو آزادانہ طور پر سیکھنے اور فعال کردار ادا کرنے کیلئے ہر ورسے پر مواقع مہیا کئے جاتے ہیں، نصاب کو منفرد تعلمی تجربات سے بھرپور بنایا جاتا ہے۔ پروگرام کا نصاب مختلف تعلیمی دوروں تک پھیلایا جاتا ہے جس کے لئے شہر کے کئی دلچسپ بروئے کار لائے جاتے ہیں، اس سلسلے میں ڈالٹن کا میٹروپولیٹن میوزیم آف آرٹ، میوزیم آف نیچرل ہسٹری اور دیگر اداروں کے ساتھ اشتراک قائم کیا گیا۔ ان دوروں کو بچوں کے تعلیمی تجربات کا لازمی حصہ قرار دیا گیا، نیسرے گریڈ کے طلبہ کے لئے ایک رات کا ٹرپ تجویز کیا گیا۔

7- گھر کا کام (Homework)

ڈالٹن پلان کے تحت سیکنڈ گریڈ میں باقاعدگی کے ساتھ گھر کے لئے ریگی اسائنمنٹس دینا شروع کی جاتی ہیں۔ اس سے بچے کا کام مکمل کرنے کے عزم کا اظہار ہوتا ہے۔ ہوم ورک اس لئے ترتیب دیا جاتا ہے تاکہ بچہ ٹائم مینجمنٹ کو سیکھنے کا آغاز کرے، گھر میں کام کرنے کا معمول بنائے اور سکول کے کام کے حوالے سے ذمہ داری کا مظاہرہ کرے۔ ہوم ورک ایسے ڈیزائن کیا جاتا ہے جس سے طالبعلم کو مکمل طور پر مکمل آزادی کے ساتھ کام کرنے

کا موقع ملے۔ والدین کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ ہوم ورک کے لئے موزوں ترین وقت اور مقام کے تعین میں طلبہ کی مدد کریں۔ بعض اوقات کنڈرگارٹن اور پہلے گریڈ میں بھی ہوم ورک اسائنمنٹس دی جاتی ہیں۔

پہلے پروگراموں میں ہوم ورک اسائنمنٹ دینے کا مقصد طلبہ میں یہ احساس اجاگر کرنا ہے کہ سکول کے کام کیلئے مکمل توجہ اور تعلم وضبط ضروری ہے۔

8- مونٹیسوری اور ڈالٹن پلان کے مماثلات اور اختلافات

Similarities & Differences Between Montessori & Dalton Plan

مونٹیسوری اور پارکرسٹ کے پروگراموں میں کافی حد تک مماثلت پائی جاتی ہے تاہم کئی پہلوؤں سے ایک دوسرے سے کافی مختلف ہیں۔ چند ایک مماثلات درج ذیل ہیں:۔

i- طلبہ آزادی مہیا کرنا،

ii- مخصوص تعلمی مواد کے ذریعے آزاد اور انفرادی تعلم پر زور،

iii- ہر پروگرام کے علم کیلئے تحریک وترغیب اور تعلم وضبط کی اثر پذیری پر یقین۔

مونٹیسوری اور پارکرسٹ کے پروگراموں میں مندرجہ ذیل اختلافات پائے جاتے ہیں۔

i- ڈالٹن پلان میں استاد کا کردار مونٹیسوری طریقے کے مقابلے میں زیادہ ہے، پارکرسٹ کی اسائنمنٹ از خود سیکھنے والی نہیں ہیں، کسی حد تک ایسا ہے تو بھی اسے مونٹیسوری کے تعلمی مواد جیسا قرار نہیں دیا جا سکتا۔ پارکرسٹ کا ماننا ہے کہ سرسن میں ہیلی طور پر تحریک اور انفعالی اثر موجود ہوتا ہے قطع نظر اس کے کہ سرگرمی کا مواد کیا ہے۔ مونٹیسوری کے مطابق [illegible] مواد پر ہوتا ہے، خاص طور پر جب سرگرمی کا مواد فطرتاً نشوونما کے عین مطابق ہوتا ہے تو یہ حلق زیادہ موثر ہوتا ہے۔

iii- ڈالٹن پلان میں اساتذہ اپنے طور پر یا ساتھی اساتذہ کے [illegible] اسائنمنٹس تیار کرتے ہیں، اس کیلئے طلبہ کی صلاحیتوں اور انہیں درپیش [illegible] کو مدنظر رکھا جاتا ہے، ایسا وہ [illegible] کرتے ہیں جو مونٹیسوری طریقے میں پہلے سے تیار شدہ مواد استعمال کیا جاتا ہے۔ اس میں بچے کی نشوونما کے [illegible] کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

سوال 4- پاؤلوفریری (Paulo Freire) کا تنقیدی نظریہ تدریس کیا ہے، اس کی خصوصیات واضح کریں؟

جواب:1- پاؤلوفریری (1921-1997ء) کا تنقیدی نظریہ تدریس

Paulo Freire (1921-1997)(Critical Pedagogy)

پاؤلوفریری (Paulo Freire) کا شمار بیسویں صدی کے نامور تعلیمی مفکرین میں ہوتا ہے، انہوں نے

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

تعلیم امن، تعلیم بالغاں، غیر رسمی تعلیم اور تنقیدی خواندگی پر گہرے اثرات مرتب کئے، پاؤلو فریری برازیل کے شمال مشرقی علاقہ ریسیف (Recife) میں پیدا ہوا، فریری اس متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والے خاندان میں پروان چڑھا جو کساد عظیم (Great Depression) کے دوران مشکلات سے دوچار تھا، نتیجتاً فریری نے تعلیمی مواقع پر غربت کے اثرات کا براہ راست مشاہدہ کیا، اس نے اس کی زندگی پر گہرا اثر قائم کیا۔

فریری کے خیالات جو کہ تنقیدی فن تدریس (Critical Pedagogy) میں ڈھلے، برازیل کی سماجی، سیاسی اور معاشی حقائق کے زیر اثر تھے۔ فریری کے مطابق کوئی بھی مسئلہ ایسا نہیں ہے جو حالات و واقعات سے متاثر نہ ہو، اس نے تعلیمی نظام کو دو الفاظ "Domesticating" یعنی سدھانا اور پرابلم بینکنگ (Banking) کا استعمال کرتے ہوئے واضح کیا۔ اس نے بینکنگ کا موازنہ اس تعلیم سے کیا جو وہ لبریٹنگ (Liberating) یا پرابلم پوزنگ ایجوکیشن (Problem Posing Education) کا نام دیتا ہے۔

پرابلم پوزنگ ایجوکیشن (Problem Posing Education) فریری کے تنقیدی فن تدریس کا اصل فریم ورک ہے۔ وہ اسے ایسی تعلیم قرار دیتا ہے جس میں لوگ تنقیدی انداز میں ادراک حاصل کرنے کی صلاحیت کو ترقی دیتے ہیں۔ یوں لوگ کانشیئنائزیشن (Conscientization) یعنی حالات سے مکمل واقفیت اور اس کی درستگی کیلئے فیصلہ کرنے کی قوت کی جانب بڑھتے ہیں۔ کانشیئنائزیشن (Conscientization) کے لئے ضروری ہے کہ طلبہ اور اساتذہ حقائق کو تنقیدی نظر کے ساتھ پرکھنا سیکھیں۔

فریری نے اس تعلیم کی مندرجہ ذیل چار جہتیں بیان کی ہیں:۔

i- تعلیم کا مطلب حقائق کا تنقیدی فہم حاصل کرنا ہے،
ii- تعلیم کا مطلب حالات کو بدلنے اور مثالی معاشرت کے قیام کیلئے پرعزم ہونا ہے۔
iii- تعلیم کا مطلب ایسے افراد تیار کرنا ہے جو یہ تبدیلی لا سکتے ہوں۔
iv- تعلیم کا مطلب بحث مباحثہ اور مذاکرہ ہے۔

2- فریری کا مقصد تعلیم (Freire's Aims of Education)

فریری (Freire) کا فلسفہ پسے ہوئے افراد کے انتہائی احترام اور اس دنیا کے فہم و ادراک سے شروع ہوتا ہے جس میں وہ رہتے ہیں۔ فریری کا ماننا ہے کہ پسے ہوئے طبقات تنقیدی فکر اپناتے ہوئے اگر عملی اقدامات اٹھائیں تو وہ اپنے حالات بدل سکتے ہیں، اور ایسا تعلیم کے ذریعے ممکن ہوتا ہے، جب پسے ہوئے طبقات اپنی ثقافت، تاریخ، مذہب، شفا بخش روایات، تاریخ ورثہ وغیرہ کے بارے میں علم حاصل کرتے ہیں تو ان کی زندگیوں میں تبدیلی آتی ہے، اس سے انہیں قوت حاصل ہوتی ہے۔ تاہم فریری کا کہنا ہے کہ تعلیم بذات خود حالات کا شکار ہے اور یہ پسے ہوئے

طبقات کو مزید دباؤ کا شکار کر رہی ہے، اس لئے حالات میں تبدیلی کے لئے تعلیم میں اصلاح کی ضرورت ہے۔

3- فریری کا نصاب (Freire's Curriculum)

فریری کا اصرار ہے کہ نصاب لوگوں سے حاصل ہونا چاہیے اور لوگ خود اسے تیار کریں۔ نصاب ان حالات سے متعلق ہونا چاہیے جن سے لوگ دوچار ہیں، اس لئے ضروری ہے کہ ماہر تعلیم یا استاد کمرہ جماعت میں موجود طلبہ کا ان حالات کے تناظر میں جائزہ لے جن سے وہ دوچار ہیں، تاکہ تعلیم کے لئے ایسے الفاظ، خیالات، حالات اور عادات کو بروئے کار لایا جا سکے جو کہ ان کی زندگی میں مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔ فریری کا کہنا ہے۔ نصاب طلبہ کے تجربات پر مبنی ہونا چاہیے، اس کو ایسا بنایا جانا چاہیے جس سے وہ اپنے حالات و واقعات کا تجزیہ کر سکیں۔ وہ چاہتا ہے طلبہ کو اختیار دیا جائے کہ وہ نصاب کے موضوعات پر بات کریں اور اس کا جائزہ لے سکیں۔ نصاب میں صنفی، نسلی اور طبقاتی تفریق نہیں ہونی چاہیے۔ نصاب کے تعین کے بعد کورس کے مواد کا انتخاب طلبہ کے خیالات اور ان کی زبان کے مطابق ہونا چاہیے۔ نصاب کو نا قابل فہم انداز میں پیش نہیں کرنا چاہیے بلکہ طلبہ کے سامنے مسئلہ رکھا جانا چاہیے جس پر وہ بات کریں اور اس کے حل کیلئے کام کر سکیں۔

4- فریری کا تنقیدی طریقہ تدریس (Freire's Critical Pedagogy)

فریری کے تنقیدی فن تدریس میں تنقیدی شعور کا ہدف شامل ہے، اس کے تدریسی طریقے طالبعلم مرکوز ہیں جس میں طلبہ کو تنقیدی طور پر [illegible] کی جاتی ہے۔ یہ تدریسی طریقے درج ذیل ہیں:۔

(i) مکالماتی شعور کی بیداری (Dialogical Conscio[illegible] Rising)

تعلیم نیو مکالمے کو کلاسک کا درجہ حاصل ہے فریری نے فن تدریس میں اس مرکزی حیثیت دی ہے۔ مکالمہ دراصل افراد کے درمیان ہوتا ہے دنیا جس کی [illegible] ہے، یہ مکالمہ ایسے افراد کے درمیان نہیں ہو سکتا ہے جن میں ایک دنیا کو شناخت کرنا چاہتا ہے اور دوسرا نہیں [illegible] شناخت کرنے اور اسے حل کرنے کا بہترین طریقہ ہے۔ مکالمہ اس لحاظ سے بھی مفید ہے کہ اس میں افراد کو دوسروں کے تجربات سے استفادہ کرنے کا موقع ملتا ہے۔ فریری کے مطابق مکالمہ ایک ضرورت ہے اس میں دنیا اور اس میں بسنے والے لوگوں کے بہتری کی امید اور باہمی اعتماد موجود ہونا چاہیے، یہ مکالمہ تب مفید ہوتا ہے جب اس میں تنقیدی فکر شامل ہو اس پھر تبدیلی کا سفر شروع ہوتا ہے۔ جبکہ تنقید فکر پرابلم پوزنگ تعلیم سے حاصل ہوتی ہے۔

(ii) عملی مشق یا دستور العمل (Praxis)

جب طالبعلم تنقیدی مفکر بنتا ہے تو انسانیت آموزی، خدا ترسی اور تہذیب اخلاق کا آغاز ہوتا ہے۔ فریری نے اسے عملی دستور العمل کا نام دیا ہے، وہ اسے فکر و عمل سے تعبیر کرتا ہے، تاہم فریری کا ماننا ہے کہ یہ عمل تعلیم کے

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

تحکمانہ انداز میں شروع نہیں کیا جاسکتا، اس کا کہنا ہے کہ یہ عمل مکالمے اور غور وفکر سے شروع ہوتا ہے۔

(iii) تشکیل وتخلیق کا مرکزی خیال اور اصول سازی (Generative Themes and Codification)

فریری کے مطابق تعلیمی تجربے کو موزوں ترین اور اہم بنانے کیلئے ضروری ہے کہ طلبہ اور اساتذہ باہم مل کر پروگرام، مواد اور تعلیمی یونٹ کی تخلیق کیلئے مرکزی خیال کا انتخاب کریں، اس مرکزی خیال اور انداز کو "Generative Themes" کا نام دیا گیا ہے۔ ان کو اصولوں کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے جو کہ الفاظ، جملے یا، [illegible] کوئی تصویر ہو سکتے ہیں۔ مثر کا میں میں صلاحیت ہونی چاہیے کہ وہ محض انہیں دیکھنے کے بجائے [illegible] انداز میں غور وفکر کر سکیں، اس سے مثر کا کو یہ موقع ملے گا کہ وہ مداخلت کریں اور معاشرے میں تبدیلی کا آغاز کر سکیں۔

5- تدریس وتعلم کا ماحول (Teaching Learning Environment)

فریری کے مطابق تدریس وتعلم وہ انسانی تجربات ہیں جس کے سماجی اثرات مرتب ہوتے ہیں، کمرہ جماعت اس وقت مرکز دانش نہیں رہتا جب یہ علم کی محض منتقلی کا ذریعہ بن جائے اور طلبہ کو فکر کی قوت عطا نہ کرے۔ فریری طلبہ کو نفس مضمون، نظریات، تعلمی عمل اور معاشرے پر تنقیدی انداز میں غور کرنے کی دعوت دیتا ہے، اس کے مطابق استاد کو چاہیے کہ وہ طلبہ کی زندگی سے متعلق مسائل کو طلبہ کے سامنے پیش کرے۔ تاکہ وہ اس پر تنقیدی انداز میں غور وفکر کر کے ان کا حل ڈھونڈ سکیں۔ وہ لیکچر کے طریقے کو مسترد کرتا ہے جس میں تمام طلبہ خاموشی کے ساتھ محض استاد کو سننے پر اکتفا کرتے ہیں۔ فریری کے مطابق تدریس وتعلم کے ماحول میں مندرجہ ذیل بنیادی خصوصیات پائی جانی چاہئیں۔

i- شراکتی (Participatory)

سیکھنے کے عمل کو ایسا ہونا چاہیے جس میں طلبہ بھرپور طور پر شریک ہوں، مکالمہ کریں اور لکھیں، محض استاد کی بات سننے پر اکتفا نہ کریں۔

ii- مکالماتی (Dialogic)

کلاس کا انداز مکالماتی ہونا چاہیے، مکالمہ اس مسئلے پر ہونا چاہیے جسے طلبہ اور اساتذہ نے موضوع کے طور پر پیش کیا ہو، اس سلسلے میں استاد کو آغاز کرتے ہوئے رہنمائی کا فریضہ انجام دینا چاہیے، پھر طلبہ کو مکالمے میں بھرپور طور پر شریک ہونا چاہیے۔

Elmas Ali

iii- جمہوری (Democratic)

کمرہ جماعت کا ماحول جمہوری ہونا چاہیے جو کہ اساتذہ اور طلبہ کی باہمی کاوش سے تشکیل پائے، طلبہ کو

مکالمہ میں حصے لینے کا مساوی حق ہونا چاہیے، انہیں یہ بھی اختیار ہونا چاہیے کہ وہ نصاب کے تعین کے حوالے سے اپنا نقطہ نظر پیش کر سکیں، بلکہ انہیں دعوت دی جانی چاہیے کہ آئیں مل کر نصاب تشکیل دیں۔

iv- سرگرم عمل (Activist)

کمرہ جماعت کو فعال اور سرگرم ہونا چاہیے، یعنی کمرہ جماعت کا ماحول ایسا ہونا چاہیے جس میں پیش کئے گئے مسئلے پر طلبہ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور مسئلے کے حل کے لئے بھرپور شرکت کریں،

v- مؤثر (Effective)

تدریس وتعلم کا ماحول ایسا ہونا چاہیے جو کہ بشری احساسات کو اجاگر کرے اور طلبہ میں یہ صلاحیت پیدا کرے کہ وہ حالات کے تعمق مطالعے کے بعد اصلاح کیلئے اقدامات اٹھا سکیں۔

6- تاداور طالبعلم کا تعلق (Teacher-Taught Relationship)

[illegible] کے مطابق استاد کو انسانیت پر مکمل یقین ہونا چاہیے، اسے پتا ہونا چاہیے کہ تعلیم کا مقصد محض لوگوں [illegible] اس قابل بنانا ہے کہ وہ اپنی معیشتوں سے خلاصی حاصل کر سکیں۔ استاد کو چاہیے کہ وہ طلبہ کے سامنے حل طلب مسائل رکھے ان سے فکر انگیز سوال کرے، نیز طلبہ کو بھی موقع دے کہ وہ اپنے ماحول میں موجود خرابیوں پر انگلی اٹھا سکیں [illegible] دور کرنے کے لئے اقدامات تجویز کر سکیں۔ استاد کو چاہیے کہ وہ خود کو بھی طالبعلم تصور کرے جو کہ اپنے [illegible] سیکھتا ہے۔

7- تصوراتی ذرائع (Conceptual Tools)

فریری طلبہ اور اساتذہ دونوں اپنی نسل، طبقہ، صنف کو [illegible] کر مکالمے میں حصہ لینے کا کہتا ہے، یہ مکالمہ ایسے افراد کے درمیان ہوتا ہے جن کے تجربات ایک [illegible] سے کافی مختلف ہیں، ایسے میں تنقیدی انداز میں تحقیق کے لئے تصوراتی ذرائع کو بروئے کار لانا پڑتا ہے۔

8- بینکنگ ایجوکیشن (Banking Education)

فریری روایتی نظام تعلیم کو بینکنگ ایجوکیشن کہتے ہیں، جس میں غور وفکر [illegible] کی گنجائش نہیں، جیسے بینک میں رقوم جمع ہو جاتی ہیں ویسے ہی اس نظام میں [illegible] طلبہ کے اذہان میں ذخیرہ کر دیا جاتا ہے، یہ بینکنگ ایجوکیشن پسے ہوئے طبقات کو ابھرنے نہیں دیتی اس سے استحصال کا نظام برقرار رہتا ہے، معاشرہ جمود کا شکار ہو جاتا ہے۔ فریری اس نظام تعلیم کو تنقید کا نشانہ بناتا ہے، اس کے مطابق اس نظام میں طلبہ تنقیدی فکر نہ اپنانے کی وجہ سے رائج امور پر سوال نہیں اٹھاتے وہ اسی نظام کا حصہ بنے رہتے ہیں، اس لئے تبدیلی کا امکان بھی مفقود

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com

USMAN NOTES | AIOU Code 8609 Helping Key Book (Philosophy of Education (B.Ed))
Official Website: www.usmannotes.com | WhatsApp Orders: +92 324 5836626

ہو جاتا ہے، وہ طلبہ کو ناقدانہ فکر عطا کرنا چاہتا ہے تا کہ طلبہ اپنے حالات واقعات پر غور و فکر کے اس میں اصلاح کے لئے اقدامات اٹھا سکیں۔

9- مسئلہ پیش کرنے کا طریقہ (Problem Posing Method)

فریری (Freire) نے بینکنگ ماڈل کی جگہ مکالماتی انداز میں مسئلہ پیش کرنے کا طریقہ تجویز کیا ہے۔ اس طریقے کے تحت استاد اور طلبہ باہم مل کر علم اور کائنات کے بارے میں مشترکہ تحقیق کرتے ہیں، اس سے طلبہ اپنے حالات کو مقدر سمجھ کر نہیں بیٹھ جاتے بلکہ اپنا مقدر خود سنوارنے کیلئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، وہ حالات و واقعات کا تنقیدی جائزہ لیتے ہیں، سوال اٹھاتے ہیں، جواب تلاش کرتے ہیں، اور پھر تبدیلی لانے کے لئے عملی اقدامات کرتے ہیں۔

10- ثقافتی چکر (Culture Circle)

فریری کے مکالماتی تعلیمی نظام کی بنیاد ثقافتی چکر ہے، اس میں طلبہ اور کوآرڈینیٹر پیداواری خیالات (Generative Themes) کو زیر بحث لاتے ہیں جو کہ طلبہ کی زندگیوں میں خاص اہمیت حامل ہوتے ہیں۔ فطرت، ثقافت، کام، تعلق وغیرہ سے متعلق یہ خیالات اساتذہ اور طلبہ شراکتی تحقیق (Cooperative Research) سے دریافت کرتے ہیں، پھر ان خیالات کی اصول سازی (Codification) کی جاتی ہے، عام طور پر اسے بصری طور پر پیش کیا جاتا ہے، اسے شرکا کے درمیان مکالمے میں مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے، طلبہ جب اسے ڈی کوڈ (Docode) کرتے ہیں تو انہیں پتا چلتا ہے کہ یہ تو وہی حالات ہیں جن میں وہ رہ رہے ہیں، پھر اس کے بعد تنقیدی فکر کا آغاز کیا جاتا ہے، یوں معاشرے میں تبدیلی کا آغاز ہوتا ہے۔

حالانکہ کوڈی فکیشن (Codification) نوجوان طلبہ میں پرنٹ لٹریسی کے فروغ میں کافی معاون ہے تاہم فریری (Freire) اس کے لئے میکانیکی انداز تجویز نہیں کرتا بلکہ وہ تخلیق اور شعور کی بیداری کے طریقے کو اپنانے کا درس دیتا ہے۔ فریری (Freire) نے متبادل طریقہ ہائے تدریس کے لئے راہ ہموار کی ہے، ایکشن ریسرچ (Action Research)، دوران ملازمت تربیت، تعلیم بالغاں جیسے نئے طریقوں سے اب معاشرتی تبدیلی کا عمل اب آسان ہو رہا ہے۔

Elmas Ali

☆☆☆☆☆

USMAN NOTES - Pakistan's #1 AIOU Solved Portal WhatsApp Support: +92 324 5836626
www.usmannotes.com